سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

ہفتہ' 1۔ فروری 1992ء

(شنبہ' 26 رجب المرجب 1412ھ)

جلد 7۔ شمارہ 1

(بشمول شمارہ جات 1 تا 2)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ :---------- 1

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل---------- 2

اراکین اسمبلی کا حلف---------- 2

تعزیت کی قراردادیں---------- 2

مسلہ استحقاق :-

وزیر اعلیٰ کی جانب سے نوٹس برائے طلبی توجہ کے غلط جواب کی فراہمی۔ 12

(جاری.....)

- شیخ زید ہسپتال کے ایڈمنسٹریٹر کی جانب سے اسلام' پاکستان اور
شعائرے اسلام کے بارے میں توہین آمیز جملوں کا استعمال-------- 17
تحاریک التوائے کار :-
انجینئرنگ کونسل ایکٹ کی خلاف ورزی۔ ---------- 20
- محکمہ اوقاف کی اراضی کی سستے داموں فروخت---------- 25
چنیوٹ کے قریب دریائے جناب کے پل کی تعمیر نو میں
حکومت کی غفلت اور لاپرواہی---------- 26
مجالس قائمہ کی رپوٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا---------- 32
مجالس قائمہ کی رپوٹوں کا ایوان میں توسیع کے لیے پیش کیا جانا------ 32
مسودات قانون :- (جو ایوان میں پیش کیے گئے)
مسودہ قانون کچی آبادیاں پنجاب بابت 1992ء ---------- 34
- ہنگامی قانون (ترمیم) ادائیگی بھتا جات خصوصی
ملازمین پنجاب 1991ء---------- 35
- ہنگامی قانون (ترمیم) پنجاب ملک مصدرہ 1992ء ---------- 35
قرار داد :
کپاس کی خرید داری کے بارے میں وفاقی حکومت کو سفارشات----- 36

اجلاس کی طلبی کا فرمان

ORDER

In exercise of the powers conferred by Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Main Muhammad Azhar, Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Saturday, the Ist February, 1992 at 3.00 P.m. in the Assembly Chambers of Lahore.

Dated LAHORE, the

18th January, 1992

MIAN MUHAMMAD AZHAR

Governor of the Punjab

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس)

ہفتہ '1۔ فروری 1992ء

(شنبہ '6 2۔ رجب المرجب 1412ء)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 30 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ﴿۲۵﴾
وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ﴿۲۶﴾ اِنَّ
الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ﴿۲۷﴾ وَاِمَّا
تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ﴿۲۸﴾ وَلَا تَجْعَلْ
يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ اِنَّ
رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ
خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ سورہ بنی اسرائیل آیات 25 تا 30

جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے تمہارا پروردگار اس سے بخوبی واقف ہے۔ اگر تم نیک ہو گے تو وہ رجوع لانے والوں کو بخش دینے والا ہے ○ اور رشتہ داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ ○ کہ فضول خرچی کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار (کی نعمتوں) کا کفران کرنے والا (یعنی ناشکرا) ہے ○ اگر تم اپنے پروردگار کی رحمت (یعنی فراخ دستی) کے انتظار میں جس کی تمہیں امید ہو ان (مستحقین) کی طرف توجہ نہ کر سکو تو ان سے نرمی سے بات کہہ دیا کرو ○ اور اپنے ہاتھ کو نہ تو گردن سے بندھا ہوا (یعنی بہت تنگ) کر لو (کہ کسی کو کچھ دو ہی نہیں) اور نہ بالکل کھول ہی دو (کہ سبھی کچھ دے ڈالو اور انجام یہ ہو) کہ ملامت زدہ اور درماندہ ہو کر بیٹھ جاؤ ○ بے شک تمہارا پروردگار جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور (جس کی روزی چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے' وہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اور ان کو دیکھ رہا ہے

وما علینا الا البلاغ

وزیر صنعت: (Point of order) جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ اجلاس کی کارروائی شروع کی جائے' میری درخواست ہے کہ ملک کے مایہ ناز صحافی.....

جناب سپیکر: جی آپ تشریف رکھیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! Point of order

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل

جناب سپیکر: پراچہ صاحب' آپ بھی تشریف رکھیں۔

سیکرٹری صاحب' پہلے آپ Panel of Chairmen کا اعلان کریں۔

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحیثیت ترتیب و تقدیم مندرجہ ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

1۔ ڈاکٹر محمد افضل اعزاز

2۔ خانزادہ تاج محمد خان

3۔ بیگم راج حمید گل

4۔ مہر غلام دستگیر لک

وزیر صنعت: Point of order

اراکین اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: مہر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ ہمارے دو معزز نو منتخب اراکین اسمبلی تشریف لائے ہیں' ان کا ابھی oath ہونا ہے' ان کے نام چودھری غلام رسول اور سید محمد بن یامین شاہ رضوی ہیں۔ دونوں صاحبان ایوان میں تشریف فرما ہیں۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب اراکین اسمبلی نے حلف اٹھایا)

تعزیت کی قراردادیں

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون کچھ تعزیتی قرار دادیں پیش کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! کچھ تعزیتی قراردادیں ہیں۔ یہ میں نے جس ترتیب

سے اسمبلی سیکرٹریٹ میں دی ہیں اسی ترتیب سے پیش کرنا چاہوں گا۔ پہلی قرار داد خواجہ محمد صفدر مرحوم سے متعلق ہے۔ اسی موضوع پر ایک قرارداد میرے بھائی جناب محمد منشاء اللہ بٹ صاحب جو سیالکوٹ سے ایم پی اے ہیں' نے دی ہے۔ یہ قرارداد وہ پہلے پیش کر لیں اس کے بعد میں اپنی قراردادیں بھی بالترتیب پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: یہ تعزیت کی قراردادیں ہیں۔ ایک منشاء اللہ بٹ صاحب کی طرف سے ہے اور باقی قراردادیں وزیر قانون پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں منشاء اللہ بٹ صاحب کو اپنی قرارداد پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

جناب محمد منشاء اللہ بٹ: شکریہ' جناب والا!

"یہ ایوان تحریک پاکستان کے نامور کارکن' سابق قائد حزب اختلاف' مغربی پاکستان اسمبلی اور سابق چیئرمین مجلس شوریٰ خواجہ محمد صفدر کی وفات حسرت آیات پر اپنے گہرے رنج و الم کا اظہار کرتا ہے اور دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

خواجہ صاحب مرحوم نے حب الوطنی' اصول پرستی اور دیانت داری کے جو اعلےٰ معیار قائم کیے وہ قابل صد ستائش ہیں۔ خواجہ صاحب موصوف نے وطن عزیز کی سیاست میں شرافت کے اصولوں کو نہ صرف رائج کیا بلکہ خود بھی ان پر عمل پیرا رہے۔ وہ ایک عظیم محب وطن اور منجھے ہوئے پارلیمنٹیرین تھے اور ملک و ملت کے لیے ان کی گراں قدر خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔"

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ دوسری قرارداد سینیٹر بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) قیوم ملک صاحب کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر: جی! ارشاد فرمائیے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

"یہ ایوان سینیٹر بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) قیوم ملک صاحب مرحوم کی وفات پر گہرے دکھ اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم ایک محب وطن' نڈر اور بیباک انسان تھے۔ جنہوں نے اپنی بہادری اور انتظامی قابلیت کے جوہر عسکری میدان میں دکھائے اور سیاسی بصیرت کا اظہار سیاسی میدان میں کیا۔ ان کی ناگہانی وفات سے ملک ایک قابل فخر سپاہی اور گراں قدر سیاستدان سے محروم ہوگیا ہے۔ اللہ

تعالیٰ مرحوم کو مغفرت عطا کرے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین!"

یہ قرارداد میر خلیل الرحمٰن صاحب کے بارے میں ہے۔ جناب سپیکر! اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی! ارشاد فرمائیے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

"یہ ایوان جناب میر خلیل الرحمٰن صاحب کی ناگہانی وفات پر تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم تحریک پاکستان کے سرگرم کارکن اور قائداعظمؒ کے معتمد ساتھیوں میں سے تھے۔ وہ ایک بلند پایہ صحافی تھے۔ جنہوں نے ملک میں پر مغز' باضمیر' نڈر اور جدید صحافت کی بنیاد رکھی۔ اور نشرواشاعت کے میدان میں جدید تکنیک کو متعارف کرایا۔ ان کی ناگہانی وفات سے ملک ایک بلند پایہ صحافی' سچے مسلمان اور محب وطن پاکستانی سے محروم ہوگیا ہے' ایوان دعا گو ہے کہ خدائے بزرگ و برتر مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!"

جناب والا! اس کے بعد یہ قرارداد رائے عبدالرزاق مرحوم کے بارے میں ہے۔ اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی! ارشاد فرمائیے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

"یہ ایوان رائے عبدالرزاق مرحوم کی اچانک اور ناگہانی وفات پر اظہار تعزیت کرتا ہے۔ مرحوم ایک زیرک سیاست دان اور تجربہ کار پارلیمنٹیرین تھے۔ ان کی وفات سے ملک ایک محب وطن سیاستدان سے محروم ہوگیا ہے۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!"

جناب سپیکر! یہ قرارداد ڈاکٹر غلام رسول مرحوم کے بارے میں ہے۔ اجازت ہو تو پیش کروں؟

جناب سپیکر: یہ قرارداد چودھری اختر رسول رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کے والد محترم کے بارے میں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

"یہ ایوان ڈاکٹر غلام رسول کے انتقال پر ملال پر تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ شعبہ تعلیم اور کھیل کے میدان میں مرحوم کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ ان کی وفات سے ملک ایک ماہر تعلیم اور ہاکی کے سرپرست سے محروم ہوگیا ہے۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین!"

یہ قرارداد راجہ اشفاق سرور' وزیر جنگلات' جنگلی حیات و ماہی پروری کے بھائی ڈاکٹر محمد مشتاق صاحب کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

"یہ ایوان ڈاکٹر محمد مشتاق صاحب جو کہ ہمارے ایم پی اے راجہ اشفاق سرور کے بھائی تھے' کی وفات پر تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم پیشہ ورانہ عقیدت اور مہارت کا نمونہ تھے۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین!"

جناب والا! یہ قرارداد جناب ضیاء الاسلام انصاری صاحب کے بارے میں ہے۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں یہ پیش کروں۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: "جناب والا! یہ ایوان ملک کے ایک ممتاز صحافی سابق ایڈیٹر روزنامہ "مشرق" ضیاء الاسلام انصاری کی وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کرتا ہے اور ان کی صحافتی خدمات کو سراہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو مغفرت عطا کرے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین!"

جناب والا! یہ تعزیت کی قراردادیں تھیں۔ میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ان تمام مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر: یہ جو قراردادیں پیش کی گئی ہیں ان میں سے ایک منشاء اللہ بٹ صاحب نے خواجہ محمد صفدر صاحب کے لیے اور جناب وزیر قانون نے بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) عبدالقیوم ملک' میر خلیل الرحمٰن' رائے عبدالرزاق' ڈاکٹر غلام رسول چودھری' ڈاکٹر محمد مشتاق اور چیف ایڈیٹر روزنامہ "مشرق" جناب ضیاء الاسلام انصاری کے بارے میں تعزیتی قراردادیں پیش کیں۔ میرے خیال میں سب کو ان سے اتفاق ہے۔

وزیر زراعت: نکتہ وضاحت پر میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! اس معزز ایوان کی روایات رہی ہیں کہ جب بھی' خاص طور پر ایسی شخصیت جو اس ایوان کی معزز رکن رہی ہو یا قائد حزب اختلاف رہی ہو یا اور کسی اہم پوزیشن میں رہی ہو اس کی تعزیتی قرارداد ہمیشہ قائد حزب

اختلاف یا جو ان کو represent کر رہے ہوتے ہیں انہوں نے ہاؤس میں پیش کی، یہ اس ایوان کی روایت بھی ہے۔ اس لیے میری آپ سے ادب کے ساتھ گزارش ہے کہ خواجہ محمد صفدر کی قرارداد بھی اس وقت کے قائد ایوان کی طرف سے پیش ہونی چاہیے۔ اگر میرا علم غلط ہے تو میں اس کی جناب والا وضاحت چاہوں گا۔

جناب سپیکر: چودھری محمد اقبال نے بجا فرمایا ہے کہ خواجہ صفدر مرحوم نہ صرف ایک نہایت محب وطن انسان تھے۔ ان کی سیاسی اور سماجی خدمات اس ملک کے لیے بہت بڑا اثاثہ ہیں اور وہ اس ایوان کے قائد حزب اختلاف بھی رہے ہیں۔ اس لحاظ سے چودھری صاحب کی بات درست ہے۔ لیکن یہ قرارداد دونوں صاحبان جناب منشاء اللہ بٹ اور سردار نصراللہ دریشک کی طرف سے آئی ہے۔ جو منشاء اللہ بٹ صاحب نے پیش کی ہے۔ بہرصورت یہ قراردادیں اب پیش ہو چکی ہیں۔ سب صاحبان کو اس سے اتفاق ہے۔ لہٰذا اب ہم ان کی مغفرت کے لیے اور ان کے پسماندگان کے صبرِ جمیل کے لیے فاتحہ خوانی کریں۔

(اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

میر بادشاہ خان آفریدی: جناب سپیکر! وزیر قانون بھی بھول گئے ہیں اور میرے دوست محرک بھی بھول گئے۔ تحریک آزادی کشمیر کے نامور مجاہد اور پاکستان میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے علم بردار "مولانا ظفر احمد انصاری" بھی ہمارے اجلاس کے بعد وفات پا گئے ہیں۔ اگر ان کا نام بھی اس فہرست میں شامل کر لیا جائے تو شکر گزار ہوں گا۔

جناب سپیکر: ایسا کیا کریں کہ ابتدا میں لکھ کر دے دیا کریں اب آپ وزیر قانون سے رابطہ کر لیں یا آپ ذاتی طور پر لکھ کر مجھے دے دیں' میں آپ کو ذاتی طور پر بھی اجازت دے سکتا ہوں۔

میر بادشاہ خان آفریدی: مہربانی جناب!

جناب فرید احمد پراچہ: اور مولانا متین ہاشمی صاحب کے بارے میں بھی۔

جناب سپیکر: اگر آپ یہ اپنے طور پر پیش کرنا چاہتے ہوں تو پیش کر سکتے ہیں' اور اگر چاہیں تو یہ وزیر قانون کو دے دیں۔ اس ایوان میں قرارداد پیش کرنے کے لیے ایک criteria رہا ہے۔ میں آپ سب صاحبان سے کہوں گا کہ اس کو بھی ملحوظ خاطر رکھیں اور اس سلسلے میں اگر کوئی قرارداد آپ باتفاق رائے لانا چاہتے ہوں یا کوئی ممبر انفرادی طور پر لانا چاہتا ہو تو وہ وزیر قانون اور قائد حزب اختلاف سے رابطہ کر لے تاکہ ایک consensus بن جائے۔ یہ قرارداد آج نہیں کل بھی

پیش ہو سکتی ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ : لیکن جناب سپیکر! دعائے مغفرت کرنے کے لیے تو کوئی criteria نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی criteria ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ: دعائے مغفرت میں تو ان کو شامل کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: مجھے ذاتی طور پر اس میں کوئی اعتراض نہیں لیکن دعائے مغفرت کے لیے پنجاب اسمبلی میں ایک criteria ہے' اس criteria کو ہمیں ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا۔ آپ وزیر قانون اور قائد حزب اختلاف سے بات کر لیں اگر وہ اتفاق کرتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک بڑی اہم بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ اکثر بار نہیں بلکہ ہر بار ہماری طرف اعتراض کیا جاتا رہا ہے کہ جو بھی قرارداد یہاں ایوان میں پیش کی جائے اس کے لیے یہ بڑا خوبصورت انداز ہے کہ قرارداد متفقہ طور پر ایوان کی جانب سے پیش کی جائے اور متفقہ طور پر ایوان کی جانب سے منظور کی جائے مگر ہم ہر بار اصرار کرتے ہیں آپ ہر بار اراکین کو بھی تاکید فرماتے ہیں' اپنے سٹاف کو بھی تاکید فرماتے ہیں لیکن ہمیں آج تک کبھی کسی قرارداد کی کاپی وقت سے پہلے مہیا نہیں کی گئی۔

جناب والا! خاص طور پر خواجہ محمد صفدر (مرحوم) کے لیے جو قرارداد یہاں پیش کی گئی' پاس ہوئی' اور اس پر فاتحہ خوانی کی گئی۔ اسی طرح باقی ساری شخصیات بھی اپنے اپنے لحاظ سے ہمارے لیے محترم ہیں۔ لیکن جیسا کہ آپ نے خود فرمایا اور چودھری محمد اقبال نے بھی اس بات کی طرف ہماری توجہ مبذول کروائی کہ خواجہ صفدر مرحوم کی شخصیت اس ایوان کے لیے ایک علیحدہ اہمیت کی حامل ہے۔ وہ بڑا عرصہ اس ایوان کے بڑے نمایاں رکن رہے ہیں خصوصاً جس نشست سے آج میں اس معزز ایوان سے ہم کلام ہوں' میں سمجھتا ہوں کہ اسی نشست پر ان کی خدمات اور contributions جمہوری عمل کے لیے ہم سب کے ذمے ایک ادھار ہے جو اس افراتفری کی وجہ سے غالباً اتارا نہیں جا سکے گا۔

جناب سپیکر! میری یہ خوش نصیبی ہے کہ میں نے اس ایوان کی گیلریوں سے خواجہ محمد صفدر

(مرحوم) کو اس ایوان میں خطاب کرتے ہوئے دیکھا' سنا اور ان کی کہی ہوئی باتیں بھی جو تحریری شکل میں اسمبلی کے ریکارڈ پر موجود ہیں قائد حزب اختلاف اور حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے اراکین کے لیے بلکہ اس معزز ایوان کے ہر رکن کے لیے آج اور آئندہ کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھیں گی۔ میں ان الفاظ کے ساتھ خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور یہ کہتا ہوں کہ اس ایوان کی جو بھی خوبصورت روایات رہی ہیں ان میں خواجہ محمد صفدر مرحوم کا حصہ نہ بھلا دینے والا ہے اور ان کی خدمات بھی نہ بھلا دینے والی ہیں۔ جب بھی پاکستان میں' پنجاب میں جمہوریت کی بات ہوگی تو وہ خواجہ محمد صفدر مرحوم کے ذکر کے بغیر نامکمل رہے گی۔ اسی کے ساتھ میں آپ کی توجہ پھر اس جانب مبذول کراؤں گا کہ اگر ان قراردادوں کے بارے میں حزب اختلاف کو بھی اعتماد میں لے لیا جائے تو مستقبل میں بہت سی دشواریوں سے بچا جا سکے گا۔

جناب سپیکر: قائد حزب اختلاف' رانا اکرام ربانی کو خواجہ محمد صفدر مرحوم کے بارے میں قرارداد پیش کرنے اور اس پر contribute کرنے کا حق تھا۔ مجھے خوشی ہے کہ انہوں نے اظہار خیال فرمایا۔ یہ بات درست ہے کہ جب بھی اس قسم کی اہم قراردادیں پیش ہوں تو یہ حکومتی بنچوں اور حزب اختلاف کے اشتراک عمل سے' ان کی understanding سے اور ایک دوسرے کے ساتھ باہمی مشورے سے پیش ہوں۔

اب قائد حزب اختلاف کی طرف سے ایک قرارداد ہے۔ رانا اکرام ربانی صاحب! یہ قرارداد جی ایم سید کے بارے میں آپ نے دی ہے؟

رانا اکرام ربانی: جی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس پر قانون کے مطابق آپ کے دستخط نہیں ہیں اور نہ ہی آپ کا نام لکھا ہوا ہے۔

رانا اکرام ربانی: یہ قرارداد میں نے صرف انہیں دی تھی کہ اگر اس میں کوئی ترمیم تجویز کرنا چاہیں تو کریں۔ اسی لیے ابھی میں نے اس پر دستخط نہیں کیئے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وزیر قانون کی یہ رائے ہے کہ اگر اس قرارداد کو پرسوں باہمی گفت و شنید کے بعد پیش کیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔

رانا اکرام ربانی: بہتر جناب سپیکر!

جناب سہیل ضیاء بٹ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ میں

بھی میر شکیل الرحمٰن کے لیے ایک قرارداد دینا چاہتا تھا اور پنجاب اسمبلی سے منظور کروانا چاہتا تھا' کیونکہ وہ ملک کے اتنے بڑے دانشور تھے.....

جناب سپیکر: بٹ صاحب کو اس میں شامل کیا جاتا ہے تعزیتی قرارداد پیش ہو چکی ہے اور ہاؤس میں منظور ہو چکی ہے' اس میں آپ کا نام بھی شامل کر لیتے ہیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! میری اس میں ایک تجویز بھی تھی۔

جناب سپیکر: مزید کوئی تجویز ہے؟

جناب سہیل ضیاء بٹ: جی ہاں! اگر اجازت ہو تو میں پڑھ دوں؟

جناب سپیکر: میرے خیال میں اسی قسم کی ایک قرارداد ابھی اس ایوان میں پیش ہو کر منظور ہو چکی ہے۔ بٹ صاحب آپ تو اب ماشاء اللہ پارلیمنٹیرین بن گئے ہیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! یہ قرارداد نہیں تجویز ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں پیش کر دوں۔ کیونکہ یہ تجویز قرارداد کے بارے میں ہے۔

جناب سپیکر: بٹ صاحب ارشاد فرمائیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: میر شکیل الرحمٰن کی وفات نہ صرف پاکستان کی صحافت کے لیے.....

آوازیں: میر خلیل الرحمٰن فوت ہوئے ہیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! میں معذرت چاہتا ہوں اور تصحیح کرنا چاہتا ہوں کہ میر خلیل الرحمٰن صاحب کی وفات نہ صرف پاکستان کی صحافت کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے' بلکہ کارکنان تحریک پاکستان اپنے ایک عظیم ساتھی سے محروم ہو گئے ہیں.....

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جب پوائنٹ آف آرڈر ہو تو معزز رکن کو بیٹھ جانا چاہیے۔

جناب سپیکر: بٹ صاحب تشریف رکھیں جب پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی معزز رکن کھڑے ہوں تو مقرر کو بیٹھ جانا چاہیے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہاں ہاؤس میں ایک قرارداد تعزیت پیش ہوئی' منظور ہوئی' اس پر فاتحہ خوانی بھی ہو چکی ہے۔ اب اس پر تجویز کا کیا مقصد ہے؟ یہ ایک مقدس ہاؤس ہے اس کو ہم نے قواعد و ضوابط کے مطابق چلانا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ کسی stage پر ممبر کہے کہ میں نے یہ تجویز کرنا ہے اور اپنی تقریر شروع کر دے۔ لہٰذا میری یہ گزارش

ہے کہ ایسی کارروائی نہیں ہونی چاہیے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موال کی بات درست ہے۔ بٹ صاحب کو اب نئی تحریک پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ sorry! بٹ صاحب ہم نے پہلے آپ کا نام شامل کر لیا تھا آپ کو یہ تحریک پیش نہیں کرنی چاہیے تھی۔ اب تو آپ ایک عمدہ parliamentarian بن رہے ہیں اس لیے آپ کو قواعد و ضوابط کا خیال رکھنا چاہیے۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: فرمایئے دستی صاحب۔

سردار امجد حمید خان دستی: A very important news item اور ایک بڑی خطرناک خبر روزنامہ "نوائے وقت" کے آج کے کالم "چادر' چار دیواری اور چاندنی" میں بشریٰ رحمٰن صاحبہ کے حوالے سے چھپی ہے۔ "کہ انڈیا کی دو سو حسین و جمیل دوشیزائیں صوبہ سندھ میں تخریب کاری کے لیے داخل ہو چکی ہیں۔" being an old patriot میں یہ واقعہ پنجاب گورنمنٹ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ مہربانی کر کے یہ بندوبست کریں کہ یہ دوشیزائیں ہمارے صوبے کا بارڈر کراس نہ کریں اور ہمیں ذلیل و خوار نہ کریں۔ اس وقت اگر وزیر اعلیٰ تشریف نہیں رکھتے تو وزیر قانون نوٹ کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔ یہ سندھ حکومت کا صوبائی مسئلہ ہے۔ اس میں ہمیں مداخلت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: دستی صاحب قومی معاملات میں کتنی دلچسپی لے رہے ہیں۔ میں انہیں ایک عرض کرنا چاہتی ہوں کہ جتنی سنجیدگی سے عورتوں کی خبریں پڑھتے ہیں دوسری خبریں بھی پڑھ کر حکومت کو مشورہ دیا کریں۔

سردار امجد حمید خان دستی: مجھے عورتوں کا بے حد احترام ہے۔ مجھے بہت اچھی لگتی ہیں اس لیے میں بار بار ذکر کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ ہمارے پاس کچھ تحاریک استحقاق pending چلی

آ رہی ہیں۔

آغا غلام حیدر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! ہماری سیٹوں پر سیکرٹری صاحب نے پنسلیں رکھوا دی ہیں' اس کی بجائے اگر بال پوائنٹ رکھوا دیئے جائیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: آغا صاحب ٹھیک ہے لیکن غالباً پنسلیں اس لیے مہیا کی جاتی ہیں کہ یہ یہاں پر پڑی رہیں۔

جناب سہیل ضیاء بٹ: جناب والا! دستی صاحب نے ابھی بڑی اچھی اچھی تجویز پیش کی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ دستی صاحب کی بڑی معلومات ہیں۔ اور ملک میں جب بھی ایسے حالات ہوئے ہیں دستی صاحب نے ایک سپاہی کا فریضہ انجام دیا ہے۔ اس لیے میری یہ تجویز ہے کہ پنجاب کے بارڈر پر ان کی ڈیوٹی لگا دی جائے تاکہ کوئی دوشیزہ ہمارے صوبے میں اپنے عزائم میں کامیاب نہ ہو سکے۔

جناب سپیکر: راجہ بشارت تشریف رکھتے ہیں؟ تشریف نہیں رکھتے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! تحریک استحقاق نمبر28 کے بارے میں گزارش کرنا چاہتا تھا کہ میری راجہ بشارت سے آج بات ہوئی ہے وہ اپنی تحریک استحقاق کو واپس لینا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: راجہ بشارت کو ایوان میں آنے دیں' جب وہ تشریف لے آئیں گے اس وقت take up کرلیں گے اور ان کی رائے بھی معلوم کرلیں گے۔ اگر وہ اپنی تحریک استحقاق کو واپس بھی لینا چاہتے ہیں تو جب وہ تشریف لائیں گے اسی وقت واپس ہو جائے گی۔

تحاریک استحقاق کے بارے میں میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ کچھ ایسی تحاریک استحقاق میری نظر سے گزری ہیں جو کہ تحاریک التوائے کار کا ایک اچھا موضوع ہیں لیکن وہی تحاریک استحقاق ایوان میں پیش ہوتی ہیں یا میرے پاس آتی ہیں ان کو اگر بطور تحریک استحقاق entertain نہیں کیا جاتا تو وہ بطور تحریک التوائے کار بھی پیش نہیں ہو سکتیں۔ اس لیے آپ کا وہ استحقاق جو کہ ایک اہم خبر کے بارے میں تھا' ایک اہم واقعہ کے بارے میں تھا' اور وہ معاملہ جو فوری اہمیت کا حامل تھا اور مفاد عامہ میں تھا آپ اس کو high light کرنا چاہتے تھے' گورنمنٹ کے نوٹس میں لانا چاہتے تھے' پبلک کے نوٹس میں لانا چاہتے تھے۔ دونوں صورتوں میں آپ ایوان میں پیش کرنے سے محروم رہ جائیں گے۔ کیونکہ تحریک استحقاق بنتی نہیں ہے' اور تحریک التوائے کار کی شکل میں دوبارہ پیش نہیں کر سکتے کیونکہ وہ تحریک استحقاق کی صورت میں پیش ہو چکی ہے۔ اس لیے اس

سلسلے میں احتیاط کرنی چاہیے کہ جو معاملہ آپ تحریک التوائے کار کی شکل میں ایوان میں لا سکتے ہیں اسے تحریک استحقاق کی صورت میں ایوان میں نہیں لانا چاہیے۔ کیونکہ وہ تحریک استحقاق کی requirments پوری نہیں کرتا۔ اب اس نئی اسمبلی کو ایک سال سے زائد کا عرصہ ہوگیا ہے۔ میرے خیال میں اب ہمیں strictly رولز کے مطابق چلنا ہوگا۔ اور جس بات کی آئین' قانون' رولز اجازت نہیں دیتے اس کو تحریک استحقاق کا موضوع نہیں بنانا چاہیے۔

قائد حزب اختلاف کی طرف سے تحریک استحقاق نمبر1 ہے۔ آپ اسے پیش کرنا چاہیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں محترم قائد حزب اختلاف کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ یہ گزارش کروں گا کہ جب وہ تحریک استحقاق پیش کریں اس سے پہلے جناب والا! نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس چیز کو بھی اپنے ذہن میں رکھنے کے بعد اگر وہ پیش کریں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ اسے پیش کرنا چاہیں گے؟ ویسے یہ تحریک التوائے کار کا بہترین موضوع ہے۔ آپ خود دیکھ لیں کہ یہ تحریک استحقاق کے دائرہ کار میں آتی ہے یا نہیں؟ رانا صاحب اگر یہ بطور تحریک استحقاق dispose ہوگئی تو پھر آپ تحریک التوائے کار بھی پیش نہیں کر سکیں گے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کا مجھے پہلے سے علم ہوتا ہے' لیکن بعض وجوہات کی بنا پر وہ جس انداز میں آنی چاہئیں یا جس انداز میں ہم انہیں پیش کرنا چاہتے ہیں وہ پیش نہیں ہو سکتیں۔ بہرحال ہم اپنا فرض ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جناب والا! میں نے ہاتھ میں جو تحریک استحقاق نمبر1 پکڑی ہوئی ہے۔ یہ کسی بھی لحاظ سے تحریک التوائے کار کا موضوع نہیں بنتی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ جیسے بھی پسند فرمائیں۔ اگر آپ اسے پیش کرنا چاہتے ہیں تو پیش فرمائیں۔

وزیر اعلیٰ کی جانب سے نوٹس برائے طلبی توجہ کے غلط جواب کی فراہمی

رانا اکرام ربانی: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ اسلام پورہ لاہور میں ہونے والے اندوہ ناک واقعے میں قتل ہونے والے افراد کے خاندان کے سربراہ حاجی محمد اسماعیل نے کال اٹینشن نوٹس پر وزیر اعلیٰ کی طرف سے دیئے جانے والے جواب

کو درست قرار نہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ وزیر اعلیٰ نے اپنی انتظامیہ کی ناکامی چھپانے کے لیے ہمارے زخموں پر نمک چھڑکنا شروع کر دیا ہے اور ہمیں ہی مشکوک ثابت کرنے کی کوشش کی گی ہے۔ وزیر اعلیٰ نے جس سیف کا ذکر کیا ہے وہ پولیس کے ایس ایچ او نے اپنی نگرانی میں کھلوایا تھا اور اس میں موجود تمام کاغذات خود بھی چیک کیئے اور تمام متعلقہ ایجنسیوں کو بھی دکھائے۔ حقائق کو چھپانے اور صرف اپنی ناکامی کو تسلیم نہ کرنے کے لیے ایوان میں دانستہ ایسا جواب دیا گیا ہے جو درست نہیں ہے۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! جہاں تک اس اندوہ ناک واقعہ کا تعلق ہے آپ کو بھی یاد ہوگا اس ایوان کو بھی یاد ہوگا کہ ہم نے پچھلے اجلاس میں تحرک التوائے کار کے ضمن میں اس کا نوٹس دیا تھا۔ لیکن تحریک استحقاق کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ کال اٹینشن نوٹس جو اس مقصد کے لیے introduce کیا گیا تھا کہ صوبے میں امن عامہ سے تعلق رکھنے والے کسی اہم واقعے کے بارے میں صوبائی سربراہ صورت حال کی وضاحت کے لیے خود جواب دیں گے۔ اس ایوان میں جس خاندان کے بارے میں اور جس شخصیت کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے اس کے حوالے سے جو بات کی گئی ہے جب انہوں نے اس بات کا ذکر کیا کہ ایوان میں جو بیان دیا گیا ہے معزز اراکین صوبائی اسمبلی کو جو بتایا گیا ہے اور اس کال اٹینشن نوٹس کے حوالے سے یہاں بیان دیا گیا ہے وہ درست نہیں ہے۔ جناب سپیکر! اس کے بعد یہ تحریک استحقاق بن گئی اور یہ ہمارا استحقاق ہے کہ اس ایوان میں نہ صرف معزز وزراء بلکہ اراکین اسمبلی بھی جو چیز یہاں بیان کریں وہ درست اور حقائق کے مطابق ہونی چاہیے۔ کیونکہ یہ اس ایوان کا استحقاق ہے۔ جناب سپیکر! اس کے فوراً بعد یہ بھی ایک حل طلب معمہ ہے کہ اس قتل کی تفتیش کس طریقے سے ہوئی۔ یہ استحقاق کمیٹی دیکھے گی کہ آیا اس میں غلطی ہوئی تھی یا اس غلطی کو چھپانے کے لیے "ہاؤس" دانستہ طور پر ایسا بیان دیا گیا ہے جو درست نہیں ہے۔ اس میں اس خاندان کے سربراہ نے بڑی وضاحت کے ساتھ' جب واقعہ ہوا' اس حوالے سے جب گورنر' وزیر اعلیٰ اور وزیراعظم اس کے پاس گئے' اس حوالے سے ان کے پاس جا کر جو کچھ کہا گیا اور اس مظلوم شخص نے جس چیز کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنے اس درد کو' اپنے اس دکھ کو چھپا کر انتظامیہ کی بات مانی۔ شیخ صاحب نے فرمایا کہ میں اگر اس وقت حکومت سے تعاون نہ کرتا.....

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موہل پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ رول۔ 55 اس بارے میں واضح ہے:

The right to raise a question of privilege shall be governed by the following conditions:

(i) The question shall relate to a privilege granted by the constitution any law or rules made under any law....."

جناب والا' نے بالکل صحیح فرمایا تھا کہ یہ تحریک التواء کا تو مواد بنتا ہے لیکن یہ استحقاق کا کہیں نظر نہیں آتا۔ میرے معزز قائد حزب اختلاف اس پر ایسے ہی اصرار کر رہے ہیں' حالانکہ اس پر پہلے ہی کافی موقع مل چکا ہے۔ اب یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ یہ کوئی استحقاق کا مسئلہ نہیں بنتا' کیونکہ کسی آئین کے تحت کسی رول کے تحت کسی قانون کے تحت یہ ہمیں حق حاصل نہیں کہ کوئی چاہے کتنا ہی ظلم ہوا ہو' بربریت ہوئی ہو' ہم بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں کہ وہ ظلم ہوا ہے' زیادتی ہوئی ہے۔ گورنمنٹ پوری طرح اس کا ازالہ کرنا چاہتی ہے لیکن یہ استحقاق نہیں بنتا۔

جناب سپیکر: شکریہ میاں صاحب۔ رانا صاحب! آپ اپنی short statement مکمل کریں۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! آپ رولنگ دیں۔ میں موہل صاحب کو یہ یاد کرانا چاہتا ہوں کہ اس کال اٹینشن نوٹس پر جواب دیتے ہوئے حقائق بیان نہیں کیے گئے۔ میں نے اس پر تحریک استحقاق دی ہے اور مجھے ان کی وہ خوبصورت تقریر بھی یاد ہے جس پر ان کی کھنچائی ہوئی تھی۔ جو "ٹریفک کیس" پر انہوں نے فرمائی تھی۔ اس وقت شاید منظور موہل صاحب نے یہ کتاب پڑھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ اس وقت بڑے زور سے یہ اظہار کیا گیا کہ ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس وقت بھی اس کتاب میں اس کا ذکر نہ تھا۔

جناب سپیکر! میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور وہ کمیٹی اس بات کا جائزہ لے کہ وہ کون سے ایسے حالات ہیں' کون سی ایسی مجبوریاں ہیں جس کے تحت عام رکن نے نہیں بلکہ اس ایوان کے قائد نے ایوان کے سامنے حقائق بیان کرنے سے گریز کیا ہے۔ جناب والا! یہ ہمارا استحقاق ہے کہ اس ایوان میں جو کچھ کہا جائے وہ درست ہو۔ انہوں نے انکار کیا۔ میں یہ بتا رہا تھا کہ اس جواب سے اٹھنے والا جو رد عمل تھا ان لوگوں نے جلوس نکالا کہ یہ جو واقعات وزیر اعلیٰ نے ایوان میں بیان کیے ہیں یہ درست نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! آج یہ بات اس تحریک استحقاق کے حوالے سے جناب نے اور اس معزز ایوان نے طے کرنی ہے کہ اگر اس ہاؤس کو محض ایسے واقعات سنا کر جن کا حقائق سے تعلق نہ ہو تو پھر اس کال اٹینشن نوٹس کو بھی ختم کر دیا جائے' وقفہ سوالات کو بھی ختم کر دیا جائے کہ اگر حقائق اس معزز ایوان کے علم میں بھی لانے سے گریز کیا جانا ہے تو جناب والا! ان کی ضرورت کیا ہے؟ میں اس معزز ایوان کے وقار کے نام پر اس ہاؤس سے اور آپ سے اپیل کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور استحقاق کمیٹی اس سارے واقعہ کی چھان بین کرے کہ ہاؤس میں ایسے بیانات کیوں دیئے جاتے ہیں جن کا حقائق سے واسطہ نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب والا! جیسا کہ جناب والا نے تحریک استحقاق شروع ہونے سے پہلے بھی فرمایا ہے اور میرے بھائی جناب منظور موہل نے صحیح انداز میں بیان فرمایا ہے' میں قائد حزب اختلاف کا بے حد احترام کرتا ہوں۔ میں انہیں interrupt نہیں کرنا چاہتا تھا۔ جس طرح سے میرے بھائی منظور موہل نے بھی یہ چیز پوائنٹ آؤٹ کی ہے یہ تحریک استحقاق کے ضابطہ پر پوری نہیں اترتی' اس لیے اس کو rule out کیا جائے اور مجھے اس بات کا ضرور دکھ ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک انتہائی اچھی روایت کال اٹینشن نوٹس کی ڈالی ہے اور انہوں نے احتساب کے لیے اپنے آپ کو اس ہاؤس میں پیش کیا ہے۔ یہ روایت ہمارے پاکستان کی دوسری تینوں صوبائی اسمبلیوں میں کسی میں بھی نہیں۔ ان کی نیت پر شک کرنا کہ انہوں نے دانستہ طور پر صحیح حقائق پیش نہیں کیئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات انصاف کے تقاضے پورے نہیں کرتی بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ اس کال اٹینشن نوٹس کے لیے جو ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے یہ آغاز ہے۔ پچھلے ایک دو سیشن سے یہ سلسلہ شروع ہوا تھا تو اس پر اگر حزب اختلاف خراج تحسین پیش نہیں کر سکتی تو اس پر اعتراض کرنا بھی انصاف کے تقاضے پورے نہیں کرتا اور میں ان کی خدمت میں یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ حکومت اپنے آپ کو ہر وقت احتساب کے لیے پیش کرنے کو تیار ہے اور ہمارے وزیر اعلیٰ' چیف ایگزیکٹو نے رضاکارانہ طور پر شروع کیا ہے۔ یہ کسی مکتب فکر کی طرف سے ڈیمانڈ نہیں تھی نہ اپوزیشن کی طرف سے تھی نہ intelligentia کی طرف سے تھی بلکہ انہوں نے voluntarily اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کرنے کے لیے یہ notice call attention ہمارے صوبہ میں law and order situation کو improve کرنے کے لیے یہ سلسلہ شروع کروایا ہے اور اس کے

دور رس نتائج مرتب ہوں گے۔ جہاں تک اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے اس میں معزز قائد حزب اختلاف کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ اس میں وہ شیخ اسماعیل جو کہ head of family ہیں' انہوں نے ایک خواہش کا اظہار کیا کہ یہ میرے ذاتی کاغذات ہیں یہ میں دکھانا نہیں چاہتا۔ اس کی جناب قائد ایوان کے پاس جو رپورٹ آئی تھی اس پر انہوں نے صرف اس چیز کا اظہار کرنے کے لیے ضمناً ذکر کیا کہ اس وقت charged emotions تھے کہ اس قسم کی چیزیں بھی ہیں کہ شائد پولیس والے ان کاغذات کو دیکھ لیتے تو ان کو تحقیقات میں کسی قسم کی رہنمائی حاصل ہو سکتی تھی' لیکن ان کے جذبات کو اور ان کے احترام کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے حکم دیا کہ نہیں یہ میری ذاتی پراپرٹی ہے اور یہ انکم ٹیکس کے کاغذات ہیں۔ اس وجہ سے پولیس نے وہ نہیں دیکھے۔ یہ تو تفتیش کے دوران جو عملی رکاوٹیں پیش آ رہی تھیں اس کا انہوں نے سرسری طور پر ذکر فرمایا تھا۔ باقی اس میں نہ ان کی دل آزاری کا کوئی پہلو نکلتا تھا اور نہ دل آزاری کرنے کا جناب قائد ایوان کا مقصد تھا۔ بلکہ اس call attention notice کا جواب اس لیے دیا گیا تھا کہ ہاؤس کو بالخصوص اور پنجاب کے عوام کو بالعموم مطمئن کیا جا سکے کہ حکومت نیک نیتی سے اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے دن رات تندہی سے کوشش کر رہی ہے۔ جہاں تک اس کے تحریک استحقاق بننے کا تعلق ہے تو میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ تحریک استحقاق کے تقاضے پورے نہیں کرتی۔ جناب والا کے توسط سے قائد حزب اختلاف کی خدمت میں بھی گزارش کروں گا کہ اس ہاؤس کو ہم نے رولز' آئین اور procedure کے مطابق چلانا ہے۔ ہم تو ان سے رہنمائی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ وہ ایسی روایات قائم کریں گے جس سے ہمیں قانون' آئین اور رولز کی بالادستی قائم رکھنے میں معاونت ملے گی۔ اس وجہ سے میں ان کی خدمت میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ جناب والا! نے تحریک استحقاق سے پہلے جو اظہار خیال فرمایا ہے یہ تحریک استحقاق ہاؤس کی اہم اور مقدس property ہے اس کو اگر ہم misuse کریں گے تو پھر اس کا تقدس قائم رکھنے میں ہم کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ پھر یہ ایک routine کی چیز بن جائے گی اور پھر وہی حال ہو گا کہ شیر آیا' شیر آیا اور پھر شیر آ جائے گا اور ہم سمجھیں گے کہ شائد شیر نہیں آیا اور نتیجہ یہ نکلے گا کہ جب genuine تحاریک استحقاق بھی آئیں گی تو سمجھا جائے گا کہ شائد یہ تو ایک routine کا مسئلہ بن گیا ہے اور پھر اس پر بھی اتنی توجہ مبذول نہیں ہو سکے گی جتنی کا وہ حقدار ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کو rule out فرمایا جائے' شکریہ۔

MR SPEAKER: Regarding the admissibility of the privilege motion moved by Honourable Rana Ikram Rabbani, Leader of the Opposition the matter does not relate to privilege granted by the Constitution law or rule made under any law. The question does not relate to recent occurrence.

Similar Privilege Motion No. 32 was given notice of by the mover on 2nd October 1991 which lapsed due to the prorogation of the last session of the House on 7th October 1991. Incorrect statement cannot make any basis for a breach of privilege. It is not a deliberate lie for it can be substantiated and a perusal of the impugned statement by the Chief Minister shows that no deliberate lie exist in it and I have gone through so many rulings of the Chair which I would like to quote for the Hon'ble Leader of the Opposition that I have considered this matter and also argued with them and I am definitely of the opinion if any statement is made by any member of Minister which another member believes to be untrue, incomplete or incorrect then there is no breach of privilege. On another occasion it is also the ruling of the Chair that the sum and substance of the whole thing or the rational of the rulings is that if the sides stick to their own positions then it will not be a matter which can be held amounting to a breach of privilege but perhaps a case of honest difference of opinion.

The Privilege motion is inadmissible.

(Appplause by thumping of desks.)

شیخ زید ہسپتال کے ایڈمنسٹریٹر کی جانب سے اسلام، پاکستان اور شعائر اسلام کے بارے میں توہین آمیز جملوں کا استعمال

جناب فرید احمد پراچہ: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 14 اکتوبر 1991ء کو میرے پاس میرے اپنے حلقہ انتخاب کے چند معزز افراد تشریف لائے۔ ان میں سے ایک صاحب کی ہمشیرگان شیخ زید ہسپتال میں بطور نرس کام کر رہی ہیں۔ وہ چاہتے تھے کہ ان کی بہنوں کو دوپٹہ اوڑھنے کی اجازت دی جائے۔ میں نے اس سلسلہ میں شیخ زید ہسپتال کے ایڈمنسٹریٹر سے فون پر بات کی تو انہوں نے نہ صرف پوری ڈھٹائی سے دوپٹہ اوڑھنے کی

اجازت دینے سے انکار کر دیا بلکہ میری اس بات کے جواب میں کہ یہ اسلامی ملک ہے انہوں نے اسلام' پاکستان اور شعائر اسلام کے بارے میں توہین آمیز جملے استعمال کیے' اور ممبران اسمبلی کے حوالے سے نازیبا کلمات دہرائے جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ استدعا ہے کہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ بے دین اور ملحد افسران کا محاسبہ کیا جا سکے۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ میں نے اس پورے عرصہ میں استحقاق کی کوئی انفرادی تحریک اس ایوان میں پیش نہیں کی اور نہ ہی کبھی اپنے ذاتی عناد یا عزت کے حوالے سے کسی افسر کے ساتھ پیش آنے والے کسی واقعے کو موضوع بنایا۔ اسی طرح میں نے پولیس کے بارے میں یا دوسرے مختلف اداروں کے بارے میں کوئی ذاتی تحریک ایوان کے سامنے پیش نہیں کی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق ایک اہم اور اجتماعی معاملے سے متعلق ہے اور اس کے ساتھ ایک ایسے فرد کا وہ رویہ ہے جو اس ممبران اسمبلی کے اور خود پاکستان اور اسلام کے بارے میں روا رکھا ہے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں اس بارے میں بالکل حق بجانب ہوں۔ نہ تو میں نے ایوان کا وقت ضائع کیا ہے اور نہ ہی تحریک استحقاق کے حوالے سے قواعد و ضوابط کے منافی کوئی بات کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دوپٹہ اوڑھنا' یہ کسی کی اپنی ذاتی ذمہ داری ہے اس حوالے سے کہ وہ اوڑھے یا نہ اوڑھے لیکن کسی کا یہ کہنا کہ اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی' اور یہ کہنا کہ یہ پاکستان آپ نے اور مولویوں نے یونہی خراب کر دیا ہے اور اسلام کے آپ بہت علمبردار بنے ہوئے ہیں' اس طرح کے جملے استعمال کرنے' سے ایک خاص رویے کی طرف نشان دہی ہوتی ہے۔ کہ جو یہ سمجھتا ہے کہ شعائر اسلام کے متعلق جو بھی بات ہو اس کا مذاق اڑا دیا جائے۔ جب کہ عورتوں کے متعلق قرآن پاک کا واضح حکم ہے:

یدنین علیھن جلابھن کہ وہ اپنے سروں پر اوڑھنیاں رکھیں۔ اور یہ ہمارے پنجاب کی روایات میں شامل ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے' کیونکہ یہ بالکل قواعد و ضوابط کے مطابق ہے اور مجموعی طور پر ہمارے قومی مزاج کے بھی مطابق ہے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون: جناب والا! متعلقہ محکمے کی طرف سے ابھی تک اس تحریک استحقاق کا جواب نہیں آیا۔ اگر جناب والا' اس کو پینڈنگ فرما دیں تو محکمے کی طرف سے جواب آنے پر ہی میں اس پوزیشن میں ہوں گا کہ کچھ عرض کر سکوں۔

جناب سپیکر: پراچہ صاحب! لاء منسٹر صاحب فرماتے ہیں کہ اس کو پرسوں تک پینڈنگ کر دیا جائے تاکہ متعلقہ محکمے کی طرف سے جواب آ جائے۔

جناب فرید احمد پراچہ: ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر: پراچہ صاحب اس سے اتفاق کرتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے ہندوستان کی طرف سے کشمیر میں ہونے والے مظالم کے سلسلے میں ایک تحریک التوائے کار نمبر 103 دی ہے۔ جس طرح ہمارے مظلوم کشمیری بھائیوں پر ظلم و ستم ڈھائے جا رہے ہیں اور خواتین کی بے حرمتی ہو رہی ہے اس کے بارے میں ہمارے اخبارات ہر روز بھرے ہوئے ہیں۔ میں یہ چاہوں گا کہ اس تحریک کو بغیر باری کے لیا جائے۔

جناب سپیکر: پراچہ صاحب! میں اس کو ایوان کے سامنے پیش کر دوں گا۔

ارشاد حسین سیٹھی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 6 ہے۔ سیٹھی صاحب! آپ اس تحریک کے سلسلے میں' بے شک میرے چیمبر میں' مجھ سے رابطہ کیجئے۔

جناب شوکت داؤد: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں نے پچھلے اجلاس میں ایک تحریک التوائے کار دی تھی۔ اس کے متعلق آپ نے ایوان میں ایک کمیٹی بنائی تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ وہ اس بارے میں کچھ کرے گی۔ وہ کمیٹی وزیر آب پاشی اور مجھ پر مشتمل تھی۔ دو تین ماہ ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک کوئی پیش رفت نہیں ہوئی۔ وہ سکارپ کے متعلق تھی۔ میرے علاقے سے متعلقہ ایک مسئلہ تھا۔

جناب سپیکر: تحریک التواء پر کمیٹی قائم ہوئی تھی؟

جناب شوکت داؤد: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا تھا کہ وزیر آب پاشی اور آپ بیٹھ کر اس معاملے کو ٹیک اپ کریں گے۔

جناب سپیکر: ہاؤس میں کمیٹی بنی تھی؟

جناب شوکت داؤد: جی ہاں۔ میں نے ہاؤس میں ایک تحریک التواء دی تھی تو آپ نے کہا تھا کہ

اس تحریک کو رہنے دیں' اور آپ نے ہاؤس میں ہی وزیر آب پاشی کو فرمایا تھا۔

وزیر قانون: آپ نے فرمایا تھا کہ آپ اور وزیر آب پاشی آپس میں بیٹھ کر طے کر لیں' وہ آپ کی بات سن لیں گے اور اس مسئلے کو حل کر دیں گے۔

جناب سپیکر: وزیر آب پاشی سے آپ کا رابطہ نہیں ہوا؟

جناب شوکت داؤد: جی۔ دو تین ماہ ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: غالباً لوکل باڈیز الیکشن کی وجہ سے رابطہ نہیں ہوا۔ آپ ان سے رابطہ کر لیں۔ بلکہ میں وزیر قانون صاحب سے کہوں گا کہ وہ وزیر آب پاشی کا رابطہ آپ سے کروا دیں۔

جناب شوکت داؤد: ٹھیک ہے۔ شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر: یہ ایک تحریک التواء نمبر83 پینڈنگ ہے۔ یہ رانا اکرام ربانی صاحب اور جناب غلام سرور خان صاحب کی طرف سے ہے۔ رانا صاحب تشریف رکھتے ہیں؟

جناب علی حسن رضا قاضی: وہ ابھی باہر تشریف لے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: اس کو پینڈنگ کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر1 رانا ثناء اللہ خان اور جناب علی حسن رضا قاضی کی طرف سے ہے۔ اس کو رانا صاحب پیش کریں گے۔

انجینئرنگ کونسل ایکٹ کی خلاف ورزی

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایل ڈی اے میں سروس رولز کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تقریباً 20 ڈپلومہ ہولڈرز کو اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر کا چارج دے دیا گیا ہے۔ ایک ڈپلومہ ہولڈر جس نے میٹرک کے بعد تین سالہ کورس کیا ہوا ہے اسے ایڈیشنل چیف انجینئر لگایا ہوا ہے۔ جب کہ اس کی ماتحتی میں ایسے افراد کام کر رہے ہیں جن کی تعلیمی قابلیت بی۔ایس سی انجینئرنگ ہے جو کہ انجینئرنگ کونسل ایکٹ کی خلاف ورزی ہے۔ اسی طرح ایل ڈی اے کے سی ایم پی ونگ میں ایک میٹرک پاس ڈرافٹس مین کو ڈپٹی ڈائریکٹر انجینئرنگ کا چارج دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ تین ڈپلومہ ہولڈرز کو جو کہ میٹرک پاس ہیں سی ایم پی ونگ میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر انجینئرنگ کا چارج دیا ہوا ہے۔ جب کہ یہ چارج تین بی۔ایس سی انجینئرنگ کو دینا چاہیے تھا۔ ایل ڈی اے کے سروس رولز کے مطابق 80 فی صد کوٹا گریجویٹ انجینئرز

کے لیے مخصوص ہے اور 20 فی صد کوٹا ڈپلومہ ہولڈرز کے لیے مختص ہے۔

اب صورت حال یہ ہے کہ آئی جے آئی کے منشور اور پالیسی کے عین مطابق جو کہ قبضہ گروپ اور "تک مکا" پر یقین رکھتی ہے' اب ایل ڈی اے میں بھی قبضہ گروپ نے سکھا شاہی مچا رکھی ہے اور میرٹ کی پالیسی سے ہٹ کر اپنوں کو نوازنے کا کام جاری کیا ہوا ہے جس سے نہ صرف ان لوگوں کی حق تلفی ہو رہی ہے جو میرٹ پر آتے ہیں بلکہ ایل ڈی اے میں لاکھوں کے گھپلے ہو رہے ہیں۔

اس سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی' اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کی تحریک واضح نہیں ہے۔ اس کی توضیح ہونی چاہیے۔ اور نام لینا چاہیے کہ کون قبضہ گروپ ہے' کون اس کا لیڈر ہے۔ انہوں نے نام نہیں لیا۔ یہ بڑی مبہم سی اصطلاح ہے: "قبضہ گروپ۔"

جناب سپیکر: کون صاحب اس کا جواب دیں گے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: (چودھری نذیر احمد) جناب والا! جہاں تک رانا ثناء اللہ خان کا یہ سوال ہے کہ تقریباً 20 ڈپلومہ انجینئرز بڑی اسامیوں پر تعینات ہیں' یہ تو درست ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ یہ "تک مکا" کے طریقہ کار سے ہے یا آئی جے آئی کی پالیسی ہے یہ قطعاً غلط ہے۔ یہ جو اسسٹنٹ ڈائریکٹر' ڈپٹی ڈائریکٹر اور ڈائریکٹر انجینئرنگ یا ایڈیشنل چیف انجینئر کی پوسٹ ہے یہ گریڈ سترہ سے لے کر گریڈ انیس تک ہے۔ اور ایک باقاعدہ طریقہ کار کے تحت یہ لوگ آتے ہیں۔ اگر کوئی ڈپلومہ انجینئر رولز کے مطابق اپنی پروموشن لے کر کسی سیٹ پر تعینات ہوتا ہے تو اس میں کسی قسم کی illegality نہیں ہوتی۔ یہ specifically جس ایڈیشنل چیف انجینئر کے بارے میں کہا گیا ہے مجاز اتھارٹی نے انہیں ایل ڈی اے کے قواعد و ضوابط مجریہ 1978ء کی دفعہ 24 کے تحت باقاعدہ ترقی دی اور ڈائریکٹر انجینئرنگ لگایا گیا اور پھر اس کے بعد انہیں اسی گریڈ میں ایڈیشنل چیف انجینئر کی خالی پوسٹ کے against لگایا گیا۔ یہاں انہیں نہ تو کوئی پروموشن دی گئی اور نہ ہی ان کا کوئی گریڈ بڑھا۔ اس لیے یہ کہنا غلط ہے کہ انہیں قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کے تحت لگایا گیا ہے۔ اور جہاں تک یہ بات ہے کہ ان کے نیچے یعنی ڈپلومہ انجینئر کے نیچے بی ایس سی انجینئرنگ لوگ کام کر رہے ہیں تو جو آدمی باقاعدہ طریقہ کار کے تحت پروموشن حاصل کرتا ہے اسے ایڈیشنل چیف انجینئر لگایا جاتا ہے۔ اس کے بعد جو لوگ اس کے نیچے ہوں گے' جو اس سے جونیئر ہوں گے تو ظاہر ہے کہ اسسٹنٹ انجینئر یا ڈپٹی

ڈائریکٹر یا ڈائریکٹر ہی کام کریں گے۔ تو اس میں کسی قسم کی کوئی غلطی اور ناجوازی نہیں ہوئی۔ ایل ڈی اے کے قواعد 1978ء کے تحت اسسٹنٹ ڈائریکٹر' ڈپٹی ڈائریکٹر' ڈائریکٹر انجینئرنگ اور ایڈیشنل چیف انجینئر کی پوسٹ کے لیے جو لوگ موزوں تھے انہیں رکھا گیا اور اس میں کسی قسم کی غلطی کا جواز نہیں ہے۔ میں یہاں یہ بات بھی واضح کرنا چاہوں گا کہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر جو لوگ لگتے ہیں وہ یا تو ڈائریکٹ آتے ہیں جیسے کہ انہوں نے خود ہی فرمایا ہے کہ 80 فی صد کوٹا ڈائریکٹ لوگوں کا ہے اور 20 فی صد پروموشن والے لوگوں کا کوٹا ہے۔ پروموشن ہم اسے دیتے ہیں جسے سب انجینئر کا تجربہ کم از کم دس سال کا ہو اور وہ سب انجینئر کی حیثیت سے سب سے سینئر ہو۔ یا پھر اسسٹنٹ ڈائریکٹر وہ آتے ہیں جن کے پاس سول الیکٹریکل یا مکینیکل بی ایس سی انجینئرنگ کی ڈگری ہو اور کسی تسلیم شدہ یونیورسٹی سے انہوں نے ڈگری حاصل کی ہوئی ہو۔ اس کے بعد ڈپٹی ڈائریکٹر ہے۔ یہ گریڈ 18 کی اسامی ہے اور جو آدمی اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی حیثیت سے 5 سال تک کام کرے' اسے گریڈ 18 دے کر ڈپٹی ڈائریکٹر بنا دیا جاتا ہے۔ اور وہ بھی اپنی باری پر بنتے ہیں یہ نہیں ہوتا کہ کسی کو out of turn بنا دیں۔ اس کے بعد گریڈ 19 کی پوسٹ آتی ہے جو ہمارے ڈائریکٹر انجینئرنگ کی ہوتی ہے۔ وہ بھی گریڈ 17 گریڈ 18 میں بارہ سال کام کرنے والے انجینئرز کو ہم گریڈ 19 میں ترقی دیتے ہیں اور وہ ڈائریکٹر انجینئرنگ کے فرائض انجام دیتا ہے۔ یہاں رانا صاحب نے جو ذکر فرمایا ہے کہ ایڈیشنل چیف انجینئر لگایا گیا ہے تو اسے بھی ہم نے ڈائریکٹر کی سیٹ پر پروموشن دی ہے اور پھر اسی سیٹ پر equivalent اسے ایڈیشنل چیف انجینئر لگایا۔ اس کے بعد انہوں نے سی ایم پی ونگ کے بارے میں بات کی ہے کہ سی ایم پی ونگ میں ایک میٹرک پاس ڈرافٹس مین' اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے عہدے پر تعینات ہے۔ تو جناب والا اس سلسلے میں عرض ہے کہ 1975ء میں اس ڈرافٹس مین کو ہائی وے ڈیپارٹمنٹ سے ایل ڈی اے میں مستعار لیا۔ اور ان کی سنیارٹی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے انہیں اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی حیثیت سے ایل ڈی اے میں مدغم کر لیا گیا۔ اور پھر اس کے بعد چونکہ نئی بھرتی پر پابندی تھی تو ہم نے stop-gap arrangement کر کے انہیں ڈپٹی ڈائریکٹر کا اضافی چارج دیا' قطعاً اسے کسی قسم کی کوئی پروموشن نہیں دی گئی تھی۔ اور اب وہ آدمی 1991-12-13 کو ریٹائرمنٹ بھی لے چکا ہے۔ اس کے بعد رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ مزید تین سب انجینئرز کو ہم نے اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے عہدے پر تعینات کیا ہے۔ یہ آرڈر کیے گئے تھے لیکن 29 اگست 1990ء کو یہ آرڈر ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے کے حکم سے واپس ہو گئے تھے اور لوگ اپنی اپنی حیثیتوں میں کام کر رہے ہیں۔ ان میں

سے ایک آدمی نے کورٹ سے حکم امتناعی حاصل کیا۔ جوں ہی اس کے حکم امتناعی کا فیصلہ ہوگا تو محکمہ' قانون کے مطابق اپنی کارروائی عمل میں لائے گا۔ جناب والا! رانا صاحب نے جو مک مکا اور قبضہ گروپ کا ذکر کیا ہے تو اس کے متعلق پہلے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ تحریک التواء اتنی لمبی ہے کہ اس میں انہوں نے تین چار مضامین چھپا رکھے ہیں اور یہ تحریک التوا بنتی ہی نہیں تھی۔ اور اگر یہ بنتی ہے تو پھر کم از کم یہ الفاظ کہ آئی جے آئی کا طریقہ کار ہے' اس کا قانون ہے۔ یہ کوئی تحریک التواء میں درج کرنے والی باتیں نہ تھیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری اس تفصیل مہیا کرنے کے بعد رانا صاحب اپنی تحریک التواء پر زور نہیں دیں گے۔ شکریہ!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! چودھری صاحب نے تحریک التواء کا جواب دیتے ہوئے جو تفصیل فراہم کی ہے وہ کچھ اس انداز سے تفصیل بیان کی ہے کہ "کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔" اس تحریک التواء کے ذریعے جو بات میں ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ بیس ڈپلومہ ہولڈرز کو اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر کا چارج دے دیا گیا ہے جس کو چودھری صاحب نے اپنے جواب میں admit کیا ہے کہ یہ بات درست ہے کہ ہم نے بیس ڈپلومہ ہولڈرز کو اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر کا چارج دیا ہوا ہے۔ اس کے بعد سروس رولز کے مطابق 80 فیصد کوٹا گریجویٹ انجینئرز کا ہے اور 20 فیصد کوٹا ڈپلومہ ہولڈرز کا ہے۔ اسے بھی چودھری صاحب نے اپنے جواب میں admit کیا ہے کہ ہاں سروس رولز کے مطابق کوٹا کی جو تقسیم ہے وہ اسی طرح سے ہے۔ تو اب ان کو فرمانا تو یہ چاہیے تھا کہ انہوں نے اگر 20 ڈپلومہ ہولڈرز کو اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر کا چارج دیا ہوا ہے تو وہاں پر جو بی ایس سی انجینئرنگ یا انجینئرنگ گریجویٹ ہیں وہ 80 کی تعداد میں ہیں۔ اور وہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر کی اسامیوں پر تعینات ہیں۔ جناب سپیکر! صورت حال یہ ہے کہ ایسے افراد جو کہ کسی پوسٹ کو کسی appointment کو deserve نہ کرتے ہوں انہیں اسی لیے وہاں پر لایا جاتا ہے کہ وہ اس کے اہل نہیں ہوتے۔ otherwise وہ اس قابل نہیں ہوتے' ان کی شرائط ملازمت ان کی competence اس بات کی متقاضی نہیں ہوتی کہ انہیں اس عہدے پر بٹھایا جائے۔ جب انہیں اس عہدے پر بٹھایا جاتا ہے تو پھر لامحالہ یہ بات ہوتی ہے۔ اور ان کو اس بات کا بھی پتا ہوتا ہے کہ ہم کسی کی مہربانی سے' کسی کی سفارش سے اس عہدے پر بیٹھے ہیں۔ جبکہ ہم اسے deserve نہیں کرتے۔ تو پھر وہ ناجائز کام جو کہ آگے چل کر یہ قبضہ گروپ اور مک مکا کا مسئلہ یہ ہمارے ہر محکمے میں چل رہا ہے تو یہی لوگ اس کی بنیاد بنتے ہیں۔ میری چودھری صاحب سے یعنی وزیر ہاؤسنگ سے

یہ گزارش ہے کہ یہ facts and figures تحریک التواء کے ذریعے ان کو نوٹس میں لائے ہیں۔ اگر اس وقت ان کے پاس پوری اطلاع نہیں ہے تو وہ اسے pending کروالیں اور pending کروا کے ایل ڈی اے میں اس کی thoroughly investigation کرائیں۔ اور اگر واقعی وہاں پر ایسے لوگ موجود ہیں جو کہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر کے عہدوں کو deserve کرتے ہیں جبکہ دوسرے لوگ جو deserve نہیں کرتے اور وہ کام کر رہے ہیں تو اس صورت حال کو میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ بہتر کر دیں' اسے correct کر دیں تو یہ ملک کی بھی خدمت ہوگی' صوبے کی بھی خدمت ہوگی اور قوم کی بھی خدمت ہوگی۔ شکریہ!

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! جیسے کہ رانا صاحب نے فرمایا ہے میں نے عرض کی ہے کہ ہمارے ڈپلومہ انجینئرز 20 کی تعداد میں ان اسامیوں پر کام کر رہے ہیں اور ساتھ ہی میں نے یہ بھی عرض کیا ہے کہ stop-gap arrangements کیے گئے ہیں۔ چونکہ نئی تعیناتی پر ban ہے اس لیے ہم نئے اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی بھرتی نہیں کر سکتے۔ لیکن جن لوگوں کو ہم نے ادھر stop-gap arrangements کے طور لگایا ہوا ہے اس میں بھی strictly سنیارٹی کو observe کیا گیا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ ہم ایک نمبر کو چھوڑ جائیں اور دس نمبر کو ادھر لگا دیں۔ سنیارٹی کے طریقہ کار کے لحاظ سے اور باقاعدہ ہمارے محکمے میں جو کمیٹی ہوتی ہے اس نے انہیں vet کر کے لگایا ہوا ہے۔ جوں ہی ہمارے پاس نئے انجینئرز آئیں گے اور اگر یہ لوگ deserve نہیں کرتے ہوں گے تو پھر ہم نئے انجینئرز کو وہاں تعینات کر دیں گے اور یہ لوگ automatically واپس اپنی سیٹوں پر بیٹھ کر کام کریں گے۔

MR SPEAKER: The matter concerning appointments of officers cannot be made subject matter of an adjournment motion (NA Decision No 15p8vol1.) Government Service refers to a class of government servant and not public employees (Indian Parliamentary Practice.) The motion raised does not relate to a single specific matter so I hold the motion to be out of order. Inadmissible.

تحریک التوائے کار نمبر 2 رانا اکرام ربانی اور رانا ثناء اللہ خان کی طرف سے ہے۔ تو کیا اسے رانا اکرام ربانی صاحب پیش کرنا چاہتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی! ارشاد فرمائیے۔

محکمہ اوقاف کی اراضی کی سستے داموں فروخت

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ فرنٹیئر پوسٹ 'لاہور' کی اشاعت مورخہ 8۔ اکتوبر 1991ء میں یہ خبر چھپی ہے کہ:

Punjab Government sells plot worth Rs. 14.8m for Rs. 3.7m Auqaf land sold illegally. Department estimate Rs. 50m: LDA helps seize the plot.

واقعہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے قانون کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے اور سیکرٹری اوقاف کی ایڈوائز کو نظرانداز کرتے ہوئے محکمہ اوقاف کی ایک کروڑ اڑتالیس لاکھ روپے مالیت کی اراضی صرف 37 لاکھ روپے میں ایک شخص حاجی محمد افضل جو کہ لاہور کارپوریشن کا کونسلر بھی ہے اور آئی جے آئی سے قریبی تعلق رکھتا ہے اور میاں شہباز شریف ایم این اے جو کہ وزیراعظم کے بھائی ہیں' کے حلقہ میں کافی اثر و رسوخ رکھتا ہے' کے ہاتھ فروخت کر دی ہے۔ محکمہ اوقاف کے ایک سابق سیکرٹری نے اس تجویز کی مخالفت کرتے ہوئے موجودہ وزیراعلیٰ کو جب وہ نگران وزیراعلیٰ تھے' 10 نومبر 1990ء کو ایک سمری بھیجی تھی جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ محکمہ اوقاف کے زیر انتظام وقف اراضی کسی دوسرے شخص کے نام منتقل نہیں کی جا سکتی۔ یہ قانون کے خلاف ہے لیکن 7 جولائی 1991ء کو یہ 74 مرلے اراضی جو کہ چونہ منڈی' لاہور میں واقع تھی' فروخت کر دی گئی۔ قانون کی خلاف ورزی کے علاوہ دھونس اور اقرباء پروری کی یہ بدترین مثال ہے۔ یہ اراضی جو کہ محکمہ کے اپنے تخمینہ کے مطابق پانچ کروڑ روپے مالیت کی بنتی ہے۔ لیکن اسے رہائشی مقاصد کے لیے ظاہر کرتے ہوئے 50 ہزار روپے مرلہ کے حساب سے 37 لاکھ روپے میں فروخت کی گئی جبکہ اگر صنعتی مقاصد کے لیے بھی ظاہر کی جاتی تو بھی اس کی قیمت دو لاکھ روپے فی مرلہ کے حساب سے ایک کروڑ اڑتالیس لاکھ روپے بنتی ہے۔ حاجی محمد افضل کے متعلق یہی بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے میاں شہباز شریف کے الیکشن میں ان کی بہت مدد کی۔ لوٹ مار کی اس واضح نشان دہی سے حزب اختلاف کے اس شک کو تقویت ملتی ہے کہ خدانخواستہ کسی دن کچھ غیر ملکی آئیں گے اور ایک سیل ڈیڈ (Sale deed) پاکستان کے عوام کو دکھائیں گے کہ آئی جے آئی کی حکومت نے پاکستان ہمارے ہاتھ فروخت کر دیا ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی! چودھری صاحب اس کے متعلق آپ فرمائیں گے؟

چودھری محمد اکرم (وزیر اوقاف): جناب سپیکر! مجھے محکمہ کی طرف سے ابھی جواب موصول نہیں ہوا لہٰذا اس کو کل یا پرسوں تک کے لیے pending کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی رانا ثناء اللہ خان صاحب اس کو پرسوں تک کے لیے pending کر لیا جائے؟

رانا ثناء اللہ خان: جی ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر3 رانا اکرام ربانی صاحب اور علی حسن رضا قاضی صاحب کی طرف سے ہے۔

چنیوٹ کے قریب دریائے چناب کے پل کی تعمیرنو میں حکومت کی غفلت اور لاپرواہی

جناب علی حسن رضا قاضی: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "فرنٹیئر پوسٹ" لاہور' کی اشاعت مورخہ 8۔ اکتوبر1991ء میں یہ خبر چھپی ہے کہ:

Reconstruction of Chenab Bridge Suspended.

واقعہ یہ ہے کہ چنیوٹ کے قریب دریائے چناب کے پل کی تعمیرنو نامعلوم وجوہات کی بناء پر روک دی گئی ہے۔ یہ بات عوامی حلقوں میں تشویش کا باعث بنی ہوئی ہے کیونکہ انسانی جانوں کے نقصان کا اندیشہ تو ہے ہی لیکن اس سے چنیوٹ کے لیے ایک بڑا ذریعہ آمدن بھی متاثر ہے کیونکہ اس پل کی شکستہ حالت کی وجہ سے ساٹھ فیصد ٹریفک متبادل راستے اختیار کرتی ہے جس کی وجہ سے صنعت و تجارت سے وابستہ لوگوں کے علاوہ مزدور پیشہ لوگ بھی متاثر ہیں۔ ماضی میں بھی چنیوٹ کے قریب دریائے چناب پر واقع یہ پل اپنی شکستہ حالت کی وجہ سے ایک سنگین حادثہ کی وجہ بنتے بنتے رہ گیا جس میں کئی انسانی جانیں ضائع ہونے کا قوی اندیشہ تھا۔ اس پل کی ساخت اس طرح ہے کہ یہ دو منزلہ پل ہے۔ نیچے ریلوے لائن بچھائی گئی ہے اور اوپر دوسری ٹریفک یعنی بسیں اور ٹرک وغیرہ چلتے ہیں۔ قیام پاکستان سے قبل انگریزوں کے زمانہ میں تعمیر ہونے والا یہ پل اپنی میعاد پوری کر رہا ہے اور بے شمار دفعہ اس ضمن میں عوامی سطح پر بے چینی اور تشویش کا اظہار کیا گیا لیکن بھرپور مطالبہ اور احتجاج کے باوجود حکومت نے اپنی اس اہم ذمہ داری کی طرف کوئی توجہ نہیں دی چنانچہ سپر ایکسپریس کے

گزرنے سے کچھ ہی دیر پہلے اوپر والی سڑک سے کچھ پلیٹیں اور پتھر بھاری مقدار میں ریلوے لائن پر آگرے۔ مسافروں کی خوش قسمتی اور اللہ کی مہربانی سے سپر ایکسپریس کے ڈرائیور نے بروقت دیکھ کر ہنگامی بریک لگائے جس سے گو کافی مسافر زخمی ہوئے لیکن بڑا حادثہ ہوتے ہوتے رہ گیا لیکن عوامی سطح پر یہ سوال بدستور بلکہ پہلے سے شدید طور پر موجود ہے کہ ہر دفعہ صرف اللہ کی مہربانی سے ہی جانیں بچیں گی یا حکومت بھی اس سلسلے میں اپنی ذمہ داری پوری کرے گی۔ آئے دن حکومت اور دیگر اداروں کی شاہ خرچیوں کی خبریں آتی رہتی ہیں لیکن اس اہم ذمہ داری کی طرف حکومت کی غفلت اور لاپرواہی عوامی سطح پر بے چینی کا باعث بن رہی ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی کرنل محمد یامین خان۔

کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین (وزیر مواصلات و تعمیرات): جناب سپیکر! معزز رکن اسمبلی نے جس بات کی طرف اشارہ کیا ہے اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ چنیوٹ اور ربوہ کے درمیان دریائے چناب پر واقع یہ پل فیصل آباد کو براستہ چنیوٹ سرگودھا سے بذریعہ پختہ سڑک ملاتا ہے یہ سڑک محکمہ ہائی وے کے زیر انتظام ہے جبکہ پل محکمہ پاکستان ریلوے کی تحویل میں ہے۔ یہ پل لوہے کے گارڈروں اور فولادی پلیٹوں سے تعمیر شدہ ہے۔ پل کی دو منزلیں ہیں۔ نچلی منزل سے ریل گاڑیاں جبکہ بالائی منزل سے سڑک کے ذریعہ ٹریفک گزرتی ہے۔ یہ پل 1925ء میں تعمیر ہوا۔ محکمہ پاکستان ریلوے کے ارباب اختیار اور ماہرین کی رپورٹ کے مطابق یہ پل زائد المیعاد' غیر محفوظ ہو چکا ہے اور موجودہ جدید دور سے ہم آہنگ وزنی ٹریفک کے لئے موزوں نہیں۔ پل کی بالائی سطح کی فولادی پلیٹیں جو بوسیدہ اور زائد المیعادی کے سبب سڑک کی ٹریفک اور بوجھ برداشت کرنے کی استطاعت کھو چکی ہیں۔ فولادی پلیٹیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ یہ پلیٹیں محکمہ پاکستان ریلوے مرمت' تبدیل کرتا ہے جب کہ ان کے اخراجات کے لئے رقوم محکمہ شاہرات فراہم کرتا ہے۔ پل پر پلیٹوں کی کل تعداد ایک ہزار آٹھ سو پینتیس ہے جن میں سے پچھلے پانچ سال یعنی 1986ء سے لے کر اب تک کل پانچ سو چونتیس پلیٹیں شکست و ریخت کا شکار ہوئیں اور اس عرصہ میں ان میں سے چار سو انتیس پلیٹوں کو تبدیل کیا گیا باقی پلیٹوں کی تبدیلی کا کام جاری ہے۔ ان پلیٹوں کی تبدیلی کے لئے 1986ء سے لے کر اب تک

محکمہ' پاکستان ریلوے کو اڑتالیس لاکھ چھیاسٹھ ہزار تین صد روپے ادا کر چکا ہے۔ پل کی باقی ماندہ پلیٹیں بھی موجودہ دور کی ٹریفک کا بوجھ برداشت کرنے کے قابل نہ ہیں اور مرمت و تبدیلی کی متقاضی ہیں۔ موجودہ پل سے دریا کے بہاؤ کی سمت کچھ فاصلے پر نئے پل کی تعمیر کے منصوبے پر ابتدائی کام حکومت پنجاب نے مکمل کر لیا ہے۔ نئے پل کی تعمیر کی لاگت کا تخمینہ اڑتیس کروڑ ستانوے لاکھ ستانوے ہزار روپے ہے۔ اس پل کی تعمیر کا منصوبہ حکومت پاکستان نے نیشنل ہائے وے اتھارٹی کے سپرد کیا ہے۔ نئے پل کی تعمیر کے لئے پانچ سال کا عرصہ درکار ہوگا۔ اس تمام عرصہ میں ٹریفک کو پرانے پل پر سے محفوظ طریقہ سے گزارنے کے لئے پل کی تمام پلیٹوں کی تبدیلی اشد ضروری ہے چنانچہ محکمہ پاکستان ریلوے کو پل کی تمام پلیٹوں کی تبدیلی کے لئے کہا گیا ہے اور محکمہ پاکستان ریلوے کے افسران بالا سے محکمہ ہذا کے سیکرٹری و دیگر افسران نے میٹنگ کی ہے اور فیصلہ کیا گیا ہے کہ نئے پل کی تعمیر کے مکمل ہونے تک موجودہ ٹریفک کو بحفاظت گزارنے کے لئے روڈ ٹریفک کے زیر استعمال deck کو کلی طور پر تبدیل کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں حکومت پنجاب نے اس سکیم کے لئے ایک سو چونتیس لاکھ روپے کی منظوری دی ہے اور اس کے لئے ایک کروڑ روپے کی رقم بھی موجودہ مالی سال میں فراہم کر دی ہے کیونکہ اس deck کی تعمیرنو کا کام محکمہ ریلوے کی وساطت سے سرانجام دینا ہے۔ نئے deck کا ڈیزائن اس وقت ریلوے کے متعلقہ شعبہ کے زیر غور ہے اور اس کی حتمی منظوری اس مہینے کے آخر تک متوقع ہے۔ جونہی اس ڈیزائن کی منظوری کی اطلاع ملے گی یہ مطلوبہ ٹینڈر ریلوے کو مہیا کر دیئے جائیں گے۔ ریلوے نے یقین دلایا ہے کہ اس کام کو موجودہ مالی سال کے اندر ہی مکمل کر لیا جائے گا۔ فی الحال پرانے deck پر ہلکی ٹریفک گزاری جا رہی ہے لیکن اس کی تعمیر کے دوران اس کو پل پر سے بند کر کے متبادل Balley Bridge سے گزارا جائے گا۔ Balley Bridge کی تعمیر کے سلسلہ میں محکمہ کے پاس ضروری سامان اور کشتیاں موجود ہیں۔ ریلوے کے ساتھ طے شدہ پروگرام کے مطابق نئے پل کی تعمیر کا کام مارچ کے مہینے میں شروع کیا جائے گا اور متبادل Balley Bridge برائے ہلکی ٹریفک' اختتام تک محکمہ ہائی ویز موقع پر install کر دے گا۔

اس متبادل نظام سے ہلکی ٹریفک بحفاظت دریا پر کر سکے گی جبکہ بھاری ٹریفک پہلے والے راستے سے چلتی رہے گی۔ محکمہ ہذا اس سلسلہ میں اپنے فرائض سے غافل نہیں ہے۔ اور محکمہ کوشاں ہے کہ پرانے پل کی تبدیلی کا کام جلد از جلد اسی مالی سال میں مکمل ہو اور ساتھ ہی ساتھ نئے پل کی تعمیر کے لئے مرکزی حکومت کے بجٹ میں فنڈز زیادہ کرانے کی کوشش بھی کر رہا ہے۔

جناب علی حسن رضا قاضی: جناب سپیکر! میری تحریک میں جو بھی points اٹھائے گئے ہیں جناب وزیر موصوف نے ان کو تسلیم کیا ہے انہوں نے اپنے تفصیلی جواب میں مرمت کا بھی ذکر کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ نئے پل کی designing وغیرہ اور اس بارے میں سب کام مکمل ہو گئے ہیں لیکن یہ نہیں بتایا کہ نیا پل کب شروع ہو گا اور کب تک یہ مکمل ہو گا کیونکہ پرانے پل کی جتنی بھی مرمت کر لی جائے یہ اسی طرح ہی رہے گا ہمیں چار چار گھنٹے انتظار کرنا پڑتا ہے۔ کسی بھی وقت بڑا حادثہ ہونے کا امکان ہے۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب۔ کیا آپ اس سلسلہ میں بتا سکیں گے کہ یہ پل کب تک مکمل ہو جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں نے عرض کی ہے کہ اس پل کی designing اور estimate کا جو کام تھا وہ محکمہ ہائی ویز کے سپرد کیا گیا تھا اور اس کا detailed survey کر کے نیشنل ہائی وے اتھارٹی کو بھیج دیا ہے اور اب یہ کام نیشنل ہائے وے اتھارٹی نے کرنا ہے اور محکمہ سی اینڈ ڈبلیو پنجاب نے یہ کام نہیں کرنا ہے۔ اور معلوم نہیں ہے کہ ان کے پاس فنڈز کی availability کی priority کیا ہے۔ اب اس کے بارے میں محکمہ ہائی ویز اتھارٹی کے ارباب اختیار ہی بتا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: تو یہ پنجاب حکومت کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے۔ قاضی صاحب یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔ یہ تو نہ آپ کے' نہ پنجاب اسمبلی کے' اور نہ ہی پنجاب حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے۔ یہ تو نیشنل ہائی وے اتھارٹی نے بنانا ہے۔

جناب علی حسن رضا قاضی: جناب والا! پنجاب حکومت تو نیشنل ہائے وے کو بھرپور سفارش کر سکتی ہے کہ اس کام کو priority دے کر جلدی مکمل کیا جائے۔

جناب سپیکر: جو ان کے کام کرنے والے ہیں وہ تو یہ کر چکے ہیں اس بارے میں وزیر مواصلات نے بتا دیا ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جس project پر حکومت پنجاب کا ڈیڑھ یا دو کروڑ روپیہ خرچ ہو رہا ہو اور جیسا کہ وزیر موصوف نے اس ایوان میں بھی یہ فرمایا ہے تو میرے خیال میں اتنی دلچسپی تو ہونی چاہیئے کہ وزیر موصوف کو یہ پتا ہو کہ اس پل کی تعمیر کب شروع ہو گی؟ یا کب تک اس کی تکمیل ہو جائے گی؟ جناب والا! ہمارے محکمے کو یہ تو نہیں چاہیئے کہ ڈیڑھ یا دو کروڑ روپے خرچ کر دے اور پھر اس کے بعد اس کو اس project کے بارے میں یہ نہ پتا ہو کہ یہ کب

شروع ہونا ہے اور اسے کب اختتام کو پہنچنا ہے؟ یعنی اس بارے میں ان کو کسی قسم کا بھی کوئی علم نہ ہو میرے خیال میں ان کی یہ لاعلمی تو جائز نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شاہ صاحب۔

کرنل صاحب۔ کیا آپ اس بارے میں کچھ فرمائیں گے۔ شاہ صاحب نے یہ کہا ہے کہ پنجاب حکومت کا اس پل کی designing کی صورت میں اور اس کا estimate بنانے کی صورت میں کافی خرچ ہو رہا ہے اور جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جو جو کام آپ کے ذمہ تھے وہ آپ نے کر دیئے ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ حکومت پنجاب کو اتنا تو پتا ہونا چاہیئے کہ یہ پل کب شروع ہو گا اور کب تک یہ مکمل ہو جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں یہ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ جن رقوم کا میں نے ذکر کیا ہے کہ پنجاب کے محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے توسط سے خرچ کی گئی ہیں اس سلسلے میں میری مزید وضاحت یہ ہے کہ یہ پل ریلوے نے تعمیر کیا تھا لیکن deck کی maintenance یا اس پر جو گاڑیاں گزرتی ہیں ان کا ٹول ٹیکس محکمہ سی اینڈ ڈبلیو پنجاب لیتا ہے اس لئے اس کی maintenance پر جتنا بھی خرچ آتا ہے وہ محکمہ سی اینڈ ڈبلیو خرچ کرتا ہے۔ چونکہ یہ پل ریلوے نے بنایا تھا وہاں پر iron پلیٹیں لگی ہوئی ہیں اور وہاں پر ron girdess بھی لگے ہوئے ہیں ریلوے کے Engineers اس کا تخمینہ بناتے ہیں اور ان کی پلیٹوں کی iron gaurders کے لئے اور اس کے متبادل نظام کے لئے جتنی بھی وہ رقم ہم سے مانگتے ہیں وہ محکمہ سی اینڈ ڈبلیو پنجاب ان کو مہیا کرتا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے پلیٹوں کی تعداد نہیں بتائی کہ کتنی پلیٹیں تبدیل ہوئی ہیں اور اب کتنی پلیٹیں تبدیل ہونا باقی ہیں اس سلسلے میں حکومت پنجاب نے ان کو رقم مہیا کی ہے۔

جناب والا! جہاں تک نئے پلوں کی تعمیر کا تعلق ہے اس کے لئے صرف designing کی حد تک ہی محکمہ سی اینڈ ڈبلیو پنجاب کو فریضہ سونپا گیا تھا اور designing کی حد تک انہوں نے کام کر دیا ہے۔ اب نیشنل ہائے وے بورڈ کب اس کام کو شروع کرتا ہے یا اس کی کیا اتھارٹی ہے۔ سردست میں اس بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا۔

جناب سپیکر: اس سلسلہ میں میرا خیال ہے اب قاضی صاحب اسے پریس نہیں کرتے کیونکہ یہ تو ان کا subject نہیں ہے اس لئے اس تحریک التوائے کار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لہٰذا قاضی صاحب اس کو پریس نہیں کرتے ہیں ویسے بھی تحریک التوائے کار کا وقت بھی ختم ہوتا ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب سپیکر! آج جو تحاریک التوائے کار پیش ہوئی ہیں اور ان پر وزراء صاحبان نے جو جوابات دیئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ کوئی واضح جواب کسی بھی تحریک التوائے کار پر نہیں دیا گیا۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب نے جو تحریک التوائے کار پیش کی تھی اس پر ان کا جواب کوئی واضح نہ تھا اور نہ ہی قاضی صاحب کی تحریک التوائے کار پر ان کا کوئی واضح جواب تھا ان کا جواب mumble jumble تھا جناب والا! مجھے تو یہ لگتا ہے کہ بلدیاتی الیکشن کی تھکاوٹ ابھی تک وزراء صاحبان کے ذہنوں پر ہے اور جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ آج کی کارکردگی خصوصاً جو تحاریک التوائے کار کے بارے میں ہے وہ انتہائی افسوسناک ہے اور آپ کے توسط سے میں گزارش کروں گا کہ آپ انہیں ہدایات کریں کے آئندہ اجلاس میں جب یہ صاحبان آئیں تو بہتر تیاری کر کے آئیں۔

جناب والا! میں آپ کے وساطت سے یہ بھی عرض کروں گا کہ میرے خیال میں انہیں تھکاوٹ تو نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ الیکشن میں جو جھرلو چلنا تھا وہ تو چل گیا کام تو سارے کا سارا انتظامیہ نے کیا ہے۔ بہرحال وزراء صاحبان کچھ تھکے ہوئے لگتے ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : (point of order) جناب والا! شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جس تحریک کا میں نے جواب دیا ہے یا محترم کرنل صاحب نے جواب دیا ہے وہ mumble jumble ہے۔ جناب والا! میں نہیں سمجھ پایا کہ یہ کس چیز کو mumble Jumble کہہ رہے ہیں اور وہ کون سی ایسی چیز ہے جس کو ہم واضح طور پر ان کو نہیں بتا سکے ویسے بھی جناب والا! انہوں نے ایک تحریک میں پانچ چھ تحریکوں کا مواد اکٹھا کیا ہوا تھا اور میں محترم ممبر سے یہ بھی عرض کروں گا کہ وہ پہلے تحریک کو پیش کرنے کا طریقہ کار بھی سیکھیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ دیکھیں کہ انہوں نے کیا چیز پیش کرنی ہے اور کیا نہیں کرنی ہے۔ اگر technically دیکھا جائے تو یہ knock out ہوتی تھیں۔ اب چونکہ جناب والا نے پہلے ہی اپنا فیصلہ صادر کر دیا ہے تو میں معذرت کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ ہماری تیاری کو ایسے ہی نکتہ اعتراض نہ بنائیں بے شک اس پر ہمارے ساتھ debate کر لیں ہم نے جو جوابات دیئے ہیں بالکل صحیح دیئے ہیں۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب سپیکر میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو دونوں تحاریک التوائے کار تھیں.....

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس میں اب بحث کی کوئی گنجائش نہیں جو تحاریک التوائے کار پیش ہوئی تھیں وہ dispose of ہو چکی ہیں اور ان کے لئے جو وقت مخصوص تھا وہ اب ختم ہو چکا ہے ان پر

آپ نے اپنا اظہار خیال بھی فرمایا اور ان پر انہوں نے اپنا اپنا جواب بھی دے دیا میرے خیال میں اتنا ہی کافی ہے اب اس پر debate کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ شکریہ جی ڈاکٹر ممتاز علی صاحب۔

مجالس قائمہ کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

ڈاکٹر ممتاز علی: میں مسودہ قانون (ترمیم) باز ادائیگی قرضہ جات کو آپریٹو سوسائٹیز و کو آپریٹو بنک پنجاب مصدرہ 1992ء (مسودہ قانون نمبر16 بابت 1992ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کو آپریٹو کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کی گئی۔

ڈاکٹر ممتاز علی: میں مسودہ قانون (ترمیم) کو آپریٹو سوسائٹیز مصدرہ 1991ء مسودہ قانون نمبر17 بابت 1991ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے کو آپریٹو کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: رپورٹ پیش کی گئی۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق نمبر4 پیش کردہ میاں محمود احمد ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: راجہ خلیق اللہ خان تحریک استحقاق نمبر4 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتے ہیں۔

مجالس قائمہ کی رپورٹوں کا ایوان میں توسیع کے لیے پیش کیا جانا

راجہ خلیق اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک استحقاق نمبر12 پیش کردہ سید طاہر احمد شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مئی 1992ء تک توسیع کر دی جائے۔ کیونکہ وہ ابھی بیرون ملک علاج سے واپس آئے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ تحریک استحقاق نمبر12 پیش کردہ سید طاہر احمد شاہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ مئی 1992ء تک توسیع کی جائے۔ (تحریک منظور کی گئی)

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر' میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء پر نظر ثانی کرنے اور قواعد میں ترامیم کے بارے میں اپنی سفارشات مرتب کرنے کے

لیے مجلس قائمہ برائے قانون و پارلمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 جنوری 1993ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء پر نظر ثانی کے لئے انہیں 31۔ جنوری 1993ء تک میعاد میں توسیع کی جائے۔ ایوان کا کیا خیال ہے؟ میاں صاحب! چھ مہینے کافی نہیں ہیں؟ یہ تو آپ پورا سال مانگ رہے ہیں۔ اگر اس میں تین مہینے کے لئے توسیع کریں تو میرے خیال میں کام میں کچھ تیزی آ جائے گی۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! یہ کام بڑا لمبا ہے اور ہم ایک ماہ میں دو میٹنگز کر نہیں سکتے اس لیے اگر چھ ماہ کی توسیع کر دیں تو مناسب ہو گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ سال کی بجائے چھ ماہ کر لیں۔

چوہدری محمد فاروق: مجھے میاں صاحب کی سال کی تجویز سے اختلاف ہے۔ میں یہی تجویز دینا چاہتا ہوں کہ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ میعاد چھ ماہ ہونی چاہئے۔ جب یہ کارروائی باہر اخبارات میں چھپے گی تو جو ہم میعاد مانگ رہے ہیں اس سے یہ تاثر ابھرے گا کہ ہم کام نہیں کرنا چاہتے بلکہ کام کو لٹکانا چاہتے ہیں۔ براہ کرم اس کے لئے صرف چھ ماہ کی توسیع ہی دی جائے۔

جناب سپیکر: کیا میاں منظور احمد موہل صاحب یہ بتائیں گے کہ آپ مہینے میں دو میٹنگز کر رہے ہیں؟

میاں منظور احمد موہل: مہینے میں دو میٹنگز سے زیادہ ہم نہیں کر سکتے۔ لیکن آپ ایک ماہ میں زیادہ میٹنگز کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: قواعد پر نظر ثانی کے سلسلے میں آپ کو میں اجازت دوں گا کہ آپ دو سے زیادہ میٹنگز بھی کر سکتے ہیں۔ تو چھ ماہ میں بارہ میٹنگز کی شرط لاگو کر دی جائے؟

میاں منظور احمد موہل: ٹھیک ہے جناب والا!

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:۔

"کہ قواعد انضباط کار' صوبائی اسمبلی پنجاب 1973 پر نظر ثانی کرنے اور قواعد میں ترامیم کے بارے میں اپنی سفارشات مرتب کرنے کے لئے مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 30 جون 1992ء تک توسیع کی جائے۔" (تحریک منظور کی گئی)

میاں منظور احمد موہل: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ استحقاقات ایکٹ 1972ء صوبائی اسمبلی

پنجاب کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ مئی 1992ء تک توسیع کردی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:۔

"کہ استحقاقات ایکٹ 1972ء صوبائی اسمبلی پنجاب کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد مورخہ 31 مئی 1992ء تک توسیع کردی جائے۔" (تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ کی ایک تحریک اور بھی ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1991ء (مسودہ قانون نمبر 6 بابت 1991ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ مئی 1992ء تک توسیع کی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:۔

"کہ مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1991ء (مسودہ قانون نمبر 6 بابت 1991ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مئی 1992ء تک توسیع کی جائے۔" (تحریک منظور کی گئی)

ملک احمد علی اولکھ: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ تحریک التوائے کار نمبر 75۔74 بر موضوع "ٹیل پر نہری پانی کی سپلائی" کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آب پاشی و برقی قوت ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ مئی 1992ء تک توسیع کی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

کہ تحریک التوائے کار نمبر 75۔74 بر موضوع "ٹیل پر نہری پانی کی سپلائی" کے بارے میں مجلس قائمہ برائے آب پاشی و برقی قوت ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31۔ مئی 1992ء تک توسیع کی جائے (تحریک منظور کی گئی)

مسودات قانون

(جو ایوان میں پیش کئے گئے)

مسودہ قانون کچی آبادیاں پنجاب بابت 1992ء

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں مسودہ قانون کچی آبادیاں پنجاب بابت 1992ء پیش

کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: مسودہ قانون کچی آبادیاں پنجاب بابت 1992ء پیش کر دیا گیا ہے۔ یہ متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 29۔ فروری 1992ء تک پیش کرے گی۔

ہنگامی قانون (ترمیم) بہبود فنڈ برائے سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 1991ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور جناب والا! میں ہنگامی قانون (ترمیم) بہبود فنڈ برائے سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 1991ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: ہنگامی قانون (ترمیم) بہبود فنڈ برائے سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 1991ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر 75(6) کے تحت یہ ہنگامی قانون اب مسودہ قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 29۔ فروری 1992ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔

ہنگامی قانون (ترمیم) ادائیگی بھتا خصوصی ملازمین پنجاب 1991ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں ہنگامی قانون (ترمیم) ادائیگی بھتا خصوصی ملازمین پنجاب 1991ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: ہنگامی قانون (ترمیم) ادائیگی بھتا خصوصی ملازمین پنجاب 1991ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ قواعد کے مطابق یہ ہنگامی قانون اب مسودہ قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 29۔ فروری 1992ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔

ہنگامی قانون (ترمیم) پنجاب بنک مصدرہ 1992ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں ہنگامی قانون (ترمیم) پنجاب بنک مصدرہ 1992ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: ہنگامی قانون (ترمیم) پنجاب بنک مصدرہ 1992ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے قواعد کے مطابق یہ ہنگامی قانون اب مسودہ قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جو اپنی رپورٹ 29 فروری 1992ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 1990ء
(جو ایوان کی میز پر رکھی گئی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 1990ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ برائے سال 1990ء ایوان کی میز پر رکھ دی گی ہے۔

قرارداد

قاعدہ 202 کے تحت قاعدہ A-91 کی مقتضیات کی معطلی

ملک محمد طیب خان اعوان: میں تحریک پیش کرتا ہوں:۔

"کہ قاعدہ 202 کے تحت قاعدہ A-91 کی مقتضیات کو معطل کر کے کپاس کی خریداری کے بارے میں کاشت کار کو پیش آنے والی مشکلات کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:۔

"کہ قاعدہ 202 کے تحت قاعدہ A-91 کی مقتضیات کو معطل کر کے کپاس کی خریداری کے بارے میں کاشت کار کو پیش آنے والی مشکلات کے بارے میں قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔" (تحریک منظور کی گئی)

کپاس کی خریداری کے بارے میں وفاقی حکومت کو سفارشات

ملک محمد طیب خان اعوان: جناب والا! میں آپ کا بھی شکر گزار ہوں اور ایوان کا بھی کہ زمیندار کے اس دکھ اور پریشانی میں یہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ مرکزی حکومت کاٹن کارپوریشن کو اس امر کی ہدایات جاری کرے کہ پنجاب میں کپاس کی خریداری کا فوری بندوبست کرے۔ کیونکہ مرکزی حکومت کی واضح ہدایات کے باوجود زمینداروں سے کپاس کی خریداری میں تساہل سے کام لیا جا رہا ہے۔ اور کاشتکار کو مناسب معاوضہ نہیں مل رہا۔ جس سے زمیندار طبقہ میں بے چینی اور تشویش پائی جاتی ہے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:۔

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ مرکزی حکومت کاٹن کارپوریشن کو اس امر کی ہدایات جاری کرے کہ پنجاب میں کپاس کی خریداری کا فوری بندوبست کرے۔ کیونکہ کہ مرکزی حکومت کی واضح ہدایات کے باوجود زمینداروں سے کپاس کی خریداری میں تساہل سے کام لیا جا رہا ہے۔ اور کاشتکار کو مناسب معاوضہ نہیں مل رہا۔ جس سے زمیندار طبقہ میں بے چینی اور تشویش پائی جاتی ہے۔"

اس پر جناب وزیر اعلیٰ اظہار خیال فرمانا چاہیں گے۔

وزیر اعلیٰ (جناب غلام حیدر وائیں): شکریہ جناب سپیکر! کپاس کے بارے فاضل رکن نے جو قرار داد پیش کی ہے اس کے contents سے مجھے مکمل طور پر اتفاق ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں میرا وفاقی حکومت سے مسلسل رابطہ ہے۔ اس دفعہ اس فصل کے بارے میں دو پہلو ہیں۔ ایک تو بڑا خوشگوار ہے کہ اس دفعہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور ہمارے کاشتکار کی محنت سے غالباً پاکستان کی تاریخ میں سب سے ریکارڈ پیداواری فصل ہوئی ہے۔ توقع یہ کی جا رہی ہے کہ اس دفعہ کپاس کی فصل کا ہدف ایک کروڑ 20 لاکھ گانٹھ سے اوپر چلا جائے گا۔ یہ بہت ہی خوشگوار پہلو ہے۔ اور اس کی محنت پر اس کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ جس محنت کے ساتھ اب وہ اس طرف لگا ہوا ہے۔ دوسرا پہلو تھوڑا سا تلخ ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ بدقسمتی سے اس وقت بین الاقوامی منڈی میں کپاس کی فصل سخت کساد بازاری کی نذر ہوئی ہے۔ بین الاقوامی منڈی میں کپاس اس دفعہ بہت فاضل فصل کے طور پر آئی ہے۔ اور بین الاقوامی منڈی میں کپاس کی فصل کے زائد ہونے کی وجہ سے اس کے نرخ بہت کم ہیں۔

اسی وجہ سے خریداری بھی کم ہے۔ ہمارے کاٹن یارن کی برآمد بھی اتنی تیز رفتاری سے نہیں ہو رہی جتنی تیز رفتاری سے ہونی چاہیئے۔ اس کی وجوہات بھی وہی ہیں چونکہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں کپاس بہت زیادہ ہے اس لئے اس کی بھی یہی وجہ ہے۔ جہاں تک اس کے خریداروں کا تعلق ہے پاکستان میں اس کے دو خریدار ہیں ایک کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن اور دوسرے آپٹیما ٹیکسٹائل ملز والے' ان دونوں سے ہماری تسلسل کے ساتھ میٹنگز ہوئی ہیں۔ مگر حال ہی میں ہم نے محسوس کیا ہے کہ آپٹیما ٹیکسٹائل ملز اور کاٹن spinners میں بھی اپنی خریداری میں خاصا تعطل پیدا کیا ہے اور فاضل پیداوار کی وجہ سے اس کے نرخ بھی کم ہوئے ہیں۔ جس کی ایک بڑی وجہ بین الاقوامی منڈی بھی

ہے۔ مگر پرائم منسٹر صاحب کے حالیہ بیرون ملک دورے پر جانے سے پہلے ایک آخری میٹنگ اس موضوع پر ہوئی تھی اور میں یہ بات جناب سپیکر آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان اور خصوصا اپنے فاضل بھائی ملک طیب اعوان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وفاقی سطح پر ہمارے اس نقطہ نظر کو بڑی تفصیل کے ساتھ زیر بحث لایا گیا اور جناب وزیر اعظم پاکستان (میاں محمد نواز شریف) نے بیرون ملک دورے پر جانے سے پہلے کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن کو یہ واضح ہدایات جاری کی تھیں کہ پنجاب اور سندھ کی تمام فاضل کپاس کی آخری گانٹھ تک کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن خریدنے اور اٹھانے کی پابند ہوگی۔ اس کا فیصلہ وفاقی حکومت نے کر دیا ہے۔ گزشتہ چونکہ دنوں میں بارشیں ہوتی رہیں اور یہ خطہ بارشوں کی زد میں رہا ہے۔ اور ان بارشوں کی وجہ سے ہی خریداری نہیں ہوئی۔ اب انشاء اللہ ایک دو روز میں موسم ٹھیک ہو جائے گا۔ اور پھر جس وقت یہ کپاس خشک ہو جائے گی تو اس کی پہلے سے زیادہ خریداری شروع ہو جائے گی۔ پنجاب سے بھی جو ہماری فاضل کپاس ہے اس کی آخری گانٹھ تک کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن خریدے گی۔ مجھے امید ہے کہ میرے کاشت کار بھائی کو جو عارضی پریشانی ہوئی ہے اب انشاء اللہ اسے اس سے نجات مل جائے گی۔ اس کے باوجود بھی اگر یہ قرارداد پاس کرنی ہے۔ تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں تسلسل کے ساتھ اس کی طرف دھیان رکھے ہوئے ہوں اور آئندہ بھی اس پر توجہ دیتا رہوں گا۔ شکریہ!

جناب سپیکر: اب ملک صاحب آپ کی اس قرارداد پر رائے شماری کی جائے؟

ملک محمد طیب خان اعوان: جناب والا! اپ نے چونکہ یقین دھانی کرائی ہے کہ اس سلسلے میں وفاقی حکومت سے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کا رابطہ ہے تو میں اس پر زور نہیں دیتا۔ میرا مقصد تو اس کاشت کار کے تحفظ کا تھا۔ قرارداد پیش کرنے کا نہیں تھا۔ چونکہ اب یقین دہانی ہوگئی ہے لہٰذا میں اس پر زور نہیں دیتا۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ کاشت کار کا تحفظ ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر: وزیر اعلیٰ صاحب کی اس واضح statement کے بعد محرک اپنی قرارداد پر زور نہیں دیتے۔ لہٰذا اب اجلاس پرسوں دس بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی پیر 3 فروری 1992ء بوقت دس بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

بدھ 3۔ فروری 1992ء

(دو شنبہ 28۔ رجب 1412ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 10 بج کر 33 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ○ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۫ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۫ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ○ سورۃ آل عمران آیات 134 تا 136

جو آسودگی اور تنگی میں اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور غصے کو روکتے ہیں اور لوگوں کے قصور معاف کرتے ہیں اور خدا نیکو کاروں کو دوست رکھتا ہے ○ اور وہ کہ جب کوئی کھلا گناہ یا اپنے حق میں کوئی اور برائی کر بیٹھتے ہیں تو خدا کو یاد کرتے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگتے ہیں اور خدا کے سوا گناہ بخش بھی کون سکتا ہے؟ اور جان بوجھ کر اپنے افعال پر اڑا نہیں رہتے' ایسے ہی لوگوں کا صلہ پروردگار کی طرف سے بخشش اور باغ ہیں' جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہتے رہیں گے اور اچھے کام کرنے والوں کا بدلہ بہت اچھا ہے۔

وما علینا الا البلاغ ○

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: آج وقفہ سوالات میں محکمہ تعلیم کے متعلق سوالات ہیں۔ ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب۔

کالج کی عمارت کی تعمیر

☆ 15۔ ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ کالج بوسن روڈ ملتان کی عمارت کی تکمیل کی جا چکی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب نفی میں ہے تو مذکورہ کالج کی عمارت کی تعمیر کب تک مکمل کی جائے گی۔

(ج) گورنمنٹ کالج بوسن روڈ کی دیکھ بھال کے لیے سالانہ کتنی رقم مختص کی جاتی ہے۔

(د) متذکرہ کالج میں طلباء کی تعداد کے پیش نظر عمارت میں توسیع کے لیے اگلے بجٹ میں کتنی رقم مختص کرنے کا پروگرام ہے۔

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) گورنمنٹ کالج بوسن روڈ ملتان کی عمارت کا پہلا اور دوسرا مرحلہ (44.59) لاکھ روپے کی لاگت سے مکمل ہو چکا ہے۔ اس سے کالج مذکور میں 19 کلاس روم' 3 لیکچر تھیٹر' 4 لیبارٹریز' 3 سیمینار روم' ڈسپنسری' انتظامی بلاک' سٹاف روم' مطالعہ' دفتر پرنسپل اور دفتر وائس پرنسپل تعمیر ہو چکے ہیں۔

(ب) وسائل کی دستیابی کی صورت میں تعمیر وطن پروگرام 92۔ 91 کے ذریعہ کالج کی عمارت کے تیسرے مرحلہ کے لیے فنڈز مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ کالج مذکورہ میں اس مرحلہ میں 6 کلاس روم ایک لیکچر تھیٹر' 3 لیبارٹریز' 3 سیمینار روم' سٹورز' میوزیم اور لیٹرین بلاک مہیا کرنے کا پروگرام ہے۔

(ج) اس کالج کو گزشتہ چار سالوں کے دوران سالانہ مرمت اور خصوصی مرمت کے لیے دی جانے والی رقوم کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1990-91ء	1989-90ء	1988-89ء	1987-88ء	1986-87ء
10,000/-	53,411/-	x	4,15,700/-	سپیشل مرمت
NIL	2,11,700/-	x	1.13,900/-	سالانہ مرمت
				4,93,446/-

(د) اس کا جواب جزو (ب) بالا میں دیا جا چکا ہے۔ رقم مختص کرنے کا دارومدار مجموعی ترقیاتی بجٹ پر ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! میں آپ کے توسل سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ تیسرے مرحلے کی جو عمارت ہے وہ 92-91 کے اے ڈی پی (A.D.P) میں تو نہیں رکھی گئی تھی کیا وہ 93-92 کے اے ڈی پی میں رکھی جائے گی؟

وزیر تعلیم: جناب والا! میں عرض کر چکا ہوں کہ رقم مختص کرنے کا دارومدار مجموعی ترقیاتی بجٹ پر ہے' اگر ہمیں فنڈز مل گئے تو ہم کوشش کریں گے' ویسے اس وقت طلبہ کی تعداد 4382 ہے اور کالج کے کل سیکشنز 46 ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ کالج کی ضروریات کے مطابق اخراجات پورے ہیں' اس کے علاوہ ہم Biology Department بنا رہے ہیں' جس پر ہم 59 لاکھ 67 ہزار روپے خرچ کر رہے ہیں اور یہ چیز محکمہ کے زیر غور ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! جیسا کہ جواب میں بتایا گیا ہے کہ اس کے دو مرحلے مکمل ہو چکے ہیں' تیسرے مرحلے میں کوئی چھ کلاس روم اور کافی سارے کمرے بننے ہیں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس کالج کو نئی عمارت میں منتقل ہوئے کوئی تیس سال ہو گئے ہیں۔ جناب کوئی پانچ سالہ منصوبہ ہوتا ہے' کوئی دس سالہ ہوتا ہے' اب تیسرا مرحلہ تو کوئی دس سالہ منصوبہ سے بھی آگے جا رہا ہے۔ میں نے یہی عرض کیا ہے کہ تیسرے مرحلے کی عمارت کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہ عرض کر چکا ہوں کہ اس کا دارومدار فنڈز کی دستیابی پر ہے' آج کل ہمارے محکمہ تعلیم کی جو پالیسی ہے اس میں ہم مجموعی طور پر رقم ایم۔پی۔اے صاحبان کو allocate کر دیتے ہیں' اگر کوئی ایم۔پی۔اے اپنے فنڈز میں سے کسی سکول یا کالج میں کوئی اضافی کمرہ جات تعمیر کروانا چاہتا ہے تو ہم اسے کہتے ہیں کہ آپ اپنے فنڈز میں سے خرچ کر کے سکول میں یا کالج میں اضافی کمرہ جات تعمیر کروا سکتے ہیں' اگر فاضل رکن سمجھتے ہیں کہ ان

کمروں کی اشد ضرورت ہے تو وہ اپنے فنڈز میں سے رقم allocate کر سکتے ہیں' لیکن جہاں تک 93-92 کا تعلق ہے' یہ فنڈز کی دستیابی کی شکل میں ہو سکتا ہے' اگر ہمیں فنڈز دستیاب ہوئے تو ہم اس پر عمل درآمد کریں گے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کو یہ بتانا چاہوں گا کہ جنوبی پنجاب میں یہ سب سے پرانا اور سب سے بڑا کالج ہے اور اس کو نئی عمارت میں منتقل ہوئے کوئی تیس سال ہو چکے ہیں۔ ویسے یہ کالج تقریباً ساٹھ سال سے وہاں موجود ہے اور جیسا کہ انہوں نے بتایا ہے کہ وہاں پر طلبہ کی تعداد کوئی چار ہزار ہے' اس بارے میں' میں پھر ان کو یہی عرض کروں گا اور آگے انہوں نے جزو (ج) میں یہ بتایا ہے کہ 92-91 میں اس کی سالانہ سپیشل مرمت کے لیے صرف دس ہزار روپے دیے گئے ہیں' جب کہ پہلے تین سالوں میں کسی سال چار لاکھ' کسی سال پانچ لاکھ اور کسی سال اس سے زیادہ رقم دی جاتی رہی ہے' کیا اس کی سالانہ مرمت کی رقم بھی ہمیں اپنے فنڈز سے دینا پڑے گی؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! سپیشل مرمت اور سالانہ مرمت کا بجٹ ہمارے پاس ہوتا ہے۔ ضرورت کے مطابق اگر متعلقہ پرنسپل صاحبان یا ڈائریکٹر صاحبان ہمیں لکھیں تو اس کے لیے ہم رقم اگلے سالوں میں مختص کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: دراصل ڈاکٹر خاور علی شاہ یہ چاہتے ہیں' جیسا کہ آپ نے جزو (ب) میں یہ فرمایا ہے کہ اس کا تیسرا مرحلہ ابھی باقی ہے' جس میں کچھ کلاس روم ہیں۔ لیکچر روم' تھیٹر' لیبارٹری رومز' سیمینار روم' سٹور روم' میوزیم روم اور Latrine block وغیرہ وغیرہ ہیں تو ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب کا یہ خیال ہے کہ 92-91 میں نہ سہی' لیکن 93-92 میں ہی اس کو بنانے کے بارے میں کیا آپ کوئی واضح بات کر سکتے ہیں تو ڈاکٹر صاحب کا اصرار اس بات پر ہے اور یہ کہتے ہیں کہ اس کالج کی عمارت کو شروع ہوئے کوئی تیس سال ہو گئے ہیں اور اس کے دو مرحلے مکمل ہو چکے ہیں اور اب اس کا تیسرا مرحلہ مکمل ہونا باقی ہے' اس بارے میں کیا آپ کوئی واضح بات کر سکتے ہیں۔

وزیر تعلیم: جناب والا! میں اس سلسلہ میں عرض کر چکا ہوں کہ 93-92 کا بجٹ تو ابھی بننا شروع نہیں ہوا اور اس سے پہلے کی صورت حال کو دیکھتے ہوئے اس موضوع پر حتمی فیصلہ کرنا یا حتمی undertaking دینا ممکن نہیں بلکہ مشکل بھی ہے' البتہ کوشش کی جائے گی کہ

اگر گنجائش نکلی تو ہم تیسرے مرحلہ کے لیے 93-92 کے بجٹ میں فنڈز رکھ دیں گے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب' وزیر تعلیم نے یہ فرمایا ہے کہ وہ اس سلسلے میں مخلصانہ کوشش کریں گے کہ 93-92 میں آپ کے اس کالج کے تیسرے مرحلے کو مکمل کریں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں' ساتھ ہی ساتھ میں یہ عرض بھی کر دینا چاہتا ہوں کہ آج کل ہی یہ بجٹ بن رہا ہے اور جون میں اس بجٹ کو پیش ہونا ہے یہ اگر آج کل اس بارے میں غور کریں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر: وہ تو ظاہر ہے۔ یہ ابھی سے شروع کریں گے' تب ہی بات بنے گی۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ جن کالجز کا اجراء اب انہوں نے کر دیا ہے' کیا جون کے بجٹ میں ان کی عمارات کے لیے فنڈز رکھنے کا کوئی پروگرام ہے یا نہیں۔ جناب والا میں ان کالجز کے بارے میں دریافت کر رہا ہوں جن کا اجراء اب ہوا ہے۔

وزیر تعلیم: جناب والا! میں اس بارے میں عرض کرتا ہوں کہ یہ اس سوال سے متعلقہ نہیں ہے' اس کے لیے نیا سوال بنتا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میں نے تو کوئی خاص سوال نہیں پوچھا ہے یہ تو ایک عام سی بات ہے کہ جو کالجز مکمل چکے ہیں' ان کی عمارات کے بارے میں ان کا کیا خیال ہے؟

جناب سپیکر: چودھری اصغر علی گجر صاحب اپنے سوال کے جواب میں ایک پالیسی statement چاہتے ہیں کہ جن کالجز کا اجراء اب ہو چکا ہے' ان کی عمارات کی تعمیر آپ کب شروع کریں گے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ہماری جو پالیسی ہے' اس کے مطابق ہم کالج کا اجراء تو اس وقت کرتے ہیں جب عمارت تعمیر ہو جاتی ہے' عمارت کی تعمیر کے بغیر تو کالج کا اجراء ہوتا ہی نہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میرے حلقے چوک اعظم تحصیل و ضلع لیہ میں بچیوں کے کالج کا اجراء ہو چکا ہے' وہاں پر پرنسپل بھی تعینات ہو چکی ہے' ہم نے ایک پرائیویٹ عمارت میں اس کا اجراء کروایا ہے' ابھی اس کی عمارت کا کوئی نام و نشان نہیں ہے تو جناب والا! میں اسی لیے پوچھ رہا تھا اب یہ فرما رہے ہیں کہ عمارت پہلے بنتی ہے اور کالج کا اجراء بعد

میں ہوتا ہے۔ ہم نے ابھی دو تین ماہ پہلے اس کا اجراء کروایا ہے۔ وہاں پر پرنسپل صاحبہ کی تعیناتی بھی ہو چکی ہے۔ لہٰذا وزیر موصوف اس کے متعلق فرمائیں۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں آپ نیا سوال دیں۔ سوال نمبر19

ہائر سیکنڈری سکولوں کی تفصیل

☆19۔ ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ملتان ڈویژن میں سال 89۔1988ء اور 90۔1989ء کے دوران کتنے ہائر سیکنڈری سکول برائے طلباء و طالبات کھولے گئے۔

(ب) ملتان ڈویژن میں متذکرہ دو سالوں کے دوران کتنے ایس ایس اساتذہ کی تعیناتی کی گئی اور کتنی اسامیاں خالی ہیں۔

(ج) سال 1990ء کے دوران کن ہائی سکولوں کو ہائر سیکنڈری کا درجہ دینے کا پروگرام ہے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) ملتان ڈویژن میں 89۔1988ء کے دوران تین (3) ہائر سیکنڈری سکول برائے طالبات اور چار (4) برائے طلباء کھولے گئے۔ 90۔1989ء کے دوران چار (4) ہائر سیکنڈری سکول برائے طالبات اور چھ (6) برائے طلباء کھولے گئے۔

(ب) اس عرصہ میں 339 ایس ایس اساتذہ کی تعیناتیاں کی گئیں اور ان میں سے صرف 278 حاضر ہوئے' اس وقت 349 ایس ایس اساتذہ کی اسامیاں خالی ہیں۔

(ج) ملتان ڈویژن میں 91۔1990ء کے آخر تک گورنمنٹ گرلز ہائی سکول تلمبہ (خانیوال) کو ہائر سیکنڈری کا درجہ دیا گیا ہے۔

سکولوں کے لیے مختص رقم کی تفصیل

☆33۔ حاجی محمد افضل چن: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 90۔1989ء میں محکمہ تعلیم کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی تھی اور یہ رقم کن مدات کے لیے تھی۔ نیز یہ رقم کن مدات پر خرچ ہوئی۔ خرچ کی تفصیل مدوار الگ الگ دی جائے۔

(ب) 90۔1989ء میں ضلع گجرات کے سکولوں کے لیے کتنی رقم فراہم کی گئی' یہ رقم کن کن

مدات میں فراہم کی گئی اور کن کن مدات پر خرچ ہوئی' ان کی تفصیل مدوار الگ الگ دی جائے۔

(ج) 1990ء - 1989ء میں تحصیل چھالیہ کے سکولوں کے لیے کتنی رقم فراہم کی گئی تھی' یہ رقم کن مدات کے لیے مختص تھی اور کن مدوں پر خرچ ہوئی' تفصیل خرچ مدوار فراہم کی جائے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) سال 90-1989ء میں محکمہ تعلیم کے لیے مختلف مدات کے تحت مختص کی جانے والی رقوم اور مدات کے خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

غیر ترقیاتی تخمینہ

مدات	مختص کی گئی رقم	تفصیل خرچ
انتظامیہ	18,14,58,740/- روپے	18,14,38,930/- روپے
کالجز	71,79,08,350/- روپے	71,79,00,737/- روپے
پیشہ وارانہ کالجز	26,36,69,750/- روپے	26,36,58,130/- روپے
ثانوی تعلیم	1,69,77,59,480/- روپے	1,66,22,01,418/- روپے
پرائمری تعلیم	3,51,79,59,960/- روپے	3,50,47,94,786/- روپے
مخصوص تعلیم	7,18,54,240/- روپے	6,70,34,729/- روپے
لائبریری	1,38,34,570/- روپے	1,38,34,453/- روپے
متفرق	4,88,07,270/- روپے	4,84,85,140/- روپے
سپورٹس گرانٹ	2,01,00,000/- روپے	2,00,78,307/- روپے
سپورٹس ڈائریکٹوریٹ	1,18,10,680/- روپے	1,17,91,929/- روپے
میزان	6,54,48,63,040/- روپے	6,49,15,98,559/- روپے

(ب) 90-1989ء میں ضلع گجرات کے سکولوں کے لیے مندرجہ ذیل مدات کے تحت مختص کی جانے والی رقوم اور خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

غیر ترقیاتی تخمینہ

مدات	مختص کی گئی رقم	اخراجات
ثانوی تعلیم (ہائی/ہائر سیکنڈری)	12,51,16,657	9,48,56,157
پرائمری تعلیم (پرائمری/مڈل)	18,39,07,132	17,51,31,044
میزان	30,90,23,789	26,99,87,201

ترقیاتی تخمینہ

ثانوی تعلیم (ہائی/ہائر سیکنڈری)	1,61,35,444روپے	66,26,650روپے
	2,16,73,500روپے	80,90,043روپے

ترقیاتی تخمینہ (رقم لاکھوں میں)

مدات	مختص کی گئی رقم	تفصیل خرچ
پرائمری تعلیم	126ء73روپے	63ء73روپے
ثانوی تعلیم	"6966ء99	"4890ء14
پیشہ وارانہ تعلیم	"187ء34	"205ء68
کالج تعلیم	"829.69	"706.91
فنی تعلیم	"232ء78	"169ء32
مخصوص تعلیم	"80ء93	"80ء12
ریجنل پلاننگ	"2ء08	"3ء70
وظائف	"542ء97	"413ء70
متفرق	"338ء11	"242ء37
اضافی گرانٹ	"2500ء38	"2279ء16
میزان	"12980ء24	"9056ء83

(ج) 90-1989ء میں تحصیل پھالیہ کے سکولوں کے لیے مندرجہ ذیل مدات کے تحت مختص کی جانے والی رقم اور خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

غیر ترقیاتی تخمینہ

مدات	مختص کی گئی رقم	اخراجات
ثانوی تعلیم (ہائی / ہائر سیکنڈری)	4,17,01,000	3,16,18,700
پرائمری تعلیم (پرائمری / مڈل)	6,13,02,000	5,83,77,000
میزان	10,30,03,000	8,99,95,700

ترقیاتی تخمینہ

مدات	مختص کی گئی رقم	اخراجات
ثانوی تعلیم (ہائر / ہائر سیکنڈری)	53,78,000	22,12,000
پرائمری تعلیم (پرائمری / مڈل)	72,24,000	26,96,000
میزان	126,02,000	49,08,000

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے دریافت کروں گا کہ 91-90 میں گورنمنٹ ہائی سکول تلبہ کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے کے احکامات جاری ہوئے تھے' ان پر اب تک عمل کیوں نہیں ہوا؟

جناب سپیکر: کیا آپ جزو (ج) کے بارے میں فرما رہے ہیں؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جی جناب والا۔

وزیر تعلیم: سال 92-1991ء کے لیے ہمارا پروگرام ہے' جس میں پانچ ہائی سکولوں کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دیا جائے گا لیکن یہ سکیم ابھی زیر غور ہے' ان میں کچا کھوہ' گڑھا موڑ' کبیر والا' تلبہ اور سرائے سدھو کے سکول شامل ہیں' لیکن 91-1990ء میں کھڈیاں میں گورنمنٹ ہائی سکول برائے طلباء کو up grade کیا گیا' یہاں ہم نے صرف ریونیو کی اجازت دی ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے' جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ 92-1991ء کی سکیم ہے۔ اب سال 92-1991ء کو ختم ہونے میں کتنا عرصہ رہ گیا ہے' میں یہی عرض کر رہا تھا کہ 91-1990ء کی سکیم 92-1991ء میں پہنچ گئی اب 93-1992ء میں ان کو ہائی سیکنڈری سکول کا درجہ دے دیا جائے گا۔

وزیر تعلیم: میں نے عرض کیا ہے کہ ہم ان پانچ سکولوں کی Feasibility examine کر رہے ہیں۔ Feasibility report آنے کے بعد ان کو اگلے A.D.P میں شامل کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر خاور علی شاہ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب 92-1991ء کا مالی سال تو اب ختم ہونے والا ہے' یہ فروری کا مہینہ ہے اور باقی تین چار مہینے رہ گئے ہیں۔ یہ 93-1992ء کی بات کر رہے ہیں یا 92-1991ء کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر تعلیم: ظاہر ہے Feasibility reaport بنا رہے ہیں' اس کے بعد 93-1992ء کے بجٹ میں ہی اس سکیم کو شامل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جواب کے جزو (ج) میں آپ نے یہ کہا ہے کہ ملتان ڈویژن میں 91-1990ء کے پروگرام کے مطابق 1990ء کے آخر تک گورنمنٹ گرلز ہائی سکول تلمبہ (خانیوال) کو ہائر سیکنڈری کا درجہ دیا گیا ہے تو ڈاکٹر سید خاور علی شاہ یہی دریافت کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: میرے ضمنی سوال کے جواب میں انہوں نے فرمایا ہے کہ سال 92-1991ء میں سرائے سدھو کے ہائی سکول کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے کا پروگرام بن رہا ہے۔ یہ Feasibility report منگوا رہے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سال 92-1991ء کا بجٹ آ گیا ہے' اس میں یہ سکول شامل تھا' اب یہ 92-1991ء میں گورنمنٹ ہائی سکول سرائے سدھو کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دے دیں گے یا 93-1992ء میں دیں گے۔ فاضل وزیر حتمی بات کریں۔

جناب سپیکر: جناب وزیر تعلیم' جیسا کہ جواب کے جزو (الف) میں یہ دیا گیا ہے کہ 6 ہائی سکولوں کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دیا گیا ہے' کیا یہ سرائے سدھو کا سکول بھی اس میں شامل ہے۔

وزیر تعلیم: نہیں' جناب والا! یہ اس میں شامل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: پھر یہ کس سکیم میں شامل ہے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! آج کل ہم سرائے سدھو ہائی سکول کی Feasibility report بنا رہے ہیں' اس کی feasibility' Approve ہونے کے بعد اس کو اگلے بجٹ میں شامل کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کیا ابھی اس کی منظوری نہیں ہوئی؟

وزیر تعلیم: نہیں جناب والا۔

جناب سپیکر: کیا feasibility کی منظوری کے بعد اس کو اگلے بجٹ میں شامل کیا جائے گا؟

وزیر تعلیم: جی جناب والا!

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب' آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ منظوری گورنر صاحب نے بھی دے دی ہے' اب feasibility کی بات ہو رہی ہے۔ میرے پاس 1989ء کے directives ہیں جو جناب چیف منسٹر نے جاری کروائے ہیں' یہ کون سی feasibility کی بات کر رہے ہیں' جو اب منگوائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ کے پاس چیف منسٹر صاحب کا جاری کردہ directive ہے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جی ہاں! میرے پاس جناب چیف منسٹر صاحب کی جانب سے جاری کردہ directive ہے' جس پر گورنمنٹ ہائی سکول تلمبہ کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دے دیا گیا تھا۔ لیکن مجھے اس سے واسطہ نہیں' میں تو اپنے سکول کی بات کر رہا ہوں' میرا گورنمنٹ گرلز ہائی سکول سرائے سدھو جس کے بارے میں 1990ء میں جناب وزیر اعلیٰ کی طرف سے directive جاری ہوا اور اس کے بعد 92-1991ء میں جناب گورنر صاحب کی طرف سے بھی notification جاری ہوا تھا۔ اس وقت اس کی feasibility کی بات ہو رہی ہے' تو کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ اس کو کیوں چھوڑ دیا گیا؟

جناب سپیکر: ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ جناب چیف منسٹر کا directive بھی اس سکول کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے کے بارے میں ہے' اس پر ابھی تک عمل درآمد کیوں نہیں ہوا؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! جہاں تک چیف منسٹر کے directive کا تعلق ہے' جب بھی ہمیں directive ملتا ہے' تو feasibility کرتے ہیں' اس کی روشنی میں اگر ممکن ہوتا ہے تو ہم اس کو up grade کرتے ہیں۔ محکمانہ منظوری ہم اسے تصور کرتے ہیں' محکمانہ منظوری ملنے کے بعد ہم اسے آئندہ A.D.P میں شامل کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر محمد افضل اعزاز ضمنی سوال پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: میں وزیر تعلیم سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ یہ جو ایس ایس اساتذہ کی 344 اسامیاں خالی ہیں' یہ کب سے خالی ہیں اور کب تک خالی رہیں گی اور ان اساتذہ کی غیر موجودگی میں کس طرح بچوں کو تعلیم دینے کا بندوبست کیا گیا ہے؟

وزیر تعلیم: جناب والا! یہ جو سوال پوچھا گیا ہے یہ ملتان ڈویژن میں 89-1988ء اور 90-1989ء کے متعلق ہے اور جواب کے جزو (ب) میں دیا گیا ہے کہ 339 ایس ایس اساتذہ کی تعیناتیاں کی گئیں اور ان میں سے صرف 278 حاضر ہوئے اور بقایا غیر حاضر ہیں' اس وقت 349 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 349 ایس ایس اساتذہ کی اسامیاں خالی ہیں' یہ کب تک خالی رہیں گی اور ان کو پر کیے بغیر بچوں کو تعلیم دینے کا کیا بندوبست کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب کا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ اسامیاں کب تک خالی رہیں گی اور ان کے بغیر یہ ادارے کس طرح چل رہے ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب والا! ہماری recruitment کا جو طریق کار ہے' اس میں promotion کے ذریعہ بھی تقرریاں ہوتی ہیں اور پبلک سروس کمیشن سے بھی ان کی تقرریاں ہوتی ہیں اور اب پبلک سروس کمیشن تقرریاں ہوئی ہیں' یا ویسے ہی جو تقرریاں ہوئی ہیں وہ متعلقہ سکولوں کو بھیج رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شیخ طاہر رشید صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ملتان ڈویژن میں سال 1990ء کے دوران کن ہائی سکولوں کو ہائر سیکنڈری کا درجہ دینے کا پروگرام ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ یہ فرماتے کہ کن کن سکولوں کے اوپر کام ہو رہا ہے' مگر انہوں نے صرف تلمبہ گرلز ہائی سکول کے بارے میں جواب دے کر ہی بات ختم کر دی ہے' تو جناب والا میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا ان کے پروگرام میں ملتان شہر کا کوئی سکول شامل ہے کہ جس پر ان کا محکمہ غور کر رہا ہے؟

جناب سپیکر: شیخ طاہر رشید صاحب' آپ اپنا سوال دہرائیے گا۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! جیسا کہ ڈاکٹر سید غلور علی شاہ نے جزو (ج) میں پوچھا ہے کہ سال 1990ء کے دوران کن کن ہائی سکولوں کو ہائر سکول کا درجہ دینے کا پروگرام ہے تو جناب والا میرا بھی یہی سوال ہے کہ وہ کون کون سے سکول ہیں؟ اس کے جواب میں چاہیے تو یہ تھا کہ محکمہ تعلیم بتاتا کہ فلاں فلاں سکول ہیں' جن کے اوپر محکمہ کام کر رہا ہے' لیکن انہوں نے صرف ایک سکول کا نام دے کر جواب کو ختم کر دیا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کون کون سے سکول ہیں جو Up grade کرنے کے لیے محکمہ تعلیم کے زیر غور ہیں اور ملتان شہر سے متعلق اگر کوئی سکول ہے تو وزیر موصوف بتائیں۔

جناب سپیکر: جی وزیر تعلیم۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اس وقت جو سکول زیر غور ہے' وہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ ان میں کپا کھوہ' گڑھا موڑ' کبیر والا' تلمبہ اور سرائے سدھو ہیں' یہ ملتان ڈویژن کے پانچ سکول ہیں' جن کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے کے متعلق غور ہو رہا ہے اور جہاں تک ملتان شہر کا تعلق ہے' اس کے لیے شیخ محمد طاہر رشید fresh question دیں۔ ملتان ڈویژن کا ذکر میں نے کر دیا ہے۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! ملتان شہر جو ہے وہ بھی ملتان ڈویژن میں شامل ہے' میرے پاس جناب چیف منسٹر صاحب کا ایک directive موجود ہے' جس میں انہوں نے Government comprehensive school gulberg colony کو up grade کرنے کے متعلق واضح ہدایات دی ہیں اور میری معلومات کے مطابق محکمہ تعلیم اس پر کام کر رہا ہے' اس سے میں یہ سمجھا ہوں کہ وزیر موصوف صاحب ایوان کے اندر درست جواب نہیں دے رہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال حاجی محمد افضل چن۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب فرید احمد پراچہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! جتنے سوالات ابتدا میں ہیں' یعنی سوالات نمبر 19,15,9 وغیرہ وغیرہ ان سارے سوالات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ کافی عرصہ پہلے یہ سوالات بھیجے گئے تھے اور محکمہ کی طرف سے ان کا جواب آج 9 مہینے یا ایک سال کے بعد موصول ہو رہا ہے' اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ معزز ایوان کے اس وقفہ سوالات کے حق کو ایک لحاظ سے غیر موثر کیا جا رہا ہے' اور سوالات کے جوابات تاخیر سے بھیج کر اس کا اصل مقصد اور ہدف پورا نہیں ہونے دیا جا رہا۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں عرض کروں گا کہ واقعی سوالات بہت پرانے تھے' اور ان کے جو جوابات ہیں' ان کو ہم نے revise کیا ہے اور خصوصی طور پر آپ کے سیکرٹریٹ کے متعلقہ سیکشن کو اس سلسلے میں درخواست کی گئی تھی' انہوں نے مہربانی کرتے ہوئے ہمارے جو revised جوابات تھے' وہ چھاپے ہیں اگر فاضل رکن اس کے آخر میں تاریخ ملاحظہ فرمائیں تو اس پر لکھا ہے۔ "یکم فروری 1992ء۔" یہ پرانے جوابات نہیں بلکہ revised جواب چھاپے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی حاجی محمد افضل چن اگلا سوال۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر محمد افضل اعزاز پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہاں ہائر سیکنڈری سکول کھولے جا رہے ہیں' لیکن دوسری طرف پہلے سکولوں میں اساتذہ کی اسامیاں ابھی تک خالی پڑی ہیں۔ میں یہ سوال پوچھنے کی جسارت کرتا ہوں کہ آپ ہمیں کوئی ایسا گر یا کوئی انوکھا طریقہ بتایئے' جس سے اساتذہ کے بغیر بچوں کی تعلیم کا بندوبست کیا جائے' ایک طرف تو آپ ہائر سیکنڈری سکول کھول رہے ہیں' ان کو up-grade کر رہے ہیں' لیکن دوسری طرف اساتذہ کی کمی ہے۔ اس وقت 349 اساتذہ کم ہیں اور ان کی خالی اسامیاں پر نہیں کی جا رہیں۔ میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ وہ ازراہ کرم یہ بتائیں کہ بچوں اور قوم کے نونہالوں کو کس طرح آپ تعلیم کے زیور سے اساتذہ کے بغیر آراستہ کریں گے؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر محمد افضل اعزاز! یہ آپ کا ضمنی سوال تو ہے لیکن پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ آپ یہ سوال پہلے بھی کر چکے ہیں اور اب میں حاجی محمد افضل چن کو سوال کے لے دعوت دے چکا ہوں۔

سکولوں کے لیے مختص رقم کی تفصیل

☆33۔ حاجی محمد افضل چن: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 90-1989ء میں محکمہ تعلیم کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی تھی اور یہ رقم کن مدوں کے لیے تھی۔ نیز یہ رقم کن مدوں پر خرچ ہوئی۔ خرچ کی تفصیل مدوار الگ الگ دی جائے۔

(ب) 90-1989ء میں ضلع گجرات کے سکولوں کے لیے کتنی رقم فراہم کی گئی' یہ رقم کن کن مدوں میں فراہم کی گئی اور کن کن مدوں پر خرچ ہوئی۔ ان کی تفصیل مدوار الگ الگ دی جائے۔

(ج) 90 - 1989ء میں تحصیل پھالیہ کے سکولوں کے لیے کتنی رقم فراہم کی گئی تھی' یہ رقم کن مدوں کے لیے مختص تھی' اور کن مدوں پر خرچ ہوئی۔ تفصیل خرچ مدوار فراہم کی جائے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) سال 90-1989ء میں محکمہ تعلیم کے لیے مختلف مدات کے تحت مختص کی جانے والی رقوم اور ان کے خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

غیر ترقیاتی تخمینہ

مدات	مختص کی گئی رقم	تفصیل خرچ
انتظامیہ	18,14,58,740/- روپے	18,14,38,930/- روپے
کالجز	71,79,08,350/- روپے	71,79,00,737/- روپے
پیشہ ورانہ کالجز	26,36,69,750/- روپے	26,36,58,130/- روپے
ثانوی تعلیم	1,69,77,59,480/- روپے	1,66,22,01,418/- روپے
پرائمری تعلیم	3,51,79,59,960/- روپے	3,50,47,94,786/- روپے
مخصوص تعلیم	7,18,54,240/- روپے	6,70,34,729/- روپے
لائبریری	1,38,34,570/- روپے	1,38,34,453/- روپے
متفرق	4,88,07,270/- روپے	4,84,55,140/- روپے
سپورٹس گرانٹ	2,01,00,000/- روپے	2,00,78,307/- روپے
سپورٹس ڈائریکٹوریٹ	1,18,10,680/- روپے	1,17,91,929/- روپے
میزان	6,54,48,63,040/- روپے	6,49,15,98,559/- روپے

(ب) 90-1989ء میں ضلع گجرات کے سکولوں کے لیے مندرجہ ذیل مدات کے تحت مختص کی جانے والی رقوم اور خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

غیر ترقیاتی تخمینہ

مدات	مختص کی گئی رقم	اخراجات
ثانوی تعلیم (ہائی / ہائر سیکنڈری)	12,51,16,657	9,48,56,157
پرائمری تعلیم (پرائمری / مڈل)	18,39,07,132	17,51,21,044
میزان	20,90,23,789	26,99,87,201

ترقیاتی تخمینہ (برائے خرید سامان)

ثانوی تعلیم (ہائی / ہائر سیکنڈری)	1,61,35,444	66,36,650
برائے تعمیر عمارت	2,16,73,500	80,90,043

ترقیاتی تخمینہ (رقم لاکھوں میں)

مدات	مختص کی گئی رقم	تفصیل خرچ
پرائمری تعلیم	73ء126روپے	73ء63روپے
ثانوی تعلیم	99ء6966روپے	14ء4890روپے
پیشہ ورانہ تعلیم	34ء187ء	68ء205روپے
کالج تعلیم	69ء829روپے	91ء708روپے
فنی تعلیم	78ء232روپے	32ء169روپے
مخصوص تعلیم	93ء80روپے	12ء80روپے
ریجنل پلاننگ	08ء6روپے	70ء3روپے
وظائف	97ء542روپے	70ء413روپے
متفرق	11ء338روپے	37ء242روپے
اضافی گرانٹ	38ء2500روپے	16ء2279روپے
میزان	64ء12980روپے	83ء9056روپے

(ج) 90-1989ء میں تحصیل پھلیہ کے سکولوں کے لیے مندرجہ ذیل مدات کے تحت مختص کی جانے والی رقم اور خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

غیر ترقیاتی تخمینہ

مدات	مختص کی گئی رقم	اخراجات
ثانوی تعلیم (ہائی/ہائر سیکنڈری)	4,17,01,000	3,16,18,700
پرائمری تعلیم (پرائمری/مڈل)	6,13,02,000	5,83,77,000
میزان	10,30,03,000	8,99,95,700

ترقیاتی تخمینہ

ثانوی تعلیم (ہائر/ہائر سیکنڈری)	53,78,000	22,12,000
پرائمری تعلیم (پرائمری/مڈل)	72,24,000	26,96,000
میزان	126,02,000	49,08,000

جناب سپیکر: اس کا جواب لمبا ہے لہٰذا اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

حاجی محمد افضل چن: جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ وزیر موصوف سے یہ عرض کروں گا کہ میں نے یہ نہیں پوچھا کہ کتنا گھپلا ہوا ہے اور نہ ہی میں نے غیر ترقیاتی پروگرام یا کام پوچھے ہیں' میرا ضمنی سوال تو یہ ہے کہ چھ ارب سے زیادہ کی رقم تھی' یہ رقم کتنے سکولوں پر خرچ ہوئی' ان میں کتنا سامان دیا گیا' کتنی عمارات بنائی گئیں' یعنی کس کس چیز پر یہ رقم لگائی گئی؟ جس کی وزیر موصوف نے کوئی وضاحت نہیں کی' لہٰذا یہ سارا جواب غلط ہے۔ آپ خود ملاحظہ فرمالیں۔

جناب سپیکر: آپ کے کون سے جزو کا جواب اس میں صحیح نہیں ہے؟

حاجی محمد افضل چن: بالکل درست نہیں ہے جناب۔

جناب سپیکر: حاجی محمد افضل چن صاحب' کون سا درست نہیں ہے۔ آپ ذرا point out تو کریں!

حاجی محمد افضل چن: یہ (الف)' (ب) اور (ج) تینوں میں غیر ترقیاتی تخمینے لگائے گئے ہیں' میرا یہ سوال ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا سوال یہ ہے کہ سال 90-1989ء میں محکمہ تعلیم کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی تھی۔ نیز یہ رقم کن مدات کے لیے تھی اور کن مدات پر خرچ کی گئی؟ خرچ کی تفصیل مدوار الگ الگ دی جائے تو اس کا جواب اگلے صفحہ پر ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! انہوں نے مدوار پوچھا ہے۔ سکولوں کے نام نہیں پوچھے' اس کے لیے یہ fresh notice دیں۔

جناب سپیکر: آپ کا مطلب یہ ہے کہ صفحہ 5 پر ترقیاتی تخمینہ بھی دیا گیا ہے۔

وزیر تعلیم: جی جناب سپیکر' صفحہ 5 پر ترقیاتی تخمینہ اور صفحہ 4 پر غیر ترقیاتی تخمینہ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: حاجی محمد افضل چن' یہ دونوں تخمینے آگئے ہیں۔

حاجی محمد افضل چن: جناب سپیکر! ترقیاتی تخمینہ میں صرف جزو (ج) کا جواب دیا گیا ہے' اس میں پہلے جزو (الف) اور (ب) ہیں' ان کا جواب نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: یہ جو صفحہ 5 پر ترقیاتی تخمینہ دیا گیا ہے یہ کیا ہے؟

حاجی محمد افضل چن: جناب سپیکر! یہ صرف جزو (ج) کا جواب ہے' اس میں انہوں نے صرف گجرات اور پھالیہ کا تخمینہ دیا ہے۔

جناب سپیکر: جزو (ج) جو ہے وہ نیچے ہے اوپر جو ترقیاتی تخمینہ دیا گیا ہے' یہ رقم لاکھوں میں ہے تو

وزیر تعلیم صاحب' کیا آپ یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ یہ ترقیاتی تخمینے جو ہیں یہ پورے پنجاب کے ہیں۔ یہ صرف جزو (ج) کے نہیں ہیں۔

وزیر تعلیم: جی ہاں! یہ پورے پنجاب کا ہے جزو (ج) میں جو ترقیاتی تخمینہ ہے وہ نیچے ہے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! جزو (ج) کا تخمینہ نیچے ہے۔

حاجی محمد افضل چن: جناب سپیکر! میں نے جو سوال پوچھا ہے اس کا جواب یہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب' آپ اس کا ذرا مطالعہ فرمائیں صفحہ پانچ پر جو ترقیاتی تخمینہ ہے' اس پر پرائمری تعلیم کو آپ دیکھیں۔ یہ 1,26,00,073 روپے کی رقم ہے۔ اس کے اوپر رقم لاکھوں میں لکھی ہوئی ہے' اور اس کے نیچے مختص کی گئی رقم اور آگے تفصیل خرچ کا کالم ہے۔

حاجی محمد افضل چن: جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہوا کہ ساڑھے چھ ارب روپے میں سے صرف ایک کروڑ 26 لاکھ روپے سارے پنجاب پر لگائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی ہاں! یہی اس پر دیا گیا ہے۔

حاجی محمد افضل چن: باقی ساڑھے پانچ ارب روپیہ کہاں لگایا گیا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں چن صاحب' آگے ثانوی تعلیم' پیشہ وارانہ تعلیم' فنی تعلیم اور مخصوص تعلیم بھی ہے۔

حاجی محمد افضل چن: جناب سپیکر! میرے سوال کو وزیر موصوف ذرا غور سے پڑھیں۔ جناب والا! میرا سوال یہ تھا کہ کتنی رقم عمارات پر خرچ ہوئی؟ کتنے نئے سکول کھولے گئے؟ میں نے تنخواہیں نہیں پوچھی تھیں۔

جناب سپیکر: وزیر تعلیم صاحب! حاجی چن صاحب یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ:

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز' آرڈر پلیز۔

یہ وقفہ سوالات ہے اور اس کو وقفہ سوالات سمجھا جانا چاہیے۔ لہٰذا اس میں آپ کی دلچسپی انتہائی ضروری ہے۔ یہ Public interest کی بات ہے اور آپ کے interest کی بھی بات ہے۔ حاجی صاحب کا سوال یہ ہے کہ سال 90-1989ء میں محکمہ تعلیم کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی تھی' اس کا انہوں نے جواب پوچھا ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! 90-1989ء میں محکمہ تعلیم کے لیے غیر ترقیاتی تخمینہ 6 ارب 54 کروڑ

48 لاکھ 63 ہزار اور 40 روپے ہے' جبکہ ترقیاتی تخمینہ ایک ارب 29 کروڑ 80 لاکھ اور 24 ہزار روپے ہے۔ اس طرح سے جو کل میزان بنتا ہے' وہ 7 ارب 84 کروڑ 28 لاکھ 87 ہزار اور 40 روپے ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ کے سوال کے پہلے جزو کا جواب ٹھیک ہو گیا ہے۔ اب سوال کا دوسرا جزو یہ ہے کہ یہ رقم کن مدات کے لیے تھی اور اب یہ مدات بھی آ گئیں۔

حاجی محمد افضل چن: نہیں جناب! انہوں نے فرمایا ہے کہ پرائمری تعلیم پر 1,26,00,073 اور نیچے وظائف میں 54,2,97 لاکھ روپے' تو جناب والا یہ وظائف کس کو دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

حاجی محمد افضل چن: جناب والا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جو تخمینہ دیا ہے اس میں ایک سو چھبیس لاکھ روپے پرائمری تعلیم کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔ 542 لاکھ روپے وظائف کے لیے رکھے گئے ہیں' میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ تعلیم پر 126 لاکھ روپے اور وظائف پر 542 لاکھ روپے کس طرح رکھے گئے ہیں اور آپ یہ وظائف کن کو دیتے ہیں؟ دو آنے دی کھوتی تے بارہ آنے دا ڈھنگا والی بات ہے۔

جناب سپیکر: ایک کروڑ 26 لاکھ پرائمری تعلیم پر اور 5 کروڑ 42 لاکھ وظائف کے لیے رکھے گئے ہیں' حاجی صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ یہ اعداد و شمار درست نہیں ہیں۔

وزیر تعلیم: جناب والا! یہ ترقیاتی تخمینہ ہے۔ otherwise جو غیر ترقیاتی تخمینہ ہے' وہ 3 ارب 51 کروڑ ہے' اسی طرح آپ ثانوی تعلیم کے لیے دیکھیں وہ 69 کروڑ ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات درست ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! صفحہ نمبر چار پر جزو (ب) کا جو جواب دیا گیا ہے اس میں ترقیاتی تخمینہ کے نیچے پہلے حصے میں لکھا گیا ہے کہ ثانوی تعلیم / ہائی / ہائر سیکنڈری سکول کے لیے ایک کروڑ 61 لاکھ 35 ہزار چار سو چار روپے' اسی کے نیچے آخری لائن میں جو ترقیاتی تخمینہ دکھایا گیا ہے وہ دو کروڑ سولہ لاکھ تہتر ہزار پانچ سو روپے ہے۔ جناب سپیکر! یہ ترقیاتی تخمینہ کون سی مد میں ہے؟ مزید یہ کہ اس پر کوئی heading نہیں ہے' میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ دو کروڑ سولہ لاکھ روپے کس مد میں خرچ ہوئے ہیں' یا کس مد میں رکھے گئے ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب یہ برائے تعمیر عمارات کے لیے ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! دو کروڑ سولہ لاکھ تو تعمیر عمارات کے لیے ہیں تو ایک کروڑ اکسٹھ لاکھ روپے کس مد میں رکھے گئے ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب والا! یہ برائے خرید سامان ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ اگر کسی سکول کی عمارت کے لیے دو کروڑ روپے چاہیے تو اس سکول کے سامان کے لیے کتنی رقم دی جائے گی' اس کے لیے ان کا کیا criteria ہے؟

جناب سپیکر: Fresh question is required.

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! آپ کی وساطت سے میں وزیر تعلیم سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے سوال کے جزو (الف) میں جو غیر ترقیاتی تخمینہ کی مدات بیان کی ہیں' ان میں سائنس لیبارٹریز کے لیے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی اور گزشتہ پانچ سالوں سے سائنس کے سامان کی خرید کے لیے بجٹ کے اندر کوئی رقم مختص نہیں کی گئی' آخر اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا یہ حکومت کی پالیسی سے متصادم نہیں ہے' علاوہ ازیں ان ہی مدات میں متفرق کی مد کے تحت چار کروڑ اٹھاسی لاکھ روپے کی رقم رکھی گئی ہے' کون سے بجٹ کا یہ اصول ہے کہ متفرق کے ہیڈ کے تحت اتنی بڑی رقم رکھی جائے' کیونکہ متفرق کے ہیڈ کے تحت بہت کم رقم ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: یہ علیحدہ سوال ہو سکتا ہے' پہلا سوال ہی ضمنی سوال treat ہوگا کہ سائنس لیبارٹریز کے لیے رقم کیوں مختص نہیں کی جا رہی؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! فاضل رکن نے جو گزشتہ پانچ سال کے متعلق فرمایا ہے' اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ گزشتہ تین سال سے محکمہ خزانہ نے science equipment پر cut لگایا ہوا ہے۔ اس کے لیے بھی ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ہمیں یہ سامان خریدنے کی اجازت دے دی جائے' اس کے بعد ہم بجٹ میں رقم allocate کریں گے' صرف اور صرف cut لگنے کی وجہ سے ہم سائنسی سامان نہیں خرید سکے' ہم نے مختلف کالجز کو یہ اجازت دی تھی کہ وہ اپنے جنرل فنڈ سے سائنس کا سامان خرید سکتے ہیں۔ بہرحال ہم کوشش کر رہے ہیں کہ آئندہ آنے والے بجٹ میں سائنسی سامان کی خرید کے لیے رقم مختص کروائی جائے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! وزیر موصوف نے ایک کروڑ اکسٹھ لاکھ اور دو کروڑ سولہ لاکھ کے متعلق فرمایا تھا' اس میں سے بھی انہوں نے چھیاسٹھ لاکھ اور اسی لاکھ روپے خرچ کیے ہیں' کیا

وزیر موصوف فرمائیں گے کہ یہ رقم جو کل رقم کا چالیس فیصد بنتی ہے' باقی رقم کیوں خرچ نہیں ہو سکی۔ بلڈنگ اور سامان پر کم رقم کیوں خرچ کی گئی ہے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہ اتنی رقم خرچ نہیں ہو سکی' کیونکہ خرید کا جو طریقہ کار ہے' اس میں اگر تھوڑی سی بھی دیر ہو جائے تو فنڈز lapse ہو جاتے ہیں' یہی وجہ ہے کہ یہ رقم پوری طرح سے utilize نہیں ہو سکی۔ اگر وہ اس کی تفصیل لینا چاہتے ہیں تو اس کے لیے فاضل ممبر نیا سوال کریں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! میرا بھی ضمنی سوال یہی ہے کہ دو کروڑ سولہ لاکھ روپے بلڈنگ پر اور ایک کروڑ اکسٹھ لاکھ روپے اسی بلڈنگ کے سامان کے لیے رکھے گئے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہ سامان کیا ہے؟ کیا یہ ٹی۔وی' فریج وغیرہ تو نہیں ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب والا! اس کے لیے نئے سوال کی ضرورت ہے' کیونکہ اس میں تفصیل کی ضرورت ہے۔

پیر سید محمد بنیامین رضوی: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تحصیل پھالیہ کے سکولوں کے لیے مندرج مدات کے تحت مختص کی جانے والی رقوم اور خرچ کی تفصیل پیش کی گئی ہے۔ اس میں ہائر سیکنڈری ہائی اور ثانوی تعلیم کے لیے جو رقم مختص کی گئی ہے' اس میں گورنمنٹ ہائی سکول قادر آباد شامل نہیں ہے' جس کو آج سے ڈیڑھ سال قبل چیف منسٹر ڈائریکٹو کے ذریعے ہائی سیکنڈری سکول کا درجہ دیا جا چکا ہے' کیا اس کی رقم بھی اس میں مختص کی گئی ہے؟ اگر نہیں کی گئی تو کیوں؟

جناب سپیکر: یہ ہمارے نئے معزز ممبر ہیں' انہوں نے پرسوں ہی حلف لیا ہے اور آج یہ ضمنی سوال کر رہے ہیں' اس لیے میں وزیر تعلیم سے کہوں گا کہ اس کا positive جواب ہونا چاہیے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ فاضل رکن نے تحصیل پھالیہ کے سکولوں کے لیے سوال کیا تھا اور تحصیل پھالیہ کے سکولوں کا تخمینہ دے دیا ہے' فاضل رکن نے جس خاص سکول کا ذکر کیا ہے' اس کے particulars میں انہیں بعد میں بتا دوں گا کیونکہ اس میں تفصیل کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس سوال پر کافی ضمنی سوالات ہو گئے ہیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ:

جناب سپیکر: چودھری فاروق صاحب اگلے سوالات بھی اتنے ہی اہم ہیں' میرے خیال میں اگلا

سوال قائد حزب اختلاف کا ہے' رانا اکرام ربانی صاحب کہیں گے کہ میرا سوال treasury benches والے آنے نہیں دے رہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! تعلیم کی مد میں اس صوبے کے خزانے کا غلط استعمال ہوا ہے۔ انہوں نے صحیح جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ارشاد فرمایئے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے بتایا ہے کہ لائبریری کی مد میں غیر ترقیاتی اخراجات ایک کروڑ اڑتیس لاکھ چونتیس ہزار پانچ سو ستر روپے مختص کیے اور اتنی ہی رقم خرچ بھی ہو گئی۔ آیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ یہ لائبریری کے لیے جو رقم مختص کی گئی' یہ ضلع وار' ڈویژن وار یا کس لحاظ سے مختلف علاقوں یا اداروں کو یہ لائبریری کی رقوم کس معیار اور کس پیمانے کے حساب سے تقسیم کی گئیں۔

جناب سپیکر: اس کے لیے تازہ سوال کریں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! تو اس سوال کو مؤخر کر دیجئے' تاکہ ہر مد کے اوپر ہم تازہ سوال دے سکیں۔

جناب سپیکر: آپ نیا سوال دیجئے اور وزیر تعلیم اس کی تفصیل بتائیں گے۔

چودھری محمد فاروق: شکریہ جناب۔

شیخ محمد طاہر رشید: میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو غیر ترقیاتی تخمینہ انہوں نے ایوان کے اندر پیش فرمایا ہے جو تقریباً ساڑھے چھ ارب روپے پر مشتمل ہے' لیکن اس میں کہیں پر جو سکول چل رہے ہیں' ان کی دیکھ بھال کے لیے مختص شدہ رقم کو ظاہر نہیں کیا گیا تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ساڑھے چھ ارب روپے میں سے دیکھ بھال کے لیے انہوں نے کتنا روپیہ مختص کیا ہے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! دیکھ بھال کے جو اخراجات ہیں وہ انہی مدات میں شامل ہیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ کالجوں کو اتنی رقم دی گئی ہے یا ثانوی تعلیم کو یا پرائمری تعلیم کو تو یہ دیکھ بھال کی رقم اس میں شامل ہے۔

عارضی اسامیوں پر تعیناتی کی تفصیل

☆75۔ رانا اکرام ربانی: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 78۔1977ء سے سال 90۔1989ء تک لاہور ڈویژن میں کالجوں' ہائی' مڈل اور پرائمری سکولوں اور دیگر ملحقہ اداروں میں تعینات کن کن خاتون اساتذہ / سٹاف ممبرز کو زچگی کے لیے خصوصی چھٹی دی گئی۔ ایسی تمام خاتون اساتذہ سٹاف ممبرز کے مکمل نام/ عہدہ' ادارے کا نام بمعہ زچگی کے سلسلے میں دی گئی چھٹی کی مدت اور تاریخیں کیا کیا ہیں۔

(ب) متذکرہ عرصہ کے دوران جن جن خاتون اساتذہ / سٹاف ممبرز کے چھٹی پر چلے جانے کے عرصہ میں کن کن خواتین' کس کس تاریخ سے کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت (عارضی اسامی) پر تعینات کیا گیا' ایسی تمام خاتون اساتذہ اور سٹاف ممبران کے مکمل نام' پتے' تاریخ' تقرری اور تعیناتی کے مقام سمیت مکمل تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) سال 78۔1977ء سے سال 90۔1989ء تک لاہور ڈویژن کے کالجوں میں تعینات 397 خواتین اساتذہ کو حسب تفصیل فہرست مشمولہ "الف" رخصت زچگی دی گئی' جبکہ سکولوں میں 2924 خاتون اساتذہ و سٹاف ممبران کو زچگی کی رخصت دی گئی' جس کی تفصیل مشمولہ "ب" میں دی گئی ہے۔ جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) متذکرہ عرصہ کے دوران رخصت زچگی کی بناء پر پیدا ہونے والی عارضی اسامیوں پر کالج کیڈر میں کسی بھی خاتون استاد کی عارضی تقرری عمل میں نہیں لائی گئی۔ جب کہ سکول کیڈر میں 989 خواتین کو تقرری دی گئی۔ جن کی تفصیل مشمولہ "ج" میں دی گئی ہے جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سکولوں کے اجراء کے اقدامات

☆90۔ خان غلام سرور خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ سال 89۔1988ء میں چھ پرائمری سکولوں چھوکر' گڑھی سکندر' بڈھانہ خورد' کوٹ کولیاں' موڑی کھڑاں اور دھمہ کے اجراء کی منظوری دی گئی تھی۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا متذکرہ بالا سکولوں کا اجراء ہو گیا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

☆☆☆ (تفصیلات لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) متذکرہ بالا سکولوں میں سے دو مدارس بمقام چھوکر اور احاطہ نریلا گڑھی سکندر میں تعیناتی کر دی گئی ہے۔ باقی چار مدارس کا اجراء اس وجہ سے نہیں ہو سکا کہ پی ٹی سی اساتذہ کی تقرری کے لیے ڈسٹرکٹ سلیکشن کمیٹی سے بروقت منظوری نہیں مل سکی۔ اب نئی تقرریوں جو پابندی اٹھ جانے کے بعد ہوں گی' ان سکولوں کا اجراء کر دیا جائے گا۔

سکولوں میں غریب طلباء کی تفصیل

☆ 133۔ حاجی محمد افضل چن: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

ایچی سن کالج لاہور اور لارنس کالج گھوڑا گلی مری میں کتنے طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں' ان میں سے کتنے بچے غرباء کے ہیں۔ ان غرباء کے بچوں کے نام اور پتا جات کیا ہیں۔ نیز ان کے والدین کے پیشہ جات کیا ہیں' مکمل تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

ایچی سن کالج لاہور میں کل 2650 طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں' جبکہ لارنس کالج گھوڑا گلی مری میں 915 طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

ایچی سن کالج لاہور میں ایسے طلباء کی تعداد 71 اور لارنس کالج گھوڑا گلی مری میں 39 ہے' جن کو مرکزی حکومت یا صوبائی حکومت نے نامزد کیا ہوا ہے اور ان طلباء کے والدین کی ماہانہ آمدنی دو ہزار (-/2000) سے کم ہے اور ان طلباء کے اخراجات بھی متعلقہ حکومت ہی برداشت کر رہی ہے۔ ان کے مطلوبہ کوائف ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

حاجی محمد افضل چن: جناب والا! میں نے کسی مفروضے کے لیے یہ سوال نہیں کیا۔ ان کا جواب ہے کہ: "مرکزی حکومت یا صوبائی حکومت نے نامزد کیا ہوا ہے۔" انہیں نام دینا چاہیے تھا۔ صوبائی حکومت نے نامزد کیا ہے یا مرکزی حکومت نے' ایک کا نام ہونا چاہیے تھا۔ اگر دونوں کا نام بھی لیتے تو ان کے نامزد کردہ طلبہ کے اعداد و شمار بتاتے۔ لیکن جناب وزیر موصوف نے صرف جواب کو گول کرنے کے لیے "مرکزی حکومت یا صوبائی حکومت" کہہ دیا ہے' جیسے انہیں پتا ہی نہیں۔ جناب والا! میں اعداد و شمار پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتنے مرکزی حکومت نے یا صوبائی حکومت نے نامزد کیے ہیں؟

☆ تفصیل لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ایچی سن کالج میں مرکزی حکومت نے 63 لڑکوں کو نامزد کیا ہے اور صوبائی حکومت نے 8 لڑکوں کو۔ جب کہ لارنس کالج گھوڑا گلی مری میں مرکزی حکومت نے 24 لڑکوں کو نامزد کیا ہے اور صوبائی حکومت نے 15 لڑکوں کو۔

حاجی محمد افضل چن: جناب سپیکر! وزیر موصوف ان کا میرٹ بتادیں جس کے تحت انہیں داخلہ دیا گیا ہے؟

وزیر تعلیم: سوال کے جواب میں درج ہے کہ جن طلبہ کے والدین کی ماہانہ آمدنی دو ہزار روپے سے کم ہے' ان کے اخراجات یہ حکومتیں برداشت کر رہی ہیں۔

حاجی محمد افضل چن: میں نے میرٹ پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! میرٹ یہی ہے۔

حاجی محمد افضل چن: میرٹ آمدنی کا ہے؟

جناب سپیکر: جی۔

حاجی محمد افضل چن: جناب والا! میرا سوال غرباء سے متعلق تھا۔ غرباء کی آمدنی کہاں ہوتی ہے؟ ان کی مراد تو سول ملازمین' صوبائی ملازمین یا مرکزی حکومت کے ذاتی آدمی ہیں۔ میری مراد تو ان لوگوں سے ہے جنہیں ہم "کمی" کہتے ہیں۔ کیا ان کا بھی کوئی بچہ ان کالجوں میں داخل ہے؟

جناب سپیکر: آپ کا مطلب یہ ہے کہ دیہاتوں میں جو غریب مزدور بستے ہیں' ان کا بھی کوئی بچہ ان کالجوں میں ہے؟

حاجی محمد افضل چن: جی ہاں! میرے سوال میں واضح طور پر غرباء لکھا ہوا ہے۔ دو ہزار کی آمدنی والے تو غرباء نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر: جی! وزیر تعلیم۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ہمارا معیار یہی ہے کہ دو ہزار روپے سے کم آمدنی ہو' ان میں تمام بچے آتے ہیں لیکن جن بچوں کو ہم منتخب کرتے ہیں' ان کا آپس میں میرٹ کا لحاظ کرتے ہیں۔ جس شخص کی آمدنی دو ہزار روپے سے کم ہے' وہ ایچی سن کالج یا لارنس کالج میں پڑھنے کے لیے مرکزی حکومت یا صوبائی حکومت کو درخواست دے سکتا ہے اور جب ان کی درخواستیں اکٹھی ہوتی ہیں تو ہم ان کا میرٹ انٹرویو سے تصور کرتے ہیں اور اس کے بعد یہ فہرست بناتے ہیں۔

جناب سپیکر: تو اس سلسلے میں حاجی افضل چن صاحب کا سوال یہ ہے کہ دیہات میں جو مزدور طبقہ

ہے کیا ان کے بچوں کو بھی یہاں ان کالجوں میں داخل کیا گیا ہے۔ اگر کیا گیا ہے تو کیا حکومت پنجاب ان کی فہرست اس ایوان کی میز پر رکھ سکتی ہے۔

وزیر تعلیم: جناب! یہ بالکل کیا گیا ہے اور اس کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے' جس میں کاشت کاروں کے بچے بھی شامل ہیں۔

حاجی محمد افضل چن: جناب والا! ایوان کی میز پر کہاں رکھی گئی ہے۔ میں بھی ایوان میں ہوں۔ میری میز پر تو نہیں رکھی گئی۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! آپ کی میز پر نہیں' سیکرٹری اسمبلی کی میز پر رکھی گئی ہے۔ آپ یہاں سے پڑھ سکتے ہیں۔

حاجی محمد افضل چن: جناب والا! یہاں پر تو کوئی چیز نہیں رکھی گئی۔ ان غریب بچوں کے نام بتانا کیا مشکل تھے؟ اتنے لمبے لمبے جوابات دے دیے گئے ہیں' تو کیا ان غرباء کے چند بچوں کے نام یہاں نہیں دیے جا سکتے تھے؟

جناب سپیکر: حاجی صاحب! وزیر تعلیم نے نام دے دیے ہیں۔ وہ اسمبلی میں موجود ہیں۔ آپ یہاں سے نام دیکھ سکتے ہیں؟

حاجی محمد افضل چن: جناب والا! جیسا کہ ایک روش ہے کہ جب ہم سوالات دے دیں تو ہمارے وزراء اکثر ناراض ہوتے ہیں۔ اگر وہ ناراض نہ ہوں تو میں عرض کروں کہ محکمہ تعلیم سے متعلق میرے تمام سوالوں کے جوابات غلط ہیں اور میں اس پر تحریک استحقاق پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر صاحب! آپ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایچی سن کالج اور لارنس کالج گھوڑا گلی حکومت کے زیر انتظام ہیں یا کسی پرائیویٹ ادارے کے زیر انتظام ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب والا! لارنس کالج گھوڑا گلی خود مختار ادارہ ہے۔ جس کے بورڈ آف گورنرز کے چیئرمین گورنر ہوتے ہیں اور صوبائی حکومت ہر سال انہیں کچھ گرانٹ دیتی ہے جو متعین ہے اور گزشتہ کئی سالوں سے ہم انہیں گرانٹ دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری شوکت داؤد صاحب! کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری شوکت داؤد: جی ہاں جناب والا!

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے۔

چودھری شوکت داؤد: جناب والا! یہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جس سوال کا بھی جواب گول کرنا ہوتا ہے' یا اس سے بچنا ہوتا ہے تو کہہ دیا جاتا ہے کہ جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ وہی جواب تمام ممبران کو مہیا کیا جائے' کیونکہ عام طور پر ہر ممبر تو اس کو وہاں سے جا کر نہیں دیکھ سکتا' جیسے باقی تحریری طور پر جوابات دیے جاتے ہیں۔ اگر کوئی لمبے ہوں تو تمام ممبران کو وہ مہیا کیے جائیں۔

جناب سپیکر: چودھری شوکت داؤد صاحب یہ practice رہی ہے کہ سوالات کے جوابات جو ضخیم ہوں وہ ایوان کی میز پر رکھ دیے جاتے ہیں' ویسے بھی جو سوالات اب take up نہیں ہوں گے' ان سب کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے جائیں گے۔ تاکہ آپ ان کو دیکھ سکیں' ان کو پڑھ سکیں اور ان میں سے جو جواب صحیح نہ ہو' اس پر آپ فوراً قواعد کے تحت action لے سکیں۔ normally یہ pracitce رہی ہے کہ بقیہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیے جاتے ہیں اور ایوان کی میز آپ کے سامنے ہے' آپ یہاں سے لے سکتے ہیں۔ اجلاس کے بعد آپ اسمبلی سیکرٹریٹ کے عملے سے بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ سید طاہر احمد شاہ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتا۔ میری تو جناب والا ایک تجویز ہے' تمام سوالات اپنی اپنی جگہ اہم ہیں۔ مگر ایک سوال جس کا نمبر 341 ہے اور یہ امتحانات میں بدعنوانیوں' غنڈہ گردی اور اسلحہ کے زور پر چشک کرنے سے متعلق ہے۔ یہ مفاد عامہ میں ہے' اگر ایوان مناسب سمجھے تو اس کو پہلے take up کر لیا جائے۔ میری نظر میں یہ باقی سوالات کی نسبت بہت اہم ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو میرٹ غرباء کے لیے رکھا گیا ہے اور ان کے اخراجات حکومت برداشت کرتی ہے' چاہے وہ صوبائی حکومت ہے چاہے وہ مرکزی حکومت ہے۔ کیا وہ نام حکومت کی طرف سے سکول کے پاس آتے ہیں یا سکول کی طرف سے سفارش ہو کر حکومت کے پاس جاتے ہیں؟ یہ بتائیں گے کہ کیا ان کا میرٹ بننے کے بعد یہ حکومت کو پیش کرتے ہیں کہ یہ بچے غریب ہیں اور یہ میرٹ پر پورے آ گئے ہیں' آپ ان کو وظیفے دیں یا گورنمنٹ کی طرف سے ان کے نام آتے ہیں کہ یہ ہمارے غریب بچے ہیں' ان کو وظیفہ دیں۔

جناب سپیکر: Minister Education please

وزیر تعلیم: جناب والا یہ بچے گورنمنٹ کو apply کرتے ہیں اور حکومت کی طرف سے

Minister level پر میرٹ پہ finalize کر کے یہ نام سکولوں کو بھیجے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: آخری ضمنی سوال ہے۔ جناب مزاری صاحب ضمنی سوال کریں گے؟

جناب فرحت عزیز مزاری: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو غرباً کے بچے داخل ہوتے ہیں' ان کا کیا criteria ہوتا ہے' یہ مختلف ڈویژنوں سے' مختلف اضلاع سے کس طرح داخل ہوتے ہیں؟ کیونکہ ہمارے پنجاب کے جنوبی اضلاع میں سے کوئی بچہ اس مد کے تحت سکول میں داخل نہیں ہوا۔ سب سے زیادہ غربت بھی وہیں ہے' تعلیم کا فقدان بھی وہیں ہے' کیا ان علاقوں کے بچے بھی اس سکول میں داخل ہیں؟

جناب سپیکر: Minister Education please

وزیر تعلیم: جناب والا! یہ open marit ہوتا ہے۔ کسی بھی علاقے کا' کسی بھی ضلعے کا بچہ اس مد میں apply کر سکتا ہے۔ لیکن جہاں تک لارنس کالج اور گھوڑا گلی کا تعلق ہے' تو اس میں زیادہ تر بچے تحصیل مری' کہوٹہ سے آتے ہیں اور Aitchison College میں پورے پنجاب سے بچے آتے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں محمود احمد ضمنی سوال۔

میاں محمود احمد: جناب والا! میں تو یہی عرض کروں گا کہ اب منسٹر صاحب کو وقت دے دیا جائے' اور ان کی جان بخشی کر دی جائے۔ ہاں آئندہ یہ تیاری کر کے آئیں گے' اس مرتبہ ان پر مہربانی کر دی جائے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میرے خیال میں اب اگلے سوال پر نہ چلیں؟ جی ارشاد فرمایئے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: میری گزارش صرف یہی ہے کہ کیا معزز وزیر موصوف ایوان کو یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ ان غریب والدین کے بچوں کی کل تعداد کتنی ہے' جو ان سکولوں اور کالجوں میں داخل ہوتے ہیں؟

جناب سپیکر: ان کی تعداد اس سوال کے جواب میں موجود ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ جو 71 یا 39 بتائے گئے ہیں' کیا یہ تعداد fix ہے یا یہ اسی سال لیے گئے ہیں یا اس میں ردوبدل ہوتا رہتا ہے؟

جناب سپیکر: یہ تو ڈاکٹر صاحب ظاہر ہے کہ اس سال کے لیے ہے اور یہ تعداد میرے خیال میں fix نہیں ہے۔

وزیر تعلیم: یہ تو مرکزی اور صوبائی حکومت پر انحصار کرتا ہے' وہ جتنے منظور کر کے بھیج دیتے ہیں' اتنے ہی داخل ہو جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: شیخ طاہر رشید صاحب ضمنی سوال' یہ آخری ضمنی سوال ہو گا۔

شیخ محمد طاہر رشید: میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ایوان کے اندر جو اعداد و شمار پیش کیے ہیں' ان میں سرکاری ملازمین کے کتنے بچے ہیں اور عوام کے کتنے بچے لیے گئے ہیں؟

وزیر تعلیم: سرکاری ملازم جس کی تنخواہ دو ہزار سے کم ہے' ان کے بچے بھی اس میں ضرور شامل ہوں گے۔

جناب سپیکر: حاجی سکندر حیات بوسن صاحب! تشریف نہیں رکھتے۔ next رانا اکرام ربانی خان۔

سینئر افسران کو بطور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسران تعینات کرنا

☆ 219۔ رانا اکرام ربانی: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر محمد یونس کو جو کہ دیپال پور میں ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر تھا کو اپنے سکیل اور گریڈ میں ہی بطور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر اوکاڑہ تعینات کر دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مسٹر محمد قاسم وٹو جو کہ ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر اوکاڑہ تھا' نے بھی ایک طویل عرصہ تک ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر چارج سنبھالے رکھا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ تعلیم میں ایسے افسران موجود نہیں ہیں جو سنیارٹی کے لحاظ سے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر تعینات ہونے کے اہل ہوں' اگر ہیں تو اس بے ضابطگی کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کی تعیناتی اس کی اہلیت اور انتظامی موزونیت کی بنیاد پر کی جاتی ہے' اس اسامی پر انتظامی صلاحیت کے حامل افراد کی تقرری کا معاملہ محکمہ کے زیر غور ہے اور سنیارٹی کے لحاظ سے اہل افراد کی تقرری کی جلد کوشش کی جائے گی۔

جناب سپیکر: Any supplementary question

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں وزیر موصوف کی توجہ جزو (الف) اور (ب) کی طرف دلاؤں گا کہ بڑے عرصہ سے یہ ایک انتظامی بے قاعدگی اوکاڑہ میں ہو رہی ہے۔ جس کا میں بعض مخصوص وجوہات کی بنا پر ذکر بھی کروں گا۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ جلد ہی کوشش کی جائے گی۔ میں نے یہ نوٹس 1991-1-5 کو دیا تھا۔ "جلد" سے ان کی کیا مراد ہے؟ محکمہ تعلیم میں جو سینئر آفیسرز ہیں' ان کے حقوق کو دبا کر محض اپنے پسند کے جونیئر افراد کو مسلسل تعینات کیا جا رہا ہے۔ اس notice کے باوجود اس بات کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ میں وزیر تعلیم سے اس کی وجہ جاننا چاہتا ہوں؟

وزیر تعلیم: جناب والا! فاضل رکن درست فرما رہے ہیں۔ جب انہوں نے سوال اٹھایا تھا اس وقت پندرہ ڈی ای او ایسے تھے جو اپنے گریڈ میں نہیں تھے۔ ان میں سے ہم نے یہاں سے سات (7) ڈی ای او کو ہٹایا ہے۔ اب صرف آٹھ (8) ڈی ای او پورے پنجاب میں ایسے رہ گئے ہیں جو کہ اپنے گریڈ میں نہیں ہیں۔ موجودہ صورت حال کے مطابق آٹھ (8) ڈی ای او male میں اور تین ڈی ای او female میں ہیں۔ ابھی حال ہی میں محکمہ تعلیم نے 20 جولائی 1991ء کو ایک notification جاری کیا ہے جس میں ہم نے کچھ اساتذہ کی گریڈ 18 میں ترقیاں کی ہیں اور اب ہم ان کو انشاء اللہ جلد replace کریں گے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! یہ "جلد" کا لفظ ایک سال پہلے بھی استعمال کیا گیا تھا۔ میں وزیر موصوف سے جاننا چاہتا ہوں اور یہ categorically بتائیں کہ ضلع اوکاڑہ کی حد تک یہ انتظامی بے قاعدگی کب تک دور کر دی جائے گی؟

جناب سپیکر: Minister Education please

وزیر تعلیم: جناب والا یہ اس بات پر منحصر ہے کہ چونکہ یہ ایک administrative post ہے اور اس پر کسی بھی شخص کو نامزد کرنے کے لیے ہمیں اس کا پرانا انتظامی تجربہ بھی دیکھنا پڑتا ہے' اور اس کی اہلیت بھی دیکھنا پڑتی ہے اور یہ ایک ایسی post ہے جہاں پر کوئی بھی شخص willingly آنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ ہمیں جب بھی اچھی replacement ملی ہم انہیں تبدیل کر دیں گے۔

جناب سپیکر: Next supplementary

رانا اکرام ربانی: وزیر تعلیم کے اپنے جواب کے حوالے سے یہ بات کیا اس طرح زیادہ مناسب نہیں ہوگی کہ محکمہ تعلیم کے پاس اس وقت موزوں افراد نہیں ہیں یا ان کی کمی ہے؟

وزیر تعلیم: جناب والا! جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ موزونیت میں ہم اس کا سابقہ تجربہ بھی دیکھتے ہیں' انتظامی تجربہ بھی دیکھتے ہیں' پرانا clean ریکارڈ بھی دیکھتے ہیں اور جس سکول میں وہ ایس ایس ٹی رہا ہو اس کے results بھی دیکھتے ہیں۔ بہرحال کچھ لوگوں میں یہ خوبیاں ہوتی ہیں۔ چونکہ ان کا بھی گریڈ مناسب نہیں ہوتا۔ یہ دونوں چیزیں ہیں۔ ایک تو ان میں موزونیت کی خوبیاں موجود ہیں اس کے ساتھ ساتھ اس کا گریڈ بھی 18 ہو اور آخر میں جو تیسری بات ہے کہ وہ اس post پہ آنے کے لیے willing بھی ہو۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! اگر میں وزیر موصوف کو محکمہ تعلیم کے اندر ہی کچھ موزوں افراد کی نشان دہی کروں جن کے پاس انتظامی تجربہ بھی ہو اور جن کا میرٹ بھی بنتا ہو تو کیا وہ اس طرف توجہ دیں گے؟

وزیر تعلیم: بالکل۔

رانا اکرام ربانی: شکریہ۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر تعلیم: میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سائنس ٹیچر کی تعیناتی

☆147۔ حاجی سکندر حیات بوسن: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ----

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی پی 165 میں متعدد سکولوں خاص کر گرلز سکولوں میں سائنس ٹیچروں کی کمی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سائنس ٹیچروں کی کمی کی وجہ سے زیادہ تر بچے اور بچیاں سائنس کی تعلیم حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سلسلے میں کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) جزو ہائے "الف" اور "ب" کے جوابات کی روشنی میں مزید اقدامات کی ضرورت نہ ہے۔

پیپروں کی ری چیکنگ

☆148۔ حاجی سکندر حیات بوسن: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ.....

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میٹرک۔ ایف اے۔ بی اے۔ کے پیپروں کی دوبارہ چیکنگ کی جاتی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو پیپروں کی دوبارہ چیکنگ کے لیے کتنی فیس وصول کی جاتی ہے اور اس کا طریقہ کار کیا ہوتا ہے۔

(ج) کیا جب پیپروں کی دوبارہ چیکنگ کی جاتی ہے اس وقت جو امیدوار دوبارہ چیکنگ کا مطالبہ کرتا ہے تو اس کو دوبارہ چیکنگ کے دوران اعتماد میں لیا جاتا ہے اگر لیا جاتا ہے تو کس طرح اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ ہر جوابی کاپی کی دوبارہ چیکنگ کی جاتی ہے۔ البتہ جو امیدوار مقررہ فیس جمع کروا کر درخواست دے اس کی جوابی کاپی کو دوبارہ چیک کیا جا سکتا ہے۔

(ب) میٹرک و انٹرمیڈیٹ کا امیدوار مبلغ یک صد روپے فی پیپر اور بی اے / بی ایس سی کا امیدوار مبلغ دو صد روپے فی مضمون جمع کروا کر اپنی جوابی کاپیوں کی دوبارہ چیکنگ کروا سکتا ہے۔ قواعد کے مطابق طریقہ کار درج ذیل ہے۔

(i) امتحان کے نتیجہ کی اشاعت سے 30 یوم کے اندر خواہشمند امیدوار مجوزہ فارم پر مقررہ فیس کے ساتھ درخواست دے سکتا ہے دوبارہ چیکنگ ان امور کی تسلی کے لیے کی جا سکتی ہے کہ جوابی کاپی کے سرورق پر مجموعی ٹوٹل میں کوئی غلطی تو نہیں۔

(ii) کیا سوال کے اختتام پر مختلف حصوں کے دیے گئے نمبروں کا میزان درست ہے۔

(iii) جوابی کاپی کے سرورق پر سوال دراصل حاصل کردہ نمبروں کو صحیح طریقہ سے درج کیا گیا

ہے۔

(iv) جوابی کاپی یا پھر اس کا کوئی حصہ تبدیل تو نہیں ہوا۔

(v) کیا کسی بھی حل شدہ سوال کا حصہ نمبر لگنے سے تو نہیں رہ گیا۔

(ج) میٹرک اور انٹرمیڈیٹ امتحانات کی حد تک تو امیدوار کو جوابی کاپی وغیرہ نہیں دکھائی جاتی ہے۔ البتہ بی اے / بی ایس سی امتحانات سے متعلق وائس چانسلر کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ جوابی کاپی امیدوار کو دکھائے جانے کے لیے اجازت دے دیں۔ بہرصورت امیدوار کو فیصلہ سے آگاہ کر دیا جاتا ہے۔

لاہور میں سکولوں اور ان میں طلباء اور اساتذہ کی تعداد

☆286۔ میاں محمود احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ----

(الف) ضلع لاہور میں سرکاری پرائمری' مڈل' ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی تعداد کیا ہے کہاں کہاں واقع ہیں؟ ہر سکول میں علیحدہ علیحدہ اساتذہ اور طلباء کی تعداد کیا کیا ہے۔

(ب) کتنے طلباء کے لیے ایک استاد ہونا چاہیے اس لحاظ سے کتنے سکولوں میں طلباء یا اساتذہ کی تعداد کم یا زیادہ ہے ان سکولوں کی پانچ سالہ کارکردگی کیا ہے کتنے طلباء نے وظیفہ لیا ہے ایسے طلباء کے نام سکول وار کیا ہیں۔

(ج) متذکرہ سکولوں میں کون سے ایسے سکول ہیں جن میں پانچ سال کے دوران طلباء کے داخلہ کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے یا کمی ہوئی ہے مزید برآں ہر سکول اور ہر استاد کی کارکردگی کا اندازہ کس طرح لگایا جاتا ہے۔

(د) جن سکولوں اور اساتذہ کی کارکردگی ناقص ہے حکومت ان کے خلاف کیا کارروائی کر رہی ہے یا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اگر ہاں تو کب اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) ضلع لاہور' لاہور سٹی (مردانہ+زنانہ) + لاہور کینٹ (مردانہ + زنانہ) میں سرکاری پرائمری' مڈل' ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

	پرائمری	مڈل	ہائی	ہائر سیکنڈری
مردانہ	506	48	119	1
زنانہ	502	80	115	5
میزان	1008	128	234	6

متذکرہ بالا سکولوں میں اساتذہ اور طلباء کی تعداد کی تفصیل مشمولہ فہرست (الف) میں درج ہے۔ (جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

(ب) عام طور پر 40 طلباء کے لیے ایک استاد ہونا چاہیے جن سکولوں میں طلباء کی تعداد فارم سے کم یا زیادہ ہے۔ ان کی تعداد درج ذیل ہے۔

	پرائمری مڈل	مڈل	ہائی	ہائر سیکنڈری سکول
مردانہ	45	11	26	فارم سے کم
زنانہ	80	7	15	سکول
میزان	125	18	41	-
مردانہ	85	13	17	فارم سے زیادہ
زنانہ	20	18	12	سکول
میزان	105	31	29	-

مذکورہ بالا سکولوں کی تفصیل اور ان سکولوں کی کارکردگی مشمولہ فہرست "ب" میں درج ہے۔ (جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

1614 = { مردانہ = 1025 ، زنانہ = 589 }

ہے۔ جن کی تفصیل سکول وار مشمولہ فہرست "ج" میں درج ہے۔ (جو کہ ایوان کی میزان پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) گزشتہ پانچ سالوں میں متذکرہ بالا سکولوں میں سے جن میں طلباء کی تعداد میں اضافہ یا کمی ہوئی ان کی تعداد درج ذیل ہے۔

	پرائمری	مڈل	ہائی	ہائر سیکنڈری سکولز
مردانہ	506	48	119	1
زنانہ	502	80	115	5
میزان	1008	128	234	6

مندرجہ بالا سکولوں کی تفصیل مشمولہ فہرست "د" میں درج ہے (جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔) مزید برآں کسی سکول کی کارکردگی کا اندازہ اس میں جاری نصابی و ہم نصابی سرگرمیوں کو پیش نظر کیا جاتا ہے اور اساتذہ کی کارکردگی کا اندازہ اس کے ذمہ مضامین کے نتائج کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

(د) ناقص کارکردگی (نتائج دکھانے والے سکولوں کے سربراہان کو متنبہ کیا جاتا ہے اور کارکردگی کو بہتر بنانے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ کارکردگی کو بہتر نہ بنانے کی صورت میں سربراہ ادارہ کی سالانہ خفیہ رپورٹ میں اس کا اندراج کیا جاتا ہے' جو کہ اس کی آئندہ ترقی پر منفی طور پر اثر انداز ہوتا ہے۔

☆ 288۔ میاں محمود احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مصطفےٰ آباد' مقبرہ موڑ مین بچوں کا ایک پرائمری سکول چل رہا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ سکول مسجد میں چل رہا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکول کے لیے جو بلڈنگ تعمیر کی جا رہی تھی وہ ادھوری پڑی ہے' اور اس کے اردگرد بے شمار پانی کھڑا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ عمارت کو فوری مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر ہاں تو کب تک؟ اگر نہیں تو وجہ بیان کریں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) یہ درست ہے کہ مصطفےٰ آباد میں پرانے راوی پل کے قریب ایک گرلز پرائمری سکول چل رہا ہے۔

☆ ☆ ☆ تفصیلات لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) درست ہے۔ مگر یہ عمارت سابق ایم این اے پیر محمد اشرف صاحب نے اپنے فنڈ سے محکمہ تعلیم کو اطلاع دیے بغیر تعمیر کرائی۔

(د) اس امر کا تفصیلی جائزہ لے کر متذکرہ ادھوری عمارت کو مکمل کرانے کی پوری کوشش کی جائے گی۔

امتحانی عملہ کا تحفظ

☆341۔ سردار محمد اظہر خان لغاری: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ این ڈی ہائی سکول اچھرہ لاہور کو میٹرک کے امتحان منعقدہ فروری 1990ء کے لیے سنٹر بنایا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ دوران امتحان چند غنڈہ عناصر عملہ سے ناجائز ذرائع کے کیس بذور اسلحہ چھین کر لے گئے اور سنٹر میں انتظام نہ ہونے کی بناء پر عملہ نے استعفیٰ پیش کر دیا اور دوسرے وقت کا امتحان سپرنٹنڈنٹ نے اکیلے ہی کنڈیکٹ کیا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ناظم امتحان کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے بورڈ آف ایجوکیشن اور پولیس نے آج تک قطعاً کوئی کارروائی نہ کی ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے امتحانی عملہ کے تحفظ کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں۔ نیز ناظم امتحان کے تحفظ کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں اور اس کی کیا حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں کہ سنٹر میں انتظام نہیں تھا' کیونکہ معمول کے مطابق پولیس موجود تھی اور دفعہ 144 نافذ تھی' اس کے باوجود چند غنڈہ عناصر ملحقہ مکانوں کی چھتوں کے راستے زبردستی امتحانی مرکز میں داخل ہوئے اور نقل کرنے والے ایک امیدوار سے پکڑا گیا قابل اعتراض مواد سپرنٹنڈنٹ سے چھین لیا۔ یہ بھی درست نہیں ہے کہ عملہ نے استعفیٰ پیش کر دیا کیونکہ امتحان کے اختتام تک اسی عملہ نے کام کیا تھا اور دوسرے وقت کا امتحان بھی سپرنٹنڈنٹ نے

اکیلے نہیں لیا' بلکہ عملہ اس کے ساتھ تھا۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کیونکہ ناظم امتحان نے خود 13 مئی 1990ء کو ایس ایچ او پولیس سٹیشن سول لائن لاہور کو درخواست دی تھی' جس میں اسے غنڈوں کے خلاف تحفظ دینے اور غنڈوں کے خلاف کارروائی کرنے کی استدعا کی گئی تھی۔ 14 مئی 1990ء کو کنٹرولر امتحانات لاہور بورڈ نے بھی ایس ایچ او تھانہ سول لائن کو تاکیدی خط لکھا' جس میں کہا کہ موصوف ناظم کو تحفظ دیا جائے۔ نیز غنڈہ عناصر کے خلاف کارروائی بھی کی جائے۔ اس بعد موصوف ناظم کی طرف سے کوئی شکایت نہیں ملی۔

(د) معمول کے مطابق ہر امتحانی مرکز پر پولیس متعین ہوتی ہے۔ مجسٹریٹ بھی پولیس کے عملہ کے ساتھ امتحانی مرکز کے باہر دفعہ 144 کو یقینی بناتے ہیں۔ بورڈ کی تشکیل کردہ مختلف ٹیمیں امتحانی مراکز کا معائنہ کرتی رہتی ہیں اور نامعین امتحانی مراکز کی شکایات دور کرنے کے لیے مناسب اقدامات کرتی رہتی ہیں۔

ایڈہاک اساتذہ کو مستقل کرنا

☆ 343۔ جناب محمد حنیف چودھری: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں ایڈہاک پالیسی کیا تھی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تین سو سے زائد ایڈہاک ماہر مضامین جنہیں عرصہ چار سال کی ملازمت کے بعد فارغ کر دیا گیا۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور انہیں صرف ایک سال گزارنے کے بعد کیوں نہ فارغ کیا گیا ہے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) وہ خالی اسامیاں جو پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ پر ہونا ہوتی ہیں' ان پر سرکاری قواعد و ضوابط کے مطابق اسامیوں کو مشتہر کرنے کے بعد ایڈہاک بنیادوں پر مجاز اتھارٹی تقرریاں کر سکتی ہے' جو زیادہ سے زیادہ ایک سال کے لیے ہوتی ہیں۔

(ب) درست ہے۔

(ج) تعلیمی قومی پالیسی کے مطابق صوبہ میں ہائر سیکنڈری سکولوں کا اجراء عمل میں لایا گیا' لیکن ان

اداروں میں منظور شدہ ماہرین مضامین (سبجیکٹ سپیشلسٹ) کی اسامیوں کے لیے قواعد و ضوابط موجود نہ ہونے کی بنا پر ایک سال کے اندر باقاعدہ نہ تو ان سروس اساتذہ کی پروموشن کی جا سکی اور نہ ہی براہ راست پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ ان پر تقرری کی جا سکی۔ تاہم ان اداروں کو چلانے کے لیے ایڈہاک بنیادوں پر عملہ کی تقرری کی گئی اور وقتاً فوقتاً مجاز اتھارٹی کی منظوری سے ان ملازمین کی ملازمت میں توسیع بھی ہوتی رہی' تاآنکہ مطلوبہ قواعد و ضوابط جاری ہو گئے اور ان کے مطابق ان سروس اساتذہ کی ترقیاں شروع ہو گئیں اور براہ راست تقرری سلیکشن بورڈ / پبلک سروس کمیشن نے بھی سفارشات کے ساتھ ان اسامیوں کے لیے گورنمنٹ کو باقاعدہ نام بھجوائے اور گورنمنٹ نے ان کی تقرریاں بھی کیں۔ صاف ظاہر ہے کہ باقاعدہ ملازمین کے فراہم ہونے کے بعد ایڈہاک بنیادوں پر کام کرنے والے ملازمین کو شرائط ملازمت کے مطابق سبکدوش ہونا ہی تھا۔

ضلع راجن پور میں سکولوں کی تعداد

☆ 345۔ جناب فرحت عزیز مزاری: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔ 206 ضلع راجن پور میں طلباء و طالبات کے کتنے ہائی و مڈل سکول ہیں۔

(ب) ان کے نام بمعہ منظور شدہ تعداد سٹاف (اساتذہ) اور موجودہ پوزیشن سٹاف سکول وائز۔

(ج) اگر سٹاف پورا نہیں تو کب تک پورا کیا جانے کا امکان ہے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) حلقہ پی پی 206 ضلع راجن پور میں طلباء کے 12 ہائی اور 7 مڈل ہیں' جبکہ طالبات کے ایک ہائی اور سات مڈل سکول ہیں۔

(ب)نام سکولز	ہیڈ ماسٹر	ایس ایس ٹی	ایس ایس ٹی	ایس وی	ڈی ایم	او ٹی	پی ای ٹی	اے ٹی	پی ٹی سی
1۔ ہائر سکول شاہوالی									
منظور شدہ اسامیاں	1	3	4	1	1	x	1	x	3
موجودہ پوزیشن	خالی	3	4	1	1	x	1	x	3
2۔ ہائی سکول سونمیانی									
منظور شدہ اسامیاں	1	3	4	1	1	x	x	x	2
موجودہ پوزیشن	خالی	3	2	خالی	1	x	x	خالی	2
3۔ ہائی سکول بنگلہ اچھا									
منظور شدہ اسامیاں	1	4	2	1	1	1	1	1	3
موجودہ پوزیشن	خالی	4	2	خالی	1	1	خالی	1	3
4۔ ہائی سکول میراں پور									
منظور شدہ اسامیاں	1	3	3	1	1	x	x	x	3
موجودہ پوزیشن	خالی	3	2	خالی	خالی	x	x	x	3
5۔ ہائی سکول مرغائی									
منظور شدہ اسامیاں	1	3	4	1	1	x	1	1	6
موجودہ پوزیشن	1	3	4	1	خالی	x	1	خالی	6
6۔ ہائی سکول عمر کوٹ									
منظور شدہ اسامیاں	1	3	2	3	1	x	1	1	6
موجودہ پوزیشن	خالی	3	2	2	1	x	1	1	6
7۔ ہائی سکول روجھان									
منظور شدہ اسامیاں	1	4	6	4	1	x	1	1	6
موجودہ پوزیشن	خالی	4	6	4	خالی	x	1	1	6
8۔ ہائی سکول سکول ونگ									
منظور شدہ اسامیاں	1	3	3	1	1	1	1	x	5
موجودہ پوزیشن	1	3	3	1	خالی	خالی	1	x	5

(ب)نام سکولز	ہیڈ ماسٹر	ایس ایس ٹی	ایس ایس ٹی	ایس وی	ڈی ایم	اوٹی	پی ای ٹی	اے ٹی	پی ٹی سی
9- ہائی سکول کوٹ مٹھن									
منظور شدہ اسامیاں	1	8	9	4	1	1	2	1	x
موجودہ پوزیشن	1	8	9	4	1	1	2	1	x
10- ہائی سکول نور پور بھوا									
منظور شدہ اسامیاں	1	3	2	1	1	1	1	1	1
موجودہ پوزیشن	خالی	3	2	1	1	1	خالی	1	1
11- ہائی سکول ڈیرہ میٹ									
منظور شدہ اسامیاں	1	3	2	1	1	1	1		2
موجودہ پوزیشن	خالی	3	1	خالی	خالی	خالی	خالی		2
12- ہائی سکول سبزانی									
منظور شدہ اسامیاں	1	3	2	1	1	1	1	x	2
موجودہ پوزیشن	خالی	3	1	خالی	خالی	خالی	خالی	x	2
13- مڈل سکول ڈیرہ دلدار									
منظور شدہ اسامیاں	x	1	3	2	1	1	1	1	3
موجودہ پوزیشن	x	1	1	خالی	خالی	خالی	خالی	1	3
14- مڈل سکول روجھان شری									
منظور شدہ اسامیاں	x	1	5	1	x	1	1	x	4
موجودہ پوزیشن	x	1	4	خالی	x	خالی	1	x	3
15- مڈل سکول نبی شاہ									
منظور شدہ اسامیاں	x	1	2	1	x	1	1	x	3
موجودہ پوزیشن	x	1	1	خالی	x	خالی	خالی	x	3
16- مڈل سکول بھاگ سر									
منظور شدہ اسامیاں	x	1	2	1	x	1	1	x	4
موجودہ پوزیشن	x	1	2	1	x	1	1	x	3
17- مڈل سکول نیس کوڑہ									
منظور شدہ اسامیاں	x	1	2	1	x	4	1	x	3
موجودہ پوزیشن	x	1	2	خالی	x	خالی	خالی	x	3

	ہیڈ ماسٹر	ایس ایس ٹی	ایس ایس ٹی	ایس وی	ڈی ایم	او ٹی	پی ای ٹی	اے ٹی	پی ٹی سی
18- مڈل سکول بستی پنجاب									
منظور شدہ اسامیاں	x	1	3	1	x	1	1	1	4
موجودہ پوزیشن	x	1	3	خالی	x	خالی	1	خالی	4
19- مڈل سکول آسنی									
منظور شدہ اسامیاں	x	1	3	x	[illegible]	x	1	x	2
موجودہ پوزیشن	x	1	3	x	[illegible]	[illegible]	1	x	2

زنانہ مدارس

1۔ گرلز ہائی سکول مرکوٹ									
منظور شدہ اسامیاں	1	3	3	1	1	1	1	x	2
موجودہ پوزیشن	خالی	خالی	3	1	خالی	1	خالی	x	2
2۔ گرلز ہائی سکول کوٹ حسن شاہ									
منظور شدہ اسامیاں	x	1	2	1	1	1	1	x	2
موجودہ پوزیشن	x	1	خالی	خالی	خالی	خالی	خالی	x	2
3۔ گرلز مڈل سکول مرغائی									
منظور شدہ اسامیاں	x	1	2	1	1	1	1	x	2
موجودہ پوزیشن	x	1	2	1	خالی	1	خالی	x	2
4۔ گرلز مڈل سکول دنگ									
منظور شدہ اسامیاں	x	1	2	1	1	1	1	x	2
موجودہ پوزیشن	x	1	2	1	خالی	1	خالی	x	2
5۔ گرلز مڈل سکول آہسنی									
منظور شدہ اسامیاں	x	1	2	1	1	1	1	x	2
موجودہ پوزیشن	x	1	2	1	1	1	1	x	2
6۔ گرلز مڈل سکول کوہ لم									
منظور شدہ اسامیاں	x	1	2	1	1	1	1	x	2
موجودہ پوزیشن	x	1	2	1	1	1	1	x	2
7۔ گرلز مڈل سکول میراں پور									
منظور شدہ اسامیاں	x	1	2	1	1	1	1	x	2
موجودہ پوزیشن	x	خالی	1	خالی	خالی	خالی	خالی	x	1
8۔ گرلز مڈل سکول ماکر									
منظور شدہ اسامیاں	x	1	2	1	1	1	1	x	2
موجودہ پوزیشن	x	1	خالی	خالی	خالی	خالی	خالی	x	خالی

(ج) بھرتی پر پابندی ختم ہونے کے بعد خالی اسامیاں پر کر دی جائیں گی۔

سکولوں کی تعداد اور ان پر اخراجات کی تفصیل

☆ 354۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت کے زیر انتظام سکولوں میں زیر تعلیم طلباء اور طالبات اور کلاس رومز کی کل تعداد کتنی ہے۔

(ب) متذکرہ سکولوں میں مرمت اور اضافی کمروں کی تعمیر کے لیے گزشتہ مالی سال میں کتنی رقم خرچ کی گئی' اس کی سال وار ضلع وار تفصیل کیا ہے۔

(ج) صوبائی حکومت کے زیر انتظام پنجاب میں طلباء اور طالبات کے اردو اور انگلش میڈیم سکولوں کی تعداد کیا ہے۔

(د) جز (ج) میں مندرج سکولوں پر حکومت نے گزشتہ مالی سال کے دوران علیحدہ علیحدہ کتنے اخراجات کیے اور ان سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کی علیحدہ علیحدہ تعداد بھی بیان کریں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) صوبہ بھر میں حکومت کے زیر انتظام سکولوں میں زیر تعلیم طلباء کی تعداد 41,06,959 اور طالبات کی تعداد 24,92,206 ہے' جب کہ کلاس رومز کی تعداد 1,80,925 ہے۔

(ب) گزشتہ مالی سال (90-1989ء) میں سکولوں پر برائے مرمت 1,00,38,207 روپے خرچ ہوئے' جبکہ اضافی کمروں پر کل خرچ 66,18,674 روپے تھا۔ جن کی ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے۔

نام ضلع	خرچ برائے مرمت	اضافی کمروں کی تعمیر کا خرچ
بہاول پور	1403,899	-----
بہاولنگر	18,28,600	1,00,100
رحیم یار خان	35,19,056	2,89,336
ڈیرہ غازی خان	15,24,600	4,95,000
راجن پور	------	------
مظفر گڑھ	23,21,700	10,24,600
لیہ	2,82,300	3,58,500
فیصل آباد	37,78,800	----
جھنگ	74,91,670	-----
ٹوبہ ٹیک سنگھ	60,99,973	1,6,638
گوجرانوالہ	34,22,964	-----
گجرات	27,92,507	1,41,000
سیالکوٹ	68,85,947	8,50,000
لاہور	52,27,3000	-----
قصور	29,75,850	3,28,000
شیخوپورہ	18,83,470	57,000
اوکاڑہ	49,26,750	5,59,000
ملتان	46,48,000	1,66,000
ساہیوال	56,66,000	2,000
وہاڑی	20,74,000	1,92,000
خانیوال	23,87,000	1,20,000
راولپنڈی	—	----
اٹک	10,19,600	-----
چکوال	26,959,000	36,000
جہلم	3,47,100	-----
سرگودھا	16,88,788	8,00,000

نام ضلع	خرچ برائے مرمت	اضافی کمروں کی تعمیر کا خرچ
میانوالی	10,34,678	2,28,500
خوشاب	16,35,510	1,79,000
بھکر	4,77,145	1,79,000
کل میزان	8,00,38,207	66,18,674

(ج) صوبہ میں طلباء اور طالبات کے اردو میڈیم سکولوں کی تعداد 64,274 ہے جب کہ انگلش میڈیم سکول کوئی نہیں ہے۔

(د) گزشتہ مالی سال کے دوران اردو میڈیم سکولوں پر 5,19,45,68,138 روپے خرچ ہوئے۔ ان میں زیر تعلیم بچوں کی تعداد 65,99,165 ہے۔

پنجاب سپورٹس بورڈ کے فنڈز کے خرچ کی تفصیل

☆ 355۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب سپورٹس بورڈ میں کھیلوں کی ترویج و ترقی کا ذمہ دار ہے۔ اس سپورٹس بورڈ کو جو فنڈز ملتے ہیں' یہ کس کس مد میں خرچ ہوتے ہیں۔

(ب) گزشتہ مالی سال میں پنجاب کے تمام ڈویژن میں کتنی رقم خرچ کی گئی' اس کی ڈویژن وار تفصیل کیا ہے۔

(ج) موجودہ مالی سال میں پنجاب سپورٹس بورڈ کے منظور شدہ بجٹ کی تفصیل کیا ہے؟ نیز صوبہ کے ہر ڈویژن میں اس مالی سال میں کتنا خرچ کیا جاتا ہے اور اب تک ہر ڈویژن میں کتنا کتنا خرچ ہوا ہے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب سپورٹس بورڈ صوبہ میں کھیلوں کی ترویج و ترقی کا ذمہ دار ہے۔ اس بورڈ کو جو فنڈز (گرانٹ) ملتے ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل مدات پر خرچ ہوتے ہیں۔

1۔ سالانہ امداد برائے سپورٹس ایسوسی ایشنز۔

2۔ سالانہ امداد برائے ڈویژن' ضلعی' تحصیل سپورٹس کمیٹی ہائے پنجاب۔

3۔ خصوصی امداد برائے تعمیر و مرمت بابت سٹیڈیز' کورٹس' کلبز۔

4۔ قومی' صوبائی' ڈویژن کی سطح کے کوچنگ / ٹریننگ کیمپوں کے لیے خصوصی امداد۔

5۔ کوچز کا کنونشن الاؤنس۔

6۔ باصلاحیت نوجوان کھلاڑیوں کے لیے وظائف۔

(ب) گزشتہ مالی سال میں بورڈ کو کل۔ /2,01,00,000 روپے کی رقم مہیا کی گئی۔ اس رقم کے خرچ ڈویژن وار تفصیل ہمراہ برفلیگ "الف" لف ہے۔

(ج) موجودہ مالی سال 91-1990ء میں پنجاب سپورٹس بورڈ کا منظور شدہ بجٹ ۔/2,01,00,000 روپے تھا۔ جس میں سے 5 فیصد منہا (less) کر کے بورڈ کو ۔/1,90,95,000 روپے ملے۔ ہر ڈویژن میں 27 مئی 1991ء تک خرچ کی تفصیل برفلیگ "ب" لف ہے۔

ڈویژن وار تفصیل اخراجات بابت سال 90-1989ء (از جولائی 1989ء تا جون 1990ء)

مدات	پنجاب	لاہور	ملتان	سرگودھا	فیصل آباد	گوجرانوالہ	راولپنڈی	ڈی جی خان	بہاولپور
1۔ سالانہ امداد برائے سپورٹس ایسوسی ایشنز	8,25,000	3,85,000	2,28,000	2,24,000	2,32,000	2,29,000	2,16,000	2,24,000	2,24,000
2۔ سالانہ امداد برائے ڈویژن، ضلعی، تحصیل سپورٹس کمیٹی ہائے پنجاب۔	----	2,00,000	1,80,000	1,80,000	1,70,000	1,63,700	1,80,000	2,00,000	1,60,000
3۔ خصوصی امداد برائے تعمیر و مرمت بابت سٹیڈیم کورٹس۔ کلبز۔	27,15,000	2,15,000	3,00,000	20,000	-----	10,75,000	204,000	74,000	2,75,306
4۔ قومی صوبائی ڈویژن کی سطح کے کوچنگ / ٹریننگ کیمپوں کے لیے خصوصی امداد	16,46,000	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----	-----
5۔ کوچز کا کنوینس الاؤنس	-----	5,87,000	43,000	55,000	1,12,000	1,02,000	1,54,000	55,000	67,000
6۔ باصلاحیت نوجوان کھلاڑیوں کے لیے وظائف	-----	13,65,742	1,58,800	1,29,700	4,29,600	3,90,500	2,35,600	49,300	85,300
میزان	51,86,000	27,52,742	9,09,800	6,08,700	9,43,600	19,60,200	9,89,600	6,02,300	8,11,606

کل مجموعی رقم -/14764548

دیگر اخراجات بابت سال 90-1989ء کی تفصیل

1۔ تنخواہیں۔	11,90,699---33
2۔ سوئی گیس، بجلی، پانی کے بل۔	3,45,742---41
3۔ ٹیلیفون کے بل	2,10,867---70
4۔ سٹیشنری و کتابت	1,24,089---80
4۔ پٹرول اور ڈیزل کے اخراجات	1,71,905---79
5۔ گاڑیوں کی مرمت کے اخراجات	1,49,473---54
7۔ جناب اختر رسول صاحب چیئر مین سپورٹس بورڈ پنجاب کے لیے پجارو گاڑی کی خرید۔	7,80,000---00
8۔ ایک روزہ بین الاقوامی کرکٹ میچ بمقابلہ پاکستان / بھارت منعقدہ 22 / دسمبر 1989ء کے موقعہ پر پاکستانی ٹیم کے لیے خصوصی انعام	15,80,000-----00
9۔ خصوصی انعام جناب جاوید میانداد اور جناب سلیم ملک صاحب۔	2,00,000---00
10۔ خصوصی امداد برائے جناب رشید ملک ٹینس کھلاڑی بسلسلہ آئندہ ایشین کھیلوں کوچنگ / ٹریننگ بیرون ملک (یورپ۔امریکہ)	2,60,000---00
11۔ قومی کھیلوں میں بہترین کارکردگی دکھانے اور انعامات حاصل کرنے والے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کرنے کی تقریب منعقدہ 12 اپریل 1990ء	4,50,000---00
میزان	53,82,778-57
کل میزان	2,01,47,326/57

ڈویژن وار تفصیل اخراجات بابت سال 91-1990ء (یکم جولائی 1990ء تا 21 مئی 1991ء)

مدات	پنجاب	لاہور	ملتان	سرگودھا	فیصل آباد	گوجرانوالہ	راولپنڈی	ڈی جی خان	بہاولپور
1۔ سالانہ امداد برائے سپورٹس ایسوسی ایشنز	3,00,000	86,000	14,000	14,000	25,000	14,000	31,000	14,000	14,000
2۔ سالانہ امداد برائے ڈویژن ضلعی اور تحصیل سپورٹس کمیٹی ہائے پنجاب	------	3,80,000	4,40,000	3,80,000	3,60,000	3,80,000	4,60,000	4,00,000	4,20,000
3۔ خصوصی امداد برائے تعمیر و مرمت سٹیڈیم کورٹس اور کلبز	19,46,188	1,23,000	3,31,124	10,000	-----	5,00,000	1,00,950	102,500	26,086
4۔ خصوصی امداد برائے قومی صوبائی اور ڈویژن کی سطح کے کوچنگ / ٹریننگ کیمپس ٹورنامنٹ	89,83,731/69	------	------	------	------	------	------	----	-----
5۔ کوچز کے لیے کنوینس الاؤنس	-----	5,52,850	15,000	43,500	1,14,000	78,500	96,000	39,000	40,000
6۔ باصلاحیت کھلاڑیوں کے لیے وظائف	-----	9,71,900	74,400	44,900	1,89,400	2,37,100	1,46,900	3,500	25,400
میزان	1,12,29,919	21,13,750	8,74,524	4,92,400	6,88,400	12,9,600	8,34,850	5,59,000	5,25,486

مجموعی رقم - 69-1,85,27,929

نام ڈویژن، پنجاب	خرچ کردہ رقم سال 90-1989ء پنجاب	خرچ کردہ رقم سال 91-1990ء
1۔لاہور ڈویژن 51,86,000	27,53,242 31,35,000	17,50,900
2۔ملتان ڈویژن	9,09,800	8,70,924
3۔ سرگودھا ڈویژن	6,08,700	4,64,400
4۔ فیصل آباد ڈویژن	9,43,600	5,95,600
5۔ گوجرانوالہ ڈویژن	19,60,200	11,38,600
6۔ راولپنڈی ڈویژن	9,89,600	17,70,950
7۔ ڈی جی خان ڈویژن	6,02,300	5,48,000
8۔ بہاولپور ڈویژن	8,11,606	5,06,486

درجہ چہارم کے ملازمین کی تقرریوں کی تفصیل

☆ 437 خان غلام سرور خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پرائمری مڈل اور ہائی سکولوں کے ملازمین درجہ چہارم کی تقرری کے اختیارات کس کے پاس ہیں۔

(ب) سال 1989ء اور 1990ء کے دوران راولپنڈی میں ملازمین درجہ چہارم کی بھرتی کے مجاز آفیسر کون کون تھے۔

(ج) ضلع راولپنڈی میں 1989ء اور 1990ء کے دوران پرائمری مڈل اور ہائی سکولوں میں کتنے ملازمین درجہ چہارم کی تقرریاں کن کن کے حکم سے کس مجاز آفیسر نے کی ہیں اور کیا مندرجہ بالا تقرریاں قواعد و ضوابط کے تحت کی گئیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) پرائمری اور مڈل سکولوں میں ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر متعلقہ تحصیل ملازمین درجہ چہارم کی تقرری کے مجاز ہیں' جب کہ ہائی سکولوں میں ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس متعلقہ سکول' تقرری کے مجاز ہیں۔ (فی الوقت ملازمین درجہ چہارم کی تقرریوں پر پابندی ہے)

(ب) سال 1989ء میں پرائمری مڈل اور ہائی تمام سکولوں میں ملازمین درجہ چہارم کی بھرتی کے مجاز متعلقہ سکولوں کے سربراہ (ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس) تھے۔

سال 1990ء میں ملازمین درجہ چہارم کی بھرتی کے مجاز آفیسرز درج ذیل تھے۔

(i) پرائمری اور مڈل سکولز: ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر متعلقہ تحصیل۔

(ii) ہائی سکولز: ہیڈ ماسٹرز' ہیڈ مسٹریس متعلقہ ہائی سکول۔

(ج) ضلع راولپنڈی کے سکولوں میں 1989ء اور 1990ء کے دوران ملازمین درجہ چہارم کی تقرریوں کی تفصیل۔

کیٹگری سکولز	تعداد ملازمین جو بھرتی کیے گئے	کس کے حکم سے بھرتی کی گئی	کس مجاز افسر نے بھرتی کی ہے
پرائمری سکولز (بوائز)	---	وزیر تعلیم کے حکم سے	ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (خواتین) راولپنڈی
پرائمری سکولز (گرلز)	26	ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ کمیٹی کی سفارش پر	ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (مردانہ) راولپنڈی
مڈل سکولز (بوائز)	42	ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ کمیٹی کی سفارش پر	ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (مردانہ) راولپنڈی
مڈل سکولز (گرلز)	37	ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ کمیٹی کی سفارش پر	ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (زنانہ) راولپنڈی
ہائی سکول (بوائز)	62	ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ کمیٹی کی سفارش پر	ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (مردانہ) راولپنڈی
ہائی سکول (گرلز)	45	ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ کمیٹی کی سفارش پر	ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر (زنانہ) پر

درج بالا تمام تقرریاں قواعد و ضوابط کے تحت کی گئیں۔

ہوسٹل کی تعمیر

☆ 456۔ جناب ریاض فتیانہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور کا ہوسٹل تین برس قبل برائے تعمیر نو گرا دیا گیا تھا اور موقع پر مرمت اور تعمیر کا کام بھی شروع ہو گیا تھا' لیکن پھر اس کی تعمیر روک دی گئی' اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ب) کیا ہوسٹل میں قیام پذیر طلباء کے لیے کوئی متبادل بندوبست کیا گیا تھا۔ اگر نہیں تو اس کی

وجوہات کیا ہیں۔ نیز ہوسٹل کی تعمیر کب تک مکمل ہونے کا پروگرام ہے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست ہے۔ گورنمنٹ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ لاہور کے ہوسٹل کی سپیشل مرمت / تعمیر نو کے لیے مارچ 1987ء میں مبلغ 15,05,828 روپے دیئے گئے تھے اور مذکورہ کام محکمہ لوکل گورنمنٹ نے کروانا تھا۔ رقم ختم ہو جانے پر اور مزید فنڈز نہ ملنے کی وجہ سے کام بند ہو گیا۔ مزید فنڈز نہ ملنے کی وجہ یہ ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ کے متعلقہ شعبہ نے مذکورہ رقم کی ٹیکنیکل سینکشن چیف انجینئر سے نہیں کرائی تھی۔

(ب) اس وقت گرمیوں کی تعطیلات کی وجہ سے ہوسٹل میں قیام پذیر بی۔ اے / بی۔ایس۔ سی کے ضرورتمند طلباء کو سالانہ امتحان دینے کے لیے کالج کے این سی سی بلاک میں رہائش کی سہولت مہیا کی گئی تھی۔ اب ہوسٹل کے نامکمل ہونے کی وجہ سے ہوسٹل میں کوئی طالب علم قیام پذیر نہیں ہے۔ چیئرمین وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم کی رپورٹ کے مطابق کالج و ہوسٹل کی بلڈنگ خستہ حالت میں ہے اور مکمل طور پر مرمت طلب ہے' انہوں نے تجویز کیا ہے کہ کالج و ہوسٹل کی عمارت کی مرمت کے لیے مرحلہ وار پروگرام بنایا جائے۔

کالج و ہوسٹل کی مرمت و تعمیر نو کے لیے ایک ڈویلپمنٹ کمیٹی بنائی جا رہی ہے' جس کی سفارشات کی روشنی میں کالج اور ہوسٹل کی مرمت و تعمیر نو کا کام کیا جائے گا۔

عدم اعتراض سرٹیفکیٹ جاری کرنا

☆459۔ جناب ریاض فتیانہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈپٹی سیکرٹری کالونیز بورڈ آف ریونیو نے 22 اکتوبر 1990ء کو چٹھی نمبر 11۔ سی ایس 9172 / 90 / 5467 بطرف سیکرٹری تعلیم بھجوائی کہ سرکاری رقبہ مخصوص برائے تعمیر نواز شریف پارک۔ سپورٹس سٹیڈیم۔ گورنمنٹ کمرشل کالج وغیرہ تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لیے عدم اعتراض کا سرٹیفکیٹ جاری کیا جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ چار ماہ گزرنے اور متعدد مرتبہ رابطہ کرنے کے باوجود محکمہ تعلیم نے اس چٹھی کا جواب نہیں دیا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ کیا حکومت محکمہ تعلیم کے

ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست ہے۔

(ب) بورڈ آف ریونیو کو مطلوبہ عدم اعتراض سرٹیفکیٹ بذریعہ چٹھی مورخہ 14 مئی 1991ء بھجوا دیا گیا ہے۔ تاخیر کچھ تو اس وجہ سے ہوئی کہ بورڈ آف ریونیو کی چٹھی مورخہ 22 اکتوبر 1990ء کے ساتھ جو کاغذات منسلک تھے وہ پڑھے نہیں جاتے تھے' اس لیے بورڈ کو 10 نومبر 1990ء کو لکھا گیا کہ محکمہ کو پڑھے جانے والے کاغذات بھیجیں۔ کچھ تاخیر ڈائریکٹر جنرل سپورٹس سے اس معاملے میں تحریری رائے لینے اور پھر معاملے کی محکمہ میں چھان بین کی وجہ سے ہوئی۔

(ج) جزو "ب" کے جواب کی روشنی میں محکمہ تعلیم کے کسی افسر کے خلاف کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

سکول کو اپ گریڈ کرنا

☆483۔ جناب نور محمد تارڑ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میانہ ٹھٹھہ تحصیل و ضلع شیخوپورہ میں عرصہ دراز سے ایک بوائز پرائمری سکول قائم ہے۔

(ب) کیا یہ صحیح ہے کہ اس علاقہ میں 12/10 میل تک کوئی مڈل یا ہائی سکول نہیں ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ بوائز پرائمری سکول کو مڈل یا ہائی سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔ اس یونین کونسل میں تین ہائی اور ایک مڈل سکول پہلے کام کر رہے ہیں۔ جن کا مذکورہ گاؤں ٹھٹھہ میانہ سے فاصلہ حسب ذیل ہے۔

(i) ہائی سکول نواں کوٹ ---------- 9 کلومیٹر

(ii) ہائی سکول جکھی ---------- 7 کلومیٹر

(iii) ہائی سکول رسالہ چک نمبر4 ..... 3 کلومیٹر

(iv) مڈل سکول بٹھل ..... 5 کلومیٹر

(ج) جزو "ب" کے جواب کی روشنی میں اس کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ ہائی سکول رسالہ چک نمبر4 پہلے ہی 3 کلومیٹر کے فاصلے پر موجود ہے۔ اس کے علاوہ مڈل سکول بٹھل 5 کلومیٹر کے فاصلے پر موجود ہے۔

سکول کو اپ گریڈ کرنا

☆484۔ جناب نور محمد تارڑ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میانہ ٹھٹھہ تحصیل و ضلع شیخوپورہ میں عرصہ دراز سے ایک گرلز پرائمری سکول قائم ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس علاقہ میں 12/10 میل تک کوئی مڈل یا ہائی سکول نہیں ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ بالا گرلز پرائمری سکول کو مڈل یا ہائی سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک اگر نہیں' تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہیں ہے۔ گرلز مڈل سکول فتح کلاس تقریباً 4 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس کے علاوہ گرلز ہائی سکول چک 4 رسالہ 6 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

(ج) جزو "ب" کے جواب کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

خالی اسامیوں پر تعیناتی

☆458۔ سردار محمد اظہر خان لغاری: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی 240 میں بوائز و گرلز پرائمری' مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد کتنی ہے اور یہ کن کن مقام پر واقع ہے۔ کتنے سکول بند پڑے ہیں اور ان کے بند ہونے کی کیا وجوہات ہیں۔

(ب) متذکرہ سکولوں میں گریڈ وار منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل کیا ہے۔ ان میں کتنی اسامیاں خالی ہیں۔ خالی اسامیوں پر تعیناتی نہ کرنے کی وجوہات بیان کریں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) پی پی 240 میں بوائز و گرلز مڈل اور ہائی سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

	تعداد سکولز			بند سکولز		
	پرائمری	مڈل	ہائی	پرائمری	مڈل	ہائی
بوائز سکولز	155	7	11	---	---	---
گرلز سکولز	111	3	1	38	----	----
میزان	266	10	12	38	-----	-----

صرف 38 گرلز پرائمری سکول بند پڑے ہیں۔ مقامی ٹریڈ معلمات دستیاب نہ ہیں۔ سکول دور افتادہ مقامات پر واقع ہیں۔ ذرائع آمد و رفت نہ ہیں۔ نیز اس وقت تقرریوں پر پابندی ہے۔

(ب) گریڈ وار منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل اور خالی اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

	منظور شدہ اسامیاں گریڈ وار						خالی اسامیاں گریڈ وار					
	17	16	9	7	5	1	17	16	9	7	5	1
مردانہ												
تعلیم	--	--	--	10		--	--	--	--	--	--	--
مسجد سکولز	--	--	--	57	--	--	--	--	--	--	--	--
پرائمری سکولز	--	--	--	215	--	--	--	--	--	26	--	--
مکتب سکولز	6	--	--	13	--	--	--	--	--	--	--	--
مڈل سکولز	18	--	33	20	--	--	--	6	11	3	--	1
رفیق سکولز	4	--	4	8	--	--	--	1	--	3	--	--
ہائی سکولز	84	11	94	54	11	2	11	32	18	8	3	5
میزان مردانہ سکولز	112	11	139	368	11	2	11	39	29	40	3	6
زنانہ پرائمری سکولز	50	--	--	236	--	--	--	--	--	83	--	--
مڈل سکولز	10	--	16	12	--	--	--	3	3	--	--	--
ہائی سکولز	7	1	9	7	--	--	1	5	--	--	--	--
میزان زنانہ گرلز	67	1	25	255	--	--	1	8	3	83	--	--
کل میزان (مردانہ زنانہ)	178	12	156	623	3	2	12	47	32	123	6	9

حکومت کی جانب سے تعیناتی پر پابندی عائد ہے' پابندی ختم ہونے پر تقرریاں کر دی جائیں گی اور

تعیناتی نہ کرنے میں کوئی امر مانع نہ ہے۔ مزید تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

کالج میں سٹاف و دیگر سہولیات کی فراہمی

☆488۔ چودھری خادم حسین: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج جہلم میں کب سے ایم اے کی کلاسز کا اجراء ہوا ہے' نیز متذکرہ کالج میں سٹاف و دیگر سہولیات فراہم کی گئی ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب نفی میں ہے تو کب تک سٹاف و دیگر سہولیات فراہم کی جائیں گی۔ نیز متذکرہ کالج میں منظور شدہ اسامیوں میں سے کتنی ابھی تک خالی ہیں اور کب سے خالی چلی آ رہی ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج' جہلم میں ایم اے کلاسز کا اجراء یکم ستمبر 1986ء سے ہوا۔ سٹاف و دیگر سہولیات کی منظوری پہلے ہی دی جا چکی ہے۔ البتہ ضروری سٹاف اور دیگر سہولتوں میں کمی کو دور کرنے کے لیے کوشش جاری ہے۔

(ب) کالج کی موجودہ عمارت پوسٹ گریجوایٹ کلاسز کے لیے کافی ہے۔ حال ہی میں "اپنی مدد آپ" کے تحت پانچ کمروں کی تعمیر کی گئی ہے۔ پوسٹ کلاسوں کے اجراء کے بعد کتابوں کے لیے مزید فنڈز آئندہ بجٹ میں مہیا کیے جا رہے ہیں۔ خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام اسامی	تاریخ جب سے خالی ہے
1	ایسوسی ایٹ پروفیسر گریڈ 19	1-9-90
2	ایسوسی ایٹ پروفیسر گریڈ 19	1-9-90
3	ایسوسی ایٹ پروفیسر گریڈ 19	1-9-90
4	ایسوسی ایٹ پروفیسر گریڈ 19	1-9-90
5	ایسوسی ایٹ پروفیسر گریڈ 19	1-9-90
6	اسسٹنٹ پروفیسر کیمسٹری	10-6-86
7	اسسٹنٹ پروفیسر انگریزی	3-11-90
8	اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات	7-10-89
9	اسسٹنٹ پروفیسر سیاسیات	1-3-88

ایسوسی ایٹ پروفیسرز اور اسسٹنٹ پروفیسرز کی خالی اسامیوں کے پُر کیے جانے کے لیے اسسٹنٹ پروفیسرز اور لیکچررز کی ترقی کا کیس زیر غور ہے۔

1۔ فائن آرٹس 89-8-20

2۔ اسلامیات 90-8-19

3۔ فارسی 90-9-9

لیکچررز کی تمام خالی اسامیوں پر تعیناتی کے لیے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو تحریر کیا جا چکا ہے۔ کمیشن مذکور کی جانب سے سفارشات موصول ہونے پر کالج متذکرہ میں بھی لیکچررز کی تعیناتی ترجیحی بنیادوں پر عمل میں لائی جائے گی۔

چار درجاتی فارمولے پر عمل درآمد

☆523۔ حاجی محمد نواز: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے محکمہ تعلیم کے افسران کے لیے چار درجاتی فارمولا منظور کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کالج کی سطح پر اس فارمولا پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کے تحت کتنے افسران کی ترقیاں ہو چکی ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سکول سطح پر ابھی تک اس پر عمل درآمد شروع نہیں ہوا' اور ابھی تک کسی ایک افسر کی بھی ترقی نہیں ہوئی۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سکولوں کی سطح پر بھی مذکورہ فارمولا کے تحت ترقیاں کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔ کل 1123 افسران کی ترقیاں ہو چکی ہیں۔

(ج) درست ہے۔

(د) چار درجاتی فارمولا پر عمل درآمد ہو چکا ہے۔

بدعنوانیوں کے مرتکب افراد کے خلاف کارروائی

☆534۔ رانا نثار اللہ خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں تعلیمی پالیسی کے تحت کوئی بھی اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر چار سال سے زائد ایک مقام پر نہیں رہ سکتا۔ اگر ایسا ہے تو تحصیل حافظ آباد میں مندرجہ ذیل اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسرز کتنے عرصہ سے تعینات ہیں اور انہیں تبدیل نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔

رانا افتخار حسین' میاں صداقت اعجاز' محمد اصغر' ملک گلزار اعوان۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر اس شخص کو تعینات کیا جاتا ہے' جس کی بطور ایس ایس ٹی مدت ملازمت پانچ سال ہو۔ اگر ایسا ہے تو مندرجہ ذیل اسسٹنٹ ایجوکیشن آفیسر کی بطور ایس ایس ٹی مدت ملازمت کتنی ہے۔

1۔ ظہور احمد اے ای او مرکز خرم چور ہزار۔ تھانہ پنڈی بھٹیاں

2۔ محمد بشیر اے ای او علی پور چٹھہ۔

3۔ رائے محمد نواز اے ای او سکھیکی منڈی

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تعلیمی پالیسی کے تحت کسی تحصیل کا رہائشی یا وہاں کا ڈومیسائل رکھنے والا اس تحصیل میں ڈپٹی ڈی ای او تعینات نہیں ہو سکتا۔ اگر ایسا ہے تو میاں محمد شریف ڈپٹی ڈی ای او تحصیل حافظ آباد کو اس تحصیل میں کس پالیسی کے تحت تعینات کیا گیا' جبکہ وہ تحصیل حافظ آباد ہی کا ڈومیسائل رکھتا ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ تعلیمی مرکز پنڈی بھٹیاں میں کچھ ان ٹرینڈ ملازمین کی بوگس تقرریاں ہوئی تھیں' اور اس سلسلہ میں انٹی کرپشن کی طرف سے انکوائری بھی ہوئی تھی' اگر ایسا ہے تو اس انکوائری کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ جز (د) میں درج بوگس تقرریوں پر اے جی پنجاب نے بھی اعتراض کیا تھا اور ایک آڈٹ افسر سے اس معاملہ پر انکوائری کرائی تھی۔ اگر ایسا ہے تو اس آڈٹ آفیسر نے کیا رپورٹ پیش کی ہے۔

(و) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے متذکرہ بدعنوانیوں کے مرتکب افراد کے خلاف کیا کارروائی کی ہے اگر نہیں کی تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست ہے۔

نمبر شمار	نام	عرصہ تعیناتی بطور اے ای او
1	رانا افتخار حسین	6سال6ماہ
		ان دونوں کی تبدیلی کردی گئی ہے۔
2	میاں صداقت اعجاز	6سال7ماہ
3	محمد اصغر	3سال9ماہ
		عرصہ 4سال سے کم
4	ملک گلزار اعوان	2سال7ماہ

(ب) درست ہے۔

نمبر شمار	نام	مدت ملازمت بطور ایس ایس ٹی
1	ظہور احمد	ایک سال11ماہ
		ان تینوں کو بھی تبدیل کردیا گیا ہے۔
2	محمد بشیر	4سال5ماہ
3	رائے محمد نواز	3سال6ماہ

ان میں سے اس وقت کوئی بھی بطور اے ای او کام نہیں کر رہا ہے۔

(ج) درست ہے۔

ڈپٹی ڈی ای او تحصیل حافظ آباد کو مروجہ پالیسی کے تحت پہلے ہی بذریعہ ڈی پی آئی (سکولز) نمبر1/2-13798/91/ ایڈمن ا(1) مورخہ 11.5.91 تبدیل کر دیا گیا ہے۔

(د) محکمہ انٹی کرپشن ضلع گوجرانوالہ اس معاملہ کی تحقیقات کر رہا ہے۔ ابھی تفتیش مکمل نہیں ہوئی۔

(ہ) اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کا دفتر ابھی اس معاملہ کی تحقیق کر رہا ہے۔

(و) مندرجہ بالا دونوں اداروں کی طرف سے ابھی تک کوئی حتمی رپورٹ نہ ملی ہے۔ موصول ہونے پر بے قاعدگیوں اور بے ضابطگیوں میں ملوث افراد کے خلاف ضابطہ کے مطابق مناسب تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

حق پنشن سے محروم کرنے کی وجوہ

☆540۔ جناب فرید احمد پراچہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1972ء میں قومیائے جانے والے تعلیمی اداروں کے ان اساتذہ کو پنشن سے محروم کیا گیا جو 1982ء سے پہلے ریٹائر ہو گئے۔

(ب) حق پنشن سے محروم کرنے کی وجہ کیا ہے۔

(ج) کیا حکومت مدت ملازمت (قومیائے جانے سے پہلے) کو شمار کر کے انہیں حق پنشن دینے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست ہے۔

(ب) قواعد کے مطابق دس سال سے کم مدت ملازمت کے حامل ملازمین کو پنشن کا حق نہیں ملتا۔

(ج) قومیائے جانے سے پہلے کی مدت ملازمت قواعد و ضوابط کے مطابق پنشن کے لیے شمار نہیں کی جا سکتی۔

(د) وجوہات جزو "ج" میں درج ہیں۔

مسجد مکتب اساتذہ کو بہتر سکیل دینے کے لیے اقدام

☆541۔ جناب فرید احمد پراچہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسجد مکتب سکیم کے اساتذہ کو صرف دو سو پچاس روپے ماہانہ تنخواہ یا اعزازیہ دیا جاتا ہے۔ اتنا قلیل معاوضہ مذاق محض ہے اور معلمین قرآن کی توہین ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ میوزک ٹیچرز کو ساتواں سکیل دیا جاتا ہے اور یہ ملک کے اسلامی تشخص کے بھی خلاف ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مسجد مکتب سکیم کے اساتذہ کو کم از کم پانچواں سکیل دینے کو تیار ہے اور اس کا فیصلہ کب تک ہو جائے گا؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) اس حد تک درست ہے کہ مسجد مکتب میں کام کرنے والے آئمہ کرام کو /250 روپے ماہوار

اعزازیہ دیا جا رہا ہے۔ (جو وفاقی حکومت کی مقرر کردہ شرح کے مطابق ہے) یہ آئمہ حضرات محکمہ تعلیم کے باقاعدہ ملازم نہیں ہیں اور جز وقتی طور پر بچوں کو صرف قرآن مجید ناظرہ اسلامیات کی تعلیم دیتے ہیں۔

(ب) میوزک ٹیچرز صرف ناپیناؤں کے سکولوں میں ہوتے ہیں اور انہیں سکیل نمبر 7 دیا جاتا ہے۔ یہ محکمہ تعلیم کے باقاعدہ ملازم ہیں۔

(ج) جیسا کہ جزو "الف" میں کہا گیا ہے کہ مساجد میں قائم کیے گئے سکولوں کے متعلقہ آئمہ حضرات محکمہ تعلیم کے باقاعدہ ملازم نہیں ہیں۔ انہیں اعزازیہ وفاقی حکومت کے مقرر کردہ احکامات کے تحت دیا جاتا ہے۔ 1980ء میں جب مسجد مکتب سکول قائم کیے گئے تھے تو یہ اعزازیہ۔ 150 روپیہ ماہوار تھا۔ دسمبر 1987ء میں وفاقی حکومت نے اس اعزازیہ کی رقم 150 روپیہ سے بڑھا کر 250 روپے کی تھی۔ اس میں مزید اضافے کا اختیار بھی وفاقی حکومت کو ہے۔

خالی اسامیوں کو پر کرنا

☆ 549۔ جناب سعید احمد قریشی: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت صوبہ بھر کے کامرس کالجوں میں پرنسپل اور سینئر انسٹرکٹروں کی کتنی اسامیاں خالی ہیں' اور کب سے خالی ہیں۔ ہر کالج اور اسامی کی تفصیل الگ الگ کیا ہے۔

(ب) حکومت متذکرہ خالی اسامیوں کو کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) اس وقت فنی تعلیم پنجاب کے تحت گورنمنٹ کامرس کالجوں میں پرنسپل کی دو اسامیاں اور سینئر انسٹرکٹرز کی تین اسامیاں خالی ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

گورنمنٹ کالج آف کامرس	پرنسپل	سینئر انسٹرکٹر
گجرات	1 (1-11-91 سے)	1 (ستمبر 1991ء سے)
گوجرانوالہ		1 (ستمبر 1991ء سے)
رحیم یار خاں	1 (30-02-91 سے)	1 (ستمبر 1991ء سے)
میزان	2	3

(ب) پرنسپل کالج آف کامرس کی خالی اسامیاں پُر کرنے کے لیے سروس رولز 1990ء کے مطابق ترقی کا کیس صوبائی سلیکشن بورڈ کو بھیج دیا گیا ہے' جب کہ سینئر انسٹرکٹرز کی خالی اسامیاں پُر کرنے کے لیے ہائیکورٹ میں زیر سماعت ایک مقدمے کے فیصلے کے بعد پنجاب پبلک سروس کمیشن سے موزوں امیدوار منتخب کرنے کے لیے رجوع کیا جائے گا۔

سکولوں میں سٹالوں سے آمدنی کی تفصیل

☆ 570۔ رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا محکمہ تعلیم نے زنانہ مدارس کی ہیڈ مسٹریس کو یہ اختیار دیا ہوا ہے کہ وہ سکول کی چار دیواری کے اندر خورد و نوش اور دیگر اشیاء کے لیے سٹال یا ریڑھیاں لگوا سکیں اور اپنی صوابدید کے مطابق ان سے کرایہ مقرر اور وصول کر سکیں۔

(ب) جز (الف) بالا کی روشنی میں متذکرہ سٹالوں اور ریڑھیوں کے کرایہ سے محکمہ تعلیم کو کتنی آمدنی ہوتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایم سی گرلز ہائی سکول سمن آباد فیصل آباد کی چار دیواری کے اندر ہیڈ مسٹریس کی اجازت سے دس سٹال لگے ہوئے ہیں' اور ان سے پانچ ہزار روپیہ ماہوار آمدنی ہوتی ہے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) جواب "الف" کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

کالج کے اجراء کے لیے اقدام

☆ 598۔ سردار خضر حیات خان سیال: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے جولائی 1988ء میں جہانیاں میں جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کبیر والا تحصیل میں انٹر کالج برائے خواتین کے اجراء کا اعلان کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ پونے تین سال گزرنے کے باوجود ابھی تک اس اعلان پر

عمل درآمد نہیں کیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کالج کی تعمیر کے لیے محکمہ اوقاف سے چھتیس کنال اراضی بھی محکمہ نے لیز پر حاصل کرلی ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کالج کی تعمیر کے لیے فنڈز مہیا کرنے اور عملی طور پر اس کالج کا اجراء جلد از جلد کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو وجوہات بیان کریں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔ لیکن محکمہ اوقاف سے 35 کنال 18 مرلے زمین 33 سال کی lease پر لینے کا معاہدہ 90-12-27 کو ہوا ہے۔

(د) کالج مذکورہ کی بلڈنگ کی تعمیر کی سکیم پر ابتدائی کام جاری ہے' اس کے لیے تعمیر وطن پروگرام 92-1991ء میں فنڈز مختص کر دیے گئے ہیں۔ کلاسوں کا اجراء حسب پالیسی مکمل عمارت کی تعمیر ہونے پر ہی ممکن ہے۔

کالج کے لیے بلڈنگ مہیا کرنا

☆ 599۔ سردار خضر حیات خان سیال: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ انٹر کالج برائے طلباء کبیر والا کی اپنی بلڈنگ نہ ہے' جس کی وجہ سے مذکورہ کالج لڑکوں کے ہوسٹل کی بلڈنگ میں کام کر رہا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کالج کے لیے رقبہ اور بلڈنگ کا کیونکر انتظام نہیں کیا جا رہا۔ نیز حکومت کب تک اس کالج کے لیے رقبہ اور بلڈنگ کے لیے فنڈز مہیا کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو وجوہات بیان کریں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) کبیر والا شہر میں مناسب سرکاری زمین دستیاب نہیں' موزوں پرائیویٹ زمین کی تلاش جاری

ہے۔ اس کی دستیابی پر کالج کی بلڈنگ کی تعمیر کے لیے فنڈز مختص کر دیئے جائیں گے۔

اسسٹنٹ سٹور کیپروں کی ترقی کے لیے اقدام

☆ 603۔ چودھری وجاہت حسین: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ تعلیم (سکولز کالجز) پنجاب میں اسسٹنٹ سٹور کیپروں کی کتنی تعداد ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ یہ اہلکار 20 یا 23 سال سے ان اسامیوں پر کام کر رہے ہیں اور ان کی ترقی کا کوئی امکان نہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اسسٹنٹ سٹور کیپر کے کیڈر کو کلیریکل کیڈر میں ضم کرنے کو تیار ہے' اگر ایسا ہے تو کب تک اور اس سلسلے میں کب احکام جاری کر دیئے جائیں گے' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) محکمہ تعلیم پنجاب میں اسسٹنٹ سٹور کیپروں کی تعداد درج ذیل۔

سکولز = 62 + کالجز = Nil = کل تعداد = 62

(ب) درست نہیں ہے۔

(ج) جزو (ب) کے جواب کی روشنی میں غیر متعلق ہے۔

کیئر ٹیکر کی اسامی کو پُر کرنا

☆ 604۔ چودھری وجاہت حسین: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایف سی کالج میں کیئر ٹیکر کی اسامی خالی پڑی ہوئی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ اسامی کب سے خالی ہے اور حکومت اسے کب تک پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) ایف سی کالج میں کیئر ٹیکر کی کوئی اسامی خالی نہیں۔

(ب) جزو "الف" کے جواب کی روشنی میں اس "جزو" کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

سکول کے باقاعدہ اجراء کے لیے اقدام

☆618۔ ملک مختار احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پرائمری سکول ڈیرہ حاجی نور جہاں نگر یا داخلی دھدھڑ ضلع خوشاب کی عمارت کتنی رقم سے کب تعمیر ہوئی تھی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ عمارت تاحال بیکار پڑی ہے۔ ابھی تک اس سکول کو نہ ہی سٹاف دیا گیا ہے اور نہ ہی کلاسیں شروع ہوئی ہیں۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا سکول کو اسی مالی سال میں سٹاف دے کر اس کا باقاعدہ اجراء کرنے کے تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) محترمہ شاہدہ فاروق ملک ایم پی اے خوشاب نے حاجی نور جہانگیر داخلی دھدھڑ میں نئے گرلز پرائمری سکول قیام کے لیے برائے بلڈنگ مبلغ دو لاکھ چالیس ہزار رقم اپنی گرانٹ سے فراہم کی تھی۔ عمارت کی تعمیر پر 2,06,214/ روپے خرچ آیا اور عمارت 90-2-27 کو مکمل ہوئی۔

(ب) درست ہے۔

(ج) 92-4-16 سے اسامیوں کی منظوری دی جا چکی ہے۔

فرنیچر کی خرید کی تفصیل

☆671۔ سید چراغ اکبر شاہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ تعلیم نے کس سال کتنی مالیت کا وڈ ورکنگ سنٹر سے فرنیچر خرید اور متذکرہ سنٹر کو کتنی رقم بطور ایڈوانس ادا کی ہے۔

(ب) متذکرہ فرم کی طرف سے فراہم کردہ فرنیچر کے بارے میں کتنی شکایات موصول ہوئی ہیں' اور کتنی شکایات کا ازالہ کیا گیا ہے۔ نیز براہ راست وڈ ورکنگ سنٹر سے خریداری سے متعلق حکومت کی پالیسی کیا ہے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) محکمہ تعلیم نے جولائی 89 سے مئی 91 تک وڈ ورکنگ سنٹر گجرات کو 8,29,55,900 کا فرنیچر فراہم کرنے کا آرڈر دیا۔ نیز 7,66,93,848 روپے بطور ایڈوانس حسب ضابطہ ادا کیے گئے۔

(ب) وڈورکنگ سنٹر کی طرف سے فراہم کردہ فرنیچر کے بارے میں کوئی شکایت تاحال موصول نہیں ہوئی۔ مذکورہ فرم کے فرنیچر کی اچھی کوالٹی Quality کی بنا پر حسب ضابطہ منظوری حاصل کرنے کے بعد فرنیچر کی خرید کا آرڈر دیا گیا تھا اور اس میں کوئی ابہام نہیں ہے کہ حکومت کی پالیسی ہے کہ سامان کی خرید میں سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کو ترجیح دی جائے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جونیئر افسران کو سینئر افسران پر ترجیح دینے کی وجوہات

25۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میرے حلقہ انتخاب پی پی 22 کی ایک خاتون افسر کو اس کے جائز حق (ترقی حالات اور ملازمت) سے محروم رکھا جا رہا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مسز منزہ ملک ایس ایس ایلیمنٹری ٹیچرز ٹریننگ کالج بہاولپور کا تقرر مورخہ 26 ستمبر 1963ء کو بطور ایس ایس ٹی کیا گیا تھا اور اس کا خاتون افسران میں سنیارٹی نمبر 87 پر درج ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کے اعلامیہ نمبر ایس او (ایس.ای) 82/1471 مورخہ 4 جنوری 1988ء سے سلیکشن گریڈ پی ایس۔18 دے دیا گیا ہے' جو مذکورہ بالا خاتون افسر مسز منزہ ملک سے جونیئر ہیں۔

نام افسر	نمبر شمار فہرست تقویم	تاریخ تقرری بطور ایس ایس ٹی
1۔ آنسہ منظور الٰہی	89	12-18-63
2۔ عذرا امجد گیلانی	94	16-10-63
3۔ ذکیہ بانو	95	29-10-63
4۔ آمنہ	96	12-11-63
5۔ فرزانہ بخاری	97	16-11-63
6۔ ارشاد بیگم	98	20-11-63
7۔ رئیسہ فاطمہ	98الف	21-11-63

(د) کیا یہ درست ہے کہ مسز منزہ ملک نے مذکورہ بالا بے قاعدگی پر محکمہ سے رجوع کیا۔ نظامت

تعلیمات بہاولپور نے بذریعہ چٹھی نمبر1/18-88/29587/ ایڈمن- دوم (اول) مورخہ 14 جولائی 1988ء ڈی پی آئی سکولز لاہور سے استفسار کیا اور مراسلہ نمبر1/18/88/33735/ ایڈمن- دوم (اول) مورخہ 29 نومبر89ء کے ذریعے مذکورہ بالا درخواست کی دوبارہ یاد دہانی کروائی گئی- لیکن تاحال کوئی پیش رفت نہیں ہوئی-

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ خاتون افسر نے مورخہ 12 جنوری1991ء کو ناظم تعلیمات کے نام ایک درخواست میں اپنے مسئلے کے حل کے لیے ان کی توجہ مبذول کروائی اور ناظم تعلیمات نے مذکورہ خاتون افسر کی درخواست اور 1990ء تک سالانہ خفیہ رپورٹ از صفحہ نمبر 1 تا 134 معہ اپنے مراسلہ نمبر1/18/88/3198/ ایڈمن- دوم (اول) مورخہ 21/جنوری 1981ء ڈی پی آئی و سکولز لاہور کو بھجوا دیئے ہیں-

(و) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ خاتون آفیسر کو اس کا جائز مقام دلانے کو تیار ہے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) اصل حقیقت یہ ہے کہ خاتون افسر منزہ ملک (ماہر مضمون) کا نام سنیارٹی لسٹ میں اندراج ہونے سے سہوا رہ گیا تھا' جس کی وجہ سے بوقت عطائیگی سلیکشن گریڈ مذکورہ خاتون نظرانداز ہو گئیں- اب ان کا کیس تیار کر لیا گیا ہے اور آئندہ منعقد ہونے والی میٹنگ میں قاعدے قانون کے مطابق اس کا فیصلہ ہو جائے گا-

(ب) درست ہے-

(ج) درست ہے وجوہات جزو "الف" میں بیان کر دی گئی ہیں-

(د) درست ہے تاہم جز "الف" میں دیئے گئے جواب کی روشنی میں جلد فیصلہ کر دیا جائے گا-

(ہ) درست ہے-

(و) جز "الف" میں دیئے گئے جواب کی روشنی میں جلد اس کا فیصلہ کر دیا جائے گا اور اگر مذکورہ خاتون قانون کے مطابق عطائیگی گریڈ کی شرائط پر پورا اترے گی تو اس کی حق رسی کر دی جائے گی-

خالی اسامیاں پُر کرنے کے لیے اقدام

82۔ جناب محمد حنیف چودھری: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ چار درجاتی فارمولا کی منظوری جنرل کالجز کے اساتذہ کے لیے دی جا چکی ہے مگر گورنمنٹ کالجز آف کامرس اور کمرشل انسٹی ٹیوٹس کے اساتذہ کو نہیں دیا گیا' اگر ایسا ہے تو آیا یہ مراعات متذکرہ اساتذہ کو دینے کے لیے حکومت غور کر رہی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالجز آف کامرس اور گورنمنٹ کمرل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹس میں گریڈ 19 اور 18 کی خالی اسامیاں پر نہیں کی جا رہی ہیں' جبکہ ہر لحاظ سے اہل اساتذہ گزشتہ کئی سالوں سے منتظر ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) یہ درست ہے کہ چار درجاتی فارمولہ کی منظوری جنرل ایجوکیشن کے کالجز اور سکول کے اساتذہ کو دی جا چکی ہے اور فنی تعلیم کے ادارہ جات بشمول کالجز آف کامرس اور کمرشل ٹریننگ انسٹیٹیوٹس کے اساتذہ کے لیے چار درجاتی فارمولہ کی منظوری ابھی نہ لی گئی ہے۔ جس کے لیے کیس مکمل کر لیا گیا ہے اور عنقریب وزیراعلیٰ پنجاب سے منظوری حاصل کی جائے گی۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

خالی اسامیاں پُر کرنا

29۔ صاحبزادہ غلام نصیرالدین سیالوی: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں ہائی اور اعلیٰ ثانوی سکولوں میں گریڈ سترہ کی کتنی اسامیاں کب سے خالی ہیں۔ اسامیاں کب تک پر کی جائیں گئیں۔

(ب) کیا حکومت متذکرہ اسامیاں کو پُر کرنے کے لیے کوئی فوری اقدام کر رہی ہے اور اگر اس میں کوئی امر مانع ہے تو وہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) صوبہ میں ہائی اور اعلیٰ ثانوی سکولوں میں گریڈ سترہ کی بالترتیب 1622 اور 1881 اسامیاں خالی ہیں' جن کی تفصیل حسب ذیل ہیں۔

ڈویژن	ثانوی		اعلیٰ ثانوی		کل میزان
	زنانہ	مردانہ	زنانہ	مردانہ	
بہاول پور	89	142	43	52	326
ڈیرہ غازی خان	49	64	93	117	323
فیصل آباد	105	73	142	78	398
گوجرانوالہ	147	93	121	145	506
لاہور	48	65	86	12	211
ملتان	111	209	115	196	631
راولپنڈی	69	158	112	166	505
سرگودھا	79	121	141	262	603
	697	925	853	1028	3503
	1622		1881		

تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) متذکرہ بالا اسامیاں محکمانہ پروموشن اور پبلک سروس کمشن کی سفارشات کے مطابق پُر کی جا رہی ہیں اور جلد ہی یہ اسامیاں پُر کر دی جائیں گی۔ ان اسامیوں کو پُر کرنے میں فی الوقت کوئی امر مانع نہیں۔

اساتذہ کو ان کے گریڈ کے مطابق تنخواہ دینا

30۔ صاحبزادہ غلام نصیرالدین سیالوی: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایس ایس ٹی اساتذہ کو گریڈ سولہ کب دیا گیا تھا اور کیا متذکرہ عملہ کو اس کے مطابق تنخواہیں دی جاتی ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب نفی میں ہے تو اس میں کون سا امر مانع ہے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) ایس ایس ٹی اساتذہ کو گریڈ سولہ 1990ء۔ 6۔ 26 سے دیا گیا ہے۔ متذکرہ عملہ کو اس گریڈ

کے مطابق تنخواہ دی جا رہی ہیں۔

(ب) جزو "الف" کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

سائنس ٹیچرز کی تعیناتی

31۔ میاں محمود احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے مختلف سکولوں میں سائنس ٹیچرز نہیں ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بے شمار سکولوں میں سائنس لیبارٹری اور لیبارٹری کا سامان بھی نہیں ہے' اگر ایسا ہے تو ایسے سکولوں کے نام پتے وغیرہ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ج) کیا حکومت وہاں پر سائنس ٹیچرز اور لیبارٹری کا سامان مہیا کرنے کے لیے تیار ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست ہے۔

(ب) پنجاب میں ایسے سکول جن میں سائنس لیبارٹریز نہیں ہیں' ان کی تعداد 1438 ہے اور جہاں سائنس کا سامان نہیں ہے' ان کی تعداد 1018 ہے' ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جہاں جہاں سائنس ٹیچرز کی ضرورت ہے' بھرتی پر پابندی اٹھنے کے بعد وہاں سائنس ٹیچرز مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی' لیبارٹری کا سامان بھی موجودہ وسائل کے اندر رہتے ہوئے متعلقہ مدارس کو مہیا کیا جائے گا۔

ڈویژن وائز گوشوارہ جات جہاں سائنس ٹیچرز نہیں ہیں' لیبارٹری نہیں ہے اور سائنس کا سامان نہیں ہے

☆☆☆ (تفصیلات لائبریری سے ملاحظہ فرمائیں)

	جہاں سائنس ٹیچرز نہیں ہیں		ایسے سکول جن میں لیبارٹری نہیں ہے	ایسے سکول جن میں سائنس کا سامان نہیں ہے
	بوائز سکول	گرلز سکول		
بہاولپور ڈویژن	49	85	111	134
ڈیرہ غازی خان	6	6	192	88
فیصل آباد ڈویژن	74	109	119	88
گوجرانوالہ ڈویژن	129	133	225	7
لاہور ڈویژن	29	12	218	218
ملتان ڈویژن	45	67	122	122
راولپنڈی ڈویژن	72	135	250	174
سرگودھا ڈویژن	28	86	201	90
			1438	1018
	1065=633+432			

سکول کے لیے گرانٹ کی فراہمی

37۔ میاں محمود احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنر پنجاب نے مصری شاہ گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول بوائز کے ساتھ ملحقہ عمارت سکول میں شامل کرنے کی غرض سے 2.66 لاکھ روپے کی منظوری دی تھی' اگر ایسا ہے تو یہ منظوری کس تاریخ کو دی گئی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ تعلیم نے اس سلسلہ میں ڈی پی آئی کو لیٹر نمبر ایس او (III) 8-87/46' مورخہ 4/ اپریل 1990ء کو ایک لیٹر تحریر کیا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ گرانٹ جاری کی گئی ہے۔ اگر کی گئی ہے تو کون سی تاریخ کو' اگر نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور حکومت نے احکامات کی تعمیل نہ کرنے والے افسران کے خلاف کیا کارروائی کی ہے' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست ہے' یہ منظوری 90-4-4 کو جاری کی گئی۔

(ب) درست ہے۔

(ج) محکمہ تعلیم نے منظوری 4 / اپریل 1990ء کو جاری کی اور فنڈز محکمہ بلڈنگز کی تحویل میں دے دیئے گئے۔ چیف انجینئر بلڈنگز نارتھ زون نے 90-4-25 کو یہ فنڈز متعلقہ سپرنٹنڈنگ انجینئر کے سپرد کیے۔ مذکورہ دفتر نے 90-5-8 کو اس مراسلہ کی نقل ایگزیکٹو انجینئر متعلقہ کو ارسال کی۔ پھر محکمہ خزانہ نے ادائیگیوں پر پابندی لگا دی' جس وجہ سے یہ رقم برآمد ہو کر متعلقہ پارٹی کو ادا نہ ہو سکی۔ اس تاخیر کے بارے میں چیف انجینئر محکمہ بلڈنگز نارتھ زون کو ضروری تحقیقات کرنے اور کارروائی کے لیے لکھا جا چکا ہے۔

ہائی سکول کا درجہ دینا

56۔ حاجی محمد نواز: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول خیرو پور ملیاں تحصیل و ضلع شیخوپورہ کو چیف منسٹر ڈائریکٹر کے تحت ہائی سکول کا درجہ دیا گیا تھا اور اس کی باقاعدہ ایڈمنسٹریٹر اپروول نوٹیفکیشن نمبر ایس او (imp) 87/3-20 مورخہ 30 دسمبر 1989ء کے تحت جاری ہونے کے بعد بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ نے گزشتہ سال عمارت بھی تعمیر کر دی تھی مگر ابھی تک سکول ہذا میں ہائی کلاسز کا نہ تو اجراء ہوا ہے اور نہ ہی سٹاف اور ضروری سامان دیا گیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سکول میں ہائی کلاسز کے اجراء کے لیے ضروری سامان اور سٹاف مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں اور تعمیر شدہ عمارت کے دیگر مصرف کے بارے میں بھی وضاحت کی جائے۔

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) 92-5 سے اسامیوں کی منظوری دی جا چکی ہے۔ وسائل کی دستیابی کی صورت میں آئندہ مالی سال کے دوران فرنیچر وغیرہ مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

(ب) جزو "الف" کے جواب کی روشنی میں غیر متعلق ہے۔

ایک ہی کالج میں زائد عرصہ تعیناتی کی وجوہات

59۔ حاجی سکندر حیات خان بوسن: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع لاہور کے گرلز کالجوں میں تعینات لائبریرینز کا عرصہ تعیناتی بتایا جائے۔

(ب) جن کالجوں کی لائبریرینز کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زیادہ ایک ہی کالج میں ہے' کیا حکومت ان کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ہوم اکنامکس کالج گلبرگ کی لائبریرین عرصہ بیس سال سے ماڈل ٹاؤن گرلز کالج کی لائبریرین عرصہ انیس سال سے گرلز کالج گلبرگ کی لائبریرین عرصہ سولہ سال سے ان کالجوں میں تعینات ہیں۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان کو کسی اور کالج میں تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور ان کی جگہ کسی دوسری لائبریرین کو تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کریں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) ضلع لاہور کے گرلز کالجوں میں متعین لائبریرینز کا عرصہ تعینات درج ذیل ہے۔

نمبر شمار نام لائبریرین معہ کالج	عرصہ تعینات تقریباً	ماہ۔سال
1۔ مسز فرخندہ الیاس بخاری	کالج آف ہوم اکنامکس گلبرگ لاہور	18۔10
2۔ مس طاہرہ بٹ	گورنمنٹ کالج برائے خواتین باغبانپورہ لاہور	9۔00
3۔ مسز خاور سرور	گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد لاہور	9۔10
4۔ مس راحیلہ تسلیم بٹ	کوئین میری کالج لاہور	4۔5
5۔ مس نیک پروین	گورنمنٹ کالج برائے خواتین گلبرگ لاہور	12۔3
6۔ مسز یاسمین منظور	کالج آف ایجوکیشن لاہور	4۔9
7۔ مس صبیحہ خانم	فزیکل ایجوکیشن کالج لاہور	2۔3
8۔ مس طاہرہ پروین	گورنمنٹ کالج برائے خواتین کوپر روڈ لاہور	2۔3
9۔ مسز ثریا محمود	گورنمنٹ کالج لاہور چھاؤنی	14۔3
10۔ مس سعیدہ پروین سعادت	انٹر کالج راوی روڈ لاہور	7۔11
11۔ مس رقیہ خان	اپوا کالج لاہور	6۔7
12۔ مس سعیدہ نسیم جعفری	کیتھرڈ کالج لاہور	6۔8
13۔ مس بشریٰ بشیر	کلیات البنات کالج لاہور	6۔7
14۔ مس بشریٰ اصغر	گورنمنٹ کالج برائے خواتین شادباغ لاہور	4۔3
15۔ مس بشریٰ ستار	ماڈل کالج ماڈل ٹاؤن لاہور	20۔3
16۔ مس بلقیس اختر	گورنمنٹ ویمن کالج لاہور وحدت کالونی لاہور۔	۔۔3
17۔ مسز زاہدہ اکرم	گورنمنٹ جناح کالج برائے خواتین لاہور۔	۔۔۔3
18۔ مس فہمیدہ بانو	گورنمنٹ انٹر کالج چونا منڈی لاہور	4۔8
19۔ مسز رضیہ مجاہد	گورنمنٹ انٹر کالج مصطفیٰ آباد لاہور	3۔6

(ب) کالج کے لائبریرینز کی اسامیاں اپنی نوعیت کے لحاظ سے غیر انتظامی اسامیاں ہیں۔ اس قسم کی اسامیاں پر عرصہ تعیناتی کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ لہٰذا ضلع لاہور میں عرصہ تین سال سے زیادہ ایک ہی کالج میں تعینات لائبریرینز کو تبدیل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

(ج) یہ درست ہے۔

(د) جزو "ب" کے پیش نظر جواب کی ضرورت نہیں ہے۔

ایس ایس ٹی ٹیچرز کے سروس رولز بنانا

67۔ جناب ریاض فتیانہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم میں عرصہ سے ایس ایس ٹی (ٹیکنیکل) ٹیچرز کے سروس رولز بن چکے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب نفی میں ہے تو متذکرہ رولز کب تک بننے کی توقع کی جا سکتی ہے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست نہیں ہے۔

(ب) سروس رولز کا مسودہ برائے منظوری ایس اینڈ جی اے ڈی کو ارسال کر دیا گیا ہے۔

سکول میں سائنس لیبارٹری کا قیام

68۔ ملک محمد ذاکر: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول چک 15/127۔ ایل (میاں چنوں) کو کس تاریخ کو ہائی سکول کا درجہ دیا گیا تھا' اس سکول کی اپ گریڈیشن سے لے کر اب تک سائنس لیبارٹری کے لیے کیا کیا سامان سال وار فراہم کیا گیا' مکمل تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول میں سائنس لیبارٹری موجود ہی نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے سائنس کے مضامین پڑھنے والے طالب علموں کو شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے' بلکہ اکثر طالب علم جب نہم اور دہم کلاس میں جاتے' تو سکول چھوڑنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

(ج) اگر جز (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک سائنس لیبارٹری قائم نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔ کیا حکومت مذکورہ سکول میں سائنس لیبارٹری قائم کرنے اور اس میں ضروری سامان برائے لیبارٹری فراہم کرنے کو تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول چک 15/127۔ ایل تحصیل میاں چنوں کو 1987-5-1 سے ہائی کا درجہ دیا گیا تھا اور اس وقت منظور شدہ فہرست کے مطابق مبلغ 77 ہزار روپے برائے خرید سامان مہیا کیے گئے تھے' جس میں سائنس کا ضروری سامان بھی شامل ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے' سائنس لیبارٹری سکول مذکورہ میں موجود ہے۔

(ج) جزو "ب" کے جواب کی روشنی میں اس کی ضرورت نہیں رہتی۔

میڈیکل ری ایمبرسمنٹ کی حد کے اختیارات بڑھانا

88۔ جناب تاج محمد خان زادہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اس وقت سکولوں کے ہیڈ ماسٹر' ہیڈ مسٹریس اور کالجز کے پرنسپلز کو میڈیکل ری ایمبرسمنٹ کی منظوری کے اختیارات کتنی رقم تک ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ اختیار کی رو سے منظوری کی حد بہت کم ہے' جس کی وجہ سے متعلقہ ملازمین کو اپنی میڈیکل ری ایمبرسمنٹ لینے میں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اس حد کے بعد میڈیکل ری ایمبرسمنٹ کی منظوری کے لیے کیسز کو ڈی پی آئی (سکولز) اور ڈی پی آئی (کالجز) کو بھیجا جاتا ہے' جہاں سے منظوری ملتے ملتے مہینوں لگ جاتے ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سکولوں اور کالجوں کے سربراہان کو طبی اخراجات کی منظوری میں اضافہ کی حد کے اختیارات بڑھانے کو تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) مروجہ تفویض شدہ اختیارات کے مطابق پرنسپل کو 200 روپے کی حد تک میڈیکل ری ایمبرسمنٹ کے اختیارات ہیں' جن کہ کمپری ہنسیو ہائی سکول کے پرنسپلز / ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس اور پرنسپلز ہائر سیکنڈری سکولز کو 500 روپے کی حد تک اختیارات حاصل ہیں۔

(ب) میڈیکل ری ایمبرسمنٹ کے معاملات جو DPI (S)' ڈائریکٹر کالجز اور محکمہ تعلیم کو برائے منظوری بھجوائے جاتے ہیں' کا فیصلہ حتی الوسع بلاغیر ضروری تاخیر کیا جاتا ہے۔ تفویض اختیارات مناسب حد تک ہے۔

(ج) کوئی ایسی تجویز زیر غور نہ ہے۔ ویسے بھی موجودہ قواعد میں کسی قسم کا کوئی نقص نہ ہے۔

خالی اسامیاں پُر کرنے کے لیے اقدام

91۔ ملک محمد طیب خان اعوان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چک ڈبلیو بی۔ 365 لودھراں سال 87۔1986ء میں گرلز ہائی سکول کو

ہائر سیکنڈری کا درجہ دیا گیا تھا۔ اگر ایسا ہے تو متذکرہ ہائی سیکنڈری سکول میں اس وقت منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے' اور ان میں کتنی اسامیاں کتنے عرصہ سے خالی ہیں۔

(ب) کیا حکومت ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر تعلیم: (جناب عثمان ابراہیم)

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 365 / ڈبلیو بی کو 87-1986ء سے ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دیا گیا۔ منظور شدہ اسامیاں جن کی تعداد 44 ہے اور ان میں سے 12 اسامیاں خالی ہیں۔ ان میں سے 10 اسامیاں 1986-9-1 سے اور 2 اسامیاں 1991-1-9 سے خالی ہیں۔

(ب) خالی اسامیاں پر کرنے کے لیے کارروائی کی جا رہی ہے۔

امتحانات کا پہلا طریقہ کار اپنانے کے لیے اقدام

92۔ ملک محمد طیب خان اعوان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے اس سال سے امتحانات کے اوقات تبدیل کر دیئے ہیں۔ جس کے تحت اب ہر سال جنوری میں سالانہ امتحانات لیے جایا کریں گے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ نے سابقہ طریقہ اپنا رکھا ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ کے موسمی حالات میں امتحانات کا موجودہ طریقہ مناسب نہیں ہے اور کیا حکومت پہلا طریقہ کار اپنانے کو تیار ہے' اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم: (جناب عثمان ابراہیم)

(الف) سالانہ امتحانات حسب سابق مارچ / اپریل میں ہی لیا جایا کریں گے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) محکمہ نے پہلا طریق کار اپنا لیا ہے۔

اسسٹنٹ لائبریرین کو کلیریکل کیڈر میں ضم کرنا

93۔ ملک محمد ذاکر: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ تعلیم (کالجز و سکولز) پنجاب میں اسسٹنٹ لائبریرین کی کتنی تعداد ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ یہ اہلکار عرصہ بیس یا تیس سال سے ان ہی اسامیوں پر کام کر رہے ہیں'

اور ان کی ترقی کا کوئی امکان نہیں اور نہ ہی ان کو سلیکشن گریڈ دیا جاتا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے' تو کیا حکومت اسسٹنٹ لائبریرین کو کلریکل کیڈر میں ضم کرنے اور سلیکشن گریڈ دینے کو تیار ہے اور اگر سلیکشن گریڈ دیا گیا ہے تو اس کی تعداد اور نام کیا ہیں؟

وزیر تعلیم: (جناب عثمان ابراہیم)

(الف) محکمہ تعلیم پنجاب میں سکولز کیڈر میں اسسٹنٹ لائبریرین کی تعداد 244 ہے۔ کالجز کیڈر میں اسسٹنٹ لائبریرین کی تعداد 21 ہے۔

(ب) کالجز تک تو درست ہے۔ جبکہ سکولز کے اسسٹنٹ لائبریرین کی ملازمت کے قواعد و ضوابط کا نوٹیفکیشن 15 اپریل 1991ء کو جاری ہو گیا ہے۔ اسسٹنٹ لائبریرین اگر لائبریری سائنس کا مطلوبہ ڈپلومہ حاصل کر لے تو وہ اپنی سنیارٹی وغیرہ کے مطابق لائبریرین کے طور پر ترقی پا سکتا ہے۔

(ج) اسسٹنٹ لائبریرین کو کلیریکل کیڈر میں ضم کرنے کی کوئی تجویز نہیں ہے' کسی کو سلیکشن گریڈ نہیں دیا گیا۔

کالجوں کی عمارتوں کی تعمیر

94۔ جناب محمد صدیق خان بلوچ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 92-1991ء کے ترقیاتی پروگرام میں 23 کالجوں کی عمارتوں کی تعمیر کے لیے رقم مختص کی گئی ہے۔

(ب) اگر جز "الف" کا جواب اثبات میں ہے تو ان کالجوں کے نام کیا ہیں۔ ہر کالج کے لیے کتنی رقم مختص ہے۔ نیز اس رقم سے کب تک ان کالجوں کی عمارتوں کی تعمیر کر دی جائے گی؟

وزیر تعلیم: (جناب عثمان ابراہیم)

(الف) اس حد تک درست ہے کہ ترقیاتی پروگرام 92-1991ء میں 23 کالجوں کی عمارات کی تعمیر جاری رکھنے کے لیے رقم مختص کی گئی ہے۔

(ب) جن کالجوں کی عمارات کی جزوی تعمیر کے لیے سال رواں میں رقوم مختص کی گئی ہے۔ یہ تمام (M-going) جاری منصوبے ہیں۔

تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ کالج آف فزیکل ایجوکیشن برائے خواتین لاہور۔	00ء15لاکھ روپے
2۔ رائے ونڈ	00ء15لاکھ روپے
3۔ ٹیکسلا(بوائز)	00ء39لاکھ روپے
4۔ سمبڑیال(گرلز)	11ء13لاکھ روپے
5۔ جنڈیالہ شیر خان(بوائز)	00ء30لاکھ روپے
6۔ جنڈیالہ شیر خان(گرلز)	00ء40لاکھ روپے
7۔ خیابان سرسید راولپنڈی	00ء30لاکھ روپے
8۔ کمالیہ(گرلز)	87ء20لاکھ روپے
9۔ پسرور(بوائز)	00ء30لاکھ روپے
10۔ پیپلز کالونی گوجرانوالہ(بوائز)	13ء38لاکھ روپے
11۔ دولتانہ(گرلز)	00ء20لاکھ روپے
12۔ ملت کالج فیض آباد	58ء61لاکھ روپے
13۔ نور پور لعل(بوائز)	00ء20لاکھ روپے
14۔ گوجرانوالہ سٹی گرلز	07ء3لاکھ روپے
15۔ چک9جنوبی(بوائز)	00ء15لاکھ روپے
16۔ چک26جنوبی(گرلز)	00ء20لاکھ روپے
17۔ فریدیہ کالج پاکپتن	00ء7لاکھ روپے
18۔ وہاڑی(گرلز)	00ء20لاکھ روپے
19۔ میلسی(بوائز)	00ء20لاکھ روپے
20۔ جہانیاں(گرلز)	00ء20لاکھ روپے
21۔ عارف والا(گرلز)	00ء20لاکھ روپے
22۔ چوک اعظم(بوائز)	00ء20لاکھ روپے
23۔ چشتیاں(گرلز)	00ء25لاکھ روپے

ان 23 کالجوں میں سے 6 کالجوں کی عمارات دوران سال 92-1991ء میں مکمل ہونے کا امکان ہے۔ باقی تمام کالجوں کی عمارات کی تکمیل کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام 93-1992ء میں پھر رقم مختص کرنی پڑے گی۔

بوائز انٹر کالج لودھراں کی عمارت کی تعمیر

95۔ جناب محمد صدیق خان بلوچ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-----

(الف) کیا یہ درست ہے کہ انٹر کالج برائے بوائز لودھراں کی عمارت کی تعمیر کی منظوری 1989ء میں ہوئی تھی مگر ابھی تک عمارت تعمیر نہیں کی گئی جس کی وجہ سے طلباء سردیوں اور گرمیوں میں کھلے آسمان کے نیچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک مذکورہ کالج کی عمارت تعمیر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں نیز کب تک مذکورہ کالج کی عمارت کی تعمیر کر دی جائے گی؟

وزیر تعلیم: (جناب عثمان ابراہیم)

(الف) یہ درست ہے کہ کالج مذکورہ کی منظوری 1989ء میں دی گئی تھی مگر عمارت کی تعمیر کے لیے کوئی فنڈز مختص نہیں کیے گئے تھے۔ کالج اس وقت کرایہ کی عمارت میں چل رہا ہے۔

(ب) پنجاب میں اس وقت بغیر اپنی عمارتوں کے کالجوں کی تعداد 55 ہے۔ مرحلہ وار پروگرام کے تحت استحقاق کی بنیاد پر سالانہ تعمیر وطن پروگرام کے ذریعے عمارتیں مہیا کی جا رہی ہیں۔ اس کالج کو بھی اپنی priority پر آئندہ سالانہ تعمیر وطن پروگرام میں شامل کر لیا۔ اگر ایم پی اے صاحب اپنے کوٹا میں سے کچھ رقم مختص فرما دیں تو کالج مذکور کے لیے زیادہ بہتر ہوگا۔

محکمہ تعلیم کے سٹینوگرافروں کی ترقی

98۔ میاں شہباز احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) 2 دسمبر 1963ء کے جاری کردہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے سروز رولز کے تحت محکمہ تعلیم کے سٹینوگرافر کی ترقی کی کیا کیا سہولیات اور شرائط ہیں۔

(ب) 12 جنوری 1990ء کو ایس اینڈ جی اے ڈی کے جاری کردہ نئے سروس رولز کے تحت اب محکمہ تعلیم کے سٹینوگرافرز کی ترقی کی کیا کیا سہولیات اور شرائط ہیں۔

(ج) صوبہ پنجاب میں محکمہ تعلیم کے ناظم (کالجز) کے ساتھ کام کرنے والے سٹینوگرافرز کی بنیادی

تنخواہ کے سکیل کیا ہیں۔

(د) صوبہ پنجاب میں محکمہ تعلیم کے ناظم (سکولز) کے ساتھ کام کرنے والے سٹینوگرافرز کے بنیادی تنخواہ کے سکیل کیا کیا ہیں اور اس میں پایا جانے والا تضاد اور اس کی وجہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم: (جناب عثمان ابراہیم)

(الف) 2 دسمبر 1963ء کے منسٹریل سٹاف کے سروز رولز کے سٹینوگرافر جو کہ 5 سال تجربہ کا حامل ہو اور اس کے مجوزہ محکمانہ امتحان میں پاس کیا ہو وہ سپرنٹنڈنٹ' ایکسٹرا اسسٹنٹ ڈائریکٹر کے عہدہ پر ترقی پا سکتا ہے۔

(ب) وہی درج بالا دسمبر 1963ء والی شرائط ہیں اور وہی ترقی کی سہولیات اب بھی ہیں۔

(ج) آٹھوں ڈویژنوں میں ایک ایک ناظم تعلیم کالجز ہے۔ 7 ڈویژنوں میں سٹینوگرافرز کی پوسٹیں بی ایس۔ 12 کی ہیں۔ جبکہ ناظم کالجز (لاہور) ڈویژن کی پوسٹ بی ایس 15 کی ہے۔

(د) ناظم تعلیم (سکولز) کے دفاتر بھی ہر ڈویژن میں ہیں اور ہر ڈویژن ناظم کے ساتھ بی ایس 12 کی سٹینوگرافر کی پوسٹ منظور ہے۔ ماسوائے سرگودھا ڈویژن جہاں سٹینوگرافرز کی بی ایس 15 کی اسامی ہے۔

مندرہ بالا حقائق کی روشنی میں کوئی بڑا تضاد نہ ہے۔ انتظامی امور کی بنیاد پر جب سکولز اور کالجز کے ناظمین کے دفاتر الگ الگ ہوئے تو ایک پوسٹ بی ایس 15 کی ناظم تعلیم کالجز لاہور کے ساتھ اور ایک پوسٹ بی ایس 15 کی ناظم تعلیم سرگودھا کے تحت منظور ہوئی۔

جعلسازی کے ملوثین کے خلاف سخت کارروائی کے لیے اقدامات

107۔ جناب بادشاہ میر خان آفریدی: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سرفراز اور جاوید سینئر کلرکس گورنمنٹ کالج راولپنڈی نے 90-1989ء کے تعلیمی سال میں گورنمنٹ ڈگری کالج اصغر مال راولپنڈی میں جعلسازی کے تحت گیارہویں جماعت میں تقریباً بیس پچیس لڑکوں کو بوگس داخلہ دلوایا تھا جسے بعد میں متعلقہ بورڈ نے بھی بوگس قرار دے دیا تھا۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ان دونوں اہلکاروں نے تقریباً 2500 روپے سے 3000 روپے تک فی لڑکا کا داخلہ کے عوض بطور رشوت وصول کیے تھے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ ان دونوں اہلکاروں کی ملی بھگت' جعلسازی' رشوت خوری اور بدعنوانی کے باعث مذکورہ طالبعلموں کا ایک قیمتی تعلیمی سال ضائع ہوگیا تھا۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ ان ملازمین کے خلاف کالج انتظامیہ نے نرم رویہ اختیار کرتے ہوئے محض ایک یا دو سالانہ ترقیاں روک دینے پر اکتفا کیا تھا۔ حالانکہ یہ ایک انتہائی سنگین قسم کا پولیس کیس تھا۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک اگر ارادہ نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم: (جناب عثمان ابراہیم)

(الف) انکوائری رپورٹ کے مطابق سال اول 1989ء کے دوران سولہ طلباء اور سال سوئم 1989ء میں پانچ (5) طلباء کے کوائف ڈیمانڈ رجسٹر پر تبدیل کیے گئے جبکہ ان طلباء کے داخلہ فارم موجود نہیں تھے اور نہ ہی ان کا باقاعدہ داخلہ ہوا تھا۔

(ب) انکوائری رپورٹ کے مطابق طلباء سے رقم بطور رشوت لینے کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔

(ج) یہ غلط ہے کہ اہلکاران نے رشوت وصول کر کے طلباء کا سال ضائع کیا حقیقت یہ ہے کہ طلباء بھی اس جرم میں برابر کے شریک ہیں۔ انہوں نے ان اہلکاران سے مل کر اپنے ناموں کا غلط اندراج کروا دیا اور داخلہ فارم برائے امتحان جمع کروائے جو کہ پڑتال کے دوران غلط ثابت ہوئے اور مسترد کر دیے گئے۔

(د) ان کے خلاف نرم رویہ اختیار نہیں کیا گیا بلکہ دو ترقیاں روک دی گئیں۔ انہیں کسی کالج میں تعینات نہیں کیا گیا اور انہیں سینشور (Censure) بھی کیا گیا۔

(ہ) اگر مروجہ ای اینڈ ڈی قوانین کے تحت مذکورہ بالا سزا دی گئی ایک طالب علم کا سول کورٹ میں مقدمہ درج کروایا گیا۔ مگر فیصلہ اس کے خلاف ہوا بعد ازاں اس نے سیشن کورٹ میں اپیل دائر کی وہ بھی خارج کر دی گئی کیونکہ طلباء کے داخلے کا استحقاق ثابت نہ ہو سکا تھا۔

بقایا تنخواہ کی ادائیگی

120۔ ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مسٹر محمد اقبال ولد بگا نائب قاصد گورنمنٹ ہائی سکول شمس آباد (چونیاں) کو سرکاری ملازمت پر

کب تعینات کیا گیا اور مذکورہ اہلکار کب تک ملازمت کرتا رہا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر محمد اقبال نائب قاصد کو تقریباً دو سال تک تنخواہ مسلسل ادا کی جاتی رہی مگر اس کے بعد گورنمنٹ ہائی سکول شمس آباد کے ہیڈ ماسٹر اور کلرک کی ملی بھگت سے مذکورہ اہلکار کی تنخواہ بند کردی گئی اور مسٹر محمد اقبال تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے سرکاری ملازمت چھوڑنے پر مجبور ہوگیا۔

(ج) اگر جز (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہیڈ ماسٹر اور کلرک کے خلاف کارروائی کرنے اور متاثرہ اہلکار کو اس کی بقایا تنخواہ ادا کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم: (جناب عثمان ابراہیم)

(الف) مسٹر محمد اقبال ولد بگا نائب قاصد گورنمنٹ ہائی سکول شمس آباد (چونیاں) کو سرکاری ملازمت پر 20 جولائی 1989ء کو تعینات کیا گیا اور مذکورہ اہلکار اس سکول میں 20 مارچ 1991ء تک کام کرتا رہا ہے۔

(ب) یہ جزوی طور پر درست ہے کہ مسٹر محمد اقبال نائب قاصد کو 20 جولائی 1989ء تا 30 مارچ 1991ء (ایک سال 8 ماہ دس دن) تنخواہ مسلسل ادا کی جاتی رہی۔

جز "ب" کا باقی حصہ حقیقت پر مبنی نہ ہے۔ مذکورہ اہلکار نے اپنی رضامندی سے اپنا تبادلہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کوٹ خان بہادر مرکز سرائے مغل (چونیاں) کروا کر یکم اپریل 1991ء حاضر ہوا مذکورہ اہلکار نے 7 جون 1991ء سے استعفیٰ دیا جو کہ منظور کر لیا گیا۔

(ج) غیر متعلقہ ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ کے پوائنٹ آف آرڈر سے پہلے میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آج محکمہ تعلیم سے متعلق سوالات کے سلسلے میں معزز اراکین اسمبلی نے بھی دلچسپی لی ہے۔ انہوں نے اس کی تیاری کی ہے اور اچھے سوالات کیے ہیں۔ انہوں نے ضمنی سوالات بھی اچھے کیے ہیں اور وزیر تعلیم نے بھی تیاری کی ہے اور انہوں نے ٹھیک جوابات دیے ہیں۔

حاجی محمد افضل چن: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پرسوں کے اجلاس میں قائد حزب اختلاف نے ایک تحریک پیش کی تھی کہ ڈیڑھ کروڑ کی زمین 37 لاکھ روپے میں بیچی گئی۔ اس کے متعلق کل

کے روزنامہ "پاکستان" میں لکھا ہوا تھا: حاجی محمد افضل چن۔ میرے کئی دوستوں نے مجھے فون کیے ہیں اور میرے بھائیوں نے مجھ سے پوچھا ہے کہ تم تو چھپے رستم ہو' ڈیڑھ کروڑ کی زمین 37 لاکھ میں لے لی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے پاس تو ایک ٹیڈی پیسہ بھی نہیں ہے' وہ 37 لاکھ والا حاجی محمد افضل چن کون ہے؟ جناب والا! روزنامہ "پاکستان" سے کہا جائے کہ مجھ غریب کی شہرت کو برباد نہ کیا جائے' یا پھر میں ان کے خلاف کارروائی کروں گا۔

جناب سپیکر: نہیں حاجی صاحب۔ آپ کو کارروائی کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ میرے خیال میں روزنامہ "پاکستان" اس کی تصحیح کرلیں گے۔

حاجی محمد افضل چن: بڑی مہربانی جناب۔

جناب سپیکر: وہ یقیناً اس کی تصحیح شائع کریں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ تعلیم کا محکمہ ہمارے صوبے پنجاب کا سب سے بڑا establishment ہے اور فاضل ممبران نے اس محکمے کے بارے میں اچھے خاصے اور بڑے اہم سوالات پوچھے ہیں۔ آج کے روز اس کے بارے میں صرف 54 سوالات رکھے گئے اور غالباً آٹھ دس سوالات لیے گئے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ بقیہ سوالات پینڈنگ کیے جائیں' یا پھر محکمہ تعلیم کے لیے دو دن مختص کیے جائیں تاکہ یہ سارے اہم سوالات لیے جا سکیں۔ بہت سے اہم سوالات میں ایک سوال یہ بھی ہے کہ محکمے نے پچھلے سال مرمت کی مد میں جو اخراجات کیے ہیں اس میں میرے ضلع بہاولپور میں باقی اضلاع کے مقابلے میں بہت ہی تھوڑے اخراجات ہوئے ہیں۔ اس حوالے سے بہت سی اہم باتیں یہاں زیر بحث آنی تھیں۔ لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے سارا معاملہ ختم ہوگیا۔ آئندہ یہ سوالات نہ لیے جا سکیں گے۔ میری گزارش یہ ہے کہ یا تو ان سب سوالوں کو پینڈنگ کریں یا آئندہ اس کے لیے دو دن مختص کیے جائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ ڈاکٹر وسیم صاحب۔ لیکن ان سوالات کو پینڈنگ نہیں کیا جا سکتا۔ میں کوشش کروں گا کہ آئندہ محکمہ تعلیم کے سوالات یہاں زیادہ سے زیادہ لیے جائیں۔ اس کے لیے آپ کو بھی یہ کرنا ہوگا کہ ضمنی سوالات کچھ کم کیے جائیں۔ دوسرے یہ ہے کہ چونکہ محکمہ تعلیم سے متعلقہ سوالات زیادہ ہیں' اس لیے ہم کوشش کریں گے کہ دوسرے محکموں کی نسبت محکمہ تعلیم کے سوالات کو ایوان میں زیادہ لیا جائے۔

نوٹس برائے طلبی توجہ

جناب سپیکر: اب ہم "کال اٹینشن نوٹس" کو لیتے ہیں۔ چیف منسٹر صاحب تشریف لا چکے ہیں۔ یہ نوٹس ملک اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب کی طرف سے ہے۔ ملک صاحب! کال اٹینشن نوٹس پر پریکٹس یہ ہے کہ آپ اپنے سوال کو پڑھ دیں تاکہ معزز ایوان بھی آپ کے سوال کی نوعیت سے آگاہ ہو سکے اور یہاں پریس کے صاحبان بھی آپ کا سوال سن لیں اور چیف منسٹر صاحب بھی آپ کا سوال سن لیں جنہوں نے اس کا جواب دینا ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 26 اکتوبر 1991ء کو پولیس نے چوکی چھب ضلع وہاڑی میں تاج محمد نامی ایک بے گناہ شخص کو تشدد کا نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں تاج محمد جاں بحق ہو گیا جس سے پورے ضلع میں خوف و ہراس کی صورت حال پائی جاتی ہے کہ عوام کے جان و مال کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والی فورس بے گناہ شہریوں کو تشدد کا نشانہ بنا کر ہلاک کر رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس واقعے کی سنگین نوعیت اس امر سے بھی عیاں ہے کہ پولیس چوکی چھب وزیر اعلیٰ کے حلقہ نیابت میں واقع ہے اور یہ تاثر عام ہے کہ وہاں پر تعینات پولیس افسران وزیر اعلیٰ کے منظور نظر ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس مقدمے کی سماعت سپیشل کورٹ سے کروانے کو تیار ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جناب چیف منسٹر۔

وزیر اعلیٰ: شکریہ جناب سپیکر۔

میرے فاضل بھائی نے "نوٹس برائے طلبی توجہ" پر اس معاملے کو زیر بحث لانے اور مجھے جواب دینے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ اس کی تفصیلات بیان کرنے سے پہلے میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ میرے بھائی میرے پڑوس میں رہتے ہیں اور میرے خیال میں پڑوسی ہونے کے ناتے سے ہم ایک دوسرے سے نسبتاً زیادہ واقف بھی ہیں۔ اس قربت اور اس پڑوس پن کے ناتے کا احترام کرتے ہوئے تھوڑا سا یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے یہ جو ارشاد فرمایا ہے کہ یہ واقعہ میرے

حلقہ نیابت میں رونما ہوا ہے' یہ غلط ہے۔ یہ واقعہ چوکی چھب کلاں حلقہ پی پی۔178 میں نہیں ہوا جو کہ میرا حلقہ ہے' بلکہ پی پی 179 میں ہوا ہے اور اس کے ممبر صوبائی اسمبلی ملک محمد ذاکر صاحب ہیں اور اس حلقے سے میرا نیابت کے لحاظ سے کوئی تعلق نہیں۔ پہلی بات تو میں یہ عرض کرنی چاہتا تھا اور جناب سپیکر! اسی لحاظ سے کہ جو بات کسی دوسرے حلقے میں ہوئی وہ میرے بھائی نے میرا پڑوسی ہونے کے باوجود میرے حلقے سے منسوب فرما دی' میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ کہنے کی جسارت کرتا ہوں:

کچھ تو یاروں سے ملا سنگ ملامت ہی سہی
کس نے اس دور میں یوں داد وفا پائی ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

واقعات اس طرح سے ہیں کہ چوکی چھب کلاں کے ایک شبیر نامی شخص نے وہاڑی کے ایک شخص کے ہاتھوں 47 ہزار روپے کے قریب Pesticides ادویات کی فروخت کی تھی اور اس کی ادائیگی نہیں ہو رہی تھی۔ اسے کہا گیا کہ وہ فلاں دن وہاڑی آ جائے اسے اس کی ادائیگی کر دی جائے گی۔ وہ شخص جب وہاڑی گیا تو اسے وہاں قتل کر کے اس کی لاش کو نہر میں پھینک دیا گیا۔

جناب سپیکر: چیف منسٹر صاحب! آپ نے شعر بڑا خوبصورت پڑھا ہے۔ اسے ذرا دہرائیے گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب وزیراعلیٰ: جناب سپیکر! یہ شعر میں نے اس لیے کہا کہ لنگڑیال صاحب میرے پڑوسی ہیں اور پڑوسی کے لحاظ سے میرے زیادہ تعلق والے ہیں۔ اسی لیے میں نے عرض کیا کہ۔

کچھ تو یاروں سے سنگ ملامت ہی سہی
کس نے اس دور میں یوں داد وفا پائی ہے

تو میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ واقعات یوں ہیں کہ ایک شخص شبیر نامی جو کہ چوکی چھب کلاں کے گاؤں کا رہنے والا ہے اس نے 47 ہزار روپے کی ادویات تھانہ وہاڑی میں ایک شخص کے پاس فروخت کیں۔ اس کی اسے ادائیگی نہیں ہو رہی تھی۔ اسے کہا گیا کہ وہ فلاں دن ادھر وہاڑی میں آ جائے۔ اس کو ادائیگی کر دی جائے گی۔ لیکن ادائیگی کی بجائے اسے قتل کر دیا گیا اور اس کی لاش نہر میں پھینک دی گئی۔ گھر والے اس کی تلاش میں تھے اور لاش مل گئی اس قتل کا پرچہ وہاں تھانہ وہاڑی میں درج ہوا۔ جبکہ چوکی چھب کلاں کے رہنے والے اس کے وارثوں نے کہا کہ ہمارے آدمی

کو چوکی چھب کلاں سے اغوا کیا گیا ہے اس لیے یہ پرچہ تھانہ وہاڑی میں نہیں بلکہ چوکی چھب کلاں میں درج ہونا چاہیے تھا اور پولیس نے وہ پرچہ دفعہ 302 کا پھر تھانہ چھب کلاں میں درج کر دیا اور اس کی تفتیش کے سلسلے میں تاج محمد ولد وسایہ قوم لنگڑیال کو تھانہ چھب کلاں میں لایا گیا۔ پولیس کے کہنے کے مطابق اس شخص تاج محمد نے ٹکر مار کر خودکشی کر لی۔ مگر تاج محمد کے ایک وارث ایک شخص محمد انور نامی نے بیان کیا کہ میں جب وہاں پر گیا تو میں نے دیکھا کہ تھانہ چھب کے ملازمین یعنی پولیس اہلکاران دو اے ایس آئی اور ایک محرر اور ایک اور شخص فلک شیر اس شخص کے ساتھ تشدد کر رہے تھے اور اس شخص نے ٹکر مار کر ہلاکت نہیں کی' خودکشی نہیں کی بلکہ پولیس تشدد سے اس کی ہلاکت ہوئی ہے۔ اس نے اس پر یہ الزام لگایا ہے ملزمان کے خلاف بمع پولیس اہلکاران چوکی چھب میں 302 کا پرچہ درج ہو گیا۔ اس عرصہ کے دوران ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اس کی جوڈیشل انکوائری کا بھی حکم دے دیا کہ اس کی جوڈیشل انکوائری کی جائے۔ کیونکہ جو میڈیکل رپورٹ تھی اس کی تفصیلات کے مطابق خودکشی اور ہلاکت کے معاملے میں کچھ اختلاف نظر آ رہا تھا۔ اس لیے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ خانیوال نے اس کی جوڈیشل انکوائری کے احکامات جاری کیے۔ اس کی سات پیشیاں ہو چکی ہیں۔ مگر تفتیش کی ان سات پیشیوں پر مدعی فریق پیش نہ ہوا۔ اس دوران مدعی فریق محمد انور نے ہائی کورٹ میں رٹ دائر کر دی اور ہائی کورٹ میں اس رٹ کے دائر کرنے کے نتیجے میں جن کے خلاف 302 کا پرچہ درج ہوا تھا ان کی گرفتاری بھی عمل میں آ گئی اور انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ جبکہ جوڈیشل انکوائری اپنی جگہ پر چل رہی تھی۔ تو اب اس جوڈیشل انکوائری کا بھی اور اس تفتیش کا بھی انتظار تھا اور میرے خیال میں اس تفتیش کے بعد اگر مدعی فریق یہ چاہے کہ اسے trial کے لیے speedy court کو دے دیا جائے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ پولیس کی تفتیش میں کیا واقعات آتے ہیں یہ ابھی قبل از وقت بات ہے۔ اس کے متعلق ابھی کچھ عرض نہیں کیا جا سکتا۔ جوڈیشل انکوائری بھی موجود ہے لیکن اس سلسلہ میں واقعہ یہ ہے کہ یہ قتل تو تھانہ وہاڑی کے ضلع میں ہوا ہے جس غریب نے 47 ہزار روپیہ لینا تھا اور دوسرا جو تھانہ چھب میں پرچہ درج ہوا وہ آدمی ہلاک ہو گیا۔ مجھے آج صبح اطلاع ملی ہے کہ ان دونوں فریقین کا آپس میں راضی نامہ ہو گیا ہے لیکن جو واقعات تھے وہ وہیں ہیں اور اس Call Attention Notice کے جواب میں میری یہی عرض ہے کہ پولیس کی تفتیش کے بعد اسے speedy court میں جانے کا تقاضا کیا جائے تو مجھے انشاء اللہ اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا اور یہ جانا چاہیے۔ اگرچہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ دونوں فریقین کی آپس

میں صلح ہو گئی ہے۔ اس بات کو بھی بھائی لنگڑیال صاحب بہتر طور پر جانتے ہوں گے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب سپیکر! قائد ایوان صاحب نے فرمایا ہے یہ میرا حلقہ نہیں ہے اور یہ ان کے حلقہ کے متعلق سوال نہیں ہے۔ چونکہ وہ میرے پڑوسی ہیں اور پڑوسی کی حیثیت سے ان کا احترام ہے۔ تو میں اتنا واقف نہیں ہوں کہ مجھے معلوم نہ ہو کہ ان کا حلقہ نہیں ہے۔ یا ان کی تحصیل نہ ہو اور میں ان پر خدانخواستہ بلاوجہ الزام تراشی کروں تو کیا قائد ایوان 1990ء میں اسی حلقے سے نیشنل اسمبلی کا الیکشن نہیں جیتے؟ 1988ء کے الیکشن میں بھی قائد ایوان اس علاقے سے ممبر منتخب ہوئے اور اس سے ہٹ کر بھی ان کی تحصیل میاں چنوں ایک مخصوص حلقہ ہے۔ جہاں سے یہ منتخب ہوئے۔ اس کی ایک سیٹ بھی ہو سکتی ہے اور دو سیٹیں بھی ہو سکتی ہیں۔ تو یہ ان سے متعلقہ ہی بات ہے۔ جس کی وجہ سے میں نے تھوڑی سی ان پر ذمہ داری ڈالی ہے۔ تو اب میرا ضمنی سوال یہ ہو گا کہ یہ جو تاج محمد نامی آدمی ہے کیا اس مقدمہ قتل میں اس کی کوئی سازش تھی یا یہ کسی معاملہ میں ملوث تھا یعنی ادویات کے لین دین میں اس کی کوئی ضمانت تھی۔ جس وجہ سے پولیس اس بے گناہ آدمی کو پکڑ کر وہاں لے آئی تو میں یہ ان کی بات مان لیتا ہوں کہ وہ اس سے دلبرداشتہ ہو کر خودکشی کر سکتا ہے۔ جناب والا! کیا پولیس کو اتنی کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ وہ بغیر کسی وارنٹ کے اور کسی بات کے ایک آدمی کو گھر سے پکڑ لائے جبکہ جرم کوئی اور کرے اور پکڑا کوئی اور جائے۔ اب بھی وہ آدمی یہاں پر خودکشی نہیں کرے گا' دل برداشتہ نہیں ہو گا تو اور کیا کرے گا۔ جناب اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور چارہ نہ تھا۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال صرف ایک معاملے پر ہوتا ہے اس میں مختلف چیزیں نہیں ہو سکتیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! میں نے ان کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ وہ میرا حلقہ نیابت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! میں نے ان کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ یہ معاملہ ان کے حلقہ نیابت سے متعلقہ ہے۔ یہ ان کی تحصیل ہے اور وہ وہاں سے دو دفعہ نیشنل اسمبلی کا الیکشن لڑ چکے ہیں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! یہ بات تو ہو گئی ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: دوسری میری ضمنی گزارش یہ تھی کہ کیا یہ تاج محمد نامی جو آدمی ہے

اس کو وارنٹ گرفتاری لے کر پولیس نے گرفتار کیا یا ویسے ہی پکڑ لیا کہ جس طرح پولیس عام طور پر کرتی ہے تو اس بات سے یہ بات عیاں ہے کہ پولیس جو شریف شہریوں کو تنگ کرتی ہے' پریشان کرتی ہے یہ اس کا ایک نتیجہ ہے کہ اس نے اگر خودکشی کی ہے تو دلبرداشتہ ہو کر کی ہے لیکن ہمارا موقف یہ ہے کہ پولیس نے وہاں مارا ہے' تشدد کیا ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب ضمنی سوال کیا ہے؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب سپیکر! میرا موقف یہی ہے کہ پولیس نے تشدد کیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کا موقف ہو گا لیکن آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تاج محمد نامی آدمی جو ہے کیا اس پر مقدمہ درج تھا۔ یہ اس مقدمے میں ملوث تھا۔ بس میرا اتنا ہی سوال ہے کہ آیا یہ اس مقدمے میں ملوث تھا اور اگر ملوث تھا تو کیا وارنٹ گرفتاری لے کر اس کو گرفتار کیا گیا ہے یا ویسے ہی پکڑا گیا ہے۔

جناب سپیکر: تو آپ کا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ شخص جو ہے کیا یہ اس مقدمے میں ملوث تھا یا کیا اس کے وارنٹ گرفتاری حاصل کر کے اس کو گرفتار کیا گیا؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جی ہاں۔

جناب سپیکر: جی جناب چیف منسٹر۔

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے اور پھر عرض کیے دیتا ہوں کہ جہاں تک اس تاج محمد کا تعلق ہے جو کہ ہلاک ہوا' خودکشی کی یا اسے مارا گیا۔ یہ 302 کے مقدمہ میں زیر تفتیش تھا۔ یہ اس میں نامزد تھا یا نہیں تھا۔ میرے پاس اس وقت ایف آئی آر نہیں ہے۔ لہٰذا یہ بات میرے علم میں نہیں لیکن یہ بات ہے کہ اس سلسلے میں' اسی کیس میں یہ شخص جو ہے یہ پولیس کے پاس زیر تفتیش تھا اور اس کے زیر تفتیش ہونے کے دوران یہ واقعہ رونما ہوا جس کی تفصیلات جناب لنگڑیال صاحب نے بھی اپنے انداز کے مطابق عرض کی ہیں اور جو مجھے علم تھیں وہ میں نے عرض کی ہیں۔ اب رہ گئی بات یہ کہ تحصیل میاں چنوں کے ساتھ میرا تعلق ہے۔ حلقہ نیابت کی میں نے بات کہہ دی ہے کہ میرا اس وقت وہ حلقہ نیابت نہیں ہے لیکن جناب سپیکر اگر یہ بات بھائی لنگڑیال مجھ سے پوچھیں کہ کبھی بھی آپ پانچویں جماعت میں پڑھتے تھے تو میں کہوں گا کہ جی ہاں میں کبھی پانچویں جماعت میں پڑھتا تھا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال رانا اکرام ربانی صاحب۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔ میں نے وزیراعلیٰ صاحب کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ اس کے وارنٹ کے بارے میں ایف آئی آر میں کوئی ذکر نہیں ہے کہ اس آدمی کو پولیس نے کیسے پکڑا؟ میری ان کی خدمت میں یہ گزارش تھی کہ اس کو پولیس نے کیسے پکڑا؟ میری اتنی ہی گزارش ہے اور کچھ نہیں۔

آوازیں: اگلا سوال بولا جا چکا ہے لہٰذا آپ بیٹھ جائیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: کیا اس کو زبردستی پولیس پکڑ کر لے آئی؟ میں اتنی ہی وضاحت چاہتا ہوں اور کچھ نہیں۔

ملک محمد ذاکر: پوائنٹ آف آرڈر---

جناب سپیکر: جی پوائنٹ آف آرڈر---

ملک محمد ذاکر: جناب سپیکر تاج محمد جو تھا اس کا نام نہ صرف ایف آئی آر میں تھا بلکہ وہ 302 کا مجرم تھا۔

جناب سپیکر: جی اگلا سوال رانا اکرام ربانی صاحب۔

رانا اکرام ربانی: (قائد حزب اختلاف)

(الف) کیا وزیراعلیٰ مورخہ 20'21 جنوری 1992ء کو گورنر ہاؤس کے سامنے پیش آنے والے واقعہ اور اب تک کی پیش رفت کی تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کریں گے جس میں پولیس کے ہاتھوں ایک نوجوان ہلاک اور اس کے چار ساتھی زخمی ہو گئے تھے۔

(ب) حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کر رہی ہے جس سے اس امر کو یقینی بنایا جا سکے کہ آئندہ کوئی معصوم اور بے گناہ شہری ایسے ظلم کا نشانہ نہیں بنے گا۔

جناب سپیکر: جناب چیف منسٹر۔

وزیراعلیٰ: جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ 21 جنوری کو رات کے آخری حصہ میں تقریباً دو بجے کے قریب بیدیاں روڈ' لاہور پر پولیس نے ایک کار جس میں پانچ افراد سوار تھے ان کو روکا مگر بدقسمتی سے اس میں جو سوار تھے یا اس کا جو ڈرائیور تھا اس نے اس کار کو شاید کسی پریشانی میں یا خوف سے نہ روکا جس کے نتیجے میں پولیس نے وائرلیس پر اپنے دوسرے اگلے سٹیشن جو ہیں ان چوکوں میں پولیس والوں کو آگاہ کیا کہ ایک ٹیوٹا فلاں رنگ کی ہے اور اس میں پانچ افراد ہیں۔ اس کو ہم نے روکا ہے اور وہ رکی نہیں ہے تو آپ اس کو روکیں۔ چنانچہ اسی رات کو ندیم چوک پر پہلے ان کو روکنے کی

کوشش کی گئی وہ کار بدقسمتی سے نہ رکی۔ اس کے بعد فوراً چوک شیرپاؤ پل پر اس کو روکنے کی کوشش کی گئی وہ کار نہ رکی۔ اس کے بعد چوک شادمان میں اس کو روکا گیا اور وہ کار نہ رکی۔ چائنہ چوک میں بھی یہ کوشش کی گئی اور آخر گورنر ہاؤس کے نزدیک اس کار کی پولیس کے ساتھ مڈبھیڑ ہوگئی جب یہ کار کسی وجہ سے نہ رکی۔ شاید وہ کار میں بیٹھے ہوئے ویسے ہی خوفزدہ ہوگئے ہوں اور پولیس نے خیال کیا کہ انہیں یہ شبہ تھا یہ چوری کی کار ہے یا رات کو دو بجے کے بعد ان کو روکا گیا ہے اور یہ نہیں رکے پھر پانچ افراد اس میں شامل ہیں شاید کوئی واردات کرنے والے ہوں اور بدقسمتی سے اس روکنے اور نہ رکنے' اور بار بار روکنے اور نہ رکنے کی وجہ سے پولیس والوں کو یہ شبہ ہوا کہ یہ واردات کرنے والے ہیں یا انہوں نے کار چوری کی ہے تو پولیس والوں نے گورنر ہاؤس کے نزدیک اس کار کے ٹائروں پر فائرنگ کی لیکن اس وقت دھند بھی تھی لہٰذا ان کی فائرنگ miss ہوئی اور وہ کار کی باڈی پر لگی جس کے نتیجے میں ایک شخص محمد یٰسین عرف اچھا بیچارہ ہلاک ہوگیا اور کچھ اشخاص زخمی ہوئے جن کو ہسپتال لے جایا گیا اور medical treatment دیا گیا۔ پولیس ملزمان کے خلاف پرچہ درج کیا گیا ہے اور اس معاملے کی بھی جوڈیشل انکوائری کا حکم دیا جا چکا ہے۔ میری اپنی معلومات کے مطابق یہ واقعہ پریشانی کے عالم میں ہوا ہے۔ اگر وہ کار والے رک جاتے اور پولیس ان کی تسلی کر لیتی تو میرے خیال میں یہ واقعہ شاید پیش نہ آتا۔ یہ بات بھی درست ہے کہ جب یہ واقعہ ہوا وہ ملزمان جو زخمی تھے جب ان کو ہسپتال بھجوایا گیا تو کار کی تلاشی پر اس کار میں سے کوئی اسلحہ برآمد نہیں ہوا۔ اب یہ بات میرے خیال میں پولیس کی نیت کی بھی دلالت کرتی ہے کہ رات کے دو تین بجے کے قریب جب اتنی ٹریفک بھی نہیں تھی اور اس وقت پولیس کی مختلف ٹولیاں وہاں پر آگئیں اگر انہوں نے یہاں پر کم از کم کوئی pending کرنی ہوتی تو اس میں کچھ نہ کچھ ناجائز اسلحہ ڈال دیتے اور کہتے کہ جناب ان سے ناجائز اسلحہ بھی برآمد ہوا ہے لہٰذا یہ کسی واردات پر نکلے ہوں گے لیکن ایسا نہیں ہوا اور اس جوڈیشل انکوائری کے نتائج کی رپورٹ آنے سے قطع نظر میرے اپنے احساسات ہیں کہ یہ غلط فہمی ہی کے نتیجہ میں یہ واقعہ ہوا ہے لیکن چونکہ اس کی جوڈیشل انکوائری ہو چکی ہے لہٰذا اس پر کچھ زیادہ کہا نہیں جا سکتا۔ اس کا ویسے بھی احتراماً قانون کے تقاضوں کے مطابق انتظار کرنا پڑے گا۔

☆یقین دہانی☆ بہرحال میں اس بات پر قائد حزب اختلاف کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں' میں مزید پولیس کو ہدایات دے رہا ہوں کہ اگر کسی جگہ پر ایسی مڈبھیڑ ہو جائے تو اس بات کو پہلے یقینی کرنا

چاہیے کہ وہ واقعی ملزمان ہیں یا وہ ایسے جرائم کے لیے نکلے ہوئے ہیں تو اس لیے ان سے encounter ہوا ہے۔ یہ بھی اگر میرے خیال میں ان کو بار بار روکنے پر اگر وہ رک جاتے' اور رکنے کی بجائے وہ اپنے آپ کو دائیں بائیں ٹرن کرتے ہوئے آگے پیچھے جاتے رہے جس کے نتیجے میں یہ شبہات ہوئے جس میں یہ بدقسمت واقعہ رونما ہوا۔ جس پر ظاہر ہے کہ ایک جان کا بلا وجہ ضائع ہونا جو ہے اس پر کوئی بھی خوش نہیں ہو سکتا اور اس پر ظاہر ہے کہ ہمیں ان کے اہل خاندان کے غم میں شریک ہونا ہوگا۔ میں اپنے بھائی قائد حزب اختلاف کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ مزید ہم ایسے احکامات بھی دیں گے اور انتظامات بھی کریں گے کہ جس میں کوئی بے گناہ شہری پولیس کی اس قسم کی کارروائی کا نشانہ نہ بنے۔

میاں منظور احمد موہل : (Point of order) جناب والا! میں نے جناب وزیر اعلیٰ کی تقریر کی دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا حالانکہ مجھے اسی وقت یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھانا چاہیے تھا۔ جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ Call Attention Notice بھی اسی زمرے میں آتا ہے جس میں questions آتے ہیں۔ جناب والا! جب judicial enquiry کا آرڈر دے دیا گیا ہے تو میرے خیال میں یہ سوال ہی نہیں ہو سکتا کیونکہ رول 45(q)(vi) یہ ہے کہ۔

It shall not relate to a matter which is subjudice:

تو جناب والا جو بھی معاملہ subjudice ہو گا اس پر کوئی سوال نہیں آ سکتا کیوں کہ وزیر اعلیٰ کی statement اس judicial enquiry پر اثر انداز ہو سکتی ہے اور جناب جو cases زیر سماعت ہیں یا جو بھی judicial enquiries ہیں۔ یہ صوبائی اسمبلی میں discuss نہیں ہو سکتیں کیونکہ یہ وہاں پر اثر انداز ہو سکتی ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہ Point of order جائز ہے اور valid ہے کوئی بھی معاملہ جو subjudice ہو وہ یہاں پر discuss نہیں ہو سکتا اور یہاں پر سوالات کی شکل میں نہیں اٹھایا جا سکتا لیکن چونکہ اس کو پہلے Point out نہیں کیا گیا تھا اس لیے یہ سوال یہاں پر کیا گیا۔

رانا صاحب' میاں منظور احمد موہل نے جو یہ Point out کیا ہے کہ یہ معاملہ subjudice ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے کوئی بھی statement اس judicial enquiry پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

رانا اکرام ربانی: جناب والا میں عرض کرتا ہوں کہ میرے خیال میں میاں منظور احمد موہل صاحب

نے اس کی language نہیں پڑھی۔

جناب والا! واقعات تو اخباروں میں ہر روز آتے ہیں اور یہاں پر بھی بہت سے واقعات discuss ہوتے ہیں اور میرا سوال دینے کا مقصد یہ تھا کہ اس بارے میں کیا administrative steps کیے جا رہے ہیں۔ میں نے نہ یہ پوچھا کہ اس کا کیا نتیجہ ہے اور نہ ہی فوری طور پر مجھے اس کے نتیجے پر پہنچنے کی ضرورت تھی۔ جناب والا! یہ ایک incidence ہوا ہے میں نے تو صرف یہ پوچھا تھا کہ حکومت ایسے incidence کو repeat ہونے سے روکنے کے لیے کون سے administrative steps لے رہی ہے؟

جناب والا! میں آپ سے اور میاں منظور احمد موال صاحب سے بھی رہ نمائی چاہوں گا۔ آپ دوسرے Houses کی traditions بھی منگوا لیں۔ میں نے بڑا اچھا سوال کیا ہے کوئی بھی آدمی حکومت سے پوچھ سکتا ہے کہ ایک incidence جس میں ایک آدمی مارا گیا اس بارے میں اب حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟ تو جناب والا! judicial enquiry میرے اس حق کو نہیں روکتی اور judicial enquiry کسی administrative decision لینے کو نہیں روکتی اور جناب والا! judicial enquiry کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جب تک اس کا کوئی فیصلہ نہیں ہوتا کوئی administrative step نہ اٹھایا جانا چاہیے ہیں اور آدمی اس قسم کے حادثے کا شکار ہو کر مر جائیں تو جناب والا! میں نے صرف یہ پوچھا تھا کہ حکومت اس سلسلے میں کیا اقدامات کر رہی ہے جس سے اس امر کو یقینی بنایا جا سکے کہ آئندہ کوئی بھی معصوم شہری اس قسم کے حادثے کا شکار نہ ہو؟

جناب سپیکر: میں آپ کی بات کو درست تسلیم کرتا ہوں۔ اس سوال کو یہاں اٹھایا جا سکتا ہے کہ کون سے administrative measures کیے جا سکتے ہیں۔

Is there any supplementary question?

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔ جناب میں توقع کر رہا ہوں کہ معزز قائد ایوان جو انتظامیہ کے سربراہ بھی ہیں انہوں نے یقیناً کچھ ایسے measures اختیار کیے ہوں گے اور وہ یہ اس ایوان کی اطلاع کے لیے بتائیں گے اور وہ یہ بھی بتائیں گے کہ اس قسم کے واقعات کو آئندہ کے لیے روکنے کے لیے پولیس کی training کا کوئی انتظام کیا ہے۔ جناب والا! میں اپنے سوال کو مزید آسان بنانے کے لیے عرض کروں گا کہ کیا انہوں نے کچھ ماہر نفسیات کا انتظام کیا ہے کیا ان کو اس قسم کی training دی جا رہی ہے کہ جس سے پولیس گولی چلائے بغیر کسی شہری کو روک سکتی ہے۔ انہوں نے

پانچ جگہ پر فرمایا ہے کہ روکنے کی کوشش کی گئی۔ تو جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ کوشش صرف اشارے سے روکنے کے لیے کی گئی ویسے تو یہ رکاوٹیں کھڑی کر کے بھی ان کو روک سکتے ہیں۔ تو جناب والا میرے اس سوال کا یہ مقصد تھا۔

جناب سپیکر: تو اس میں ضمنی سوال کیا ہوا؟

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میرا سپلیمنٹری سوال یہ تھا کہ کیا ان کے جواب سے یہ سمجھ لوں کہ اب تک نہ کوئی اقدام کیے گئے ہیں اور نہ ہی شروع کرنے کا کوئی ارادہ ہے جس سے آئندہ اس قسم کے واقعات پیدا نہ ہوں۔

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! یقینی طور پر حکومت کی خواہش ہے اور یہ ذمہ داری بھی ہے کہ تفتیش' پٹرولنگ اور گشت کا مقصد صرف جرائم کو روکنا ہے اور مجرموں کو پکڑنا ہے اس تفتیش کے دوران یا دوران گشت کوئی بھی شریف آدمی بے گناہ آدمی کسی بھی وجہ سے نشانہ نہ بنے۔ میرے خیال میں اس سلسلہ میں ہمیں اپنی کوششوں کو پہلے سے بہتر کرنا ہو گا اور تربیتی معاملہ بھی بڑا اہم ہے جس کی طرف اب خصوصی توجہ دی جا رہی ہے لیکن اس کے باوجود جناب سپیکر ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ بعض طور پر لاشعوری طور پر اور کسی بدنیتی کے بغیر بھی بدقسمتی سے کچھ حادثات ہو جاتے ہیں لہٰذا ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ایسے حادثات نہ ہوں اور انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ پولیس کی کارکردگی اس نتیجہ پر پہنچے کہ وہ اپنی پٹرولنگ یا گشت کے دوران صرف ملزمان کو ہی پکڑے اور کوئی بے گناہ شخص اس کا نشانہ نہ بنے انشاء اللہ اس پر مزید جو کچھ ہوا ہم کریں گے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا میں یہ تو نہیں کہتا----

جناب سپیکر: دیکھیے اس میں ایک چیز ملحوظ خاطر رکھی جائے کہ Call Attention Notice کے لیے صرف پندرہ منٹ مختص ہوتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! Call Attention Notice کا جو مقصد ہے وہ یہ ہے کہ اسے کسی مقصد کے لیے ہی introduce کیا گیا ہے کہ وہ مقصد ہی پورا نہ ہو تو پھر جناب والا اس کا کیا فائدہ ہے؟

جناب سپیکر: یہ چیز میں سب صاحبان (بشمول آپ کے) کی نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ Call Attention Notice کے لیے ضابطہ میں پندرہ منٹ کا وقت دیا گیا ہے لیکن میں رانا اکرام ربانی صاحب کو اجازت دیتا ہوں۔ تو رانا صاحب' کیا آپ سپلیمنٹری سوال کرنا چاہتے ہیں؟

رانا اکرام ربانی: جی جناب والا میں سپلیمنٹری سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ Law and order کی debate کے دوران بڑا تفصیلی کتابچہ وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں پیش کیا تھا اور اس وقت بھل صفائی کا کوئی پروگرام شروع نہیں ہوا تھا۔ تو جناب والا میرا یہ اندازہ ہے کہ قائد ایوان نے اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اب ہم 1992 میں داخل ہو گئے ہیں مگر اس کے اوپر ہماری کوئی seientific approach نہیں ہے۔ میرا اندازہ تھا کہ اس سوال سے خصوصی طور پر اس کے جزو (ب) سے جناب قائد ایوان کو اس کا مفہوم سمجھ آگیا ہو گا لیکن مجھے افسوس ہے اور مجھے وضاحت کے ساتھ بات کرنا پڑ رہی ہے کہ ہمارے ہاں یہ concept ہے کہ ہم نے پولیس کو محض ایک ڈنڈا فورس بنایا ہوا ہے۔ میرے اس سوال کا مقصد یہ تھا کہ کیا حکومت کے زیر غور ایسے کوئی اقدامات ہیں کہ law and order کو maintain کرنے کے لیے اور crimes کو eradicate کرنے کے لیے فورس بنائی جائے۔ اس حوالے سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا میں یہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں کہ حکومت اس معاملے میں کوئی اقدام نہیں کر رہی ہے یا پھر اس کا مفہوم نہیں سمجھ رہی ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ سوال تو آپ پہلے بھی کر چکے ہیں اور اس کا جواب بھی وہ دے چکے ہیں۔

جناب عرفان احمد خان ڈاہا: (Point of order) جناب والا! میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک ایسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں جس کے ساتھ الذوالفقار تنظیم کا بھی تعلق ہے۔ جس دن الذوالفقار تنظیم کو یہ کنٹرول کر لیں گے اسی دن یہ سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: Call Attention Notice کے لیے مختص وقت اب ختم ہوتا ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی ارشاد فرمایئے!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں اپنے محترم دوست کے سوال پر ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب بھی یہاں پر موجود ہیں' کہ انہوں نے "الذوالفقار تنظیم" کے کتنے ممبر پولیس میں بھرتی کر رکھے ہیں۔ اور ان کے کتنی تعداد ہے کہ جو ان کے بقول شریک ہیں' کہ جب تک تنظیم ختم نہیں ہو گی اس وقت تک یہ کارروائیاں ہوتی رہیں گی۔

جناب سپیکر: مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ کرتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر: جی ارشاد فرمایئے!

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے محترم وزیراعلیٰ پنجاب کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور ایک بڑے اہم اور سنگین واقعہ کی طرف معزز ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ مورخہ 28 دسمبر1991ء کو ہمارے ایک معزز رکن محمد نصیر خان صاحب پر قاتلانہ حملہ ہوا۔ میری وزیراعلیٰ پنجاب سے یہ گزارش ہے کہ ازراہ کرم اس واقعہ کے بارے میں ایوان کو اعتماد میں لیں اور بتائیں کہ اس واقعہ کی کیا وجوہات اور اسباب تھے۔ اس واقعہ کے بارے میں ضروری بات یہ ہے کہ اس واقعہ میں ان کے اہل خانہ کے تین افراد شدید زخمی ہوئے۔ جن کی حالت ابھی تک نازک ہے اور وہ ہسپتال میں داخل ہیں۔ ایک ان کا بھائی' ایک بہنوئی اور ان کے چچا تھے۔ اس قدر سنگین واقعہ اس معزز ایوان کے ایک معزز رکن کے ساتھ پیش آیا۔ میں ان سے یہ بھی گذارش کروں گا کہ وہ ہمیں یہ بھی بتائیں کہ اگر اس قسم کے واقعات ہمارے معزز رکن کے ساتھ پیش آ سکتے ہیں تو ان کو کیا تحفظ حاصل ہے؟

جناب سپیکر: call attention notice کا وقت اب ختم ہو چکا ہے۔ آپ نے ایک اہم معاملے کی نشان دہی کی ہے۔ اس سلسلہ میں قائد ایوان جس وقت مناسب سمجھیں اس وقت اس معزز ایوان کو اعتماد میں لیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ تحاریک استحقاق نمبر22 اور 28 پچھلے اجلاس سے مؤخر شدہ تھی۔ اس سلسلہ میں راجہ محمد بشارت صاحب کی طرف سے دی گئی تحاریک استحقاق انہوں نے واپس لے لی ہیں۔ لہٰذا یہ تحاریک استحقاق واپس لی گئی متصور ہوں گی۔ ایک تحریک استحقاق جناب فرید احمد پراچہ کی طرف سے ہے جو کل ہی یہاں پیش کی گئی تھی۔ اور جو جناب وزیر قانون کی استدعا پر مؤخر کر دی گئی تھی۔ آج اسی کو ٹیک اپ کر لیتے ہیں۔ کیا وزیر قانون اس

سلسلہ میں کچھ ارشاد فرمائیں گے؟ کیونکہ یہ تحریک استحقاق آپ کے کہنے پر مؤخر کر دی گئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس سلسلہ میں ہم نے شیخ زید ہسپتال کے ایڈمنسٹریٹر سے رابطہ قائم کیا ہے۔ جس ایڈمنسٹریٹر سے جناب فرید احمد پراچہ صاحب کی بات ہوئی تھی وہ اس وقت ایڈمنسٹریٹر نہیں ہیں۔ ان کا اسلام آباد تبادلہ ہو چکا ہے۔ نئے ایڈمنسٹریٹر سے بات ہوئی ہے۔ جہاں تک اس واقعے کا تعلق ہے وہ اس سے آگاہ نہیں تھے۔ اس واقعہ پر انہوں نے معزز رکن اور پنجاب اسمبلی سے معذرت کی ہے۔ انہوں نے فوری طور پر ہدایات جاری کر دی ہیں اور نرسوں کو دوپٹہ اوڑھنے کے احکامات بھی جاری کر دیئے ہیں۔

"Introduce Dopatta as a part of the uniform and it will be implemented immediately.

اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ معزز رکن کی خواہش کی بھی تکمیل ہو چکی ہے۔ وہ مرکزی حکومت کے افسر ہیں اور یہ معاملہ بھی مرکزی حکومت سے متعلقہ ہے۔ نئے ایڈمنسٹریٹر نے معذرت بھی کی ہے اور اس واقعہ پر افسوس کا بھی اظہار کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ حل ہو چکا ہے۔ میں اس تحریک استحقاق کی technicality پر نہیں جانا چاہتا۔ میں اپنے بھائی فرید احمد پراچہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تحریک استحقاق واپس لے لیں۔

جناب سپیکر: جی پراچہ صاحب!

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ایک افسر کے تبدیل ہو جانے سے تحریک استحقاق پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ ایک افسر کسی فرد کے استحقاق مجروح کر کے ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں تبدیل ہو جائے تو اس سے تحریک استحقاق پر کوئی فرق واقع نہیں ہوتا۔ جہاں بھی وہ چلا جائے' اسے بلایا جا سکتا ہے۔ خاص طور پر میری گزارش یہ ہے کہ وہ ایڈمنسٹریٹر صاحب جن کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ ایک ریٹائرڈ فوجی افسر ہیں۔ ان کو بلایا جانا بہت ضروری ہے۔ وہ فوج میں دوران ملازمت بڑی قابل قدر خدمات انجام دیتے ہیں' لیکن ملازمت سے ریٹائر ہونے تک وہ اپنی فہم و فراست کا ایک بڑا حصہ ملک و قوم کی حفاظت پر نچھاور کر چکے ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس ریٹائرڈ فوجی افسر کا رویہ خاصا توہین آمیز تھا۔ اسمبلی کے بارے میں انہوں نے کہا کہ: "آپ اسمبلی کے ممبران ہر چیز میں ٹانگ اڑاتے ہیں۔ آپ کا اس سے کیا تعلق ہے۔ میں اس کو ٹھیک اپ کروں یا نہ کروں' یہ میری مرضی ہے۔ دوپٹہ اوڑھنے کی اجازت دوں یا نہ دوں میں اس کا مجاز ہوں۔ اسلام کو بھی میں بہت جانتا ہوں' اور پاکستان کو بھی بہت جانتا ہوں۔" یہ ان کا جواز تھا۔ جس کا

انداز یہ ہے' جس کی ذہنیت یہ ہے' اس کے محض ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانے سے کوئی فرق واقع نہیں ہوتا اور مرکزی حکومت کے افسر کو محض اس لئے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ چونکہ مرکزی حکومت کا افسر ہے' اس لئے وہ صوبائی اسمبلی کے ممبران کا استحقاق مجروح کرتا رہے اور ہمارے جو استحقاق کی شرائط ہیں' ان میں بھی یہ بات ہے کہ آئین کے تحت دیئے گئے' جتنے بھی حقوق ہیں' قواعد کے تحت اگر وہ مجروح ہوتے ہیں تو اس پر تحریک استحقاق پیش ہو سکتی ہے۔ لیکن جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ ایک مسئلہ حل ہوا اور میں اس سلسلہ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس تحریک استحقاق کو لیا اور اس کے ساتھ ایک اہم معاملہ حل ہوا' لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس افسر کے ذہن کے اندر پاکستان اور اسلام کے بارے میں اور ممبران اسمبلی کے بارے میں منفی جذبات اور خیالات ہیں' اس کے معاملہ کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جانا چاہیے۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ جو معاملہ ہے اس سلسلہ میں ایک تو میری گزارش اپنے فاضل بھائی سے یہ ہے کہ یہ تحریک استحقاق پرسوں 12 بجے ہمارے ورکنگ ڈے کے آخری وقت پر پیش ہوئی' چونکہ کل ہمارا سینیٹ کا الیکشن تھا' اس لئے ہمارا اس افسر سے رابطہ کوشش کے باوجود نہیں ہو سکا' جتنا رابطہ ہو سکا تھا' اس کا میں نے ذکر کر دیا ہے اور اس افسر نے معزز ممبر کے احکامات کی تعمیل بھی کر دی ہے' چونکہ یہ ان کا Prescribed uniform ہے' جس میں وہ خواتین (جو وہاں ہسپتال میں کام کرتی ہیں) کیپ پہنتی ہیں اور یہ متعلقہ ادارے کی طرف سے لکھا ہوا بھی آیا ہے' جو میں اس ایوان میں پڑھ دیتا ہوں۔

The nurses in Shaikh Zaid Hospital wear a cap which is also the dress in many other institutions of Pakistan.

تو جناب والا یہ ان کا Prescribed uniform ہے' جس میں نرسز اپنے ہسپتال میں دوپٹے کی بجائے ٹوپی پہنتی ہیں اور معزز رکن کی ان سے ٹیلیفون پر بات ہوئی ہے' معزز کن نے اپنا نقطۂ نظر بیان فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں معزز ممبر کے احکامات کی تکمیل کے لیے ہدایات بھی جاری ہو چکی ہیں' تو میں سمجھتا ہوں کہ فاضل رکن کی خواہش کی تکمیل بھی ہو چکی ہے اور انہوں نے اپنے Prescribed dress جو دوسرے institutions میں بھی ہے اس کو change کرنے کے لیے بھی اقدامات کیے ہیں۔

جناب والا جہاں تک فاضل رکن کے ساتھ ٹیلیفون پر متعلقہ افسر کے نامناسب رویہ کی بات کا

تعلق ہے' چونکہ ہمارا متعلقہ افسر سے ابھی تک رابطہ نہیں ہو سکا' لہٰذا فی الحال میں اس سلسلہ میں کچھ کہنے سے قاصر ہوں' البتہ میں اپنے فاضل دوست کی خدمت میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ وہ اپنی اس تحریک استحقاق پر زور نہ دیں' میں متعلقہ افسر کے ساتھ رابطہ کر کے معزز ممبر کی اس کے ساتھ میٹنگ بھی کرانے کو تیار ہوں' ممکن ہے کہ اس افسر نے کوئی اس قسم کی بات کی ہو' لیکن جیسا کہ معزز ممبر خود فرما رہے ہیں کہ وہ ایک ریٹائرڈ فوجی افسر ہیں' ممکن ہے اس کا انداز معزز دوست کو پسند نہ آیا ہو' ورنہ اس کی نیت میں کوئی ایسی بات نہ تھی اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی سرکاری ملازم ٹیلیفون پر پنجاب اسمبلی کے معزز رکن کی توہین کرنے کی جرأت کرے' اس سلسلہ میں اس سرکاری افسر کا Point of view بھی سننا چاہیے۔ ہاں البتہ میرے فاضل دوست اگر اسلامی رواداری کا مظاہرہ کرتے ہیں تو بھی یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے اور اسے یہاں پر ختم کیا جا سکتا ہے۔ اس کے باوجود اگر یہ insist کرتے ہیں تو میں متعلقہ افسر کے ساتھ معزز ممبر کی میٹنگ کروا کر جو بھی غلط فہمی پیدا ہوئی ہے' اس کو دور کروا دیتا ہوں اور اگر اس افسر نے غلطی کی ہے تو پھر میں ان کو مطمئن کرانے کی کوشش کروں گا۔ شکریہ۔

سردار امجد حمید خان دستی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی سردار صاحب آپ کچھ ہماری رہنمائی فرمانا چاہتے ہیں تو ارشاد فرمائیے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمارے فاضل ممبر کو یہ علم ہونا چاہیے کہ دوپٹہ سر کو ڈھانپنے کے لئے اور زلف کو چھپانے کے لئے ہوتا ہے اور اگر ٹوپی سے زلف چھپ سکتی ہے تو میرے خیال میں دوپٹے کی ضرورت نہیں رہتی' لہٰذا میری ان سے گزارش ہے کہ یہ اپنی تحریک استحقاق واپس لے لیں' کیونکہ جو مطلب دوپٹے سے حل ہوتا ہے' وہ ٹوپی سے بھی حل ہو سکتا ہے' اس لئے یہ برا نہ منائیں اور ساتھ ہی میں گزارش کروں گا کہ میری ایک تحریک استحقاق نمبر 25 ہے' اس کو Out of turn لیا جائے' کیونکہ پھر نامعلوم کب ملیں۔

جناب سپیکر: آپ کا مطلب ہے کہ اگر آج اجلاس Prorogue ہو گیا اور آپ کی تحریک نہ آئی تو پھر:

"کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک"

جی! فرید احمد پراچہ!

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! سردار امجد حمید خان دستی صاحب اور جناب وزیر قانون و

پارلیمانی امور نے جو کچھ فرمایا وہ اپنی جگہ درست اور جو کچھ میں نے پیش کیا' وہ بھی صحیح ہے' کیونکہ ہسپتال کی نرسز ٹوپی یا جو کچھ وہ سر کے اوپر اوڑھنے کے لئے رکھتی ہیں' وہ زلف کو نہیں چھپاتی' وہ تو سر کے درمیان ایک علامتی طور پر تکونی سی ٹوپی ہے' جو صرف علامتی طور پر رکھی جاتی ہے۔ سردار امجد حمید خان دستی صاحب چونکہ ان معاملات میں خاصی دلچسپی رکھتے ہیں اور اگر وہ کبھی شیخ زید ہسپتال جا کر دیکھیں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ ٹوپی دوپٹے کے مفہوم کو ادا نہیں کرتی بہرحال اب چونکہ اس تحریک استحقاق کے نتیجے میں ایک اہم معاملہ جو صرف میری خواہش ہی نہیں بلکہ قرآن و سنت کی منشا ہے' حل ہو گیا ہے لہٰذا میں اپنی اس تحریک استحقاق پر زور نہیں دیتا۔

جناب سپیکر: فرید احمد پراچہ صاحب اپنی تحریک پر زور نہیں دیتے---- جناب رانا اکرام ربانی صاحب (قائد حزب اختلاف)

ارکان اسمبلی پر "پلاٹوں کے پیچھے بھاگ دوڑ" کا الزام

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں' جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ پاکستان مسلم لیگ کے مرکزی جنرل سیکرٹری اقبال احمد خان صاحب نے ایک تقریب میں خطاب کے دوران فرمایا ہے کہ: "کارکن ارکان اسمبلی کے تعاقب میں ہیں اور ارکان اسمبلی پلاٹوں کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔" محترم خان صاحب نے ان ارکان اسمبلی کی واضح نشان دہی نہ کر کے بحیثیت مجموعی ارکان اسمبلی کے کردار کو مجروح کیا ہے' جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے' لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ میں نے جس شخصیت کے بارے میں یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے' وہ سیاسی طور پر بھی بحیثیت ایک کارکن کے دوسروں کی طرح میرے لیے بھی اتنے ہی قابل احترام ہیں۔ اختلاف رائے کا حق اپنی جگہ پر ہے اور خصوصاً گزشتہ روز وہ سینیٹر بھی منتخب ہو چکے ہیں۔ ایک ایسا شخص جو خود اس میدان میں نہ ہو' اس کی طرف سے اگر اس قسم کے ریمارکس آ جائیں تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک ایسی مہم کا حصہ ہے' جس کا مقصد ہمیشہ یہ رہا ہے کہ ان معزز ایوانوں کو بدنام کیا جائے۔ ان معزز ایوانوں میں بیٹھنے والے اراکین کے بارے میں ایک تاثر بنایا جائے کہ یہ صرف لوٹ مار کے لئے اسمبلیوں میں آتے ہیں اور قوم کا ایک ذہن بنا دیا جائے

کہ اگر ان ایوانوں کو ختم کر دیا جائے تو لوگ اس احساس سے شکر ادا کریں کہ ہماری جان ان چور اچکوں سے چھوٹ گئی۔ جناب سپیکر! یہ ریمارکس ایک ایسی شخصیت کی طرف سے آئے ہیں' جو اب خود ایک معزز ایوان کے رکن منتخب ہو چکے ہیں۔ مجھے اس تحریک کو واپس لینے میں بھی کوئی عار نہیں' لیکن میں اس تحریک استحقاق کے حوالے سے جناب سپیکر میں آپ کی توجہ استحقاق کمیٹی کے ممبران کی توجہ اور اس معزز ایوان میں بیٹھنے والے ہر رکن کی توجہ اس چیز کی طرف دلانا چاہتا ہوں' کہ ہمیں آج کل کسی کے خلاف کہیں نہ کہیں کوئی line draw کرنی پڑے گی' تاکہ ارکان اسمبلی کے خلاف یہ تاثر دانستہ یا غیر دانستہ جو قائم کیا جا رہا ہے' ان اداروں کے ارکان اس سے بچ سکیں اور اگر ایسی بات کرنے والے شخص کے ذہن میں کوئی نام ہے' یقیناً ہو گا تو وہ نام بھی ساتھ بتا دیا کریں تاکہ وہ لوگ جو اس سارے نظام کو ایک مقدس فرض سمجھ کر ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جناب والا! وہ اس کا نشانہ نہ بنے اور کسی طالع آزما کو ان ریمارکس کی آڑ میں یہ موقع نہ ملے کہ فلاں طبقہ فکر کے لوگوں نے کہا کہ یہ ارکان اسمبلی جو ہیں، یہ corrupt ہیں۔ اور تو اور جو لوگ خود سیاسی جماعتوں کے عہدیداران ہیں جو خود ان اداروں کے ارکان ہیں وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ پلاٹوں اور پرمٹوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ عوام کے مسائل کی طرف ان کی توجہ نہیں ہے۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے ہمیں یہ line draw ضرور کرنی چاہیے کہ آئندہ اس قسم کا غیر ذمہ دارانہ تبصرہ جو ہے وہ ارکان اسمبلی یا ان معزز ایوانوں کے بارے میں نہ آئے۔ جناب سپیکر! میں پھر اس معزز ایوان کی توجہ دلانے کے لئے صرف یاد دہانی کے طور پر---- گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج ہم اس ایوان میں موجود ہیں' کل کو ہماری جگہ پر کوئی اور ہو گا' لیکن ان اداروں کے بارے ایسا تاثر پیدا نہ ہونے دیجئے کہ ان اداروں کے رکن صرف بلیک میلنگ کرتے ہیں' پلاٹوں اور دوسری چیزوں کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اس مختصر بیان کے بعد آپ اسے press نہیں فرماتے۔

رانا اکرام ربانی: میں اپنی تحریک استحقاق کو press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ رانا اکرام ربانی اپنی اس تحریک استحقاق کو press نہیں فرماتے۔ اس کے بعد جناب ارشاد حسین سیٹھی کی تحریک استحقاق نمبر 6 ہے۔

ڈائریکٹو جنرل ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کا ایم پی اے کے ساتھ عدم تعاون

جناب ارشاد حسین سیٹھی: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری واقعہ کو

زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں' جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے حلقہ پی پی۔ 117 میں محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ نے (ایریا ڈویلپمنٹ سکیم نمبر2 دسن پورہ) کے نام سے شروع کی تھی۔ محکمہ نے جن لوگوں کی جگہ acquire کی تھی' آج تقریباً تیرہ (13) سال گزرنے کے باوجود تمیں مالکان اراضی کو متبادل پلاٹ مہیا نہیں کیے۔ اس بارے میں متعلقہ مالکان اراضی کی فریاد پر میں نے ڈائریکٹر جنرل ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کو تحریری آگاہ کیا اور اس معاملہ کو فوری حل کرنے کی استدعا کی' مگر اس پر آج تک عمل درآمد نہ کیا گیا ہے۔

: جناب والا! ایک جائز کام کروانے اور مظلوم عوام کی فریاد حکام بالا تک پہنچانے اور انہیں ان کا حق دلوانے کے معاملہ میں محکمہ کے عدم تعاون کے روّیہ سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے' لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک استحقاق کو منظور کر کے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اپنے مختصر بیان میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میری خوش قسمتی ہے کہ قائد ایوان بھی موجود ہیں۔ میں نے جن لوگوں کا ذکر کیا ہے' تیرہ سال گزرنے کے بعد بھی وہ اپنے حق سے محروم ہیں۔ اگر وہ لوگ حکام بالا تک اپنے حقوق کے لئے جاتے ہیں تو ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی' جب کہ یہ ان کا بنیادی حق ہے اور ایک شخص جو عوامی نمائندہ ہو اور جس کا استحقاق صرف یہ بنتا ہے کہ جب وہ اس ایوان میں قدم رکھے یہ معزز ایوان اس کو یہ استحقاق دے دیتا ہو' سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہاں تک لانے اور اس استحقاق تک پہنچانے میں کن لوگوں کا حصہ ہے؟ جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ موجودہ ممبران جب اپنی ذمہ داری سے عہدہ برا نہیں ہوں گے تو یہ استحقاق جو آج ان کو ملا ہے وہ ختم ہو جاتا ہے' کیونکہ ان کو استحقاق دلوانے والے وہ مظلوم عوام ہیں' جو ان کے حلقے کے ووٹرز اور سپورٹرز ہیں' وہ ہمیں اس قابل بناتے ہیں کہ ہم اس ایوان میں کھڑے ہو کر اپنے استحقاق کی بات کریں اور جب ان کے حق کی بات ہوتی ہے تو وہ ان کے دروازوں پر جاتے ہیں۔ جب ان کا ایک نمائندہ ان کا حق دلوانے کے لئے دفاتر میں جاتا ہے اور پھر اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے جو تیرہ سال ان سے ہوتا رہا ہے' تو جناب سپیکر میں نہیں سمجھتا کہ پھر کس استحقاق کی بات ہوگی کہاں ہوگی؟ اور کس جگہ کی جائے گی' کیسے ان لوگوں کو حق دلوائے جائیں گے؟ کیونکہ جن

کے حقوق دلوانے کے لئے ہم اپنے حق کو فائق کر کے آج استحقاق کی بات کر رہے ہیں۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے اور اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ اس معزز ایوان میں 1986ء میں یہ کہا گیا کہ ان مالکان اراضی کو ان کی مطلوبہ جگہ کے مطابق الاٹ منٹ کر دی گئی ہے اور یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے' سوال نمبر 867 کے ضمنی سوال کے جواب میں یہ کہا گیا کہ ہم ان لوگوں کو جون 1986ء تک جگہ الاٹ کر دیں گے۔ مگر آج تک ان مالکان اراضی کو جگہ نہیں دی گئی۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے حکام بالا تک جانے کے بعد بھی' ان لوگوں کو میرے ذریعہ بھی حق نہیں ملا۔ اس لئے جناب سپیکر میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرا اور اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ! وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! یہ بات درست ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے وسن پورہ میں کچھ زمین حاصل کر کے ایریا ڈویلپمنٹ سکیم نمبر دو بنائی تھی۔ اس وقت اس سکیم پر مختلف لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا تھا' محکمے نے پوری کوشش کی کہ جن لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے' ان کو اٹھایا جائے' ان میں سے بیشتر مالکان کو ہم نے نقد معاوضہ ادا کر دیا تھا اور جن لوگوں نے پلاٹ لینے کی خواہش کا اظہار کیا تھا' محکمے نے پوری کوشش کی کہ جن لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے' ان کو اٹھایا جائے اور جو لوگ پلاٹ لینا چاہتے ہیں۔ انہیں پلاٹ دیئے جائیں۔ جناب والا! اس سلسلے میں فاضل رکن مجھ سے بھی کئی دفعہ مل چکے ہیں اور فاضل ممبر کے ملنے کے بعد' میرے ہی اقدامات کی روشنی میں محکمہ نے اس سکیم کے بے شمار مسائل حل کیے' جن لوگوں کو پیسے دینے تھے' ان کو ان کے پیسے دلوائے۔ جناب والا! اس سلسلے میں سیکرٹری صاحب بھی مجھ سے ملتے رہتے ہیں اور فاضل رکن بھی محکمے کے دیگر افسران سے ملتے رہتے ہیں' ایسی کوئی بات نہیں ہوئی' جس سے فاضل رکن کا استحقاق مجروح ہوا ہو۔ فاضل رکن یا تو یہ بتائیں کہ ان کے آنے پر ان کا کوئی کام نہ کیا گیا ہو اور اس بارے میں بھی فاضل رکن ہی بہتر جواب دے سکیں گے۔ ہم نے تو حتی المقدور کوشش کی ہے کہ ان کو ہر طرح سے مطمئن کیا جائے اور ان کا کام کیا جائے۔ جہاں لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا تھا یا ناجائز تعمیرات کی تھیں اور وہاں پر stay order جاری ہو چکے تھے' محکمہ نے کوشش کی اور ان کا پیچھا کیا اور بہت سے stay order خارج کروائے اور 23 مالکان اراضی جو پلاٹ لینا چاہتے تھے' ان میں سے آج تک ہم نے 17 مالکان کو پلاٹ دے دیے ہیں۔ بقیہ لوگوں کے لئے بھی ہم کوشش کر رہے ہیں' جیسے ہی stay order ختم ہوں تو ہم ان لوگوں کو پلاٹ مہیا کر دیں۔ اسی

طرح محکمہ ہمیشہ کوشاں رہتا ہے' اور ہماری طرف سے کبھی بھی یہ کوتاہی نہیں ہوئی کہ ہم کسی ناجائز قابض کو رعایت دیتے جائیں اور جو حق دار ہیں' ان کی ہم بات نہ سنیں۔ بہت سی جگہوں پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کرنے کے لئے چار دیواریاں بنائی ہوئی تھیں' ہم نے ایسے ناجائز قابضین سے پولیس فورس کے ذریعہ یا کسی طریقہ سے پلاٹ واپس لے لئے ہیں اور اب جو مقدمات عدالتوں میں pending ہیں' ان کا فیصلہ ہونے تک میں سمجھتا ہوں کہ تمام لوگوں کو compensation مل جائے گی۔ جناب والا! میں فاضل رکن کی خدمت میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ اتنے نامساعد حالات میں ہم نے جو کوشش کی ہے' یہ محکمہ کا ایک مستحسن قدم ہے اور آئندہ بھی ہم کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے اور اس جواب کی روشنی میں' میں سمجھتا ہوں کہ فاضل رکن اپنی تحریک استحقاق کو press نہیں فرمائیں گے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میں اس کو اس انداز سے press کرتا ہوں کہ انہوں نے جو جواب دیا ہے' ہم نے کچھ لوگوں کو پلاٹ الاٹ کر دیئے ہیں اور دوسروں کو بھی compensation دے دیں گے۔ جناب سپیکر! اگر یہی جواب محترم وزیر صاحب نے دینا ہے تو اس کا سیدھا سادہ جواب ہے کہ:

ہم نے یہ دے دیئے ہیں' فلاں فلاں دے دیئے ہیں اور میرا مقصد بھی یہ ہے کہ ان لوگوں کو ان کا حق دے دیا جائے اور اگر ہم یہ کوشش کریں گے تو اس سے جناب سپیکر ان کا مسئلہ حل نہیں ہوتا اور استحقاق بھی اسی لئے مجروح ہوا کہ جناب میں نے ان کے حق کے لئے کوشش کی اور میری کوشش کو رائیگاں جانے دیا گیا' اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوتا ہے' جناب وزیر صاحب ایوان میں اگر اس کا مؤثر جواب دیں گے کہ جس سے ایک چیز واضح طور پر سامنے نظر آ جائے کہ ہم اس وقت تک ان لوگوں کو adjust کر دیں گے' تو میں سمجھوں گا کہ میں اپنے اس حق سے بری الذمہ ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی اس تحریک کو press نہ کروں' کیونکہ اس کے ذریعے لوگوں کو ان کا حق مل گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی چودھری صاحب!

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ہم نے پہلے بھی بہت کوشش کی ہے اور جو سول کورٹس اور ہائی کورٹس میں cases pending ہیں' ان کے بارے میں ہماری کوشش ہے کہ ہم ان کو بہت جلد clear کروائیں' تاکہ stay order ختم ہو اور ہم ان

لوگوں کو compensation کی شکل میں پلاٹس الاٹ کر سکیں' جہاں تک فاضل ممبر فرما رہے ہیں کہ میں ان کو کوئی deadline یا کوئی date دے دوں کہ فلاں date تک ہم کر دیں گے' تو یہ جناب والا! میرے لئے اس لئے ممکن نہیں ہوگا' کہ جب ایک کورٹ میں فیصلہ ہوگا تو لوگ دوسری کورٹ میں چلے جائیں گے۔ اس لئے میں ان کو deadline نہیں دے سکتا' لیکن میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ ان کے اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے پہلے سے بھی زیادہ کوشش کریں گے اور جناب سیٹھی صاحب کو اس سلسلے میں مطمئن رکھیں گے اور امید کرتا ہوں کہ ہم لوگوں کو بہت جلد پلاٹس کی شکل میں compensation دے سکیں گے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کی یقین دہانی کے بعد اس کو press نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: شکریہ سیٹھی صاحب! آپ اس کو press نہیں کرتے ہیں' لیکن آپ کی یہ جو تحریک استحقاق ہے' یہ 13 سال پرانے ایک معاملہ کے بارے میں ہے' جبکہ رولز تحریک استحقاق کے بارے میں ایک دن کے lapse کی بھی اجازت نہیں دیتے تو یہ آپ کے ساتھ special treatment ہے' آئندہ یہ بات نہیں ہوگی' آئندہ میں اس قسم کی تحریک کو پڑھنے کی اجازت بھی نہیں دوں گا۔

اب تحریک استحقاق نمبر17 جناب شوکت محمود بھٹی صاحب کی ہے---- جی شوکت صاحب۔

(فاضل ممبر ایوان میں تشریف فرما نہ تھے)

جناب سپیکر: چونکہ فاضل ممبر ایوان میں تشریف نہیں رکھتے ہیں' اس لئے یہ تحریک استحقاق lapse ہوگی۔ اگلی تحریک استحقاق جناب غلام سرور خان صاحب کی ہے' کیا خان صاحب تشریف رکھتے ہیں؟

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! ان کی ٹانگ میں fracture ہونے کے باعث ان کی چھٹی کی درخواست آئی ہوئی ہے' ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی درخواست کی ہے کہ ان کی اس تحریک استحقاق کو ملتوی کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: اب تحریک استحقاق نمبر23 چودھری اصغر علی گجر صاحب کی ہے' چونکہ فاضل ممبر ایوان میں تشریف نہیں رکھتے ہیں' لہٰذا اگلی تحریک استحقاق نمبر25 جناب امجد حمید خان دستی صاحب کی ہے۔

وزیر قانون صاحب! سب کو یہ علم ہے کہ آج سیشن prorogue ہو جانا ہے اور میں چاہتا ہوں

کہ جن ممبر صاحبان نے تحریک استحقاق پیش کی ہیں' وہ حضرات محسوس نہ کریں کہ ان کی تحاریک کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی' یا ان کو take up نہیں کیا گیا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر صاحب کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب قائد حزب اختلاف کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 83 ہے' کل یہ تشریف نہیں رکھتے تھے۔

سردار امجد حمید خان دستی: جناب والا میری ایک تحریک استحقاق تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دستی صاحب! آپ اس وقت تشریف نہیں رکھتے تھے' تحریک استحقاق کے لئے جو وقفہ تھا' وہ اب ختم ہو چکا ہے' اب تو تحریک التوائے کار کا وقفہ شروع ہو چکا ہے۔

راجہ خلیق اللہ خان: دستی صاحب تو سندھ میں ان لڑکیوں کی کلاس میں گئے ہوئے تھے' جو ہندوستان سے وہاں داخل ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سردار صاحب! آپ کا نام پکارا گیا تھا' آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ جی رانا اکرام ربانی صاحب۔

مینٹل ہسپتال' لاہور میں ذہنی مریضوں کے ساتھ ناروا سلوک

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ ذہنی طور پر بیمار مریضوں کے لئے ملک میں موجود سب سے بڑی علاج گاہ Mental Hospital Lahore کی انتظامیہ بے حسی کا شکار ہے۔ ہسپتال میں موجود مریضوں کے علاج کے لئے حکومت کی طرف سے مختص کئے جانے والے فنڈز کا انتہائی بے دردی سے استعمال ہو رہا ہے' ذہنی طور پر بیمار افراد کے لئے مختص فنڈز کے خورد برد کی شکایت اس قدر عام ہو چکی ہے کہ اب یہ مریض بھی خود کہنے لگے ہیں کہ انتظامیہ ان کے فنڈز خورد برد کر رہی ہے۔ فنڈز کے استعمال کے لئے جو طریقہ کار ہے' اس کے مطابق ہر مریض کو گرم اور سرد موسم میں کپڑے سلوا کر دیئے جاتے ہیں اور خوراک میں ناشتہ کے علاوہ ہر روز گوشت شامل ہوتا ہے' لیکن صورت حال یہ ہے کہ اکثر مریضوں کو گوشت نہ ہونے کے برابر ملتا

ہے' ان کے کپڑے بوسیدہ اور گندے ہوتے ہیں' مریضوں کے لئے منگوائے جانے والا گوشت بھی ملازمین اور دوسرے افسروں کے گھروں میں پہنچا دیا جاتا ہے' اور مریضوں کی خوراک کا زیادہ حصہ ہڑپ کر لیا جاتا ہے۔ مریضوں کی صحت اور صفائی کے انتظامات انتہائی ناقص ہیں' ہسپتال میں ڈیوٹی پر موجودہ عملہ مریضوں کے ساتھ سخت رویہ اپناتا ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے' متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر! رولز تو مختصر بیان کی اجازت نہیں دیتے۔ لیکن میں آپ سے ایک گزارش کرنی چاہوں گا کہ یہ مریض جسمانی طور پر معاشرے کی' ہم سب کی اور حکومت کی دوسرے مریض لوگوں سے زیادہ توجہ کے مستحق ہوتے ہیں۔ اس علاج گاہ میں ان بے چاروں کے ساتھ صرف یہ سمجھ کر کہ یہ احتجاج نہیں کر سکتے' جلوس نہیں نکال سکتے یا انہیں اپنے اچھے بُرے کی تمیز نہیں ہے۔ صرف یہ سوچ کر ان کے ساتھ اس قسم کا سلوک کیا جا رہا ہے اور یہ بات ہم سب کے لئے اس معاشرے کے لئے پنجاب کے عوام کے لئے اور حکومت کے لئے خاص طور پر بہت افسوس ناک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب آپ جواب دیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! محترم قائد حزب اختلاف نے مورخہ 16 جولائی 1991ء کی نوائے وقت کی ایک خبر کی بنیاد پر یہ تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ مجھے متعلقہ محکمے کی طرف سے جو جواب موصول ہوا ہے' اس کے مطابق صورت حال کچھ اس طرح ہے کہ حکومت کی طرف سے مختص کیے گئے' تمام فنڈز اپنی اپنی مد میں بہت احتیاط اور پڑتال سے خرچ کئے جاتے ہیں اور اس کا باقاعدہ آڈٹ ہوتا ہے اور مجاز authority کی اجازت کے بغیر کوئی رقم صرف نہیں کی جاتی۔ ہسپتال میں تمام مریضوں کو موسم کے مطابق کپڑے مہیا کیے جاتے ہیں۔ جناب والا Mental Hospital میں یہ problem ہے کہ بعض مریض جو شدت سے ذہنی مرض کا شکار ہوتے ہیں' وہ اپنے کپڑے پھاڑ دیتے ہیں اور انتظامیہ کو اس قسم کی صورت حال سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ پھر فوری طور پر ان کو کپڑے مہیا کیے جائیں۔ جہاں تک خوراک کا تعلق ہے' ٹھیکے دار جو خام مال خرید کرتا ہے' اس کو وہاں ذخیرہ کیا جاتا ہے' اس کی بھی یہ چیکنگ کرتے ہیں اور ایک senior officer کی نگرانی میں کھانا تیار کیا جاتا ہے اور کھانے کی تقسیم کے لئے بھی ایک senior officer مقرر کیا گیا ہے۔ خورد برد کی کوئی خاص شکایت محکمے کے پاس نہیں لائی گئی ہے۔

میں معزز قائد حزب اختلاف کی خدمت میں نہایت ادب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت کو ان کی رہنمائی چاہیے۔ اس قسم کی کوئی خاص شکایت (complaint) ان کو کسی بھی مد میں ملے' تو وہ ہمیں اس سے آگاہ کریں۔ ہم اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اصلاح احوال کریں گے اور اس چیز کا حکومت سختی سے نوٹس بھی لے گی۔ ان الفاظ کے ساتھ میں توقع کروں گا کہ معزز قائد حزب اختلاف اپنی اس تحریک التوائے کار کو press نہیں کریں گے اور میں ان کو اس سلسلے میں ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کرواتا ہوں اور میں ان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اس قسم کے معاملات میں نشان دہی کر کے ہماری رہنمائی فرمائی۔ شکریہ!

رانا اکرام ربانی : جناب والا! اس سے پہلے کہ میں کسی نتیجے کا اظہار کروں۔ یہ رپورٹ جو Mental Hospital کی انتظامیہ کی طرف سے بھجوائی گئی اور محترم وزیر قانون نے پڑھ کر سنائی۔ یہ جناب والا اپنی جگہ پر misguiding ہے اور یہ اس ایوان میں پڑھنے کے لئے لکھ کر بھیج دی گئی ہے۔ میں نے اسی لئے معزز وزراء کی خدمت میں ہمیشہ یہ گزارش کی ہے' کہ آپ یہاں پر محکمے کے وکیل صفائی کے طور پر پیش ہونا چھوڑ دیں۔ Mental Hospital کی یا پاگل خانے کی اصطلاح پاکستان یا برصغیر میں استعمال کی جاتی ہے۔ لیکن اب اسے دوسرے ملکوں میں Mental Health Institute کہنا شروع کر دیا گیا ہے۔ وہاں پر مریضوں کی باقاعدہ درجہ بندی کی ہوتی ہے۔ انہوں نے یہ Mental Hospital کی انتظامیہ کی نا اہلی کا ثبوت خود فراہم کیا ہے کہ جو مریض اس درجہ بندی میں آتے ہیں جو کہ اپنے کپڑے پھاڑ دیتے ہیں' ان کو تو اس قسم کے انتظامات میں رکھا جاتا ہے' جہاں پر وہ اپنے کپڑے پھاڑنے کے قابل نہیں رہتے۔ اب اگر اس کے انچارج کو وہاں پر موجود ڈاکٹروں کو خوردبرد سے فرصت ملتی ہو تو وہ مریضوں کی درجہ بندی کریں۔ جناب والا! محترم وزیر قانون کی اس وضاحت کے بعد میں یقیناً یہ تحریک التوائے کار واپس لے لیتا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی کمیٹی بنائیں جو اس معزز ایوان میں موجود ڈاکٹرز پر مشتمل ہو۔ ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب بیٹھے ہیں' ان کی خدمت حاصل کی جا سکتی ہے۔ درجہ بندی کرنے کے بعد ان مریضوں کو جو ذہنی طور پر اس قابل نہیں ہیں اور اپنے کپڑے پھاڑ دیتے ہیں' ان کو انہوں نے اس حالت میں رکھا ہوا کہ اگر وہ اپنے کپڑے پھاڑ سکتے ہیں تو پھر وہ کسی کے بھی پھاڑ سکتے ہیں' کسی اور کا بھی نقصان کر سکتے ہیں۔ بلکہ یہ مسئلہ تو جناب والا فوری توجہ کا حامل بن گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر صحت : جناب والا! قائد حزب اختلاف نے بڑی وضاحت سے دلائل دیے ہیں۔ جب یہ تحریک پیش ہوئی' میں اس وقت ہاؤس میں موجود نہیں تھا۔ میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ محکمہ صحت اس معاملے میں بڑی سنجیدگی سے notice لے رہا ہے اور حال ہی میں ہم نے ایک فیصلہ کیا ہے کہ ایک کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے' اس کی ہم نے ابھی وزیر اعلیٰ سے منظوری لینی ہے۔ اس میں ماہر نفسیات' ڈاکٹر صاحبان ہوں گے۔ اس میں باہر سے عوامی نمائندے ہوں گے اور سماجی کارکن ہوں گے' جو کہ اس Mental Hospital کے نظام کو بہتر طریقے سے چلانے کے لئے ہر ماہ اس کا معائنہ کریں گے اور محکمہ صحت کو سفارشات دیں گے اور اس پر محکمہ صحت عمل درآمد کرے گا۔ پہلے عوام کو جو شکایات موصول ہو رہی تھیں یا press میں آ رہی تھیں' میرا خیال ہے کہ اس نئے فیصلے کی روشنی میں اب نہیں رہیں گی۔ میں قائد حزب اختلاف سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی اس تحریک کو press نہ کریں۔ شکریہ!

رانا اکرام ربانی: وزیر صحت کی اس وضاحت کے بعد میں یہ کہنا ضروری سمجھوں گا کہ اگر اس قسم کے معاملات کے حل کے لئے حکومت کی طرف سے یا متعلقہ وزراء کی طرف سے اس قسم کی approach ہے' تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ قابل تحسین ہے' اگر سب کی ایسی approach ہو جائے تو ہمارے مسائل حل ہو جائیں گے' شائد پھر ہمیں ان تحاریک کی بھی ضرورت محسوس نہ ہو۔ ایک تجویز ہے کہ ایسے بہت سے ادارے ہیں' جو میرے علم میں ہیں' جن سے اس معاملے میں رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ وزیر صحت اگر پسند فرمائیں گے تو میں پھر ان کی خدمت میں عرض کروں گا۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں کہ میں اپنی اس تحریک کو press نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی اس تحریک التوائے کار کو press نہیں کرتے؟

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں اسے press نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Not pressed.

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا پرسوں میں نے کہا تھا کہ میری ایک تحریک التوائے کار نمبر 103 ہے' اور یہ کشمیر کے معاملات اور حالات کے بارے میں ہے اور جناب سپیکر نے فرمایا تھا کہ ہم اس کو out of turn لے لیں گے تو میری گزارش ہے کہ اسے out of turn لے لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کتنے نمبر ہے؟

جناب فرید احمد پراچہ: یہ تحریک التوائے کار نمبر 103 ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پراچہ صاحب میرے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ سپیکر صاحب نے اس قسم کی کوئی یقین دہانی نہیں کروائی' لیکن اگر ہاؤس اس بات کی اجازت دے تو مجھے آپ کی یہ تحریک التوائے کار out of turn لینے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! اسی موضوع پر میرے فاضل بھائی جناب فرید احمد پراچہ صاحب کی طرف سے' جناب قائد حزب اختلاف اور میری طرف سے ایک مشترکہ قرارداد ایوان میں آئی ہوئی ہے' جو کہ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہونے پر ہم مشترکہ طور پر پیش کریں گے۔ اس صورت حال کے پیش نظر میں اپنے فاضل بھائی جناب فرید احمد پراچہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ انہیں تحریک التوائے لانے کی چنداں ضرورت نہیں' کیونکہ ہم حزب اختلاف کی طرف سے' اپنی طرف سے اور ان کی طرف سے ایک متفقہ قرارداد لا رہے ہیں جو کہ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہونے کے فوراً بعد پیش کی جائے گی۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ایک قرارداد موجود ہے اور یہ بڑے اہم معاملہ سے متعلق ہے' وزیراعظم صاحب کی اپیل پر' اور جناب غلام حیدر وائیں' قاضی حسین احمد صاحب' سردار قیوم صاحب اور دوسرے حضرات کی طرف سے اپیل پر 5 فروری کو اسی بارے میں پورے ملک میں ایک دن منایا جا رہا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ کشمیر میں جو موجودہ حالات ہیں' ان کے بارے میں اگر تحریک التوائے کے حوالے سے کچھ بات آ جائے تو اس طرح ہمارے ممبران کو کچھ رہنمائی بھی ملے گی اور اس کے نتیجے میں پھر آپ قرارداد پاس کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پراچہ صاحب! وہ ایک متفقہ قرارداد کی صورت میں یہ بات لا رہے ہیں۔ اگر جناب وزیر قانون کی تجویز سے اتفاق کر لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کی نسبت زیادہ مناسب رہے گا۔

جناب فرید احمد پراچہ: قرارداد کے موقع پر مجھے کچھ گزارشات کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ انشاء اللہ اس وقت فیصلہ کر لیں گے۔

تحریک التوائے کار نمبر 2 رانا اکرام ربانی صاحب اور رانا ثناء اللہ کی طرف سے ہے۔ یہ ایوان میں پڑھی جا چکی ہے اور وزیر اوقاف کی درخواست پر پینڈنگ کی گئی تھی۔ وزیر اوقاف اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔

وزیر اوقاف: میرے محترم بھائی رانا ثناء اللہ صاحب نے روزنامہ "فرنٹیئر پوسٹ" میں 8 اکتوبر

1991ء کو شائع شدہ خبر کے حوالے سے تحریک پیش کی ہے' جو جزوی طور پر درست ہے۔ اس کا یہ حصہ کہ یہ پلاٹ حکومت نے 3/ لاکھ روپے میں فروخت کر دیا' درست ہے۔ لیکن تحریک کا یہ حصہ درست نہیں کہ یہ پلاٹ ایک شخص حاجی محمد افضل کو' جو کہ لاہور کارپوریشن کے کونسلر ہیں' فروخت کیا گیا۔ یہ بھی درست نہیں کہ اس پلاٹ کی مالیت ایک کروڑ اڑتالیس لاکھ روپے ہے۔

جناب سپیکر! اصل حقائق یہ ہیں کہ یہ مسجد حاجی کریم بخش پانی والا تالاب سے ملحقہ ایک وقف جائیداد ہے' جو طویلہ بانسوں والا کہلاتی ہے۔ اس مسجد کے ساتھ جو ملحقہ اراضی تھی' اس میں کچھ غریب لوگ اوقاف کے کرائے پر رہ رہے تھے' جس سے محکمہ اوقاف کو 537 روپے ماہانہ آمدنی ہوتی تھی۔ دوسری طرف جب 1988ء میں ایل ڈی اے نے اس کو کچی آبادی ڈیکلیئر کر دیا تو وہاں کے مکینوں نے محکمہ اوقاف کو کرایہ دینا بند کر دیا۔ اسی طرح کچی آبادی ڈیکلیئر ہونے کے بعد جب ان مکینوں کو ڈیمانڈ نوٹس ملے تو مذکورہ شخص حاجی محمد افضل نے ان مکینوں سے وہ جائیداد خرید لی اور اس پر اپنی تعمیر شروع کر دی۔ جب محکمہ اوقاف کو معلوم ہوا تو محکمہ اوقاف نے اس پر دوبارہ قبضہ لینے کے لئے ایل ڈی اے سے رجوع کیا' لیکن وہ شخص حاجی محمد افضل عدالت میں چلا گیا اور ساتھ ہی اس نے ایک درخواست گزاری کہ یہ پراپرٹی مجھے 99 سالہ لیز پر دو روپے مرلہ کے حساب سے دے دی جائے۔ اس کے بعد ہم نے اس سے negotiation کیا' میٹنگز کیں تو وہ پانچ روپے سے زیادہ کرایہ دینے پر رضامند نہ ہوا۔ ہمارے محکمے نے یہ بات تسلیم نہ کی اور ایک سمری جناب چیف منسٹر کو بھیجی' جس پر انہوں نے دوبارہ منسٹر اوقاف کو تحریر کیا کہ اس کے ساتھ میٹنگ کر کے دوبارہ اس کی رپورٹ پیش کریں۔ میں نے اس کے ساتھ دوبارہ میٹنگ کی تو وہ دس روپے مرلہ کے حساب سے دینے پر رضامند ہوا' لیکن اس سے زیادہ دینے پر رضامند نہ تھا۔ اسی اثناء میں ہم نے مارکیٹ ریٹ معلوم کرنے کے لیے رجسٹرار محکمہ مال لاہور اور تحصیل دار صاحب سے وہ رجسٹریاں حاصل کیں جو ایک اور دو سال کے درمیان ہوئی تھیں۔ یہ ہمارا ایک رہائشی پلاٹ تھا۔ اس کے ساتھ والا پلاٹ جو چالیس مرلے کا تھا' وہ اسی شخص نے خرید کیا تھا۔ اس کی رجسٹری بھی ہم نے محکمے سے وصول کی اور اس سے بھی اس کے کاغذات وصول کیے۔ یہ چالیس مرلے کی پراپرٹی ہماری نہ تھی' بلکہ کسی اور آدمی کی تھی' جو اس نے خریدی تھی۔ اس کے ساتھ جو ہماری پراپرٹی ہے وہ بنیادی طور پر ایک رہائشی پلاٹ تھا' لیکن اس کے خرید کردہ چالیس مرلے کے پلاٹ کے ساتھ شامل ہو کر یہ کمرشل اراضی کے ساتھ منسلک ہو جاتی تھی۔ ہم نے سوچا کہ ایک تو یہ شخص کرایہ بہت کم دیتا ہے

اور دوسرے litigation میں جا کر عدالت میں سال ہا سال کا مقدمہ لڑ کر بھی ہمیں کچھ حاصل نہ ہوگا۔ پھر ہم نے وقف پراپرٹی کے ساتھ ایک مسجد کی تعمیر شروع کی ہوئی تھی اور اس پر اب تک بتیس لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ اس کی ایک پوری سکیم تھی' جس کے مطابق اس کے ساتھ ہم نے مارکیٹ بھی بنانی تھی اور اس پر اڑتالیس لاکھ روپے خرچ ہونے تھے۔ ہم نے سوچا کہ کیوں نہ اس جائیداد کو فروخت کر کے دوسری وقف پراپرٹی پر لگا دیں' تاکہ اس سے زیادہ آمدنی مل سکے۔ پہلے بھی اس مسجد پر ہمارا پچاس پچپن ہزار روپے سالانہ خرچ ہوتا تھا۔ وہاں ہمارا ایک خطیب امام تھا اور ایک مؤذن تھا۔ آمدنی ہمیں صرف چھ ہزار روپے سالانہ اس زمین سے ہوتی تھی۔ اس پر محکمہ مال سے ریکارڈ منگوا کر اس علاقے کی مارکیٹ ویلیو منگوائی تو وہ تینتالیس ہزار روپے فی مرلہ بنتی تھی۔ چنانچہ ہم نے پچاس ہزار روپے مرلہ کی تجویز پیش کی تھی۔ سیکرٹری اوقاف نے اس پر سفارش کی اور میں نے اس کو منظور کیا اور چیف منسٹر صاحب کے پاس بھیجا تو انہوں نے اس کی منظوری دے دی۔ اس کے بعد ہم نے یہ زمین انہیں منتقل کی ہے۔ دوسرے جو ہمیں 37 لاکھ روپے ملے وہ ہمیں کرائے کے لحاظ سے بہت بہتر لگے جو ہمیں 537 روپے ماہانہ ملتا تھا۔ اس وجہ سے ہم نے یہ زمین فروخت کر دی۔

میں فاضل رکن سے گزارش کروں گا کہ اس پراپرٹی سے ہمیں صرف 537 روپے ماہانہ حاصل ہوتے تھے' اور اس مسجد کی حالت ناگفتہ بہ تھی' جو پانی والا تالاب کے قریب تھی۔ اس کو ہم نے شہید کر کے اس کی دوبارہ تعمیر شروع کی' جس پر اڑتالیس لاکھ روپے خرچ ہوں گے اور اب تک اس پر بتیس لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ اس کے ساتھ مارکیٹ بھی ہے۔ یہ منافع بخش سکیم تھی۔ امید ہے کہ ان معروضات کے پیش نظر معزز رکن اپنی تحریک کو پریس نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے اپنے جواب میں خود تسلیم کیا ہے کہ انہوں نے وقف اراضی کو مجبوراً ایک شخص کے ہاتھ فروخت کیا۔ دراصل گزشتہ چند سالوں سے' جب سے اس ملک پر اور خاص طور پر پنجاب پر ایک ہوس پرست جتھہ مسلط ہے' اس وقت سے یہ روٹین بن گئی ہے کہ کوئی گرین بیلٹ ہو' کوئی سرکاری جگہ ہو' پہلے اس طریقے سے اس پر قبضہ کیا جاتا ہے' قبضہ کرنے کے بعد باقاعدہ اس کی خرید کی تجویز تیار کی جاتی ہے۔

proposal تیار کی جاتی ہے۔ proposal تیار کر کے ان حالات کو پھر اس طرح سے pose کیا

جاتا ہے کہ جناب یہ جو زمین ہے' اسے محکمہ اب اس سے واپس نہیں لے سکتا۔ لہٰذا اب اسی بات میں عافیت ہے کہ یہ اراضی اس شخص کو فروخت کر دی جائے۔ اس خبر میں specifically یہ allege کیا گیا ہے کہ اس اراضی پر اس وقت شاپنگ پلازا بن رہا ہے' اور یہ کروڑوں روپے کی اراضی اس شخص کو صرف 37 لاکھ روپے میں دی گئی ہے۔ ☆☆☆

25 سال مقدمے میں لگے رہیں اور آپ کو کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے۔ litigation در litigation ہوتی ہے۔ وارثوں والی جو جائیدادیں ہیں' ان کی litigation اتنی لمبی ہو جاتی ہیں کہ اس کا فیصلہ کروانا ناممکن ہو جاتا ہے۔ In good faith مسجد کے لئے جو پانچ سو روپے ماہانہ ملتے تھے' وہ بھی ملنا بند ہو گئے تھے۔ 37 لاکھ روپے حاصل کر کے فوری طور پر اسے litigation سے بھی ہم نے بچایا ہے اور ہر بات سے غلط پہلو نکالنا اور یہ جو الفاظ انہوں نے چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے متعلق اور چیف منسٹر صاحب کے متعلق اور پنجاب گورنمنٹ کی کارکردگی کے متعلق بیان کیے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نامناسب ہیں۔ ان کو حذف فرمائیں اور یہ تحریک التوائے کار کسی بھی لحاظ سے نہیں بنتی۔ اس وضاحت کے بعد اب ان کو مزید تقریر در تقریر کرنے کی اجازت نہ فرمائیں اور جناب والا میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ اس چیز کا notice لیں کہ وہ اپنی وضاحت میں کچھ ایسی باتیں کر رہے ہیں جو کہ انتہائی نامناسب ہیں۔ شکریہ!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! مجھے وزیر قانون کی اس بات پر اعتراض ہے۔

جناب سپیکر: مجھے وزیر قانون صاحب کی اس بات پر فیصلہ دینا ہے کہ جو آپ نے اس تحریک التوائے کار میں چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے بارے میں باتیں کی ہیں اور میں انہیں حذف کرتا ہوں۔ اس لئے کہ وہ relevant نہیں تھیں اور نامناسب تھیں۔ یہ نہیں ہونی چاہئیں اور اس تحریک التوائے کار کے بارے میں آپ فرما چکے ہیں یا مزید کچھ فرمانا چاہتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا مجھے وزیر قانون صاحب کی اس بات پر اعتراض ہے کہ انہوں نے chair کو advise کیا ہے کہ اس کے بعد بات کرنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے تھی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب والا خود بہتر سمجھتے ہیں کہ کس ممبر کو کس بات کی اجازت دینی ہے اور کس بات کی اجازت نہیں دینی ہے۔ میری گزارش صرف یہی ہے کہ یہ ایک s pecific معاملہ' ہم اس تحریک کے ذریعے آپ کے notice میں اور اس معزز ایوان کے notice میں لائے ہیں کہ یہ اس زمین کا نمبر ہے' یہ آرڈر ہے' یہ وہاں پر شاپنگ پلازا بن رہا ہے' اور یہ سرکاری زمین اتنے کم نرخوں پر بیچ دی گئی ہے۔ جناب سپیکر! یہ روزمرہ کا معمول بنا ہوا ہے۔ پورے پنجاب میں' پورے ملک میں' ہر جگہ پر' ہر شہر میں اس طرح سے سرکاری پراپرٹی پر قبضے ہو رہے ہیں تو اس رجحان سے عوام میں پریشانی پائی جاتی ہے۔ اگر اس قسم کی تحریک ایوان میں آئے گی اور زیر بحث آئے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں پر قدغن لگے گا کہ اس قسم کی پریکٹس نہیں ہونی چاہیے۔ آخر شہروں میں جو سرکاری

اراضی ہوتی ہے' یہ فلاحی اور اجتماعی مقاصد کے لئے ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ اسمبلی میں زیر بحث آنا چاہیے تاکہ اس قسم کی malpractices رک جائیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب شکریہ! ویسے بھی تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا چاہتا ہے اور آج اجلاس prorogue ہونا ہے تو اس لیے آپ اس تحریک التوائے کار کو پریس نہ کرنے کے بارے میں کچھ consider کرنے کے لئے تیار ہیں یا میں اس پر اپنا فیصلہ دوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ جو قبضہ گروپ اور مک مکا والا سلسلہ ملک میں چل رہا ہے' ہم اس پر قطعاً کسی قسم کا سمجھوتہ نہیں کر سکتے اور میں اسے پریس کروں گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب تشریف رکھیں۔ یہ issue 7 جولائی سے pending ہے اور یہ recent occurrence کا معاملہ نہیں ہے۔ تو اس تحریک التوائے کار کو inadmissible قرار دینے کے لئے صرف یہی ایک بات کافی ہے۔

This matter relates to day to day administrative matter اور day to day matters تحریک التوائے کار کا subject matter نہیں بن سکتے' اور صرف نیوز پیپر میں ایک چیز آ جانے سے تحریک التوائے کار کا subject matter نہیں بن سکتے اور basically اس لئے کہ یہ تحریک التوائے کار out of date ہے۔ یہ 7 جولائی سے pending ہے۔ اس لئے میں اسے inadmissible قرار دیتا ہوں۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

اب ہم درخواست ہائے رخصت کو لیتے ہیں

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

خان غلام سرور خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست غلام سرور خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"آج رات سے میری طبیعت خراب ہے۔ اس لیے اجلاس کے اختتام تک رخصت منظور فرمائی جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار عاشق حسین گوپانگ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں بوجہ ناسازی طبع مورخہ 1/2/92 کو شام کا اجلاس attend نہ کر سکا ہوں۔ براہ مہربانی میری رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

شیخ روحیل اصغر

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست شیخ روحیل اصغر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Dear sir,

This is to inform you that I am not a position to attend the Assembly Session to be held on 1st Feb,1992, due to my imprisonment, against which I have appealed for Bail in Lahore High Court, where my case is pending for hearing.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں وحید الدین صاحب

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست میاں وحید الدین صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

REGRET UNABLE ATTEND SESSION DUE
ILLNESS LEAVE REQUESTED. (WAHEEDUDDIN MPA PP98).

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب اعجاز احمد شیخ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست اعجاز احمد شیخ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Dear sir, I would like to inform you that due to sickness I could not attend the recent session of the Provincial Assembly of the Punjab from 19.9.91 to 29.9.91 and 1-10-91 to 07.10.91.

You are, therefore, requested to please sanction my leave for the said duration and oblige.

Thanking you with best regards.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

سردار حسن اختر موکل

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سردار حسن اختر موکل صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"گزارش ہے کہ فدوی اپنے علاج کی غرض سے بیرون ملک ہے اور اسمبلی اجلاس میں شرکت سے محروم ہوں اس لیے استدعا ہے کہ فدوی کو اسمبلی کے موجودہ اجلاس کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

نوازش ہوگی۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں وحید الدین صاحب

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں وحید الدین صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی جانب سے موصول ہوئی ہے۔

میں بوجہ بیماری اسمبلی اجلاس میں مورخہ 19/9/91 سے 7/10/91 تک شامل نہ ہو سکا۔
رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب شاہد نذیر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست شاہد نذیر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I shall be out of country from 27th September to 5th October, 1991 to visit 11th International Exhibition of Textile Machinery at Hannover, Germany.

I may kindly be granted leave for the above said period and oblige.

Thanking you.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے:

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر ا اور نمبر ا کی رپورٹیں ایوان پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کے لیے منظوری

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب سپیکر! اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 84-1983 اور 85-1984 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں

مورخہ 30 جون 1992 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: جی سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب تحریک پیش کرتے ہیں کہ:

"تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 84-1983 اور 85-1984 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1992 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

سردار عاشق حسین گوپانگ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 86-1985 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1992 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب تحریک پیش کرتے ہیں کہ:

"مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 86-1985 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر2 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1992 تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کر دی گئی)

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی جناب سعید احمد خان منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 85-1984 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر1' کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1992 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: جناب سعید احمد منیس صاحب یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ:

"مالیاتی حسابات مد بندی اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 85-1984 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر1' کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1992 تک توسیع کر دیا جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 87-1986 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 دسمبر 1992 تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: جناب سعید احمد خان منیس صاحب یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ:

"تجارتی حسابات اور ان پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ برائے سال 87-1986 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں مورخہ 31 دسمبر 1992 تک توسیع کر دی جائے۔"

مسوّدات قانون

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

MR SPEAKER. Now, we take up Government Business.

وزیر قانون: جی پہلے گورنمنٹ بزنس لے لیں۔

MR SPEAKER. Now, we take up Governemnt Business.

جی جناب لاء منسٹر۔

ہنگامی قانون (ترمیم دوئم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1992ء

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں ہنگامی قانون (ترمیم دوئم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1992ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: ہنگامی قانون (ترمیم دوئم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1992ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ قواعد انضباط کار کے مطابق یہ ہنگامی قانون اب مسودہ قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 29 فروری 1992ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔ جی لاء منسٹر صاحب۔

ہنگامی قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1992ء

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں ہنگامی قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1992ء ایوان کی

میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: ہنگامی قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1992ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ قواعد انضباط کار کے مطابق یہ ہنگامی قانون اب مسودہ قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے۔ جو اپنی رپورٹ 29 فروری 1992ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔

رانا اکرام ربانی: (قائد حزب اختلاف)۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں محترم لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ وہ ذرا اونچی آواز میں بولا کریں۔ انہوں نے دو دفعہ مقامی حکومت کہا ہے اور لگتا ایسے تھا جیسے قومی حکومت کہہ رہے ہوں۔

جناب سپیکر: جی یہ آپ نے نوٹس دیا ہے۔ تو جناب لاء منسٹر----

ہنگامی قانون (ترمیم سوئم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1992ء

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں ہنگامی قانون (ترمیم سوئم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1992ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: ہنگامی قانون (ترمیم سوئم) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1992ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ قواعد و انضباط کار کے مطابق یہ ہنگامی قانون اب مسودہ قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 29 فروری 1992ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔

قراردادیں

وزیر قانون: جناب والا! اب تین قراردادیں ہیں جو میری طرف سے اور قائد حزب اختلاف کی طرف سے متفقہ ہیں۔

جناب سپیکر: کون کون سی ہیں؟

وزیر قانون: جناب والا! نمبر1 مقبوضہ کشمیر کے بارے میں ہے۔ میں نے ان کی ترتیب سیکرٹری صاحب کو دی ہے۔

جناب سپیکر: دوسری کون سی ہیں؟

وزیر قانون: جناب والا! دوسری مولانا ظفر احمد انصاری صاحب اور جی ایم سید کے متعلق ہیں۔
جناب سپیکر: تو پہلے آپ ظفر احمد انصاری صاحب کے بارے میں پیش کر لیں۔
وزیر قانون: جی پہلے ظفر احمد انصاری صاحب کے بارے میں پیش کر لیتے ہیں۔ یہ میری طرف سے جناب قائد حزب اختلاف کی طرف سے اور جناب فرید احمد پراچہ صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ ہم تینوں کی طرف سے مشترکہ ہے تو جناب اجازت ہے؟
جناب سپیکر: جی ارشاد فرمایئے۔

ممتاز عالم دین مولانا ظفر احمد انصاری کی رحلت پر گہرے دُکھ اور تعزیت کا اظہار

وزیر قانون: "یہ ایوان تحریک پاکستان کے نامور رہ نما اور ملک کے ممتاز عالم دین مولانا ظفر احمد انصاری کی رحلت پر گہرے دُکھ اور تعزیت کا اظہار کرتا ہوں۔ مولانا ظفر احمد انصاری ہماری قومی تحریک کے نامور رہ نما تھے۔ انہوں نے پاکستان میں اسلام اور جمہوریت کے استحکام کے لیے قابل قدر خدمات سر انجام دیں اور وہ ہمیشہ اتحاد امت کے نقیب اور علم بردار رہے۔ ایوان ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ان کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے اور ان کے پسماندگان سے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔"
جناب سپیکر: یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان تحریک پاکستان کے نامور رہ نما اور ملک کے ممتاز عالم دین مولانا ظفر احمد انصاری کی رحلت پر گہرے دُکھ اور تعزیت کا اظہار کرتا ہوں۔ مولانا ظفر احمد انصاری ہماری قومی تحریک کے نامور رہ نما تھے۔ انہوں نے پاکستان میں اسلام اور جمہوریت کے استحکام کے لیے قابل قدر خدمات سر انجام دیں اور وہ ہمیشہ اتحاد امت کے نقیب اور علم بردار رہے۔ ایوان ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ان کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہے اور ان کے پسماندگان سے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

جناب سپیکر: اب یہ دوسری قرار داد کون پیش کریں گے؟ مقبوضہ کشمیر کے بارے میں قرار داد کون صاحب پیش کریں گے؟

وزیر قانون: یہ فرید احمد پراچہ صاحب پیش کریں گے۔

بین الاقوامی سطحوں پر کشمیریوں کے حق خودارادیت کی حمایت

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان مقبوضہ کشمیر میں ہونے والی بے پناہ مظالم اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اور پاکستان کی بین الاقوامی اور دیگر سطحوں پر اس مسئلے کے حل کے لیے مساعی کی بھرپور حمایت کرتا ہے اور اقوام عالم سے یہ توقع کرتا ہے کہ وہ کشمیر کے بارے میں اقوام متحدہ کی حق خود ارادیت سے متعلقہ قرار دادوں پر جلد از جلد عمل درآمد کرانے کے سلسلے میں اپنا کردار ادا کریں گی اور کشمیریوں کی بھرپور حمایت کریں گی۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا میں اس میں صرف ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں شاید یہ سیکرٹریٹ کا بھی طریقہ ہو اس قرار داد کی کاپی باقاعدہ سیکرٹری جنرل U.N.O ان تمام سفیروں کو بھیجی جائے جو ہمارے ملک میں موجود ہیں اور یہ کاپی باقاعدہ سیکرٹریٹ اسمبلی کی طرف سے بھیجی جائے۔

جناب سپیکر: جی یہ بڑی جائز تجویز ہے اور سیکرٹریٹ اس پر عمل درآمد کرے۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ۔

"یہ ایوان مقبوضہ کشمیر میں ہونے والی بے پناہ مظالم اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی پر گہری تشویش کا اظہار کرتا ہے اور پاکستان کی بین الاقوامی اور دیگر سطحوں پر اس مسئلے کے حل کے لیے مساعی کی بھرپور حمایت کرتا ہے اور اقوام عالم سے یہ توقع کرتا ہے کہ وہ کشمیر کے بارے میں اقوام متحدہ کی حق خودارادیت سے متعلقہ قرار دادوں پر جلد از جلد عمل درآمد کرانے کے سلسلے میں اپنا کردار ادا کریں گی اور کشمیریوں کی بھرپور حمایت کریں گی۔

(قرار داد باتفاق رائے منظور ہوئی)

تیسری قرارداد کون صاحب پیش کریں گے۔

وزیر قانون: جناب والا! میں پیش کروں گا۔

جی ایم سیّد اور ملکی سالمیت کے خلاف کام کرنے والے عناصر کے سرکوبی کے لیے اقدامات کیے جائیں

جناب والا یہ قرارداد یہ ہے کہ۔

"یہ ایوان جی ایم سید کے ملکی سالمیت یک جہتی اور بقاء کے منافی بیانات اور سرگرمیوں کی پرزور مذمت کرتا ہے اور وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ملکی سالمیت اور بقا کے خلاف کام کرنے والے عناصر کی سرکوبی کے لیے آئین اور قانون کے تحت بلا امتیاز حیثیت و مرتبہ فوری اور مؤثر اقدامات کیے جائیں۔"

جناب سپیکر: یہ قرار داد وزیر قانون صاحب اور قائد حزب اختلاف دونوں کی طرف سے مشترکہ طور پر پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ۔

"یہ ایوان جی ایم سیّد کے ملکی سالمیت یک جہتی اور بقا کے منافی بیانات اور سرگرمیوں کی پرزور مذمت کرتا ہے اور وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ملکی سالمیت اور بقا کے خلاف کام کرنے والے عناصر کی سرکوبی کے لیے آئین اور قانون کے تحت بلا امتیاز حیثیت و مرتبہ فوری اور مؤثر اقدامات کیے جائیں۔"

(قرارداد باتفاق رائے منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب میں آپ سب صاحبان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ یہ مختصراً سا اجلاس----

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر میں آپ کی خدمت میں ایک تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے گزشتہ بجٹ کے موقع پر یہ بات ارشاد فرمائی تھی کہ جب بھی نیا بجٹ بننے لگے گا تو اس سے پہلے تجاویز کے سلسلے میں اراکین اسمبلی کی شمولیت اور بجٹ کو زیادہ عوامی انداز میں پیش کرنے کے لیے اقدام کیے جائیں گے۔ تو جناب والا اس سیشن کے ختم ہونے سے پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بجٹ پر کام اب شروع ہو چکا ہے اور بجٹ کے پیش ہونے کے وقت اگر ہم اس بارے میں کوئی کمیٹیاں بنائیں گے تو اس وقت ان کمیٹیوں کی حیثیت محض ایک مشاورتی ہو گی اور وہ کوئی کردار ادا نہیں کر سکیں گی تو جناب والا گزارش ہے کہ ابھی صوبائی بجٹ کے بارے میں ایک کمیٹی تشکیل دی جائے یا متعدد کمیٹیاں تشکیل دی جائیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے جی۔ وزیر قانون صاحب نے اس بات کا نوٹس لے لیا ہے یہ پہلے بھی بات

ہو چکی ہے ویسے بھی یہ بڑی معقول بات ہے اور تقریباً ساری اسمبلی کا اس پر consensus ہے کہ معزز اراکین اسمبلی کو بجٹ کے بنانے کے مراحل میں شامل کیا جائے چاہے ان کو کمیٹی کی صورت میں یا پھر کسی اور انداز میں شامل کیا جائے تو آپ اس کو نوٹ فرمائیں اور جناب وزیر اعلیٰ کے نوٹس میں لائیں۔

اب یہ مختصراً سا اجلاس وقتی طور پر prorogue کرتے ہیں اور خیال یہ ہے کہ اگلا اجلاس فروری کے آخر میں اور Horse and Cattle Show کے موقع پر انشاء اللہ ہو گا جو دو تین ہفتے کے لیے جاری رہے گا تو۔

In exercise of the powers conferred by Article 109 of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan 1973, I Main Muhammad Azhar Governor of the Punjab hereby prorogue the Provincial Assembly of the punjab with effect on and from Monday the 3rd February 1992 after the completion of business on that day. (اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کی گئی)

1992 جلد 1992

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات، 21 مئی، 1992ء

(پنج شنبہ، 18 ذی القعدہ 1412ھ

جلد VIII شمارہ 1

(بشمول شمارہ جات 1 تا 21)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ 1

چیئرمینوں کا پینل 2

رکن کا حلف اٹھانا 2

رسمی قراردادیں :

گورنر پنجاب میاں محمد اظہر کے والد محترم کی وفات پر تعزیت کا اظہار 6

سابق رکن اسمبلی دیوان سید غلام عباس بخاری کی رحلت پر تعزیت کا اظہار 6

سابق رکن قومی اسمبلی خواجہ معین الدین تونسوی کے انتقال پر تعزیت کا اظہار 6

سابق رکن قومی اسمبلی سید اسعد گیلانی کی وفات پر تعزیت کا اظہار 7

سینیٹر گلاب خان کی وفات پر تعزیت کا اظہار 7

سینیٹر غلام فاروق کی وفات پر تعزیت کا اظہار 7

فرائض کی بجاآوری کے دوران جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے پولیس اہلکاران کو خراج تحسین 8

حاجی محمد بوٹا کے نوجوان بیٹے کی حادثاتی موت پر تعزیت کا اظہار 8

جناب اعجاز احمد شیخ کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر تعزیت کا اظہار 8

میاں حیات بخش مسلم لیگی کارکن کی وفات پر تعزیت کا اظہار 9

مسئلہ استحقاق :

غیر نشان زدہ سوال نمبر 120 کے غلط جواب کی فراہمی 18
نوٹس برائے طلبی توجہ میں حقائق کا چھپانا 19

تحاریک التوائے کار :

بلدیاتی اداروں میں بدعنوانیوں کے سلسلے میں وزیراعلیٰ کا بیان 28
لاہور میں خطرناک بیماریوں کے جراثیموں والے دودھ کی فروخت 33
مجالس قائمہ کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا 36
نوٹس برائے طلبی توجہ:
پولیس کی بلاجواز فائرنگ سے دو طلباء کی ہلاکت 37

مسودات قانون : (حوایوان کی میز پر رکھے گئے)

ہنگامی قانون ہیلتھ فاؤنڈیشن پنجاب مصدرہ 1992ء 46
ہنگامی قانون (تنسیخ) ناپسندیدہ کوآپریٹو سوسائٹیز پنجاب مصدرہ 1992ء 46
مسودہ قانون (ترمیم) کوآپریٹو سوسائٹیز، پنجاب مصدرہ 1992ء 50

اجلاس کی طلبی کا فرمان

ORDER

In exercise of the Powers conferred by Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Mian Muhammad Azhar, Governor of the Punjab, hereyby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Thursday the 21st May, 1992 at 10.00 a.m. in the Assembly Chamber, Lahore.

Dated Lahore, the
17th May, 1992.

MIAN MUHAMMAD AZHAR
Governor of the Punjab."

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس)

جمعرات 21 - مئی 1992ء

(پنج شنبہ 18 ذی القعد 1412ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 10 بج کر 30 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب ڈپٹی سپیکر میاں مناظر علی رانجھا کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ﴿۲۲﴾
هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ
الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ
عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ
الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ
وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۴﴾

سورۃ الحشر آیات 22 تا 24

وہی خدا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا۔ وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہےo وہی خدا ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ بادشاہ (حقیقی) پاک ذات (ہر عیب سے) سلامتی امن دینے والا نگہبان غالب زبردست بڑائی والا خدا ان لوگوں کے شریک مقرر کرنے سے پاک ہےo وہی خدا (تمام مخلوقات کا) خالق ایجاد واختر کرنے والا صورتیں بنانیوالا اس کے سب اچھے سے نام ہیں جتنی چیزیں آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتی ہیں۔اور وہ غالب حکمت والا ہےo

وما علینا الا البلاغ

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی : قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل حیثیت ترتیب و تقدیم مندرجہ ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

1- جناب سعید احمد خان منیس۔
2- جناب عاشق حسین گوپانگ۔
3- چودھری محمد فاروق۔
4- جناب فرید احمد پراچہ۔

رکن کا حلف اٹھانا

جناب ڈپٹی سپیکر : ہمارے ایک نئے ممبر منتخب ہوئے ہیں ان کا نام حاجی عابد حسین (پی پی۔ 65جھنگ) ہے۔ ان کی حلف برداری کی رسم ادا ہونی ہے میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ حلف برادری کے لئے اپنی سیٹ پر کھڑے ہو جائیں۔

(اس مرحلہ پر رسم حلف برداری ادا کی گئی)

راجہ خلیق اللہ خان :(پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ایوان کا نقشہ آج کچھ بدلا ہوا نظر آتا ہے۔ جماعت اسلامی حکومت سے علیحدہ ہو کر اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھ گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پیپلز پارٹی پہلے ہی اپوزیشن بنچوں پر بیٹھی ہے۔ جناب والا! موجودہ حالات کے مطابق جس پارٹی کے پاس زیادہ ممبران ہونگے۔ قانون کے مطابق ان کا ممبر ہی لیڈر آف اپوزیشن ہو گا۔ میں آپ سے یہ عرض کرنے والا ہوں کہ ہمیں بتایا جائے ۔ کہ اب کون سا لیڈر آف اپوزیشن ہے۔ آیا جماعت اسلامی کے قائد لیڈر آف اپوزیشن ہیں یا پیپلز پارٹی کے قائد لیڈر آف اپوزیشن ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر : راجہ صاحب! جماعت اسلامی والوں نے اپنے لئے علیحدہ سیٹوں کی استدعا کی تھی لہذا ان کو علیحدہ سیٹیں مخصوص کر دی گئی ہیں۔ آپ جو مسئلہ اس ایوان میں بیان کر رہے ہیں میرے خیال میں اس بارے میں ابھی بحث کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر :جناب سپیکر! (پوائنٹ آف آرڈر ۔) میری گذارش ہے کہ اسلامی

جمہوری اتحاد کے خاتمے کے لیے دعائے مغفرت کی جائے کیونکہ یہ اب مرحوم و مغفور ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ڈاکٹر صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب ایم لطیف مغل : جناب سپیکر! جماعت اسلامی نے آئی۔ جے۔آئی میں رہتے ہوئے یہ الیکشن لڑا تھا اب یہ آئی۔ جے۔آئی سے علیحدہ ہو گئے ہیں لہٰذا ان کو اس امر کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : لطیف مغل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

میں معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ اس سیشن کا کافی دنوں کے بعد آغاز ہو ہے اور یہ بجٹ سیشن ہے۔ اس بجٹ سیشن میں اچھی اور نئی پارلیمانی روایات کو جنم دینا ہے۔ لہٰذا میں سب صاحبان سے درخواست کروں گا کہ اس بجٹ سیشن کو نہ صرف اپنے لئے بلکہ پنجاب کے کروڑوں عوام کے لیے مفید بنائیں تاکہ ہمارے یہاں آنے کا مقصد پورا ہو سکے۔

رسمی قراردادیں

جناب ڈپٹی سپیکر : جی شاہ صاحب! فرمائیے۔

سید طاہر احمد شاہ : میں جناب سپیکر! اس مقتدر ایوان کی توجہ ایک اہم معاملے کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ جناب سپیکر پولیس کے ان شہداء کے متعلق ہے جنہوں نے اپنے فرائض کی احسن طریقے سے بجاآوری کے سلسلے میں اپنی جانیں تک قربان کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ جناب سپیکر! میری آپ سے استدعا ہے کہ جو قانون اور امن کی بالا دستی کے لیے اپنی جانیں نثار کرتے ہیں ان شہداء کی مغفرت کے لیے آج کے اس مقتدر ایوان کی کارروائی ان کی فاتحہ خوانی سے شروع کی جائے۔ اور اس کے ساتھ ہی جناب والا! میں یہ بھی حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ پولیس کے ان شہداء کے پسماندگان کے لئے زیادہ سے زیادہ مالی مراعات کا اعلان کرے اور ان کے پسماندگان کو رہنے کے لئے پلاٹ الاٹ کرے اور اس نسبت سے ان کے بچوں کو عام قواعد سے ہٹ کر اگر Rules relax کر کے بھی انہیں ملازمتیں دینی پڑتی ہیں تو یہ بھی کرنا چاہیے۔اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی گذارش کرتا ہوں کہ حکومت پولیس فورس کے لئے خصوصی ٹریننگ اور خصوصی مراعات اور زیادہ سے زیادہ فنڈز فراہم

کرے اس موقع پر میں پولیس کے موجودہ سربراہ کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے اپنی فورس میں اس قسم کا جذبہ پیدا کیا کہ وہ جرائم سے نپٹتے وقت اپنی جانیں بھی قربان کر دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شاہ صاحب! اس کے لیے جناب وزیر قانون صاحب ایوان میں کچھ resolutions move کر رہے ہیں۔ آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے اور انشاء اللہ آپ کے جو جذبات ہیں اس کی وہ عکاسی کریں گے۔ ایجنڈا کے مطابق اس وقت جناب چیف منسٹر صاحب نے Call Attention Notic کا جواب دینا تھا۔ لیکن انہوں نے request کی ہے کہ ان کی کچھ مصروفیات ہیں اور وہ تحریک استحقاق اور تحریک التواء کے وقفے کے بعد ان سوالوں کا جواب دیں گے۔ تو کیا لاء منسٹر صاحب اب آپ resolution move کریں گے؟

وزیر قانون : جی جناب سپیکر!

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب سپیکر! کیا یہ بعد میں Call Attention Notice کا قانون اور ضابطہ کے مطابق جواب دے سکیں گے؟ یا ابھی ان کو جواب دینا چاہیے تھا اس کی وضاحت کی جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : قانون کے مطابق تو ان کو اسی وقت جواب دینا چاہیے تھا۔ لیکن چونکہ آپ تمام دوستوں اور ہاؤس کی اجازت سے تھوڑا سا وقت ان کی مصروفیات کے پیش نظر مؤخر کر رہے ہیں اس سے میں سمجھتا ہوں کی اتنا بڑا فرق نہیں پڑے گا۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب سپیکر! یہ کس ضابطہ کے تحت بعد میں جواب دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر : اس میں آپ سے استدعا کروں گا کہ سپیکر کے پاس یہ اختیارات ہیں کہ وہ rules کو suspend کر کے اس میں گنجائش پیدا کر لیں۔

جی چودھری صاحب؟

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر : شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! سید طاہر احمد شاہ صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی لیکن آپ نے نظر انداز کر دی۔ جناب سپیکر! پولیس کو حدف تنقید بنایا جاتا ہے۔ اوجلہ میں اور یہاں لاہور میں پولیس کے جن ذمہ دار افسروں نے اور پولیس کے سپاہیوں نے۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر : چودھری صاحب آپ پہلے میری گذارش تو سن لیں۔
چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! لاء منسٹر نے جو کہنا ہے وہ کہتے رہیں۔ فاتحہ خوانی تو کر لیں۔
جناب ڈپٹی سپیکر : فاتحہ خوانی بھی ہو گی سب کچھ ہوگا۔ آپ تھوڑا سا صبر سے کام لیں اور اپنی یاد داشت ذرا درست فرما لیں۔ میں نے اس سلسلے میں گذارش کی تھی کہ لاء منسٹر صاحب اس پر باقاعدہ Resolution لا رہے ہیں۔ اور اس کے بعد فاتحہ خوانی بھی ہو گی۔ سب کچھ ہوگا آپ تھوڑا سا صبر اور انتظار کریں۔ شکریہ۔
سید چراغ اکبر شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر! آپ نے فرمایا ہے کہ Call Attention Notice کا جواب وزیر اعلیٰ صاحب بعد میں دیں گے۔ تحریک التوا اور تحریک استحقاق کے بعد دیں گے۔ اور ملک صاحب نے صحیح Point out کیا ہے کہ کس ضابطے کے تحت دیں گے۔ جناب والا! آپ نے فرمایا ہے کہ وہ بعد میں دیں گے آپ نے یہ حکم نہیں دیا کہ میں نے Rules کو suspend کر دیا ہے یا وزیر اعلیٰ صاحب نے آپ سے اجازت طلب نہیں کی ہے۔ ایسا کوئی motion move نہیں ہوا ہے۔ کہ rules کو suspend کر دیا جائے۔ جناب والا! وزیر قانون کو یہ motion move کرنا چاہیے تھی کہ آپ Rules کو suspend کریں اور ابھی rule suspend ہوا نہیں ہے اور آپ نے فیصلہ صادر کر دیا ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر : یہ جو Procedure for Call Attention Notice ہے اس میں آپ گیارہ نمبر پڑھ لیں۔ اس کے بعد آپ یہ objection raise کریں۔
کیا لاء منسٹر صاحب آپ resolution move کر رہے ہیں؟
وزیر قانون : جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ تعزیتی Resolution move کر لوں۔
جناب ڈپٹی سپیکر : اس کی آپ کے پاس ایک extra copy ہو گی؟
وزیر قانون : جی جناب والا! میں کاپی آپ کو دے دیتا ہوں۔
جناب ڈپٹی سپیکر : آپ پہلے یہ پڑھ دیں۔

میاں محمد اظہر گورنر پنجاب کے والد محترم کی وفات پر تعزیت کا اظہار

وزیر قانون: جناب سپیکر! یہ ایوان میاں فضل محمد صاحب، والد محترم جناب میاں محمد اظہر صاحب، گورنر پنجاب کی وفات پر تعزیت کا اظہار کرتا ہے مرحوم ایک معزز شہری اور خدا ترس انسان تھے۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

جناب والا! یہ ساری قراردادیں میری اور جناب قائد حزب اختلاف کی طرف سے متفقہ اور مشترکہ قراردادیں ہیں۔ ان کو ہم جماعت اسلامی کے ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب اور قائد حذب اختلاف دونوں کے ساتھ مل کر مشترکہ طور پر move کرتے ہیں۔

سابق رکن اسمبلی دیوان سید غلام عباس بخاری کی رحلت پر تعزیت کا اظہار

(2) یہ ایوان دیوان سید غلام عباس بخاری کی رحلت پر گہرے دکھ اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم وزیر خوراک، دیوان سید عاشق حسین بخاری کے والد تھے۔ جو نہ صرف ایک روحانی شخصیت تھے بلکہ ایک محب وطن اور زیرک سیاست دان بھی تھے۔ مرحوم اپنی زندگی میں پانچ مرتبہ رکن اسمبلی منتخب ہوئے۔ ان کی وفات سے ملک ایک روحانی پیشوا اور ایک محب وطن سیاست دان سے محروم ہوگیا ہے۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کرے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

سابق رکن قومی اسمبلی خواجہ معین الدین تونسوی کے انتقال پر تعزیت کا اظہار

(3) یہ ایوان جناب خواجہ غلام معین الدین صاحب تونسوی، سابق ممبر قومی اسمبلی کے انتقال پر ملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم ایک سچے مسلمان، محب وطن پاکستانی اور تجربہ کار سیاست دان تھے۔ ملک کے لیے ان کی گرانقدر خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

سابق رکن قومی اسمبلی سید اسعد گیلانی کی وفات پر تعزیت کا اظہار

یہ چوتھی قرارداد ہے۔

یہ ایوان جماعت اسلامی لاہور کے امیر سید اسعد گیلانی کی اچانک وفات پر گہرے دکھ کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم سابق رکن قومی اسمبلی رہے ہیں۔ مرحوم کی ساری زندگی اسلام کی سر بلندی اور پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت میں گزری۔ ان کی وفات سے ملک ایک مذہبی رہنما اور مدبر سیاست دان سے محروم ہوگیا ہے۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

سینیٹر گلاب خان کی وفات پر تعزیت کا اظہار

یہ پانچویں قرارداد ہے۔

یہ ایوان سینیٹر، گلاب خان کی وفات پُرملال پر گہرے دکھ اور غم کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم ایک ممتاز قبائلی رہنما، محبّ وطن اور سچے پاکستانی تھے۔ کشمیر کی آزادی کی تحریک میں مرحوم نے گرانقدر اور نمایاں خدمات انجام دیں۔ اور عملی طور پر اس میں حصہ لیتے ہوئے قبائلی لشکر کی قیادت کی۔ مرحوم بجا طور پر فخر کشمیر تھے۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔

سینیٹر غلام فاروق کی وفات پر تعزیت کا اظہار

یہ چھٹی قرارداد ہے۔

یہ ایوان سینیٹر، غلام فاروق خان کی وفات پر تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم ایک باصلاحیت، نڈر اور بے باک انسان تھے۔ مرحوم نے اپنے علاقہ کی نمائندگی کا حق ادا کیا۔ جس کی وجہ سے ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کرے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

فرائض کی بجاآوری کے دوران جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے پولیس اہلکاروں کو خراج تحسین

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! میری یہ ساتویں قرارداد ہے۔ جو جناب ایس اے حمید ، واجد علی خان صاحب، پارلیمانی سیکرٹری محمد منشا صاحب اور قائد حزب اختلاف کی طرف سے مشترکہ ہے۔ یہ قرارداد پولیس کے شہداء کے بارے میں ہے۔ یہ ایوان اپنے فرائض کی بجاآوری کے دوران جانوں کا نذرانہ پیش کرنے والے پولیس ملازمین کو خراج عقیدت پیش کرتا ہے۔ ہم ایسے ملازمین کو قوم کے لیے باعث فخر سمجھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے ان کی مغفرت اور بلنددرجات کے لیے دعا کرتے ہیں۔ انہوں نے قابل تقلید مثال قائم کی ہے۔ یہ شہید ہیں اور شہید ہمیشہ زندہ رہتاہے۔ جناب والا ! یہ ایوان محکمہ پولیس کے ان اہلکاروں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے جنہوں نے اپنی جانیں اپنے فرائض کی بجاآوری میں قربان کی ہیں اور توقع کرتا ہے کہ ان کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے باقی اہلکاران بھی اپنے فرائض منصبی اسی جذبہ سے ادا کریں گے۔ جس سے سرشار ہوکر قابل فخر نوجوان اور افسران نے اپنی جانیں قربان کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ مزید برآں یہ ایوان عہد کرتا ہے کہ اس محکمہ کے اور حکومت پنجاب کے دیگر اداروں کے اہلکاران کے فرائض کی ادائیگی میں پوری ایمانداری سے اعانت کرے گا اور کسی ناجائز سفارش اور ذریعے سے رکاوٹ نہیں بنے گا۔

حاجی محمد بوٹا کے نوجوان بیٹے کی حادثاتی موت پر تعزیت کا اظہار

جناب والا! یہ اگلی قرارداد ہے اس ایوان میں ہمارے ایم پی اے حاجی محمد بوٹا کے نوجوان بیٹے کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ یہ ایوان حاجی محمد بوٹا صاحب ایم پی اے کے صاحبزادے جناب محمد طارق کی ناگہانی اور پُر ملال وفات پر گہرے دُکھ اور رنج کا اظہار کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہے کہ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

جناب اعجاز احمد شیخ کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر تعزیت کا اظہار

جناب والا! یہ ایک اور قرارداد ہے ہمارے ایم پی اے صاحب کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوا ہے۔ یہ ایوان اعجاز احمد شیخ کی والدہ ماجدہ کے انتقال پُر ملال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو

صبر جمیل عطا کرے۔ آمین۔

میاں حیات بخش مسلم لیگی کارکن کی وفات حسرتِ آیات پر تعزیت کا اظہار

یہ ایک آخری قرارداد ہے جو میاں حیات بخش صاحب کے بارے میں ہے وہ ایک بہت پرانے مسلم لیگی تھے۔ انہوں نے اپنے ساری زندگی سماجی اور فلاحی ادارے قائم کرنے اور عوام کی خدمت کرنے میں گزاری انہوں نے فیض الاسلام کا ادارہ قائم کیا۔ ان کی وفات حسرتِ آیات پر ایوان اظہار تعزیت کرتا ہے اور ان کے پسماندگان کے لیے صبر جمیل کی دعا کرتا ہے۔

اب میں آپ سے استدعا کروں گا کہ ان مرحومین کے لیے دعائے فاتحہ کی جائے۔

جناب ریاض فتیانہ: جناب والا! اس میں میری ترمیم ہے کہ سابق وزیر اعلیٰ سندھ جام صادق علی جو ہمارے ملک کے ممتاز سیاست دان تھے، ان کی وفات پر بھی تعزیت کی جانی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ترمیم کی بجائے ایک نئی قرارداد پیش کر سکتے ہیں۔ جناب وزیر قانون، یہ قرار داد بھی آپ پیش کر دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ ایوان جام صادق علی خان صاحب، وزیر اعلیٰ سندھ کی وفات حسرتِ آیات پر اظہار افسوس کرتا ہے اور ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور جناب والا! میں استدعا کروں گا کہ ان سب کے لئے دعائے فاتحہ کی جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جب آپ اس معاملے پر اپنی رولنگ دے چکے ہیں کہ جام صادق علی کے لیے قرارداد علیحدہ طور پر لائی جائے تو اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون اس طرح سے یہ قرارداد پیش نہیں کر سکتے، ریاض فتیانہ صاحب نے بات کی اور آپ نے اس پر فیصلہ دے دیا

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں رانا صاحب! میں نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ ترمیم دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ علیحدہ قرارداد پیش کر سکتے ہیں تو وزیر قانون نے علیحدہ قرارداد ایوان میں پیش کر دی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : میں اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں۔ اگر اس قرارداد کو لانا ہے تو علیحدہ لائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : نظریاتی اختلافات اپنی جگہ ، جو آدمی دنیا میں موجود نہ ہو تو اس کے بارے میں اچھے جذبات کا اظہار کرنا چاہیے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! یہ ان لوگوں کے ساتھ زیادتی ہے جن کے متعلق پہلے قرار دادیں پیش کی جا چکی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر :آپ تشریف رکھیں ان کے لیے الگ قراردادیں پیش کی گئی ہیں ۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر میں نے اپنا حق ادا کیا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر :رانا صاحب! تشریف رکھیں ،آپ تو بڑے اچھے پارلیمنٹیرین ہیں۔آپ کو اچھی روایات جنم دینی چاہئیں۔

جناب انوار الحق پراچہ : جناب والا! پچھلے اجلاس سے لے کر آج تک جتنے بھی مسلمان فوت ہوئے ہیں سب کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : فاتحہ خوانی سب کے لیے ہوگی۔ قاعدہ تو یہ ہے کہ قرارداد پیش کی جاتی ہے تو سپیکر اس کو دھراتا ہے۔آپ تمام دوستوں کو یہ قرارادادیں منظور ہیں۔

(ایوان نے باتفاق رائے منظور کیا)

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! میں نے اس کی مخالفت کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کیاآپ اکیلے اس کی مخالفت کر رہے ہیں ؟

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! یہ میرا حق ہے اور اس پر مجھے بولنے کا بھی حق پہنچتا ہے ۔ آپ مجھے اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب ! صرف آپ کو قرارداد کے بارے میں اعتراض ہے۔ میرے خیال میں یہ بات ریکارڈ پر نہیں آنی چاہیے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! مجھے بقیہ قراردادوں پر اتفاق ہے لیکن آخری قرار داد پر اعتراض ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر :آپ ایک اچھے پارلیمنٹیرین ہیں اور ہم آپ سے بڑی اچھی توقعات رکھتے ہیں۔ یہ تعزیتی قراردادیں متفقہ طور پر منظور ہوتی ہیں۔ ان کے لیے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : جناب والا! میں آپ کی توجہ ایک بڑے اہم فیصلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو سپیکر صاحب نے خود پچھلی دفعہ دیا تھا۔ اس میں یہ کہا گیا تھا کہ معزز ممبران کو ایک دن پہلے ایجنڈے کی کاپیاں فراہم کر دی جایا کریں گی تاکہ وہ پوری طرح سے تیار ہو کر آئیں اور پوری دلچسپی سے بحث مباحثہ کر سکیں۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ کسی ایک معزز رکن کو بھی ایجنڈے کی کاپیاں فراہم نہیں کی گئیں۔ جب ایک بات پہ فیصلہ ہو جاتا ہے تو میری آپ سے درخواست ہے کہ اس پر عمل درآمد بھی ہونا چاہیے۔

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر : ڈاکٹر صاحب! آپ کی بات درست ہے انشاء اللہ آئندہ یہ کوشش کی جائے گی کہ آپ کو ایجنڈے کی کاپیاں ایک دن پہلے فراہم کر دی جائیں۔ اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

حاجی عابد حسین : جناب والا! میں اپنے حلقے اور جھنگ کے مسائل کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اجازت ہو تو عرض کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میرے بھائی ! پنجاب اسمبلی کا کچھ اپنا طریق کار ہے۔ آپ نئے ممبر ہیں۔ پہلے آپ قواعد و انضباط کار کی کتاب کو پڑھیں۔ انشاء اللہ آپ کو تھوڑا سا پتا چل جائے گا۔ اور آپ جھنگ کے مسائل اور دیگر مسائل پر بحث کر سکیں گے۔ بحث تقریر ہوگی تو اس میں آپ اپنے حلقے کے مسائل، جھنگ کے مسائل اور دیگر مسائل اچھے طریقے سے پیش کر سکتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی لنگڑیال صاحب فرمایئے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اسمبلی کی روایات یہ رہی ہیں کہ جب بھی کبھی سیشن بلایا جاتا تھا' تو اس وقت ممبران اسمبلی کو بذریعہ نوٹس یا invitation کے ذریعے اطلاع دی جاتی تھی اب طریق کار کچھ اس طرح ہو گیا ہے کہ اخباروں میں پڑھا جاتا ہے، ریڈیو پر سنا جاتا ہے، یہ تو اپنی جگہ ضرور ہونا چاہیے لیکن معزز اراکین کے لیے اگر نوٹس دیا جائے یا invitation جاری کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا تاکہ یہ پتا چل جائے کہ اجلاس کب شروع ہونے والا ہے اور کتنے دن جاری رہے گا تو اس میں

کوئی ایسی بات نہیں ہوگی۔ جناب والا! میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہمارے بھائی اخباری نمائندے بیٹھے ہیں وہ اس بات کو غلط رنگ میں نہ لے لیں کہ یہ بھی ایک اور تحریک استحقاق دینا چاہتے ہیں۔ جیساکہ روز اخباروں میں چھاپ رہے ہیں کہ مراعات مانگ رہے ہیں، کاریں مانگ رہے ہیں، موٹریں مانگ رہے ہیں۔ اس رنگ میں اس کو نہ لیا جائے بلکہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کا فیصلہ کر دیں کہ ممبران اسمبلی کو invitation کے ذریعے بلایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : ملک صاحب! آپ کی بات درست ہے آئندہ یہ کوشش کی جائے گی کہ انفرادی طور پر بھی آپ دوستوں کو اجلاس کی تاریخ اور وقت سے مطلع کیا جاسکے۔ جی چودھری فاروق صاحب!

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! میں نے آج آپ کے پاس تحریک استحقاق بھجوائی ہے کل کے روز نامہ "پاکستان" کے بارے میں عرض کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کو out of turn لیا جائے۔ اس لیے کہ روز نامہ "پاکستان" لاہور میں پورے ایوان کا ذکر کر کے پنجاب اسمبلی کے تمام اراکین کے بارے میں ایک شر انگیز قسم کی خبر دی گئی ہے اور یہ جو میری تحریک استحقاق ہے اس کے لیے میں آپ سے گذارش کرتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق مجھے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : چودھری صاحب آپ تو بڑے اچھے پارلمنٹیرین ہیں اور ہمیشہ رولز آف پروسیجر کا حوالہ دیتے ہیں ابھی میں نے آپ کو اجازت تو نہیں دی۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! آپ کی خاموشی میں سمجھتا ہوں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر : مجھے تھوڑا سا وقت تو دے دیں۔ چودھری صاحب آپ کی بات بڑی درست ہے یہ بات جو اخبار کے حوالے سے کئی دوستوں کی نظر سے گذری ہے اور اسے محسوس کیا گیا ہے۔ آپ نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے یہ درست ہے لیکن سب سے پہلے میں اپنے معزز صحافی بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ اسمبلی کا ایک اپنا طریق کار ہے جو چیز ابھی تک اسمبلی کی کسی کمیٹی کے پاس ہو یا ابھی پاس نہ ہوئی ہو یا اسمبلی میں پیش نہ ہوئی ہو تو اس سے پہلے اخبار میں یا کسی اور میڈیا میں اس کو شائع کرنا یا اس کو بتانا خلاف قانون اور خلاف ضابطہ ہے۔ میں اپنے معزز صحافی دوستوں سے یہ گذارش کروں گا کہ آپ مہربانی فرما کر آئندہ کے لیے اس بات کو مدنظر ضرور رکھیں کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ پریس کا اور عوامی نمائندوں کا آپس میں جو بڑا اچھا تعاون ہے اس میں کمی آئے۔ اور آپ دوست ہمارے اسمبلی کے

اجلاس کو کوریج دیتے ہیں ہم آپ سے یہ توقع کرتے ہیں کہ آپ بھی جو صحیح قانون اور ضابطے ہیں ۔ ان کے مطابق عمل درآمد کریں گے۔ جو چیز اسمبلی نے پاس نہیں کی اس سے پہلے اخبارات میں زینت بنا دینا یہ بات کسی بھی طریقے سے درست نہیں ۔ تو میں آپ دوستوں سے گذارش کروں گا کہ آئندہ کے لیے آپ محتاط رہیں۔ چودھری صاحب جہاں تک آپ کی تحریک استحقاق کا تعلق ہے تو میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ اس کو ہم examine کرتے ہیں ۔ انشاء اللہ اس کا فیصلہ جلدی کریں گے اور میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تک اس کو out of turn لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

چودھری محمد فاروق : آپ کی رولنگ کے بعد میں نہیں سمجھتا کہ مجھے اپنی تحریک استحقاق پیش کرنی ہے لیکن میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ جب آپ کہتے ہیں کہ اسمبلی میں جو بات پیش نہیں ہوئی وہ publish کیسے ہوگئی۔ تو جناب سپیکر یہ سوچی سمجھی سازش کے تحت ہوا ہے۔ سارے اخبارات نے نہیں کیا۔ ایک اخبار نے کیا ہے اور ایک رپورٹر کا کارنامہ ہے اور ساری اسمبلی اور پورے ایوان کے کردار پر داغ دھبے لگا دیے گئے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کو کسی ضابطے کے تحت آپ discuss کریں۔ جناب سپیکر! آپ نے یہ کہا کہ رولز اجازت نہیں دیتے ہیں۔ میں اس کمیٹی کا ممبر ہوں اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے Financial mat-ters کو قطعاً discuss نہیں کیا ابھی تک اس کے بارے میں کمیٹی نے کوئی فیصلہ نہیں کیا Non-Financial matters کو discuss کیا گیا ہے۔ اور یہ میں ایوان میں تو پیش نہیں کر سکتا لیکن ثبوت کے لیے جناب سپیکر! اسمبلی کی اس خصوصی استحقاق کمیٹی کی جو pro-ceedings ہیں آپ کے نوٹس میں لانے کے لیے آپ کے پاس بھیجتا ہوں آپ اسے دیکھ لیں اور جو کچھ اس اخبار میں آیا ہے جناب سپیکر یہ جمہوری اداروں کو بدنام کرنے کی سوچی سمجھی سازش ہے۔ اور میں اس پر احتجاج کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! یہ رویہ بدلنا چاہیے، ہم صحافیوں کو ملک کے استحکام کے لیے اپنے ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں، ہم ان کی عزت اور قدر کرتے ہیں۔جناب سپیکر! ہم پاٹوں کے لیے بکنے والے نہیں ہیں، ڈیوٹی فری کاروں کے لیے بکنے والے نہیں ہیں یہ عوام کے نمائندے جو یہاں پر عوام کی نمائندگی کرنے کے لیے آتے ہیں۔ جو مخصوص لوگ صرف ان اداروں کو بدنام کر کے تباہ کرنا اور ختم کرنا چاہتے ہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس اسمبلی کے تمام ممبران کو متحد ہوکر جمہوری اداروں کے وقار اور تقدس کے لے کام کرنا چاہیے۔ جناب سپیکر !ہم نے کبھی بھی غلط قسم کی مراعات کی مانگ

نہیں کی اور انشاء اللہ نہ مانگ کریں گے۔ ہم اس ایوان کے وقار اور تقدس کے لیے کام کریں گے۔ جناب سپیکر! اس اخبار کو بھی اس بات کی تردید کرنی چاہیے اور باقی اخبارات کو بھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی درست ہے۔ جی قائد حزب اختلاف۔

رانا اکرام ربانی : جناب سپیکر! اس سلسلے میں کچھ گذارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : جی! فرمایئے۔

رانا اکرام ربانی : کل جب یہ خبر اخبار میں آئی ہے تو اس کے فوراً بعد میں نے ایک تحریک استحقاق جو کہ already سیکرٹریٹ میں پہنچ گئی ہے اور جس کی کاپی بھی میرے پاس موجود ہے۔ اگر آپ اس پر رولنگ دے چکے ہیں کہ ابھی اسے out of turn لینے کی ضرورت نہیں ہے تو میں اس پر کوئی بات نہیں کرنا چاہتا لیکن میں اتنی گذارش ضرور کروں گا کہ اس مسئلے کو اتنے نرم انداز سے نہ لیا جائے ایک تجویز منہ سے نکلنے اور اس پر باقاعدہ قانون سازی ہونے تک کئی مراحل سے گذرتی ہے۔ میں اس پر یہی گذارش کروں گا کہ اس کو باقاعدہ استحقاق کمیٹی میں جانے دیا جائے۔ اور تمام proceedings جو زبانی گفتگو کی ہے وہ تحریری شکل میں آتی ہے اس میں ہمارے معزز اراکین بھی ہیں۔ اس میں سیکرٹریٹ کے ملازمین بھی ہوتے ہیں۔ اس میں کسی سطح پر leakage کے چانسز بھی ہیں۔ جناب والا! ہم اپنی ذمہ داریوں سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔ اس میں صرف ایک طبقے کو یہ کہنا کہ جی فلاں نے ہمارے خلاف یہ کیوں کہہ دیا یہ ایک سازش ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ آج چودھری فاروق صاحب نے ایک بات کی ہے کہ ہمیں ان معزز اداروں اور اس میں بیٹھے ہوئے افراد کی عزت کو انکیشن process کے ذریعے حال کرنا ہے۔ جناب سپیکر! یہی وہ بات ہے جس پر ہم شروع دن سے بات کرتے رہے ہیں اور میں فاروق صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے آج ہماری اس بات کی مکمل طور پر تائید کی ہے اور ساتھ ہی اس ایوان نے کی ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : میں اس سلسلے میں چودھری فاروق صاحب کی پر زور تائید کرتا ہوں اور ایک قدم اس سے آگے بڑھ کر یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جو leakage ہوئی ہے یہ پہلی مرتبہ نہیں ہوئی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے سال بجٹ leak کیا گیا اور بجٹ پیش ہونے سے ایک دن پہلے پورے کا پورا بجٹ اعداد و شمار کے ساتھ شائع کیا گیا۔ اور آج اس استحقاق کمیٹی، جس کا میں ممبر بھی ہوں اس کی وہ تمام سفارشات جو ابھی سفارشات کی حد تک ہیں جو من

وعن تمام پریس کو دے دیا گیا ہے اور اس کے بعد ان کو شائع کیا گیا ہے۔ جس میں تمام ارکان اسمبلی کو عوام کی نظروں میں گرایا گیا اور محض یہ کہہ دینا کہ آئندہ وہ احتیاط کریں گے۔ ہم جانتے ہیں کہ عوام کی نظروں میں گر چکے ہیں اور اس کا وقار بحال کرنے کے لیے اس تحریک کو منظور کیا جائے اور باقاعدہ اس اخبار کے رپورٹر کو بلاکر پوچھا جائے کہ یہ رپورٹ اس نے کہاں سے لی ہے اور اس کو شائع کرنے کی کیا وجوہات تھیں۔ یہ قاعدہ 134 ہے جس کی صریحاً خلاف ورزی ہوئی ہے۔ اس پر ایکشن ہونا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی ! رانا صاحب آپ فرمایئے۔

رانا اکرام ربانی :ڈاکٹر صاحب کا مشکور ہوں انہوں نے اس سلسلے میں بڑی وضاحت فرمائی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی پہلے بھی leak out ہوتی رہی ہے۔ میں ڈاکٹر صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے آج پورے ایک سال کے بعد میرے اس پوائنٹ آف آرڈر کی تائید کی ہے جو میں نے اس وقت یہ کہا تھا کہ یہ leakage ہوئی ہے اور یہ بجٹ کی leak-age تھی اس وقت میری اس بات کو تسلیم نہیں کیا گیا لیکن میں اس تاخیر کے باوجود ڈاکٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! میں نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ میری گذارش یہ ہے کہ کل جو "پاکستان" اخبار میں ہیڈ لائینیں چھپی ہیں اس کی چھ ہیڈ لائینیں بنائی گئی ہیں اس کے متعلق میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس معزز اور مقتدر ایوان نے ایک تحریک بھیجی تھی۔ ہم نے اس پر کافی غور و خوض کیا ۔ جتنی بھی ہمارے ملک میں صوبائی اسمبلیاں ہیں ان کے ہم نے privileges Act منگوائے اور اس کے علاوہ آزاد کشمیر اسمبلی کا مسودہ بھی منگوایا اور Mays Parliamentary Practice سے بھی استفادہ حاصل کیا۔

جناب سپیکر! یہ جو خبر شائع ہوئی ہے اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ اس حد تک یہ درست ہے کہ کمیٹی کی کارروائی کے دوران جن اراکین نے اپنی تجاویز آراء دیں وہ بھی اس کمیٹی کی کارروائی کا حصہ ہیں۔ مگر جب ہم نے اس کو conclude کیا، اس وقت ہم نے ان تمام پہلوؤں کو پیش نظر رکھا کہ کوئی ایسا استحقاق ہم اراکین اسمبلی کے لیے تجویز نہ کریں مطالبہ نہ کریں جس سے جگ ہنسائی ہو یا اس مقتدر ایوان کی تحقیر ہو۔ یا اس پر کوئی نکتہ اٹھایا جا سکے۔

جناب والا! جو ہماری رپورٹ ہے وہ بھی عبوری رپورٹ ہے اس میں اس خبر کے مطابق کوئی حقیقت نہیں ہے۔ جناب سپیکر! ایک Privileges Act 1972 ہے جس میں جنرل privileges کا ذکر ہے۔ دوسرا Privileges Act 1974 ہے ۔ جس میں مالی مراعات کا ذکر ہے۔ سپیشل کمیٹی نے 1974ء کے ایکٹ کو tuch نہیں کیا ہے۔ اور آخری لمحے 16 مئی کو جب ہم اس کو finalize کر رہے تھے۔ ہر اس شق کو ہم نے نظر انداز کر دیا جس پر کسی کو اعتراض کرنے کا احتمال ہو سکتا تھا۔

جناب سپیکر! کل جو خبر شائع ہوئی ہے اس میں میرا بھی نام تھا۔ میں اس کو تسلیم کرتا ہوں اور میں اس پر شرمندہ نہیں ہوں۔ جو کچھ میرے نام سے منسوب کیا گیا ہے۔ ان تجاویز کو میں نے واقعی پیش کیا تھا۔ مگر بعد ازاں اس پر کوئی سفارش نہیں ہوئی ہے، جب تک کمیٹی کی طرف سے سفارش نہیں ہو جاتی، جب تک اس مقتدر ایوان سے اسے منظور نہیں کروایا جاتا اس وقت تک اس پر کوئی قانون سازی نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر! ایک بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے کسی اہل کار یا افسر کی طرف سے کوئی دستاویز پریس تک چلی جاتی ہے تو یہ ہمارے اپنے گھر کا مسئلہ ہے ۔ ہم اس مسئلے کو اس ایوان میں زیر بحث نہیں لا سکتے بلکہ آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر ہم آپ کے علم میں لا سکتے ہیں۔ یہ بات بھی اپنی جگہ پر ایک حقیقت ہے کہ وہ کارروائی جس پر کمیٹی نے وقتاً فوقتاً غور و خوض کیا تھا اس کی من و عن کاپی پریس والوں کے پاس چلی گئی ہے۔ اس پر ہمیں غور و خوض کرنا چاہیے۔ اور اپنے چیمبر میں بیٹھ کر دیکھنا چاہیے کہ یہ پریس والوں کے پاس کیسے چلی گئی ہے۔ اور اس کا آئندہ کے لیے کس طرح تدارک کر سکتے ہیں۔لیکن میں یہ بھی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ کم از کم میں اپنی ذات کی حد تک، اس پر نہ تو شرمسار ہوں اور نہ ہی مجھے defensive ہونے کی کوئی ضرورت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شاہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اس مسئلہ کو اب ختم کرنا چاہیے اس پر کافی بحث ہو چکی ہے ۔

جناب ایم لطیف مغل : جناب والا! مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ اس مسئلے کو ختم کرنا چاہیے ۔ میں تو یہ کہوں گا کہ اس معاملے کو ختم نہیں کرنا چاہیے۔ اور اس سے تمام اخبارات کا کوئی تعلق نہیں ہے۔آج بھی روزنامہ "جنگ" میں اس مسئلے پر رپورٹنگ

ہوئی ہے لیکن وہ رپورٹنگ درست ہوئی ہے۔ روزنامہ "جنگ" نے اپنی رپورٹ میں کوئی ایسا لفظ شائع نہیں کیا جس میں کوئی سازش ہو۔ یہ صرف اور صرف روزنامہ "پاکستان" نے ہمیں اور اس ادارے کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے۔ لہٰذا اس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے پاس کیوں نہیں بھیجا جاتا۔ ایک آدمی نے اگر سازش کی ہے تو اس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے پاس جانا چاہیے تاکہ یہ ادارے مستحکم رہیں اور ملک میں جمہوریت چل رہے، اس میں کوئی لیت ولعل نہیں ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مغل صاحب! تحریک استحقاق آ چکی ہے اور اس پر انشاء اللہ قانون کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔

جناب سکندر حیات ملہی: جناب سپیکر! میں اپنے معزز رکن سید طاہر احمد شاہ کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ میں بھی اس کمیٹی کا رکن ہوں۔ اس کمیٹی کے جن ممبران نے اپنی تجاویز تحریری طور پر پیش کی تھیں ان تجاویز کے متعلق جو کچھ اسمبلی کے اندر سے leakage ہوئی ہے وہ سو فیصد درست ہے۔ روزنامہ "پاکستان" نے صرف اور صرف دو جگہ exagger-ation کی ہے ایک کاروں کی اور دوسری پلاٹوں کی۔ باقی جس جس کے نام انہوں نے منسوب کیے ہیں۔ میں وثوق سے کہتا ہوں کہ وہ بالکل درست ہیں۔

We are not shy. We don't afraid. We are demanding privileges. We are sitting as a Committee. Committee was only deliberating.

کمیٹی نے ابھی اپنی کوئی سفارش مکمل نہیں کی اور وہ رپورٹ ابھی تک سپیکر صاحب یا ہاؤس میں نہیں پہنچی۔ ابھی یہ ابتدائی سٹیج پر ہے۔ میں تو کمیٹی میں بیٹھا یہاں تک کہہ رہا تھا کہ ہماری جو financial privileges ہیں انہیں بھی حال کیا جائے۔

We are no guilty. Why we are left behind.

میں تو یہ کہتا ہوں کہ دس سال ہوگئے ہیں اگر میری تین ہزار روپے تنخواہ ہے اور مجھ سے قانون سازی کی توقع کی جاتی ہے۔۔۔۔۔

Why I should be debarred from that privilege.

جناب ڈپٹی سپیکر: ملہی صاحب اس پر کافی بات ہو چکی ہے مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔

جناب سکندر حیات ملہی: جناب والا! یہ مسئلہ صرف اور صرف information leak

out ہونے کا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ درست فرما رہے ہیں۔ تشریف رکھیں۔ میں سیکرٹری اسمبلی سے بھی کہوں گا کہ آپ اس سلسلے میں بھی تحقیق کریں کہ دفتر کی کارروائی یا میٹنگ کی جو کارروائی ہے یہ کیسے leak out ہو گئی۔ اور میں اپنے معزز صحافی بھائیوں سے بھی یہ درخواست کروں گا۔ پہلے بھی ان سے یہ گزارش کی ہے کہ آپ اس سلسلے میں محتاط رہیں۔ کیونکہ یہ صریحاً قانون کی خلاف ورزی ہے۔ جو بات ابھی اسمبلی میں ہی پیش نہ ہوئی یا منظور نہ ہوئی ہو اس کو آپ اپنے اخبارات کی زینت بنائیں۔ یہ اخلاقی طور پر بھی قانونی لحاظ سے بھی بالکل غلط ہے۔ میں آپ سے گذارش کروں گا کہ آپ مہربانی فرما کر معزز ممبران کے جذبات کا، ہاؤس کے تقدس اور وقار کا خیال کرتے ہوئے اس سلسلے میں مکمل طور پر احتیاط سے کام لیں اور ایسی بات ہرگز آپ اخباروں میں نہ لائیں جو ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں ہوئی اور نہ ہی اسمبلی نے اس کی منظوری دی ہے۔ اب ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

تحریک استحقاق نمبر 1 ڈاکٹر سید خاور علی شاہ:

غیر نشان زدہ سوال 120 کے غلط جواب کی فراہمی

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: میں حال ہی میں وقوع پزیر ہونے والے ایک اہم اور فوری معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ پنجاب اسمبلی کے اجلاس منعقدہ 3 فروری 1992ء میں غیر نشان زدہ سوال نمبر 120 کا غلط جواب دیا گیا ہے۔ جس کے جزو (ب) کے باقی حصہ میں وزیر تعلیم نے فرمایا ہے کہ مسٹر محمد اقبال ولد بگا نائب قاصد گورنمنٹ ہائی سکول شمس آباد (چونیاں) اپنی مرضی سے اپنی تبدیلی کروا کر گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کوٹ خان بہادر تعینات ہوا اور اس نے 7 جون 1991ء کو استعفیٰ دے دیا۔ جو کہ حقائق پر مبنی نہیں ہے اور جان بوجھ کر حقائق کو توڑ مروڑ کر بیان کیا گیا ہے جبکہ مذکورہ اہل کار سے زبردستی مورخہ 24 جنوری 1992ء کو دستخط کروائے گئے ہیں اور یہ تمام تر کارروائی متعلقہ ہیڈ ماسٹر، ڈپٹی ڈی ای او اور ڈی او نے 24 جنوری 1992ء کو کی۔ ملازم مذکورہ نے اپنی تنخواہ کی عدم ادائیگی کی بناء پر یہ امر مجبوری استعفیٰ دیا۔ وزیر موصوف کی اس غلط بیانی کی وجہ سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا میری تحریک استحقاق کو منظور فرماتے ہوئے

اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب والا اس معاملے میں بقیہ بیان بعد میں دوں گا کیونکہ اس کا جواب ایک غیر نشان شدہ سوال میں آچکا ہے۔ اس میں آخر پر انہوں نے یہ کہا ہے کی اس کی تنخواہ کا معاملہ بعد میں طے کر لیں گے۔ میری تحریک استحقاق یہی تھی کہ اس کو تنخواہ نہیں ملی۔ اب غیر نشان زدہ سوال جو کہ مورخہ 24 جون کو آرہا ہے اس میں انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ وہ تنخواہ کا معاملہ طے کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : جی! وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر تعلیم :جناب والا! میں تو یہی سمجھا ہوں کہ معزز ممبر نے اپنی تحریک کو پریس نہیں کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شاہ صاحب کیا آپ اسے پریس نہیں کرتے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ :چونکہ اس کا جواب آچکا ہے اس لئے میں اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ۔ not pressed جناب سہیل ضیاء بٹ صاحب۔ کیا وہ تشریف نہیں رکھتے؟ کیا ان کی طرف سے تحریری طور پر کوئی استدعا ہے؟

وزیر قانون : ان کی طرف سے تحریری طور پر کوئی استدعا نہیں ہے اس لیے یہ lapse ہو جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا اکرام ربانی صاحب۔

نوٹس برائے طلبی توجہ میں حقائق کا چھپانا

رانا اکرام ربانی :میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 3 فروری 1992ء کے اسمبلی کے اجلاس میں نوٹس برائے توجہ طلبی پر قائد ایوان نے گورنر ہاؤس کے سامنے پیش آنے والے واقعات سے عوام کو آگاہ کرتے وقت حقائق کو درست طور پر بیان نہیں کیا جبکہ حقائق جاننا اس ایوان کا استحقاق ہے۔ وزیر اعلیٰ کی طرف سے حقائق چھپانے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : کیا اس پر مختصر بیان دیں گے؟

رانا اکرام ربانی : جناب والا! یہاں ہاؤس میں نوٹس برائے توجہ طلبی کی ایک روایت متعارف کی گئی ہے۔ ہم لوگوں نے اس روایت کو بڑے کھلے دل سے خوش آمدید کہا۔ اب جبکہ یہ روایت بن گئی ہے اور یہ اسمبلی کے قواعد و ضوابط کا حصہ بن گیا ہے۔ اور قائد ایوان جو کہ چیف ایگزیکٹو کی حیثیت بھی رکھتے ہیں خیال تھا کہ جب انہیں یہاں ہاؤس میں جواب دینا پڑے گا تو یہ توقع تھی کہ سرکاری محکمے جنہیں ویسے ہی اپنے حلف اور منصب کے لحاظ سے ، اپنی ذمہ داریوں کے لحاظ سے اپنے اپنے فرائض کو ایمانداری سے ادا کرنا چاہیے، وہ ذرا مزید احتیاط کے ساتھ جوابات مہیا کریں گے اور اس احساس کے ساتھ کہ ہم نے معزز قائد ایوان سے اس ایوان میں غلط بیانی نہیں کروانی اور حقائق پورے کرنے ہیں۔ جناب سپیکر! پہلے انہوں نے یہ کہا جس میں اعتراف جرم یہ تھا کہ شکر کریں کہ پولیس نے پینڈنگ نہیں کی۔ اگر پینڈنگ کرنی ہوتی تو کچھ نہ کچھ ناجائز اسلحہ ڈال دیتے اور کہتے کہ جناب اس سے ناجائز اسلحہ بھی برآمد ہوا ہے۔ چیف ایگزیکٹو کا یہ اعتراف ، پھر انہوں نے کہا کہ جس وقت کار کے ٹائروں پر فائرنگ کی تو اس وقت دھند تھی۔ جناب والا! محکمہ موسمیات والوں نے اس کی وضاحت کی۔ کیونکہ پھر ذمہ داری ان پر آجاتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ 21 جنوری کی رات دھند نہیں تھی اس رات ایک بجے ہوا میں نمی کا تناسب 86 فیصد تھا جس سے نظر کی حد ساڑھے تین کلومیٹر تک ہوتی ہے۔ اور پولیس والوں نے سوار نوجوانوں پر چند گز کے فاصلے سے گولیاں چلائیں۔ پھر یہ رپورٹنگ بھی آئی کہ پولیس والے اسلحہ ڈالیں، اس کی وضاحت بھی اگلے دن عوام نے کی۔ اگر موقع پر صحافی نہ پہنچ جاتے اور فلم آرٹسٹ جس کا میں ذکر کروں گا اتفاق سے اگر وہاں نہ ہوتی تو پولیس مقابلہ بن جانے کا امکان بھی تھا۔ پھر اس سارے معاملے کو چھپانے کے لیے وہاں پر موجود گواہان کو ہراساں کرنے کی مہم شروع ہوئی۔ اور اداکارہ سونیا نے کہا کہ پولیس میری دشمن بن گئی ہے اس لیے میں وزیر اعلیٰ کے بیان پر تبصرہ نہیں کروں گی۔ جناب سپیکر! میں آپ سے اور اس معزز ایوان سے درخواست کروں گا کہ یا تو اس تحریک استحقاق کو منظور کیا جائے اور استحقاق کمیٹی سارے معاملات کا جائزہ لے کہ اس قسم کے واقعات جو حقائق پر مبنی نہیں ہوتے وہ اس ایوان کو کیوں مہیا کیے جاتے ہیں۔اور اگر کسی مجبوری کے تحت یہ ایوان اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد نہیں کر سکتا تو پھر جناب والا! میری ڈیمانڈ ہوگی کہ اس ہاؤس میں نوٹس برائے توجہ طلبی کے سلسلے کو ختم کر دیا جائے۔

وزیر مال: جناب والا! اس تحریک استحقاق کے جواب میں صرف میں اتنا عرض کروں گا کہ قائد حزب اختلاف کی یہ تحریک استحقاق جو کہ ہاؤس میں put کی ہے، اس پر پہلے میں تکنیکی اعتبار سے ایک بات کروں گا کہ انہوں نے اپنی تحریک استحقاق میں وہ واقعات پن پوائنٹ نہیں کیے کہ انہوں نے اس میں کون سی غلط بیانی کی ہے۔ جناب والا! ذرا غور فرمائیں کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ اسمبلی کے اجلاس میں نوٹس برائے توجہ طلبی پر قائد ایوان نے گورنر ہاؤس کے سامنے پیش آنے والے واقعات سے ایوان کو آگاہ کرتے وقت حقائق کو درست طور پر بیان نہیں کیا۔ جبکہ حقائق جاننا اس ایوان کا استحقاق ہے۔ جناب والا! وہ کون سے حقائق ہیں وہ ان کو اس میں پن پوائنٹ کرنے چاہئیں تھے۔ جن پر قائد حزب اختلاف کو اعتراض ہے وہ اس تحریک استحقاق میں بتانا چاہیے تھا۔ اگر قائد حزب اختلاف ازراہ کرم رول 55 پڑھیں تو وہاں سے ان کو روشنی مل جائے گی کہ یہاں پر یہ بات ڈیمانڈ کرتی ہے۔

جناب والا! اس میں دوسری بات یہ کہ جناب چیف منسٹر نے اس میں کسی کو defi-nite conceel نہیں کیا بلکہ in good faith اس کا جواب دیا ہے۔ اور وہ ایس ایس پی کی رپورٹ پر اور آئی جی کی رپورٹ پر base کرتا ہے۔ انہوں نے تو اس واقعہ کو دھرایا ہے کہ اس طرح سے ہوا ہے۔ لیکن اس میں کون سے ایسے واقعات ہیں جو ہم نے چھپائے ہیں۔ ایک کار جس کو گوال منڈی تھانے میں ریکارڈ تھا یہ اس کی شناخت کی کار نکلی اس کا انہوں نے پیچھا کیا، اسے روکا وہ شیر پاؤ پل پہ آئی اس کے بعد پھر شادمان چوک میں آئی اس کے بعد پھر چائنہ چوک میں آئی اور پھر وہ چوک گورنر ہاؤس میں آئی۔ پولیس کے اتنا روکنے کے باوجود بھی انہوں نے کار کو نہیں روکا تو پھر پولیس کو کیا شبہ ہوسکتا ہے کہ اس میں شاید یہ کوئی واردات کرنے کے بعد فرار ہورہے ہیں اور انہوں نے اس کو ہٹ کردیا۔ اب جناب والا! میں قائد حزب اختلاف کو بتانا چاہتا ہوں کہ ابھی اس واقعہ کی انکوائری جاری ہے ہمارے اے سی سٹی اس کو enquire کر رہا ہے اور یہ معاملہ subjudice ہے اور تکنیکی اعتبار سے بھی یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی، ہم نے حقائق نہیں چھپائے، ہم نے تو in good faith اس کا جواب دیا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ میرے خیال میں یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی، اسے rule out کیا جائے۔

رانا اکرام ربانی: معزز وزیر مال نے سب سے پہلے تو یہ فرمایا ہے کہ فنی اعتبار سے یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ میں نے تو گزارش کی تھی کہ "نوٹس برائے توجہ طلبی" پر لمبی چوڑی

تقریر ہوئی جو میں اپنی تحریک میں نہ لکھ سکتا تھا۔ میں نے صرف یہ بات کہی تھی کہ اس ایوان میں سچائی جاننا ہمارا استحقاق ہے۔ میں نے اسی ایک نکتے پر یہ تحریک استحقاق دی تھی کہ یہاں پر حقائق بیان نہیں کیے گئے۔ رہا یہ سوال کہ یہ subjudice مسئلہ ہے تو یہ سوال اس دن بھی اٹھایا گیا تھا"نوٹس برائے توجہ **طلبی**" کے ضمنی سوالات میں بھی قائد ایوان کوئی جواب نہ دے سکے تھے اور سپیکر صاحب کو مجبوراً یہ ارشاد فرمانا پڑا تھا کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے بس اسی کو تسلیم کر لیں۔ چونکہ وقت ختم ہوگیا ہے، اب بات بھی ختم ہوگئی۔ جناب سپیکر! اگر"نوٹس برائے توجہ **طلبی**"پر ایوان کا وقت ایسی طرح ضائع کرنا مقصود ہے تو پھر میری گزارش ہے کہ یہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے، کیونکہ اسی صورت میں سارے حقائق سامنے آسکیں گے ، یا پھر یہاں پر ایک قرارداد پاس کی جائے کہ "نوٹس برائے توجہ **طلبی** " کا سلسلہ ہی ختم کردیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : رانا صاحب! جو معاملہ کسی عدالت کے زیر سماعت ہو، یا جس معاملے میں انکوائری ہو رہی ہو کیا وہ تحریک استحقاق کی شکل میں اسمبلی میں پیش کیا جا سکتا ہے؟ کیا آپ اس سلسلے میں رہ نمائی فرمائیں گے؟

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں پہلے رانا صاحب سے اپنی بات کا جواب لینا چاہوں گا۔

رانا اکرام ربانی : میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس مسئلے پر میں نے "نوٹس برائے توجہ **طلبی**" دیا تھا، اس کی وضاحت ہو گئی تھی۔ اور منظور موہل صاحب اس وقت تشریف نہیں رکھتے، یہ سوال انہوں نے کیا تھا۔ شاید آپ ایوان میں نہ تھے، اس کی وضاحت ہوگئی تھی کہ اس کے باوجود ہاؤس میں تفصیلات پوچھی جا سکتی ہیں۔ لیکن یہ نہیں تھا کہ اس پر تفصیلات غلط طور پر بیان کی جاسکتی ہیں۔ اس دن سپیکر صاحب نے یہ ارشاد فرما دیا تھا۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انتظامیہ کے افراد کے ذریعے سے جو انکوائریاں کروائی جاتی ہیں یہ کس حد تک عدالتی ہوتی ہیں اور کس حد تک یہ کسی تحریک استحقاق پر اثر انداز ہوسکتی ہیں؟ ایک انتظامیہ جو باقاعدہ طور پر خود اس میں مجرم ہے! پولیس اور انتظامیہ کے گٹھ جوڑ سے ہی لوگوں پر گولیاں چلائی جاتی ہیں اور انہی کے ذریعے سے انکوائری ہو تو اس کو کس حد تک عدالتی انکوائری کہہ سکتے ہیں؟ اس تحریک

استحقاق میں جو کچھ بھی حقائق آئے ہیں وہ بالکل واضح ہیں۔ اخبارات میں واضح ہو چکا ہے۔ یہاں پر صریحاً غلط بیانی کی گئی اور ایوان کے علم میں غلط حقائق لائے گئے۔ اور یہ بات pin pointed۔ اگر اس میں "pin" کو مطلب یہی سمجھتے ہیں کہ کوئی پن ہی چبھوئی جائے تو وہی "pin pointed" بن جاتی ہے تو شاید اس لحاظ سے تو یہ نہ ہو۔ لیکن واضح طور پر یہ تحریک استحقاق ہے اور اس کو قبول کرنا چاہیے۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہمارے وزرائے اکرام عوام کا نقطۂ نظر بیان کرنے کی ہمت رکھیں جن کے ووٹ لے کر آئے ہیں صرف پولیس کا نقطۂ نظر ہی بیان نہ کریں جو لوگوں پر گولیاں چلاتی ہے۔ اور یہ بات کتنی مضحکہ خیز ہے کہ ہمارے وزیر مال صاحب نے یہ فرمایا کہ ان کا کتنی مرتبہ ان کا تعاقب کیا گیا اور آخر کار وہ نہ رکے تو نہ رکنے کا جرم اتنا سنگین تھا کہ انہیں گولیوں سے بھون کر رکھ دیا گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جانا چاہیے اور یہ واقعہ بھی لازمی طور پر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیے جانے کے قابل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری فاروق صاحب۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! آپ نے معزز ممبر سے فرمایا ہے کہ وہ یہ بتائیں کہ جو معاملہ کورٹ میں زیر سماعت ہو آیا اسے تحریک استحقاق کے زمرے میں لایا جا سکتا ہے۔ میں اس ضمن میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس معاملے کے بارے میں معزز ممبر نے "نوٹس برائے توجہ طلبی" دیا تھا وہ عدالت میں زیر سماعت ہے، یا ہو سکتا ہے۔ لیکن جس معاملے کے بارے میں انہوں نے تحریک استحقاق پیش کی ہے وہ عدالت میں زیر سماعت نہیں۔ وہ معاملہ اسمبلی سے متعلقہ ہے۔ اسمبلی میں دیے گئے ایک بیان کو انہوں نے اپنی تحریک استحقاق کا موضوع بنایا ہے۔ مجھے اسی بات کی وضاحت کرنی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ فرمائیں۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! میں چودھری فاروق صاحب کی تائید کرتا ہوں۔ آیا تحریک استحقاق عدالت میں ہے، اس لیے زیر بحث نہیں لائی جا سکتی، یا وہ معاملہ زیر بحث ہے؟ جناب والا! وہ معاملہ تو زیر بحث ہو گا لیکن رانا صاحب کی تحریک استحقاق تو یہ ہے کہ "نوٹس برائے توجہ طلبی" پر ایوان میں جو جواب دیا گیا ہے وہ درست نہ تھا۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ

تحریک استحقاق بالکل درست ہے اور اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جانا چاہیے۔
وزیر مال : جناب سپیکر! آپ کے آنے سے پیشتر قائد حزب اختلاف کی تحریک استحقاق کا جواب دے چکا ہوں۔ اگر حکم فرمائیں تو میں دوبارہ عرض کردوں ۔
جناب سپیکر : شکریہ خان صاحب۔ اگر آپ دہرا دیں تو مجھے اس کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔
وزیر مال : جناب والا! میں نے پہلے اس تحریک استحقاق کو فنی اعتبار سے لیا ہے کہ ہمارے محترم دوست نے اپنی پیش کردہ تحریک میں یہ بات pin point نہیں کی، یا specify نہیں کی کہ کون سی بات ہم نے پوشیدہ رکھی ہے۔اور اگر یہ بات نہ بھی ہو تو جو جواب دیا گیا ہے وہ in good faith دیا گیا ہے۔ انہوں نے بطور وزیر اعلیٰ جواب دیا ہے کہ ہم عوام کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سلسلہ کار کی آمد ، اس کا تعاقب کرنا، اس کو hit کرنا اور اس کو پکڑنا۔ اس کی تفصیل دی گئی ہے۔ تو ہمارے دوست نے pin point نہیں کیا کون سی بات تھی جو ہم نے چھپائی ہے۔ اس کے بعد میں نے جناب سپیکر کی رولنگ کے مطابق گزارش کی ہے اور قاعدہ-55 کا بھی حوالہ دیا ہے کہ فنی لحاظ سے اس میں "مخصوص معاملہ" بھی ہونا چاہیے۔ تاہم اس کے بعد میں نے یہ بھی گزارش کی ہے کہ یہ معاملہ ابھی enquire ہو رہا ہے، اور جوڈیشل انکوائری ہو رہی ہے۔اگر کوئی ایسی بات ہوگی اور پولیس نے زیادتی کی ہو تو ہم ان کے خلاف ایکشن لیں گے۔ وہ انکوائری بھی ہنوز جاری ہے۔ یہ subjudice ہے، فنی اعتبار سے نہیں بنتی اور جواب in good faith دیا گیا ہے۔ کوئی چیز چھپائی نہیں گئی۔ چنانچہ اسی لیے میں نے گزارش کی تھی کہ اس تحریک استحقاق کو خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔
سید چراغ اکبر شاہ : جناب سپیکر!

55(III) the question shall relate to a specific matter of recent occurrence.

یہ تحریک استحقاق اس پر پوری اترتی ہے۔
جناب سپیکر : میں چاہوں گا کہ اس بارے میں فاضل محرک اپنا نقطۂ نظر بیان کرلیں، کیونکہ میں نے پہلے رانا صاحب کی بات نہیں سنی۔
رانا اکرام ربانی : جناب سپیکر! اس وقت میری تحریک استحقاق آپ کے سامنے ہوگی۔ اس کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت ہے؟
جناب سپیکر : اس کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ آپ اپنا نقطۂ نظر ذرا اختصار سے ارشاد

فرما دیں۔

رانا اکرام ربانی : جناب سپیکر! انہوں نے فرمایا ہے کہ اس میں کوئی specific چیز نہیں بتائی گئی۔ جناب والا! پہلے تو یہ بات مجھے اس ایوان کو اور اس ایوان کی وساطت سے محترم وزیر مال نے پنجاب عوام کو یہ خوشخبری سنائی ہے کہ 20 جنوری کو ہونے والا واقعہ ابھی تک عدالتی تحقیقات کے مراحل سے گزر رہا ہے۔ اپنی کارکردگی کی یہ ایک رپورٹ پیش کرنے پر میں انہیں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میں نے اس پر quote کیا تھا کہ اس میں دو چیزیں ہیں اس میں جو specific بات ہے وہ یہ ہے کہ Call Attention Notice کے جواب میں facts درست طور پر بیان نہیں کیے گئے۔ اب اس کی تفصیل ہے کہ کون کونسے facts ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ اس کار کے ٹائروں پر فائرنگ کی گئی تھی لیکن اس وقت دھند بھی تھی۔ جناب والا! محکمہ موسمیات والوں نے جو رپورٹ دی ہے اس میں یہ تھا کہ یہ واقعہ اس رات بوقت ایک بجے ہوا اس وقت ہوا میں نمی کا تناسب 86 فیصد تھا جس میں نظر کی حد ساڑھے تین کلو میٹر ہوتی ہے۔ پھر یہ دوسرا سوال ہے کہ جب زخمیوں کو رائفلوں کے بٹ مارے گئے تھے تو کیا اس وقت بھی دھند تھی۔ جناب سپیکر! میں نے وزیر موصوف کے جواب میں اس ایوان کے سامنے بھی یہ بات گزارش کی تھی کہ جس وقت یہ Call Attention Notice کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا تو ہمیں یہ توقع تھی کہ جواب کچھ محکمہ جات تھوڑے سے زیادہ con-sious ہو جائیں گے کیونکہ چیف ایگزیکٹو نے خود اس بات کا جواب دینا ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہی ساری exercise جو میں نہایت احترام سے کہنا چاہتا ہوں۔ کہ مختلف محکمہ جات اپنے وزیروں سے کراتے رہیں ہیں۔ اگر وہی exercise وزیر اعلیٰ سے بھی کرانی ہے تو جناب والا! میری آپ سے گزارش ہوگی کہ اگر کوئی مجبوری سامنے نہیں ہے تو یہ Call Atten-tion Notice کا سلسلہ ختم کر دیا جائے۔

جناب سپیکر : شکریہ۔ میں اسے pending کرتا ہوں۔ یہ آپ کے اخبارات کے تراشے وغیرہ اس میں موجود ہیں میں ذرا ان کو دیکھ لوں۔

رانا اکرام ربانی : جناب والا! کیا اس پر جلد کوئی فیصلہ ممکن ہو سکے گا؟

جناب سپیکر : آپ اس کے فیصلے کے متعلق فرما رہے ہیں؟

رانا اکرام ربانی : جی !ہاں

جناب سپیکر : جی ہاں انشاء اللہ اس پر جلد فیصلہ ہوگا۔

رانا اکرام ربانی : شکریہ جناب!

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر : اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب!

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : جناب والا! میں آپ سے out of the way اپنی تحریک التوائے کار پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا۔ کہ میں اپنے دو معزز رفقائے کار چودھری محمد حنیف صاحب اور ملک محمد دین صاحب کے سلسلہ میں ایک تحریک التوائے کار آپ کی خدمت میں پیش کروں۔

جناب سپیکر : مجھے اس تحریک کی ایک کاپی دے دیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : اس کی کاپی میں نے دے دی ہے۔

جناب سپیکر : کاپی آپ نے کس کو دی ہے؟

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : کاپی میں نے سیکرٹری صاحب کو دی ہے۔

جناب سپیکر :اس کی ایک کاپی جناب وزیر قانون صاحب کو بھی دے دی جائے۔

ڈاکٹر صاحب! اس تحریک التوائے کار کو وزیر قانون صاحب بھی دیکھ لیتے ہیں اور پھر آپ اس کو out of turn لینا چاہتے ہیں۔ اس میں ہاؤس کا concensus ہو جاتا ہے کہ اس تحریک کو out of turn لیا جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کر رہا ہوں کہ یہ بڑا اہم ، فوری نوعیت اور سنگین معاملہ ہے جو آج اخبارات میں بھی چھپا ہے۔ اور نوائے وقت نے اسے بڑی جلی حروف اور سرخیوں سے شائع کیا ہے۔ اور یہ تقریباً چھ کالم جو بھرے ہوئے ہیں۔ اور اس میں پچاس ہزار آدمی متاثر ہو رہے ہیں۔ میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ ان بچوں پر ان عورتوں پر ان بوڑھوں پر رحم کھایا جائے تاکہ ان کا کوئی سدباب کیا جاسکے جو ان کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر : وزیر قانون صاحب توجہ فرمائیں۔ اس تحریک التوا کی کاپی آپ کے پاس پہنچ گئی ہے؟

وزیر قانون : جی! ہاں۔

جناب سپیکر :آپ اسے دیکھ لیں۔ڈاکٹر صاحب اسے out of turn لینا چاہتے ہیں۔ میرے

خیال میں ہم دیگر تحاریک التوائے کار کو take up کر لیتے ہیں۔ in the meantime آپ اسے دیکھ لیں۔ پھر میں آپ سے دریافت کر لیتا ہوں کہ اسے out of turn take up کرنا ہے یا نہیں۔ ٹھیک ہے؟

وزیر قانون : ٹھیک ہے جناب۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : جی! بہتر

رانا اکرام ربانی : جناب سپیکر! جن واقعات کی طرف میرے معزز دوست ڈاکٹر صاحب نے نشان دہی کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ آج سے پہلے بھی یہاں یہ بات ہوتی رہی ہے کہ ان معزز اداروں کے خلاف اور ان معزز اراکین کے خلاف ایک سازش ہو رہی ہے۔ ایک سازش تیار ہو رہی ہے۔ مگر میں نے یہ گزارش کی تھی ہمیں بھی بڑے کھلے دل سے ان عناصر کی نشان دہی کرنے میں کوئی تامل اور کوئی جھجک نہیں رکھنی چاہیے جن کی وجہ سے یہ ادارے عوام کی نظروں میں وہ مقام نہیں رکھتے جو ہونا چاہیے۔ اس point of view سے بھی یہ تحریک التوا اس چیز کی متقاضی ہے کہ اسے out of turn take up کیا جائے۔

چودھری محمد حنیف : جناب والا! میری ایک تحریک التوائے کار ہے جو بہت ضروری ہے اور آج چونکہ اس سلسلہ میں کوآپریٹو کے بل بھی آ رہے ہیں۔ اور باہر بینر بھی لگے ہوئے ہیں۔ لوگ بھی شور ڈال رہے ہیں۔ اور یہ مسئلہ بھی انتہائی سنگین ہے کہ روزانہ پنجاب گورنمنٹ کو ایک لاکھ روپیہ کا سود ادا کرنا پڑ رہا ہے۔ تو میں یہ چاہوں گا کہ اسے آج out of turn take up کر لیا جائے۔

جناب سپیکر : چودھری صاحب! اس تحریک التوائے کار کی ایک کاپی مجھے دے دیں۔ اور ایک کاپی وزیر قانون کو دے دیں تاکہ ہم اسے دیکھ لیں۔ اگر اسے take up کرنا ہے تو ہاؤس کی رائے لے لیں گے۔ اب ہم رانا ثناء اللہ خان صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 1 کو لیتے ہیں۔ جی! رانا صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار پیش کریں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کے ذریعے سے جس معاملہ کی میں نشان دہی کرنا چاہتا تھا وہ معاملہ جناب وزیر زراعت کی مداخلت سے حل ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو میں واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر : جی! رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! میں اس تحریک کو پیش نہیں کرتا۔

جناب سپیکر : رانا صاحب !آپ اس کو پیش نہیں کرنا چاہتے ؟
رانا ثناء اللہ خان : جی جناب۔
جناب سپیکر :آپ نے تحریک التوائے کار واپس لے لی ہے ؟
رانا ثناء اللہ خان :جناب سپیکر! میں اسے پیش نہیں کرنا چاہتا۔
جناب سپیکر :آپ اسے پیش نہیں کرنا چاہتے ؟
رانا ثناء اللہ خان : جی! میں اسے پیش نہیں کرنا چاہتا۔
جناب سپیکر : ٹھیک ہے۔ رانا صاحب تحریک التوائے کار کو پیش نہیں کرنا چاہتے۔ تحریک التوائے کار نمبر 2 فرید احمد پراچہ صاحب!

بلدیاتی اداروں میں بد عنوانی کے سلسلے میں وزیر اعلیٰ کا بیان

جناب فرید احمد پراچہ :بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ۔۔۔۔

اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "پاکستان" کی 30 جنوری کی اشاعت کے مطابق وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ سیاسی انتقام کے الزام سے بچنے کے لیے بلدیاتی اداروں میں بد عنوانیوں کا ایک برس سے نوٹس نہیں لیا گیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہ بیان نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ محض کسی الزام سے بچنے کے لیے بد عنوانیوں کو برداشت کرنا اور ان کی بردہ پوشی کرنا تشویش ناک ہے۔ دائیں صاحب اپنے طور پر ایک با اصول اور شریف وزیر اعلیٰ ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں۔ان کی زبانی عوام کو یہ خبر ملنا کہ وہ بد عنوانیوں کو جاننے کے باوجود برداشت اور نظر انداز کرتے رہے ہیں۔ عوام کے اعتماد کو متاثر کرتا ہے۔ یہ صورتحال تقاضا کرتی ہے کہ واقعہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے تاکہ بد عنوان بلدیاتی ادارے بد عنوانیوں کے ذمہ دار افراد اور ان بد عنوانیوں کو برداشت کرنے کی وجوہات سے پنجاب کے عوام آگاہ ہو سکیں۔

جناب سپیکر! یہ تحریک التوا خود اپنی تشریح آپ ہے جس طرح سے پنجاب کے اندر بلدیاتی اداروں میں جو صورتحال درپیش ہے اس کے لحاظ سے یہ بات بہت ہی اہمیت کی حامل ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس تحریک التواء کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ! پراچہ صاحب۔ جی! چودھری پرویز الٰہی صاحب۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی): جناب سپیکر! پراچہ صاحب نے جس خبر کا ذکر کیا ہے روز نامہ "پاکستان" نے یہ خبر تو دی ہے لیکن وزیر اعلیٰ صاحب نے ایسا کوئی بیان نہیں دیا۔ اس روز "روزنامہ نوائے وقت" میں 30 ۔ جنوری کو خبر چھپی ہے کہ "بلدیاتی اداروں میں مالی اور انتظامی بے قاعدگی کی اجازت نہیں دی جائے گی"۔ بہر حال اخبار نے یہ بات اپنی طرف سے لکھا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ایسا کوئی بیان نہیں دیا بلکہ اس دن جو بلدیاتی اداروں کا کنونشن تھا وہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب نے کھلے الفاظ میں بلدیاتی اداروں کو واضح کیا تھا کہ اگر کوئی بھی ادارہ کسی بھی بد عنوانی میں ملوث پایا گیا تو اس کے خلاف سخت سے سخت ایکشن لیا جائے گا۔ تو ایسی کوئی بات بالکل وزیر اعلیٰ صاحب نے نہیں کی وہ اخبار نے از خود ہی چھاپی ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا۔۔۔

جناب سپیکر: پراچہ صاحب تحریک التوائے کار پر بحث تو نہیں ہوتی۔ آپ نے اپنا مؤقف بیان فرما دیا اور منسٹر صاحب نے جواب دے دیا۔

جناب فرید احمد پراچہ: یہ جواب غلط ہے۔ میں اس بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یہ روزنامہ "پاکستان" میں شہ سرخی تھی یعنی کوئی معمولی سی خبر نہیں تھی۔ پھر یہ مسلم لیگ سے ہی تعلق رکھنے والے افراد کا ہی اخبار ہے یعنی ہمیں یہ سمجھ نہیں آتی کہ اس کے اندر یہ غلط خبر کیسے چھپ سکتی ہے جبکہ یہ مسلم لیگ سے ہی تعلق رکھنے والے افراد کا اخبار ہے اور اس کے بعد یہ ہے کہ جو بد عنوانیاں ہو رہی ہیں وہ تو بہر حال واضح ہیں۔ خبر چھپے یا نہ چھپے۔ وائس صاحب کہیں یا نہ کہیں لیکن دو دو کروڑ روپے ایک ضلع کونسل کے ٹھیکے دینے کے اوپر جو لیے جا رہے ہیں اس سے کون آدمی بے خبر ہے اور جس طرح سے دوسرے معاملات ہو رہے ہیں وہ سارے کے سارے لوگوں پر واضح ہیں۔ جناب والا! اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی اہم معاملہ ہے۔ اس کو زیر بحث لانے کے لیے میری یہ تحریک التواء منظور کی جائے۔

چودھری پرویز الٰہی: جناب والا! بلدیاتی اداروں کے خلاف جب بھی ہمارے پاس شکایات آتی ہیں تو ان کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے اور جہاں تک روزنامہ "پاکستان" کا تعلق ہے وہ ایک آزاد اخبار ہے اور وہ اخبارات میں خبریں چھاپتے رہتے ہیں۔ اس پر ہمارا کنٹرول نہیں ہے۔ اس روز دوسری اخبار روزنامہ "نوائے وقت" میں اگر آپ دیکھیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ اس میں

صحیح طور پر رپورٹنگ کی گئی ہے جس میں کہ واضح طور پر وزیر اعلیٰ صاحب نے سخت ترین ہدایات دیں۔

جناب سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو میں خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں کیونکہ اخبار میں چھپنے والی ہر خبر تحریک التوائے کار نہیں ہوتی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار وزیر قانون صاحب نے پڑھ لی ہے۔

جناب سپیکر: جی! وزیر قانون صاحب کی ڈاکٹر محمد افضل اعزاز کی تحریک التوائے کار کے بار میں کیا رائے ہے؟

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں پہلے اسے پڑھ لوں اور پھر اس کے بعد وزیر قانون صاحب فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی! نہیں۔ پڑھنے سے پہلے تو لا منسٹر صاحب کی رائے لینا ضروری ہے۔

وزیر قانون: جناب والا! یہ دو تحاریک التوائے کار بغیر باری لینے کے لیے میرے بھائیوں ایک ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب اور دوسرے محمد حنیف چودھری صاحب نے دی ہیں۔اس سلسلے میں پہلے بھی کئی دفعہ آپ کی خدمت میں، میں یہ گذارش کر چکا ہوں کہ اس قسم کی تحریک التوائے کار جب آتی ہے تو پھر آپ کے سیکرٹریٹ کی طرف سے اس کی ہمیں اطلاع ملتی ہے۔ اس کے لیے ہم متعلقہ محکمہ سے کوائف اکٹھے کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد جاکر ہم اس پوزیشن میں ہوتے ہیں کہ اس کا جواب دے سکیں۔۔۔

(قطع کلامیاں)

رانا اکرام ربانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی! پوائنٹ آف آرڈر رانا اکرام ربانی خان۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! نیشنل اسمبلی میں بھی کئی دفعہ یہ رولنگز آ چکی ہیں۔ ہاؤس کی کیفیت دیکھیں۔ پھر یہ دوست کہتے ہیں کہ ہم بے جا کہتے ہیں۔ کس کو سمجھ نہیں آئی کہ ابھی تک معزز وزیر قانون نے کیا ارشاد فرمایا؟

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ ارڈر پلیز۔ جی! جناب لاء منسٹر۔

وزیر قانون: جناب والا! میری گزارش یہی ہے کہ اس سلسلہ میں تحریک التوائے کار بغیر

باری کے لینے کی جو روایت ہے یا کوشش ہے اس سے ویسے بھی ہمارے معزز اراکین نے جو پہلے تحاریک التوائے کار دی ہوئی ہے ایک تو ان کی حق تلفی ہوتی ہے مثلاً یہ تحریک التوائے کار جو ہے اس کا نمبر 150 ہے اور اس سے پہلے 149 ممبرز نے تحاریک التوائے کار دی ہوئی ہیں۔ ایک تو ان سب کی حق تلفی ہوتی ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ گورنمنٹ بھی اس پوزیشن میں نہیں ہوتی کہ اس تحریک التوائے کار کے ساتھ انصاف کر سکے۔ جب تک میرے پاس اپنے متعلقہ محکمے کی طرف سے اس کے بارے میں پورا میٹیریل نہیں آئے گا تو میں اس تحریک التوائے کار کے بارے میں کسی قسم کی بات کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں گا۔ اور پھر یہ معزز ہاؤس (حزب اقتدار) سے یہ بھی توقع کرتا ہے کہ یہاں پر جو معاملات آتے ہیں۔ ہم ان کا بڑا سوچ سمجھ کر اور صحیح جواب دینے کی کوشش کریں اور اس میں کسی قسم کی غلطی نہ ہو۔ تو آج ہم بالکل اس پوزیشن میں نہیں ہوں گے کہ اس کے بارے میں کسی قسم کی کوئی بات کر سکیں۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ تحریک التوائے کار بغیر باری کے لینے کی جو روایت ہے اگر اس سے گریز کیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ شکریہ جناب۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ بات جائز ہے کہ تحریک التوائے کار کو بغیر باری کے لینے سے یہ ہوگا کہ آپ اپنی تحریک التواء میں پیش کرتے ہیں اور اس میں متعلقہ وزیر جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں۔ نہ اس کو انہوں نے اپنے محکمے سے consult کیا ہے۔ نہ وہ تیار ہو کر آئے ہیں۔ نہ وہ گورنمنٹ کا نقطہ نظر پیش کر سکتے ہیں اس لیے وہ تحریک التوائے کار ادھوری رہ جائے گی۔ میرے خیال میں تحریک التوائے کار کوئی exceptional cases میں very exceptional میں بغیر باری کے آنی چاہیے ورنہ یہ جس ترتیب سے آئی ہیں اسی ترتیب سے ہمیں ان کو چلانا چاہیے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس معزز ایوان کی روایات کی طرف دلانا چاہتا ہوں میں آپ کو کئی مثالیں دے سکتا ہوں کہ اس قسم کی کئی تحاریک التوائے کار کی out of turn اجازت دی اور وہ یہاں پر پیش کی گئیں اور ان کو منظور کیا گیا۔ اگر وزیر قانون یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اس کی تیاری کر کے نہیں آئے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ اسے اگلے اجلاس تک کے لیے ملتوی کر دیا جائے تو مجھے اس بارے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لیکن میں آپ سے صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ صرف ایک آدمی کا نہیں ہے بلکہ پورے دیہات اور پورے گاؤں کا مسئلہ ہے جہاں چالیس اور پچاس ہزار خواتین، مرد، اور بچے ظلم کی

چکی میں پس رہے ہیں۔ اور ان کا کوئی پرسان حال نہیں۔ وہ رو رہے ہیں چلا رہے ہیں ۔ انہیں گدھوں پر اغوا کیا جا رہا ہے ان کی بے حرمتی کی جا رہی ہے بچوں کو وہاں بند کر کے ان کا کھانا اور پینا بند کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر : شکریہ۔ ڈاکٹر صاحب! میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ تحاریک التوائے کار کو out of turn لینے کے لیے ایوان کا concensus ہو اور سب معزز اراکین یہ محسوس کریں کہ یہ نہایت غیر معمولی واقعہ ہے اور اس کو فوری طور پر زیر بحث لانا چاہیے تو اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اس لیے میں نے آپ سے یہ کہا ہے کہ آپ وزیر قانون صاحب کو ایک کاپی دے دیں تاکہ وہ اسے دیکھ لیں اور پڑھ لیں وزیر قانون صاحب حزب اقتدار کی طرف سے نمائندگی کرتے ہیں آپ اپنی پارٹی کی نمائندگی کرتے ہیں اور لیڈر آف اپوزیشن اپنی پارٹی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اگر آپ سب اتفاق کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : جناب والا! میرا مطلب یہ ہے کہ اصولی طور پر اسے پڑھ لیا جائے تاکہ اس معزز ایوان میں تمام اراکین اس کو سن لیں اس کے بعد اگر یہ سمجھتے ہیں کہ اسے out of turn نہیں لیا جا سکتا تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے جناب والا! ان کو تو یہ پتہ ہی نہیں ہے کہ اس تحریک التوائے کار میں ہے کیا ؟

جناب سپیکر : نہیں ڈاکٹر صاحب! اس کا یہ طریقہ کار نہیں ہے کہ جب آپ تحریک التوائے کار کو پڑھنا چاہیں گے تو ظاہر ہے جب میں اس کی اجازت دوں گا تو آپ پڑھیں گے جب اجازت ہی نہ ہو تو پھر پڑھنے کی ضرورت ہی نہیں ۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس بارے میں ایوان کا concensus بنانے کی کوشش کیجیے۔ لہٰذا اس کو آج مؤخر کرتے ہیں۔ آپ اسے وزیر قانون صاحب سے take up کریں۔ رانا صاحب سے take up کر لیں اگر سارا ایوان اس سے اتفاق کرتا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ اگر وزیر قانون صاحب نہیں چاہتے تو پھر آپ اسے take up نہ کریں۔

جناب سپیکر : شکریہ ملک صاحب! آج اس کو take up نہیں کرتے ہیں۔ اس سے آگے تحریک التوائے کار نمبر 3 جناب فرید احمد پراچہ صاحب کی ہے۔ جی فرید احمد پراچہ صاحب۔

لاہور میں خطرناک بیماریوں کے جراثیم والے دودھ کی فروخت

جناب فرید احمد پراچہ : میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" 16جنوری 1992ء کے مطابق لاہور میں خطرناک بیماریوں کے جراثیموں والا دودھ ایک لاکھ لیٹر دودھ روزانہ فروخت ہوتا ہے ان میں ٹائیفائیڈ اسہال ہیضہ معدہ انتڑیوں اور گردوں کی بیماریاں شامل ہیں۔ یہ خبر نہایت تشویش ناک ہے حکومت پنجاب نے ملاوٹ کے خلاف مہم چلانے کا اعلان کیا تھا لیکن بعد میں بلاوجہ اس مہم کو ملتوی کردیا گیا۔ ملاوٹ کے انسداد کے لیے حقیقی ٹھوس اور منصفانہ اقدامات کی ضرورت ہے اس لیے گزارش ہے کہ معمول کی کارروائی ملتوی کر کے اس اہم واقعہ کو زیر بحث لایا جائے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب والا! "پاکستان" اخبار کی ہر خبر کے بارے میں یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ شاید اس کی سب باتیں ٹھیک ہی ہوتی ہیں۔ بہر حال اس میں ایسی کوئی بات نہیں کہ ملاوٹ کے خلاف جو مہم شروع کی گئی تھی اس کو ختم کر دیا جائے۔ یہ حقیقت پر با لکل مبنی ہے جب دودھ لاہور میں آتا ہے اس کو چیک بھی کیا جاتا ہے اور اس کے sample بھی لیے جاتے ہیں۔ لیبارٹری کا رزلٹ آنے کے بعد اگر یہ دودھ خراب پایا جائے تو ایکشن بھی لیا جاتا ہے۔اور جرمانہ بھی کیا جاتا ہے تو جناب والا! ایسی کوئی بات نہیں کہ اس مہم کو ختم کردیا گیا ہے۔ میرے پاس ریکارڈ موجود ہے پچھلے چند مہینوں میں 317 samples لیے گئے اور ان میں سے جو فیل ہوئے ان کو جرمانہ کیا گیا اور 15لاکھ روپے کے قریب جرمانہ کیا گیا۔

جہاں تک ہیضہ، ٹائیفائیڈ، انتڑیوں اور گردوں کی بیماریوں کا ذکر ہے کہ کم از کم اس قسم کی وباء کی بیماریوں کا large scale پر ہمیں تو کوئی اطلاع نہیں ہے بہر حال یہ ایک خبر ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ مصدقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر : جی پراچہ صاحب!آپ اس کے بارے میں کیا فرمائیں گے ؟

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! یہ معاملہ تو صحت سے متعلقہ تھا۔ اور وزیر صحت صاحب کو اس کا جواب دینا چاہیے تھا۔

جناب والا! میں نے اس معاملے کو خاص طور پر اس لیے اٹھایا ہے کہ یہ ہمارے بہت سارے افراد کے علم میں ہے کہ ملاوٹ میں جو لوگ پکڑے جاتے ہیں ان کو بعد میں

سفارشوں کے ذریعے نہ صرف رہا کیا جاتا ہے بلکہ جو افسران ان کو گرفتار کرتے ہیں ان افسران کے تبادلے کر دیئے جاتے ہیں اوکاڑہ میں ماربل پوڈر کو کھاد بنا کر بیچنے والے افراد کے خلاف تو کوئی ایکشن نہیں لیا گیا لیکن جس اسسٹنٹ کمشنر اور جس سٹی مجسٹریٹ نے ان کو گرفتار کیا ان کے تبادلے کر دیئے گئے اس لیے کہ وہ آدمی جو ماربل پوڈر کو کھاد بنا کر بیچ رہا تھا وہ وہاں پر مسلم لیگ کا عہدیدار تھا اس کی شکایات پر خود وائیں صاحب نے اسسٹنٹ کمشنر کو تبدیل کیا ہے۔ تو جناب والا! میری یہ عرض ہے کہ یہ ملاوٹ کیسے قابو ہوگی اور اس پر کس طرح سے کنٹرول پایا جائے گا اگر اس طرح کی ترجیحات اور اس قسم کے معاملات ہوں تو ان پر کبھی بھی قابو نہیں پایا جاسکتا۔

چودھری عبدالوکیل خان : (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب والا! میرے دوست نے ذکر کیا ہے کہ وہ آدمی مسلم لیگ کا عہدیدار تھا ہمارے ضلع میں جماعت اسلامی کا مونگی کے عہدیدار کا سگا بھائی شراب کے کیس میں پکڑا گیا۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب والا! میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ جو وہاں پر سگا بھائی پکڑا گیا وہ بھی مسلم لیگ کا عہدیدار ہے۔ جناب سپیکر! وزراء کرام سے گزارش یہ ہے کہ ہمارے الگ بیٹھنے سے جو کچھ وزراء کرام پر بیت رہی ہے اس کے بارے میں صرف اتنی بات عرض کرتا ہوں کہ ۔

کس کے آنے سے ساقی کے ایسے ہوش اڑے
شراب یخ پر ڈالی کباب شیشے میں

جناب سہیل ضیاء بٹ : جناب سپیکر! میری عرض یہ ہے کہ ہم سب کو مسلم لیگ کا مرہون منت ہونا چاہیے کیونکہ ہم سب اس کی طفیل یہاں پر آئے ہیں اور یہ بھی ہمارے ہی بازوؤں پر چڑھ کر آئے ہیں۔

الحاج شیخ روحیل اصغر : (پوائنٹ آف آرڈر)۔ جناب سپیکر! میں ایک چھوٹی سی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں ذاتیات پر بات نہیں ہونی چاہیے چودھری وکیل صاحب نے جماعت اسلامی پر انگلی اٹھائی کہ ان کا بھائی پکڑا گیا چند دن پہلے چودھری وکیل صاحب کی وجہ سے ہماری گردنیں شرم سے جھکی ہیں لہٰذا اگر یہ بات چودھری صاحب کرتے ہیں تو میرے خیال میں زیادتی ہوگی۔ ایک فرض شناس انسپکٹر نے ان کو روکا اس پر اسے معطل کر دیا گیا تو جناب والا! میری گزارش ہے کہ ذاتیات پر بات نہ کیجیے آپ اگر کسی قانون پر بات کرنا چاہتے

ہیں تو ضرور کیجیے۔ آپ کسی جماعت کی بات نہ کریں آج اگر جماعت اسلامی وہاں پر بیٹھی ہے اگر آپ اس پر کیچڑ اچھالیں گے تو وہ بھی آپ پر کیچڑ اچھالے گی۔ ذاتیات پر بات نہ کریں چاہے وہ مسلم لیگ کا ہی کیوں نہ ہو جماعت اسلامی والوں سے بھی عرض کروں گا جب یہ یہاں تھے تو یہ مسلم لیگ کے قصیدے پڑھا کرتے تھے آج یہ اگر وہاں بیٹھے ہیں تو یہ مسلم لیگ کے خلاف نہ بولیں یہ بات ضرور کریں ان کا حق ضرور بنتا ہے۔ یہ تنقید کریں اور حقائق سے پردہ اٹھائیں اور یہ پوشیدہ باتیں ہیں ان کو عوام کے سامنے لے کر آئیں اگر یہ کوئی اچھی بات کریں گے تو انشاء اللہ میں ضرور ان کا ساتھ دوں گا۔

رانا اکرام ربانی : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : شکریہ ۔ بات تحریک التوائے کار کی ہے اس پر تقریر نہیں ہو سکتی۔ اور پوائنٹ آف آرڈر کو ٹیک اپ کیا جا سکتا ہے لہٰذا جناب اکرام ربانی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی : جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں۔

جناب والا! یہاں پر ایک بڑی ناخوشگوار حث چھڑی ۔ میں صرف واقعات کو درست رکھنے کے لیے یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں نہ کوئی مسلم لیگ کا نمائندہ ہے نہ کوئی جماعت اسلامی کا ہے جس طرح میں پیپلز پارٹی کا نہیں بلکہ پی۔ڈی۔ اے کا ہوں میں صرف واقعات کو اور ریکارڈ کو درست رکھنے کے لیے یہ حوالہ دینا چاہتا ہوں اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ سارے پروسیس کو بالائے طاق رکھ کر اس سلسلے کو جاری رکھنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر : شکریہ! جناب رانا صاحب۔

فرید احمد پراچہ صاحب کی جو تحریک التوائے کار ہے اس بارے میں چودھری صاحب آپ کچھ اور فرمانا چاہیں گے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب. سپیکر! جس طرح ابھی پراچہ صاحب نے ذکر کیا ہے کہ جرمانے نہیں ہوتے۔ جرمانوں کی میں نے تفصیل دی ہے۔ اور ان جرمانوں سے 15 لاکھ روپے collect کیے ہیں اور لوگوں کو سزائیں بھی دی گئی ہیں۔ یہ جرمانے علیحدہ علیحدہ کیے جاتے ہیں ۔ کارپوریشن والے بھی sample لیتے ہیں، فوڈ ڈیپارٹمنٹ والے بھی sample لیتے ہیں اور ہیلتھ والے بھی sample لیتے ہیں۔ اور جو adultration کرتے ہیں ان کے خلاف کارروائی ہوتی ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ اس مہم کو ختم کر دیا گیا ہے۔ دودھ کی

وجہ سے بیماریوں کا جو ذکر کیا گیا ہے چونکہ دودھ پینے سے پہلے اس کو گرم کرتے ہیں۔ ابالتے ہیں۔اس سے جو جراثیم ہوتے ہیں وہ ختم ہو جاتے ہیں۔ پراچہ صاحب بھی ماشاء اللہ ابال کر دودھ پیتے ہیں اسی لیے صحت مند ہیں اور یہاں اسمبلی میں بیٹھے ہیں۔ لہٰذا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر : یہ تحریک التوائے کار ایک new item پر مبنی ہے اور اخبارات میں چھپنے والی ہر خبر تحریک التوائے کار کا subject matter نہیں ہوتی۔ میں نے اس تحریک التوائے کو دیکھا ہے یہ کسی لحاظ سے بھی تحریک التوائے کار نہیں ہے۔ لہٰذا اس کو میں Inadmissible قرار دیتا ہوں۔ تحریک التوا کار کا وقت اب ختم ہوتا ہے۔

مجالس قائمہ کی رپورٹوں کا پیش کیا جانا

راجہ محمد بشارت : جناب سپیکر! میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت اور دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : جی! جناب راجہ صاحب ارشاد فرمائیے۔

راجہ محمد بشارت : میں مسودہ قانون ترمیم دوم مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1992 مسودہ قانون نمبر 6 بابت 1992 'مسودہ قانون ترمیم مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1992، مسودہ قانون نمبر 7 بابت 1992 اور مسودہ قانون ترمیم سوئم مقامی حکومت مصدرہ 1992 مسودہ قانون نمبر 8 بابت 1992 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : راجہ محمد بشارت کی طرف سے یہ مسودہ قوانین میں ترامیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کی گئی ہے۔

چودھری خادم حسین : جناب سپیکر! میں مجلس قائمہ برائے سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفرمیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : جی! چودھری صاحب ارشاد فرمائیے۔

چودھری خادم حسین : میں مسودہ قانون ترمیم بہبود فنڈ برائے سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 1991ء ، مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1991ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفرمیشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری خادم حسین صاحب کی طرف سے مجلس قائمہ کی رپورٹ سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن کے بارے میں ایوان میں پیش کی گئی۔

صاحبزادہ نصیر الدین سیالوی: جناب سپیکر! میں مسودہ قانون ترمیم پنجاب بنک مصدرہ 1992ء مسودہ قانون نمبر 5 بابت 1992 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خزانہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: صاحبزادہ نصیر الدین سیالوی صاحب کی طرف سے مسودہ قانون ترمیم پنجاب بنک کے سلسلہ میں مجلس قائمہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کی گئی ہے۔

(اس مرحلہ پر وزیر اعلیٰ پنجاب ایوان میں تشریف لائے)

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جی! فرید احمد پراچہ صاحب آپ ارشاد فرمائیے۔

جناب فرید احمد پراچہ: میں ادائیگی بھتا خصوصی برائے ملازمین پنجاب مصدرہ 1991ء مسودہ قانون نمبر4 بابت1991ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

نوٹس برائے طلبی توجہ

جناب سپیکر: فرید احمد پراچہ صاحب نے مسودہ قانون ترمیم نمبر4 بابت 1991ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے محنت کی رپورٹ ایوان میں پیش کی ہے۔

اب ہم Call Attention Notice کو take up کرتے ہیں۔

فرید احمد پراچہ صاحب کی طرف سے ایک نوٹس موصول ہوا ہے۔جی! جناب فرید احمد پراچہ صاحب؟

پولیس کی بلاجواز فائرنگ سے دو طلباء کی ہلاکت

جناب فرید احمد پراچہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مورخہ 26 اپریل 1992ء کو بھکھی شریف ضلع گجرات کے طلبہ پر پولیس نے بلا جواز فائرنگ کر کے دو طلبہ کو ہلاک اور متعدد کو زخمی کر دیا۔ اگر جواب اثبات میں ہو تو اس افسوسناک سانحہ کے ذمہ داران اور ملزموں کی گرفتاری میں کوتاہی کرنے والے پولیس افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ اور کیا محض انتظامیہ کے ایک فرد کے ذریعے انکوائری کرانے سے انصاف کے تقاضے

پورے ہو سکتے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کے نرم رویہ کی وجہ سے پولیس اہلکاران وحشیانہ طرز عمل اختیار کرتے ہیں۔ جس سے ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہو تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

جناب سپیکر : جی! جناب وزیر اعلیٰ صاحب۔

جناب وزیر اعلیٰ : جناب سپیکر!

پیشتر اس کے کہ میں اس Call Attention Notice کا جواب فاضل بھائی کی خدمت میں پیش کروں۔ میں آپ کی وساطت سے تمام معزز اراکین اسمبلی کو خوش آمدید کہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ اجلاس ایک ماہ سے زائد کا طویل بجٹ سیشن ہوگا۔ legislation اور بجٹ کے دوران اپنی ساتھ مثبت اور تعمیری روایات کو یہ اجلاس نہ صرف قائم رکھے گا بلکہ اس میں ہمارے فاضل اراکین مزید اچھی روایات کا اضافہ کرکے صوبائی اسمبلی کے تقدس اور احترام میں اضافہ کے لیے اپنی بصیرتوں کو بروئے کار لائیں گے۔

جناب سپیکر! میں آج اس House میں تشریف فرما اصحاب میں کچھ ردوبدل دیکھ رہا ہوں۔ اور آج ہمارے کارواں میں سے ہماری کل کی ایک حلیف جماعت، جماعت اسلامی کے ہمارے ساتھی، ہمارے محترم بھائی آئی جے آئی کے کاروان سے علیحدہ ہو کر علیحدہ صفوں میں تشریف فرما ہیں۔ یہ ان کا ایک جمہوری حق ہے جو آپ نے ان کو ان کے ارشاد کے مطابق فراہم کیا ہے اور جمہوری تاریخ میں ایسے واقعات آتے اور جاتے رہتے ہیں۔ اس کاروان سے نکلنے والے اپنے بھائیوں کو میں بوجھل دل کے ساتھ اس مقام پر جہاں آج یہ آئی جے آئی کے فورم سے علیحدہ ہوکر اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہیں ان سیٹوں پر بیٹھنے پر مبارک باد بھی دیتا ہوں۔ اور یہ خیال کرتا ہوں کہ انشاء اللہ ماضی کے ان خوشگوار لمحات کو ہم اپنے ذہن میں قائم رکھیں گے۔ اور ہماری کوشش ہوگی کہ ماضی کی ان خوشگوار یادوں اور وفاؤں کو ہم نظر انداز نہ کریں۔ اس کے باوجود کہ اگرچہ انہوں نے اپنی پارٹی کے ڈسپلن کے مطابق ایک نیا راستہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے ہمیں اسے فراخ دلی کے ساتھ قبول کرنا چاہیے اور توقع رکھنی چاہیے کہ ان کی جمہوری روایات کے لیے پاکستان میں اسلام کی سربلندی کے لیے، نظریہ پاکستان کی حفاظت کے لیے اور عوام کی بے لوث خدمت کے لیے ان کی خدمات سے بھرپور استفادہ کریں گے۔ انشاء اللہ مجھے اپوزیشن کے اراکین کے ساتھ ساتھ سرکاری بنچز

کی طرف بیٹھے ہوئے رفقائے کار کے ساتھ جماعت اسلامی کے رفقاء کی رہنمائی اور ان کی مشاورت کا اعزاز مجھے حاصل رہے گا۔ اس سلسلہ میں ہمارے ذاتی رابطے بھی آپس میں جاری رہنے چاہئیں۔ مجھے امید ہے کہ اس سلسلہ میں اچھی روایات کا اضافہ ہوگا۔ اور ہم اس سیشن میں اس کے ماحول ، اس کے تقدس کو برقرار رکھتے ہوئے صحت مند چراغ روشن کرنے کا رویہ اختیار کریں گے۔ میں اپنے جماعت اسلامی کے بھائیوں کو ایک نئی منزل اور ایک نیا راستہ اختیار کرنے پر ان کو خوش آمدید کہتے ہوئے جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے اپنے جذبات کا اظہار ان الفاظ میں کرنا چاہتا ہوں۔

گو حرم کے راستے سے وہ پہنچ گئے خدا تک
اس راہ گزر پہ رہتے تو کچھ اور بات ہوتی

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرے بھائی فرید پراچہ صاحب نے جس نوٹس توجہ طلبی کے بارے میں مجھ سے جواب طلب فرمایا ہے اس سلسلہ میں میں گزارش کروں گا کہ 22 اپریل 1992ء موضع بھکھی جو ضلع گجرات میں ہے اور وہاں پر طلبا بس ڈرائیور اور کنڈیکٹر کے درمیان بدقسمتی سے الجھن ہوئی اور اس چپقلش میں تلخی اس حد تک بڑھ گئی کہ ڈرائیور نے اپنے ہیلپر کے ساتھ مل کر ایک طالب علم کو اس تلخی کے ماحول میں اس کے سر میں سریے سے شدید ضرب لگائی۔ جس سے وہ شدید طور پر زخمی ہوا۔ 22 اپریل کے اس واقعہ کے بعد طالبعلم کو پرائیویٹ ہسپتال میں داخل کرایا گیا۔ مگر پولیس نے میری رائے کے مطابق اس شدید زخمی ہونے کی صورت میں پرچہ درج کرنا چاہیے تھا لیکن پرچہ باقاعدہ درج کرنے کی بجائے رپٹ پر ہی انحصار کیا۔ جس کے نتیجے میں 26 اپریل کو طلباء نے ، غالباً ان کے ساتھ کچھ اساتذہ بھی شامل ہوئے، پولیس کے رویے پر کہ انہوں نے پرچہ درج کیا اور نہ ہی ملزمان کو گرفتار کیا، انہوں نے احتجاج کیا اور ٹریفک کو روکا۔ اس عرصہ کے دوران پولیس موقع پہ پہنچی تو ان کی آپس میں پھر چپقلش ہوئی ۔ اگرچہ اس میں ایک ڈی ایس پی اور پولیس کے کچھ اہلکار بھی زخمی ہوئے لیکن ڈی ایس پی کی آنکھ پر زیادہ چوٹ آئی۔ اسی تلخی اور ارتعاش کے ماحول میں وہاں پر پولیس نے گولی چلائی اور اس گولی چلانے کے نتیجے میں چار طالب علم شدید زخمی ہوئے۔ جن میں سے دو نوجوان اور ایک معصوم غالباً چھٹی جماعت کا بچہ شدید زخمی ہوگئے۔ یہ نہایت افسوس ناک معاملہ ہے۔ اگرچہ اس روز پھر پولیس نے اس واقعہ کے نتیجہ

میں 302 کا پرچہ درج کر کے پولیس کے دو اہل کاروں کو گرفتار کیا لیکن 26 تاریخ تک بھی پہلا معاملہ جو بس والوں کے ساتھ ہوا تھا۔ اس واقعہ کا کوئی ملزم گرفتار نہیں ہوا تھا۔ اور نہ ہی پولیس نے بس اپنے قبضہ میں لی تھی۔ اس کی فوری طور پر انکوائری کی گئی اور اس کوتاہی کے الزام میں بھی اس متعلقہ ایس ایچ او کو اور غالباً ایک اور ایس ایچ او کو معطل کیا جو پولیس کے خیال کے مطابق ان سے سرزد ہوئی تھی۔ کیونکہ یقینی طور پر انہیں اس کا پرچہ درج کرنا چاہیے تھا۔ بعد میں وہ بس قبضہ میں لی گئی۔ اس کے ڈرائیور اور ہیلپر کو بھی گرفتار کیا گیا۔ اور دوران تفتیش یہ معلوم ہوا کہ ایک اور شخص بھی اس میں ملوث ہے۔ جس نے ضمانت قبل از گرفتاری کرائی ہوئی ہے 25 تاریخ کو اس کی پیشی ہے پولیس اس کی پیروی کرے گی تاکہ عدالت سے انصاف فراہم کرکے اس کی ضمانت منسوخ ہو جاتی ہے تو اس کو گرفتار کیا جائے گا۔ اس عرصہ کے دوران وہ پہلا طالب علم جو غالباً سیکنڈ ایئر کا طالب علم ہے جس کا نام غالباً اقبال ہے، وہ گجرات میں زیر علاج رہا لیکن جب میرے نوٹس میں بات آئی تو میں نے اسے گجرات سے لاہور ہسپتال میں شفٹ کروایا۔ وہ اب بھی یہاں زیر علاج ہے اور پوری طرح سے صحت یاب نہیں ہوا۔ میں نے اس کے علاج معالجہ کے لیے اور اس کے والدین کی امداد کے لیے انہیں پچاس ہزار کی مالی امداد فراہم کی ہے۔ جو بچے ہلاک ہوئے ہیں ان کے والدین کا وفد مجھے ملا تھا ان کو بھی میں نے پچاس ہزار روپے پیش کیے تھے جو ان کو ادا ہو چکے ہیں اور جو زخمی ہوئے تھے ان کو بھی میں نے بیس بیس ہزار روپے کی مالی امداد فراہم کی ہے۔ پولیس کی انکوائری کا حکم دے دیا گیا تھا مگر مجھے متعلقہ ایم پی اے کی سربراہی میں ایک وفد ملا انہوں نے مجھے کہا اور جس کا ذکر میرے بھائی پراچہ صاحب نے کیا ہوا ہے کہ ایک آدمی کی تفتیش سے انصاف کے تقاضے پورے ہوں گے یا نہیں، مطالبہ کیا کہ اس کی انکوائری کسی جج کے سپرد کر دی جائے۔ چنانچہ میں نے چیف جسٹس ہائیکورٹ کی رہنمائی میں یہ کیس ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج کے سپرد کیا جنہوں نے اس کی انکوائری مکمل کرلی ہے اور انشاء اللہ وہ انکوائری جب مجھ تک پہنچے گی اس میں جو کوئی بھی اس جرم کا مرتکب پایا گیا قانون کے مطابق انصاف کے تقاضوں کو پورا کیا جائے گا۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ انتظامیہ کے آدمی کو یہ انکوائری دی گئی آپ اس بات سے اتفاق فرمائیں گے کہ ہمیشہ انکوائری کے لیے اکثر ایک ہی ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ اور اس میں میرے خیال میں کوئی بد گمانی کا شبہ نہیں ہوتا لیکن چونکہ پہلے مجسٹریٹ کو انکوائری دی گئی تھی اس کے بعد ویسے ہی لواحقین کے کہنے پر یہ انکوائری تبدیل کر دی گئی جس پر وہ مطمئن

ہیں۔ اور وہ انکوائری مکمل ہو کر آ بھی گئی ہے میرا یہ خیال ہے کہ میرے بھائی کی یہ جو بات ہے یہ بھی اب out date ہو گئی ہے۔ کیونکہ اس سلسلے میں ان کے کہنے کے مطابق بہتر طرز عمل اختیار کیا گیا۔ اور مجھے امید ہے کہ انکوائری کے نتیجہ میں یہ ہاؤس اور میرے فاضل بھائی پراچہ صاحب مطمئن ہوں گے کہ ہم اس سلسلے میں انصاف کے تقاضوں کو پورا کریں گے۔اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں کی جائی گی شکریہ۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : میں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب جو ہمارے معزز بھائی ہیں انہوں نے جن خوبصورت اور خلوص و محبت اور حسن ظن اور قابل تحسین الفاظ ادا کر کے اظہار کیا ہے اس کے لیے ان کا شکر گزار رہوں گا اور اس کے بعد یہ کہنا چاہتا ہوں کہ حقیقتاً ہم باوجود اس جدائی کے آج محسوس کرتے ہیں کہ ہم اصولوں کی بنیاد پر جدا ہوئے ہیں ہماری ان کے ساتھ کوئی ذاتی چپقلش یا کوئی ذاتی قسم کی distribution نہیں ہے کہ ہم خدا ناخواستہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں ان کے ساتھ مقابلہ کر کے ان کے مدمقابل بنیں ہم یہ بھی ان کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم جب کبھی اس معزز ایوان میں گفتگو کریں گے کسی مسئلے کو اٹھائیں گے۔ عوام کی مشکلات پیش کریں گے ان کے مسائل سامنے رکھیں گے اس میں ہمارا خلوص شامل ہو گا اور اس کے بعد اس نیت سے کریں گے کہ اس ملک کے عوام کی مشکلات کا ازالہ کیا جائے اور وزیر اعلیٰ سے زیادہ کون جانتا ہے کہ اس ملک میں بے پناہ مسائل ہیں بے پناہ مشکلات ہیں اور عوام جن مشکلات کی چکی میں پس رہے ہیں اس لیے میں صرف یہی کہوں گا کہ ہم پوری کوشش کریں گے اور جدو جہد کریں گے کہ ہم اپنی ان خوبصورت روایات کو جنم دیں اور نئی نئی باتیں یہاں کریں اس کے بعد ہم یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس بات پر کسی طرح بھی مفاہمت نہیں کریں گے کہ ہم ان مسائل کو نظر انداز کریں۔ ہماری بحث جتنی بھی ہو گی ، ہماری گفتگو جتنی بھی ہو گی اس اسمبلی میں ہو گی وہ انشاء اللہ اصولوں کی بنیاد پر ہو گی۔ اور ہم ان اصولوں کی خاطر یہاں جو کچھ بھی ہو گا قربان کرنے کے لیے تیار ہوں گے۔ میں اس کے لیے یہ بھی کہوں گا کہ یہ ہماری مشترکہ ذمہ داری ہو گی۔ ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ہم اپوزیشن میں بیٹھ کر بھی آپ کی رہنمائی کریں گے۔ آپ کو بتائیں گے آپ کو حالات سے باخبر کریں گے اعداد و شمار پیش کریں گے اور ایسی چیزیں یہاں لائیں گے جس سے ہم توقع رکھتے ہیں کہ اس ملک کی بہتری کے لیے، ملک کے استحکام کے لیے، جمہوری روایات کو استحکام بخشنے کے لیے ، ہم آپ کے مددگار ثابت ہوں گے۔ لیکن جہاں تک کسی اور ایسی بات کا تعلق ہے

وہ ہم بالکل پوری طرح سے آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ اسمبلی کے باہر بھی اور اسمبلی کے اندر بھی وہ حق ادا کرتے رہیں گے۔

جناب سپیکر : شکریہ! ایک چیز میں وضاحت کروں کہ نوٹس برائے توجہ طلبی کے رولز میں یہ بات واضح طور پر نشان دہی کی گئی ہے کہ ۔۔

There shall be no debate on such question are answers.

تو اب میں supplementary question کو entertain کرتا ہوں۔ جناب فرید احمد پراچہ صاحب ضمنی سوال،

جناب فرید احمد پراچہ : گزارش یہ ہے کہ Call Attention Notice کا ایک وقت بھی مقرر ہے اور محترم قائد ایوان وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس وقت کا ایک حصہ اس خیر سگالی کے جذبات کے اظہار پر صرف کیا ہے جس میں ہمارے قائد نے پارلیمانی لیڈر نے بھی اس کا اظہار کیا میں ضمنی سوال سے پہلے صرف دو لفظوں میں بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

جناب سپیکر : میرے خیال میں اس پر debate نہیں ہونی چاہیے۔

جناب فرید احمد پراچہ : نہیں تقریر نہیں۔۔۔

جناب سپیکر : میں نے قائد ایوان کے احترام میں اور ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب کے احترام میں ان کو نہیں ٹوکا کہ یہ Call Attention Notice کے دوران جو اچھے جذبات کا اظہار ہو رہا ہے تو کوئی حرج نہیں اچھے جذبات کا اظہار ہو جانا چاہیے لیکن یہ کافی ہے۔ قائد ایوان نے ارشاد فرمایا اور ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب نے جواب دیا تو ضمنی سوالات پر آیئے۔

جناب فرید احمد پراچہ : اس معاملہ کے بارے میں جناب سپیکر میری گزارش یہ ہے کہ بہت سارے حقائق جو وزیر اعلیٰ نے بیان فرمائے ہیں وہ درست ہیں اور کچھ حقائق اس میں درست نہیں ہیں جن کے بارے میں میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : ارشاد فرمایئے۔

جناب فرید احمد پراچہ : اس میں جو بات یہ بتائی گئی ہے کہ 22 تاریخ کو ایک واقعہ ہوا ہے اور اس کی رپورٹ 24 تاریخ کو درج کی گئی ہے یہ بات وزیر اعلیٰ صاحب نے بیان نہیں فرمائی دو دن تک تاخیر کی گئی جس کے ساتھ اشتعال پھیلا دوسری گزارش یہ ہے کہ اس میں دو معصوم بچے جو آٹھویں اور نویں جماعت کے پڑھنے والے تھے۔

جناب سپیکر! آپ بھی صاحب اولاد ہیں اور وائیں صاحب کے بارے میں دعا ہے کہ

اللہ تعالیٰ انہیں بھی یہ نعمت عطا کرے اور انہیں بھی اس بات کا احساس ہو کہ جب چھوٹے سے بچوں کی لاشیں گھروں میں پہنچتی ہیں تو والدین پر کیا بیتتی ہے تو جناب ضمنی سوال یہ ہے کہ جوڈیشنل انکوائری جس کے بارے میں وزیر اعلیٰ صاحب نے بیان فرمایا ہے کہ یہ انکوائری مکمل ہو چکی ہے میری اطلاع کے مطابق ایک ہفتہ گزر گیا ہے جو ڈیشنل انکوائری کو مکمل ہوئے تو آج کا جواب اس جو ڈیشنل انکوائری کی روشنی میں کیوں نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر : شکریہ! جناب وزیر اعلیٰ۔

وزیر اعلیٰ : جناب سپیکر میرے فاضل بھائی نے جو رپٹ کی بات کی ہے یہ 22 کی بجائے 24 کو کی گئی۔ یہ رپٹ 22 کو کی گئی یا 24 کو کی گئی میں تو سمجھتا ہوں کہ دونوں ناکافی ہیں اس کا تو پرچہ ہونا چاہیے تھا تو لہٰذا اس معاملے میں میرے خیال میں یہ رپٹ جو ہے 22 کی ہے یا 24 کی ہے میری نظر میں یہ ان تقاضوں کو پورا نہیں کرتی جو پولیس پر ذمہ داری عائد ہوتی تھی۔ رہ گئی بات انکوائری کے مکمل ہونے کی تو میں نے عرض کیا ہے کہ مجھے صبح ہی پتا چلا ہے کہ انکوائری مکمل ہو گئی ہے۔ یہ انکوائری ابھی وزیر اعلیٰ ہاؤس میں میرے پاس نہیں آئی اور نہ ہی ابھی میں نے اسے دیکھا ہے۔ انشاء اللہ جب بھی میرے پاس آئے گی۔ اور میں اسے انشاء اللہ انصاف کے تقاضوں کے مطابق اسے دیکھوں گا۔ میں نے ابھی اس انکوائری کو نہیں دیکھا مجھے ابھی put up نہیں ہوئی۔

جناب غلام سرور خان : جناب سپیکر! میرا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر : جی ! غلام سرور خان صاحب۔

جناب غلام سرور خان : جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ پولیس کے ان دو اہلکاروں کے خلاف ایف۔ آئی۔ آر درج کر دی گئی ہے اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ ایف۔ آئی۔ آر کسی پرائیویٹ Complaint پر درج کی گئی یا کہ گورنمنٹ کی طرف سے یہ ایف۔آئی۔آر درج کروائی گئی ہے۔ تو اس کا جواب دیا جائے دوسرا کن دفعات میں ان ملزموں کو گرفتار کیا گیا ہے یہ بھی بتایا جائے تیسرا۔۔۔

جناب سپیکر : only one question ضمنی سوال میں ایک سوال آپ کر سکتے ہیں۔

جناب غلام سرور خان : جز تین کر دیئے گئے ہیں سوال ایک ہے۔

جناب سپیکر : جناب غلام سرور خان، ایک سوال فرمائیے۔

جناب غلام سرور خان : جناب میرا سوال بڑا واضح ہے کہ کیا یہ پرائیویٹ complaint پر

ایف۔آئی۔آر درج کی گئی ہے یا گورنمنٹ کی طرف سے ۔۔۔

جناب سپیکر : شکریہ ، جناب وزیر اعلیٰ۔

وزیر اعلیٰ : جناب سپیکر، 26 تاریخ کا جو واقعہ پیش آیا ہے جس میں دو طالب علم ہلاک ہوئے ہیں ان کے بارے میں 302 اور 324 دفعات کے تحت لواحقین کی طرف سے یہ پرچہ درج ہوا ہے۔ اور پہلا معاملہ 22 تاریخ والا جس کی تاخیر کی وجہ سے یہ سارا معاملہ الجھا ہے اس تاخیر کے جو ذمہ دار ہیں ان کو suspend کیا جاچکا ہے۔ وہ معطل ہیں اور میرے خیال میں انکوائری کے دوران میں امید کرتا ہوں کہ جج صاحب نے انکوائری میں اس پہلو کو ضرور لیا ہوگا۔ کیونکہ میں نے ابھی نہیں دیکھی لیکن ان کو بھی معطل کر کے اس معاملے میں ان کے خلاف بھی انکوائری ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر : جی رانا اکرام ربانی صاحب!

رانا اکرام ربانی : جناب سپیکر! ایک ضمنی سوال جو ہمیشہ کرتا ہوں کہ اس امید پر کہ شاید کبھی اس کا جواب مل جائے گا۔ کیا حکومت پنجاب کے پاس کوئی ایسا پروگرام زیر غور ہے جس سے اس محکمہ میں ایسی تبدیلیاں لائی جا سکیں کہ بجائے ایسے واقعات ہونے کے عوام اس محکمے کو واقعی اپنا دوست اور محافظ سمجھنے لگے۔

وزیر اعلیٰ : جی ہاں نہ صرف پولیس بلکہ انتظامیہ کے دوسرے محکموں کے متعلق بھی ہمیں خوب سے خوب تر کی تلاش میں رہنا چاہیے اور بشمول ہمارے ، سوسائٹی میں بھی اصلاح کی ضرورت ہے۔ محکمہ پولیس سے متعلق تو کئی کمیٹیاں بھی اصلاح کے لیے تشکیل دی جاتی رہتی ہیں اور ہم اس بات کے لیے کوشاں رہتے ہیں کہ پولیس کی کارکردگی کو بہتر سے بہتر بنایا جائے۔ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ان کمزوریوں اور کوتاہیوں کے باوجود جو کہ من حیث السوسائٹی ہم سب میں ہیں اور اس میں پولیس کا محکمہ بھی شامل ہے۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ماضی کے مقابلے میں پولیس روبہ اصلاح کی طرف گامزن ہے۔ اور اصلاح کی طرف اپنے سفر کا آغاز کر چکی ہے اور اس میں ابھی مزید بہتری کی گنجائش ہے۔ اور اس کی مزید اصلاح کے لیے جو بہتر صورت سامنے آئی ہم سب مل کر اس پر عملی جامہ پہنانے کی پوری کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر : چودھری محمد حنیف صاحب۔

چودھری محمد حنیف : جناب والا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ دو طلباء اور دس اشخاص یا جو

بچے وہاں پر زخمی ہوئے ہیں، کیا وزیر اعلیٰ کی طرف سے ان کے لواحقین کو کوئی امداد دی گئی ہے؟

(قہقہے)

جناب سپیکر : چودھری محمد فاروق صاحب۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے ایف۔آئی۔آر درج نہ کرنے کو تسلیم کیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ پولیس والوں کی بہت بڑی کوتاہی تھی اور اسی وجہ سے متعلقہ پولیس افسران کو معطل کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اتنی بڑی کوتاہی پر پولیس افسران کو صرف معطل کر دینا کیا قرار واقعی سزا ہے؟

وزیر اعلیٰ : جناب سپیکر! وضاحت کر دیتا ہوں کہ 26 اپریل کے جس واقعہ کے نتیجہ میں جو دو بچے ہلاک ہوئے ہیں اسی کے تحت ان کے خلاف 302 کا پرچہ ہوا ہے اور پولیس کے دو اہلکار اس سلسلے میں گرفتار ہوئے ہیں۔ یہ 26 اپریل والا کیس ہے جس میں دو شخص ہلاک ہوئے ہیں، اس سے پہلے 22 تاریخ کو واقعہ رونما ہوا جس میں ڈرائیور اور طلباء کا آپس میں جھگڑا ہوا۔ اس کے پرچہ نہ درج کرنے پر اور انہیں بروقت گرفتار نہ کرنے پر ان دونوں ایس۔ ایچ۔ او کو معطل کیا گیا ہے اور اس کی انکوائری ہو رہی ہے۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! معطل کر دینا کیا واقعی سزا ہے؟

جناب سپیکر : آرڈر پلیز، آرڈر پلیز، آرڈر پلیز۔ نوٹس توجہ طلبی کا وقت ختم ہوتا ہے شکریہ جناب وزیر اعلیٰ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! میں کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : آپ کس چیز کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! اسی بحث کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : بحث کا وقت ختم ہو چکا ہے، شاہ صاحب تشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ : نوٹس توجہ طلبی پر بات کرنے کی اجازت نہ دیں، نکتہ وضاحت پر تو بات کرنے دیں۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب نوٹس طلبی توجہ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کا بھی ہم نے شکریہ ادا کر دیا، اب آپ اسی مسئلے پر بات کریں گے تو مناسب نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! میں حکومت کی کارکردگی کے متعلق بات کرنا چاہتا تھا۔

مسودات قانون (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

جناب سپیکر : شاہ صاحب اس موقع پر نہیں کسی اور موقع پر میں آپ کو بات کرنے کی اجازت دوں گا۔ شکریہ۔ اب ہم سرکاری کارروائی کا آغاز کرتے ہیں۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور۔

ہنگامی قانون ہیلتھ فاؤنڈیشن پنجاب مصدرہ 1992ء

وزیر قانون و پارلیمانی امور : میں ہنگامی قانون ہیلتھ فاؤنڈیشن مصدرہ 1992ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر : ہنگامی قانون ہیلتھ فاؤنڈیشن پنجاب مصدر 1992ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر 75 کے تحت یہ ہنگامی قانون مسودہ قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے اور اسے متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 16 جون 1992ء تک ایوان میں پیش کرے گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر :پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ جو ہیلتھ فاؤنڈیشن کا بل ہے یہ ڈاکٹروں سے متعلق ہے اور میں چونکہ پیشے کے اعتبار سے ڈاکٹر ہوں اس لیے میری آپ سے گذارش یہ ہے کہ اس بل کے حوالے سے مجھے عارضی طور پر اس مجلس قائمہ کا رکن نامزد کیا جائے۔

ہنگامی قانون (تنسیخ) ناپسندیدہ کوآپریٹو سوسائٹیز پنجاب مصدرہ 1992ء

جناب سپیکر : جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور : جناب سپیکر !

میں ہنگامی قانون (تنسیخ) ناپسندیدہ کوآپریٹو سوسائٹیز پنجاب مصدرہ 1992ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر :ہنگامی قانون (تنسیخ) ناپسندیدہ کوآپریٹو سوسائٹیز پنجاب مصدرہ 1992ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

رول کے مطابق یہ ہنگامی قانون اب مسودہ قانون کی شکل اختیار کر چکا ہے ، اور اسے متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 16 جون 1992ء تک ایوان میں پیش

کرے گی۔

جناب فرید احمد پراچہ : پوئنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آرڈیننس کے بارے میں آئین پاکستان میں بھی یہ وضاحت کی گئی ہے کہ آرڈیننس اسی وقت جاری کیا جائے گا جب اسمبلی کے اجلاس تک اس کا انتظار نہیں کیا جاسکتا ۔ لیکن جناب سپیکر ! یہ آرڈیننس 16 مئی کو جاری کیا گیا ، 17 مئی کو اسمبلی کا اجلاس بلانے کا نوٹس بھی انہی گورنر صاحب کی طرف سے جاری ہوا ، وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف بھی یہ اعلان ہو چکا تھا کہ اسمبلی کا اجلاس بلایا جا رہا ہے اور اخبارات میں بھی اس کے متعلق خبریں شائع ہو چکی ہیں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس طرح سے آرڈیننسوں کا آنا اس ایوان کا استحقاق مجروح کرنے کے مترادف ہے اور قانون سازی کے اس عمل کو مؤخر کرنے کا بھی ذریعہ بنتا ہے۔ جس ادارے کو قانون سازی کرنی چاہیے وہ ادارہ قانون سازی کے بجائے آرڈیننسوں کے ذریعے چل رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ انتہائی اہم ہے اور ایک لحاظ سے اس پورے ایوان کی توہین ہے۔

جناب سپیکر : جناب فرید احمد پراچہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر جناب وزیر قانون سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس مسئلے پر روشنی ڈالیں۔ کیونکہ انہوں نے ایک آئینی نکتہ اٹھایا ہے۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور : جناب سپیکر! میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ جہاں تک آرڈیننسز کا تعلق ہے آئین کے آرٹیکل نمبر 128 کے تحت آرڈیننس پر صرف یہ پابندی ہے کہ دوران اجلاس پیش نہیں کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ آئین میں اس پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ جناب گورنر کے اجلاس بلانے سے پہلے ہی یہ آرڈیننس نافذ کیا گیا ہے۔ بلکہ آج ہم اس کو بل کی شکل میں لے آئے ہیں آپ نے اسے مجلس قائمہ کے حوالے کردیا ہے۔ اس پر مجلس قائمہ اپنی رپورٹ دے گی۔ اس سلسلے میں ہم نے آئینی یا قانونی طور پر کوئی لغزش نہیں کی بلکہ ہم آئین کے مطابق یہ آرڈیننس لائے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : جی! جناب پراچہ صاحب۔

جناب فرید احمد پراچہ :ایک تو یہ کہ کسی بھی قانون کے اور آئین کے الفاظ ہوتے ہیں اور دوسری اس کی روح ہوتی ہے۔ یہ معاملہ الفاظ کے لحاظ سے تو ہوسکتا ہے کہ درست ہو لیکن یہ اس کی روح کے منافی ہوتی ہے اس لیے کہ اس کی روح کے لحاظ سے قانون سازی اسمبلیوں کا حق ہے۔ یہی معاملہ وزیر قانون صاحب آرڈیننس کی بجائے بل کی صورت میں

یہاں لے آتے، اور آرڈیننس نافذ نہ کیا جاتا تو یہ معاملہ اور اس کے تقاضے اسی طرح سے پورے ہو سکتے تھے اور اسمبلی کا استحقاق بھی مجروح نہ ہوتا۔

جناب سپیکر :اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ آرڈیننس ایوان میں پیش ہو چکا ہے اور باضابطہ طور پر یہ بل کی شکل اختیار کر چکا ہے اور یہ متعلقہ مجلس قائمہ کو بھی بھیجا جا چکا ہے جو اپنی رپورٹ 16 جون تک اس ایوان میں پیش کرے گی۔ اس پر کوئی بحث نہیں ہے یہ جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے۔ لیکن یہ مسئلہ جو کہ فرید احمد پراچہ صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر کی صورت میں پیش کیا کہ۔

کیا آرڈیننس اسمبلی کے اجلاس شروع ہونے سے ایک روز پہلے یا دو روز پہلے یا چار روز پہلے آنے چاہییں جبکہ اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے اور اس میں یہ مسودہ قانون یا اس میں کوئی ترمیم بل کی صورت آ سکتی ہے تو کیا اس میں آرڈیننس آنا چاہیے؟ یہ ایک ایسا نکتہ ہے جو وزیر قانون صاحب کے لیے اور معزز اراکین اسمبلی کے لیے قابل توجہ ہے۔ میں اس کو مؤخر کرتا ہوں، اس پر وزیر قانون صاحب اور پراچہ صاحب غور فرمائیں اور اس کو ہم دوبارہ پھر کسی موزوں وقت پر ٹیک اپ کریں گے۔

رانا اکرام ربانی : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی! رانا اکرام ربانی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر۔

رانا اکرام ربانی : جناب سپیکر! آپ نے اس بے قاعدگی کا جو نوٹس لیا ہے اس پر میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : میں نے اس میں اپنی طرف سے کوئی verdict نہیں دیا کہ بے قاعدگی یا با قاعدگی ہے میں نے تو کہا ہے کہ اس معاملے پر غور کیا جائے۔

رانا اکرام ربانی : جناب والا! یہ بے قاعدگی کے لفظ کا میں نے اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے۔

جناب سپیکر : جی ہاں آپ اپنی طرف سے اضافہ کر سکتے ہیں۔ حاجی صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

حاجی محمد افضل چن : جی ہاں ! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے جناب والا! کہ میرے یہ جماعت اسلامی والے بھائی ہیں میں نے ان کے ساتھ ایک منت مانی تھی کہ اللہ تعالیٰ اگر آپ کو وہاں ان پنچوں پہ لے جائے تو میں جناب والا! دو دیگیں چاولوں کی دوں گا۔ جناب والا! اب

میں رولنگ چاہتا ہوں کہ میں وہ دو دیگیں پکا کر لاؤں تو سب بھائی کھائیں گے؟

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! سیٹھی صاحب کے ساتھ میری یہ شرط تھی اور میں نے یہ منت مانی تھی۔

جناب فرید احمد پراچہ : حاجی صاحب نے جو منت مانی تھی اس کے ساتھ ایک تبصرہ بھی کیا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ میں نے دو دیگیں دینی ہیں اور وہ کس لیے دینی ہیں اس کی بھی میں ساتھ وضاحت کروں گا۔ اس لیے ان سے گزارش ہے کہ وہ اب بتائیں۔

حاجی محمد افضل چن : جناب والا! جب مجھے اس بات کی اجازت مل گئی کہ میں نے یہ جو دو دیگیں دینی ہیں یہ اسمبلی میں لا سکتا ہوں تو پھر وضاحت بھی کر دوں گا۔

جناب سپیکر : حاجی صاحب آپ اس پہ بھی رولنگ چاہتے ہیں کہ اسمبلی میں دیگیں آنی چاہئیں یا نہیں۔

حاجی محمد افضل چن : : جی ہاں! میں یہ 24 تاریخ کو یہاں لا سکتا ہوں یا نہیں لا سکتا۔

جناب سپیکر : حاجی صاحب اس سلسلے میں بہتر ہے کہ آپ محکم فوزیہ بہرام اور وزیر اوقاف سے مشورہ کریں کہ آیا آپ کو دیگیں یہاں لانی چاہئیں یا نہیں۔

میاں شہبازؒ احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : میاں شہباز احمد پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کریں گے۔

میاں شہباز احمد : جناب والا! ابھی حاجی صاحب نے دیگوں کا ذکر کیا دیگیں کھانے والی چیز ہیں لیکن کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ یہی دیگیں جماعت اسلامی والوں کو بھیج دی جائیں۔ کہ وہ ہی اسے کھالیں کیونکہ وہ دیگیں کھانے کے بہت شوقین ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب والا! انہوں نے دیگوں کا ہی ذکر کیا ہے چمچوں کا نہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر امداد باہمی : جناب والا! اگر ان کو دیگیں بھیجنی ہیں تو حلوے کی دیگیں بھیجیں چاولوں کی نہیں۔

جناب سپیکر : Now we take up the Government Bill.

جناب علی حسن رضا قاضی : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی! قاضی صاحب۔

جناب علی حسن رضا قاضی: جناب والا! ابھی جو بل پیش کرنے کی بات کی اس کی مجلس قائمہ میں حزب مخالف کی کوئی نمائندگی نہیں ہے لہٰذا گزارش ہے کہ مجلس قائمہ میں حزب مخالف کا بھی ایک رکن بنایا جائے۔

جناب سپیکر: کیا مجالس قائمہ اب constitute ہو رہی ہیں؟

مجالس قائمہ تو constitute ہو چکی ہیں اور یہ جب consitutue ہو رہی تھیں تب قائد حزب اختلاف کا پورا پورا عمل دخل تھا قائد حزب اختلاف اور قائد ایوان کی مرضی سے یہ مجالس قائمہ constitute ہو چکی ہیں۔ میرے خیال میں یہ کوئی موقع نہیں ہے کہ اس میں کوئی ترمیم کی جائے۔

مسودہ قانون (ترمیم) کوآپریٹو سوسائیٹز پنجاب مصدرہ 1992ء

MR SPEAKER: Now, we take up government bills:-Minister for Law please.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Mr Speaker Sir, I move :-

> "That the Cooperative Societies(Amendment) Bill, 1991 as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, be taken into consideration at once".

MR SPEAKER: Motion moved is:-

> "That the Cooperative Societies(Amendment) Bill, 1991 as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, be taken into consideration at once".

LEADER OF THE OPPOSITION: Opposed;

MR FARID AHMAD PIRACHA: Opposed;

RANA SANAULLAH KHAN: Opposed;

MR SPEAKER: A motion has been received from Mr Farid Ahmad Piracha, Mr Irshad Hussain Sethi and Ch Muhammad Hanif. Mr Farid Ahmad Piracha may move it please.

MR FARID AHMAD PIRACHA: Sir, I move:-

> "That the Cooperative Societies(Amendment) Bill, 1991 as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, be referrred to the Council of Islamic Ideology for Advice.".

MR SPEAKER: Motion moved is:-

> "That the Cooperative Societies(Amendment) Bill, 1991 as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, be referrred to the Council of Islamic Ideology for Advice.".

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

MR SPEAKER: Minister for Law opposed the amendment.

میں فرید احمد پراچہ کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اظہار خیال فرمائیں۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب والا! پاکستان ایک نظریاتی ملک ہے اور یہاں پر قانون سازی کے تمام عمل کو آئین پاکستان کے لحاظ سے قرآن و سنت کے تابع کیا گیا ہے اور اسی مقصد کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل قائم کی گئی ہے اور اسلامی نظریاتی کونسل کے ان مقاصد جن کو بیان کیا گیا ہے اور جن کی ہمارے قواعد انضباط کار کے اندر بھی تشریح کی گئی ہے کہ کسی بھی بل کے بارے میں یا کسی بھی مسودہ قانون کے بارے میں یا کسی بھی مسودہ قانون کے بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل سے رائے لینا ضروری ہے کہ آیا اس کی دفعات اس کے مطابق ہیں یا نہیں۔ اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق اس کا جائزہ لینا ضروری ہے۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس بل میں دو تین انتہائی اہم نکات ہیں جن کے بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل سے رائے لینا ضروری ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ کوآپریٹوز

کے تمام قوانین اور بالخصوص اس مسودۂ قانون کی اٹھان سود پر رکھی گئی ہے۔ سود کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا واضح اعلان ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کا اعلان جنگ ہے سود لینے والوں کے خلاف۔ اسی طرح وفاقی شرعی عدالت بھی اس بارے میں واضح رائے دے چکی ہے۔ اس ملک میں سود حرام قرار دیا جا رہا ہے اور اس کے مطابق حکومت کو ایک مہلت دی گئی ہے۔ اس لیے اس مسودۂ قانون کو اس لحاظ سے بھی اسلامی نظریاتی کونسل کے پاس بھیجنا ضروری ہے کہ سود کے بارے میں اس کی جو دفعات ہیں وہ اسلام کے بنیادی نقطۂ نظر کے خلاف تو نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! اس مسودۂ قانون میں رجسٹرار کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ کسی عمارت میں داخل ہو کر اس کی تلاشی لے سکتا ہے اور حساب کتاب، دوسری دستاویزات اور ریکارڈ کو قبضے میں کر سکتا ہے، جب کہ کسی عمارت یا کسی کے گھر میں داخل ہونے کے بارے میں قرآن پاک میں واضح ہدایت ہے کہ :

لا تدخلوا ۔ ۔ ۔ ۔

"نہ داخل ہو تم کسی کے گھر میں بغیر اس کی اجازت کے"

جناب سپیکر! پھر اسلامی نظریاتی کونسل سے یہ بات بھی دریافت کرنے والی ہے کہ کسی کا لین دین ان کے بجائے کوئی دوسرا کیسے لے سکتا ہے؟ یعنی امانتیں، تو کھاتہ داروں کی ہیں اور انہیں واپس کرنی ہیں۔ لیکن ان کی بجائے امانتیں دوسروں کو ملتی ہیں جب کہ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے :

ان تؤ دوالامنت الی اھلھا

"امانتوں کو جو ان کے اہل ہیں ان کے سپرد کیا جائے"

جناب ! یہ بات بھی اسلامی نظریاتی کونسل سے پوچھنے والی ہے کہ یہ امانتیں کہ جو کھاتہ داروں کی ہیں، یہ انہیں واپس جانے کی بجائے ان ساری امانتوں کو لینے کا حق رجسٹرار کس طرح سے حق دار ہے؟

جناب سپیکر! اسی طرح ان قوانین کے مطابق کوئی بھی آدمی جو کسی بھی کوآپریٹو سوسائٹی کا کھاتہ دار ہے وہ وصیت کر کے کسی بھی آدمی کو وارث مقرر کر سکتا ہے، جب کہ اسلام کا ایک نظام وراثت ہے اور اس کے مطابق اس کے تمام اثاثہ جات کو تقسیم کیا جانا چاہیے۔ اس لیے اسلامی نظریاتی کونسل سے یہ بات بھی دریافت کرنے کی ہے کہ بغیر اسلام

کے نظام وراثت کے کوئی بھی آدمی اپنے اثاثہ جات کو وارث کسی دوسرے شخص کو مقرر کر سکتا ہے یا نہیں؟

جناب والا! یہ وہ سوالات ہیں جن کے باعث میں نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ اس معاملے کو اسلامی نظریاتی کونسل کے پاس بھیجنا ضروری ہے۔ لہٰذا اس مسودۂ قانون کو اسلامی نظریاتی کونسل کی رائے لینے کے لیے بھیجا جائے۔

جناب سپیکر: اس پر جناب ارشاد حسین سیٹھی صاحب چودھری محمد حنیف صاحب کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے؟

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میں اس بارے میں یہ کہنا چاہوں گا جس طرح پراچہ صاحب نے اپنی گفتگو میں اس بات کی اچھی طرح وضاحت کردی ہے، اس سے پہلے اس ملک میں قومی سطح پر اس بات کی پریکٹس رہی ہے کہ اسی انداز اور اسی قسم کے بل کو جب پیش کیا گیا تو آخر میں شریعت کورٹ نے پھر ان دفعات کو چیلنج کیا جن کے بارے میں جلد بازی سے کام لیا گیا اور اس پر ایوانوں میں حکومتی سطح پر اس بات کو تسلیم کیا جاتا رہا ہے۔ اس لیے میں یہ کہوں گا کہ پراچہ صاحب نے اپنی تحریک میں جس معاملے کی نشان دہی کی ہے اس کو وقت کی بچت کے ساتھ اور آنے والے وقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسلامی نظریاتی کونسل کے پاس رائے حاصل کرنے کے لیے بھیجا جائے۔ اسلامی قانون سازی کرتے وقت اس بات کو مد نظر رکھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ پوری قوم پر ایک بڑا احسان ہے کہ ہم بروقت وہ فیصلے کرلیں جو تاخیر میں نہ ڈالے جائیں اور جن کے کرنے کے بعد نہ صرف یہ کہ قوم کا وقت ضائع نہ ہو، بلکہ عوامی نمائندوں کی جناب سے ملک میں ایسی مستحکم قانون سازی ہو کہ جس میں اسلامی سطح پر اسلامی نظریاتی کونسل کی معاونت ہو جس ادارے کو مشاورت کے لیے باقاعدہ فرائض تفویض کیے گئے ہیں۔ جناب فرید پراچہ کے خیالات سے اتفاق کرتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ اس کو اسلامی نظریاتی کونسل کے پاس بھیجا جانا چاہیے۔ شکریہ۔

شیخ انوار الحق پراچہ: جناب سپیکر! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: گنتی کی جائے۔۔۔۔ گنتی کی گئی۔

جناب سپیکر: جس وقت کورم کا مسئلہ اٹھایا جائے تو معزز اراکین اپنی نشستوں پر بیٹھ جائیں تاکہ کورم کے مسئلے کا فیصلہ کرلیا جائے۔ ایسے آتے جاتے رہیں گے تو غیر یقینی صورت حال رہے گی۔ ہاؤس میں کورم موجود ہے۔ 248 کے ایوان میں 62 موجود ہوں تو کورم بنتا ہے،

جب کہ اس وقت ایوان میں 66 ممبران موجود ہیں، چنانچہ کورم پورا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ ایوان کے ساتھ جو لابی ہے وہاں مائیک کی آواز سنائی نہیں دیتی۔ اس طرح اندر کی کارروائی کا پتا نہیں چلتا۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب نے درست فرمایا ہے۔ نارمل پریکٹس یہی رہی ہے کہ لابیوں میں مائیک کی آواز جاتی ہے۔ اس کو چیک کیا جائے کہ مائیک کی آواز لابیوں میں کیوں نہیں جاتی ---- اور کوئی صاحب اس پر اظہار خیال فرمانا چاہتے ہیں؟----

جناب وزیر قانون اس پر کچھ فرمائیں گے؟

وزیر قانون : جناب سپیکر! آئین کی دفعہ 229 کے تحت کسی معاملے کے بارے میں اسلامی نظریاتی کونسل سے صرف اسی صورت میں رجوع کیا جاسکتا ہے جبکہ اسمبلی دو تہائی رکنیت کی حمایت اس سلسلے میں حاصل ہو، اور سوال یہ ہو کہ آیا مجوزہ قانون اسلامی احکام سے متصادم ہے یا نہیں؟ زیر تجویز قانون تو اسلام کے عین مطابق ہے۔ یہ قانون تو یتیموں، بیواؤں، ناداروں اور اس قسم کے لوگوں کی رقم جو ناجائز طور پر ہضم کی گئی تھی اس کو واپس دلانے کے لیے بنایا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قانون اسلام کی روح کے عین مطابق ہے، اس لیے میں اس ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں۔ میں آپ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ اس ترمیم کو نامنظور فرمایا جائے۔ شکریہ

MR SPEAKER: Motion moved and the question is -

"That the Cooperative Societies (Amendment) Bill, 1991, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, be referrred to the Council of Islamic Ideology for advice.

(The motion was lost)

There are three amendments given notice of by Syed Chiragh Akbar Shah, Mr Ghulam Sarwar Khan and Malik Iqbal Ahmad Khan Langrial.

وزیر قانون : جناب سپیکر! اس میں ایک technical objection ہے کہ یہ 20 مئی 92ء کو move کی گئی ہے اور رول (2)85 کے تحت جناب کی special permission کے بغیر اسے move نہیں کیا جاسکتا جب جناب اس کی special per-mission دیں گے تو تب یہ move ہو سکے گی۔

جناب سپیکر : یہ کل move کی گئی ہے؟

وزیر قانون : جی! جناب اس میں دو دن کا نوٹس نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر : ملک صاحب! رول (2)85 ملاحظہ فرمایئے۔

"If Notice of a propsed amendment has not been given two clear days, before the day on which the Bill, the relevant clause of the Schedule is to be considered, any member may object to the moving of the amendment and thereupon such objection shall prevail unless the Speaker sus-pends this subrule and allow the amendment to be moved."

یہ ترمیم آپ نے 20 مئی کو move کی ہے اور آج 21 مئی 92ء ہے۔ ترمیم move کرنے کے لیے دو clear days چاہئیں۔

اور اس سے پہلے ابتداء میں میں رول suspend کر کے اس کی اجازت دیتا رہا ہوں۔ اس لیے کہ ہمارے معزز اراکین نئے نئے آئے ہیں ابھی ان کو مزید تجربے کی ضرورت ہے۔ ان کو اس پروسیجر، سے اس کی روایات سے جوں جوں واقفیت ہوگی توں توں ہم رولز پر strict ہوتے چلے جائیں گے۔ اب کافی دیر ہوگئی ہے اور میرے خیال میں اس مسئلے کو اب ختم ہونا چاہیے۔ اور اس قسم کی جو قانون سازی ہے۔important قسم کا جو ہاؤس کے سامنے task ہے اس میں ہمیں strictly according to the rules چلنا چاہیے رانا صاحب! آپ کا خیال ہے؟

رانا اکرام ربانی : جناب سپیکر! آپ نے درست فرمایا۔ یہ کافی ٹیکنیکل نوعیت کی ترامیم تھیں۔

آپ اس وقت نہیں تھے۔ سیکرٹری صاحب سے فون پر میری بات ہوئی تھی انہوں نے کہا تھا کہ آپ بھجوا دیں ہم اس میں دے دیں گے۔

جناب سپیکر : ہاؤس میں تو آ گئی اور پیش بھی ہو گئی۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ۔ ٹیکنیکلی یہ پیش ہو نہیں سکتی۔

رانا اکرام ربانی : جی! یہ آپ نے بالکل صحیح فرمایا۔

جناب سپیکر : اس کے لیے دو دن کا clear نوٹس ضروری ہے۔

رانا اکرام ربانی : جناب والا! میں آپ سے یہ استدعا کروں گا۔ کہ جو subsequent ترامیم آ رہی ہیں وہ بھی اس نقطہ نظر سے hit ہوں گی۔ تو آئندہ اس کے لیے احتیاط برتی جائے گی۔

جناب سپیکر : تو اس بارے میں یہ طے ہوا کہ آئندہ اس سلسلے میں مکمل طور پر احتیاط برتی جائے گی۔ اور آئندہ ترامیم کے معاملے میں رولز کو relax نہیں کیا جائے گا۔

رانا اکرام ربانی : جناب والا! یہ آپ ترامیم کے بارے میں فرما رہے ہیں؟

جناب سپیکر : جی ہاں! ترامیم کے بارے میں خاص طور پر رولز کو relax نہیں کیا جائے گا۔

رانا اکرام ربانی : ٹھیک ہے جناب۔

جناب سپیکر : تو اس سب رول کو میں suspend کرتا ہوں اور اس ترمیم کو پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ جی! ملک صاحب!

MALIK IQBAL AHMED KHAN LANGRIAL: Sir, I beg to move-

"That the Cooperative Societies (Amendment) Bill, 1991, as recmmended by the Standing Committee on Cooperatives, be referred to a Select Committee consisting of the following membes, with the instructions to report upto 31st August, 1992"

(1) Mr Farid Ahmed Piracha.

(2) Mr. Irshad Hussain Sethi.

(3) Ch. Shaukat Ali.

(4) Ch. Muhammad Farooq.

(5) Haji Muhammad Afzal Chan.

(6) Hafiz Salman Butt.

(7) Mr. Naseer Ahmed khan.

MR SPEAKER: The motion is:-

"That the Cooperative Societies (Amendment) Bill, 1991, as recmmended by the Standing Committee on Cooperatives, be referred to a Select Committee consisting of the following members, with the instructions to report upto 31st August, 1992"

(1) Mr Farid Ahmed Piracha.

(2) Mr. Irshad Hussain Sethi.

(3) Ch. Shaukat Ali.

(4) Ch. Muhammad Farooq.

(5) Haji Muhammad Afzal Chan.

(6) Hafiz Salman Butt.

(7) Mr. Naseer Ahmed khan.

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

MR. SPEAKER: The Motion has been oppesed by the Minister for Law. Any member would like to speak on the amendment?

ملک صاحب! آپ ترمیم پر تقریر کرنا پسند کریں گے؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جی ہاں! جناب والا! میری اس میں تجویز ہے کہ واقعی بڑا اہمیت کا حامل بل پیش ہو رہا ہے اور یہاں اس پر جناب فرید احمد پراچہ صاحب نے کافی روشنی بھی ڈالی ہے تو اس لیے اگر ان ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دی جائے جو اس پر دوبارہ غور و

خوض کرلے تو میرے خیال میں زیادہ اچھے نتائج نکلیں گے۔ اور اس میں جو خامیاں اور کمیاں ہیں وہ بھی دور ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر : شکریہ ملک صاحب! جی وزیر قانون صاحب اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون : جناب سپیکر! یہ آرڈیننس 15 ستمبر کو نافذالعمل ہوا ہے اور تقریباً 8 ماہ سے بھی زیادہ عرصہ سے نافذالعمل ہے اور عوام کو اس کے بارے میں مکمل طور پر پتا ہے۔ اس سلسلے میں مزید تاخیر کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لیے یہ ترمیم غیر ضروری ہے اور اسے نامنظور فرمایا جائے۔

MR. SPEAKER: Motion moved and the question is:-

"That the Cooperative Societies (Amendment) Bill, 1991, as recmmended by the Standing Committee on Cooperatives, be referred to a Select Committee consisting of the following members, with the instructions to report upto 31st August, 1992"

(1) Mr Farid Ahmed Piracha.
(2) Mr. Irshad Hussain Sethi.
(3) Ch. Shaukat Ali.
(4) Ch. Muhammad Farooq.
(5) Haji Muhammad Afzal Chan.
(6) Hafiz Salman Butt.
(7) Mr. Naseer Ahmed khan.

(The motion was lost)

Next amendment has been moved by Rana Sana Ullah Khan.

Please move your amendment.

RANA SANA ULLAH KHAN. Sir, I beg to move-

"That the Cooperative Societies (Amendment) Bill, 1991, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st July, 1992."

MR. SPEAKER: The motion is-

"That the Cooperative Societies (Amendment) Bill, 1991, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st July, 1992."

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

MR. SPEAKER: Yes, Rana Sahib.

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! کوآپریٹو سوسائٹیز (ترمیمی) بل کے بارے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ کوآپریٹو سوسائٹیز سکنڈل سے پورا ملک متاثر ہوا ہے۔ اور گورنمنٹ کی طرف سے جو ترامیم اس بل کے ذریعے لائی گئی ہیں ان میں میں سمجھتا ہوں کہ اگر لوگوں کی رائے کو بھی شامل کرلیا جائے تو اس سے نہ صرف یہ کہ اس بل کو بہتر بنانے اور اس میں بہتر ترامیم لانے میں گورنمنٹ کو مدد ملے گی بلکہ وہ ہزاروں اور لاکھوں لوگ جو آج بھی اس ہاؤس کے باہر بیٹھ لگائے دھوپ میں بیٹھے ہیں اور وہ مطمئن نہیں ہیں اس صورت حال سے جو ان کے حقوق کی بازیابی کے لیے گورنمنٹ کر رہی ہے تو وہ لوگ بھی اس سے مطمئن ہوں گے۔ اس لیے میرا یہ خیال ہے کہ اس بل کو رائے عامہ کے لیے مشتہر کیا جانا قرین قیاس ہے، مناسب اور ضروری ہے۔

جناب سپیکر :جی ! وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون : جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے گزارش کی ہے کہ یہ آرڈیننس 15 ستمبر

سے نافذالعمل ہے اور عوام کو اس کے بارے میں مکمل آگاہی ہے اور یہ اخبارات میں بھی مشتہر ہوتا رہا ہے۔ اس میں مزید تاخیر غیر ضروری ہے اس لیے اس ترمیم کو نا منظور کیا جائے۔

MR. SPEAKER: Motion moved and the question is-

"That the Cooperative Societies (Amendment) Bill, 1991, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st July, 1992.

(The motion was lost)

Next amenment has been given notice of by Rana Ikram Rabbni and Syed Chiragh Akbar Shah. Please move your amendment.

RANA AKRAM RABBANI: I beg to move-

"That the Cooperative Societies (Amendment) Bill, 1991, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August, 1992.

MR. SPEAKER: The motion is-

"That the Cooperative Societies(Amendment) Bill, 1991, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st August, 1992.

MINISTER FOR LAW: I oppose the motion.

MR. SPEAKER: The amendment has been opposed by the Minister for Law.

وزیر قانون : جناب سپیکر! اس پر بھی میرا فنی اعتراض وہی ہے جو میں نے پہلے کیا ہے کہ اس پر باقاعدہ نوٹس نہیں دیا گیا ہے اور دوسرا اس سلسلے میں، میں جناب والا کی یہ رولنگ بھی چاہوں گا کہ کیا ایک ہی قسم کی ترمیم ایک دفعہ جب ہاؤس خلاف ضابطہ قرار دے دے تو پھر دوبارہ اس قسم کی ترمیم کو لیا جاسکتا ہے۔

جناب سپیکر : اس میں تھوڑا سا فرق ہے۔ پہلی ترمیم 31 جولائی کی ہے اور یہ ترمیم 31 اگست کی ہے۔ آپ کا جو دوسرا اعتراض ہے وہ صحیح ہے لیکن اس بارے میں آج ایک فیصلہ ہو چکا ہے۔ رانا صاحب۔ آپ کچھ ارشاد فرمائیں گے ؟

رانا اکرام ربانی (قائد حزب اختلاف) : جناب سپیکر! میں صرف اس نقطہ نظر سے چاہتا ہوں کہ اس پر عوام کی رائے معلوم کرنا ضروری ہے کہ ہمارے ملک میں اس نظام کی خرابی یا ناکامی کی وجہ یہی ہے کہ ہم نے اس نظام کو بھی اسی طریقے سے چلانے کی کوشش کی ہے اور اس پر قانو سازی بھی اسی انداز سے ہوتی رہی ہے جس انداز سے ہم اپنے دوسرے محکمے چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! کوآپریٹو سوسائٹیز کا اپنی جگہ پر ایک علیحدہ نظام موجود ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ باقی ہمارے محکموں میں جیسے قوانین ہم بناتے ہیں اسی طرح کے قوانین باقی تمام ممالک میں بھی رائج ہوں لیکن میں یہاں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں ---

(قطع کلامیاں) اب ہاؤس آرڈر میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر : آرڈر پلیز ۔ جی! آپ ارشاد فرمائیے۔

رانا اکرام ربانی : کوآپریٹوز کے سلسلے میں United Nations کی طرز پر آئی سی اے یعنی International Cooperative Alliance بنا ہوا ہے اور وہاں پر انہوں نے کچھ بنیادی اصول بنائے ہوئے ہیں کہ اس انداز سے یہ سوسائٹیاں چلانے کی کوشش کی جائے گی اگر اس کا آغاز ہم خود اسی انداز سے کریں جیسے ہم باقی سلسلوں میں کرتے ہیں تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس بنیادی روح کی خلاف ورزی ہوگی کیونکہ اس کا مقصد صرف منافع کمانا نہیں ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ پوری Cooperative Community کو involve کر کے

وہ اپنے طور پر کچھ اصول وضع کرتے ہیں۔ کچھ پروگرام بناتے ہیں جس کے ذریعے وہ اپنی بھلائی کے لیے کچھ کام کرتے ہیں اور یہ ہماری اسلامی تعلیمات کے بھی بالکل مطابق ہے کہ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں بھی ہمیں مل جل کر کام کرنا چاہیے۔ اس سے وہ لوگ جن کے لیے یہ سارا سسٹم بنایا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان سے بھی اس سلسلے میں رائے معلوم کرلی جائے تو یہ اس کوآپریٹوز کے لیے بہتر ہوگا۔

(قطع کلامیاں)

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہاؤس کو in order کیا جائے۔ ہاؤس in order نہیں ہے۔

جناب سپیکر : آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ ہاؤس in order نہیں ہے۔

لیڈر آف دی اپوزیشن اپنی contention پیش کر رہے ہیں۔ یہ بڑی اہم قانون سازی ہے، توجہ فرمایئے! جی ! جناب لیڈر آف دی اپوزیشن۔

رانا اکرام ربانی : جناب والا! میری اس سلسلے میں یہی گزارش تھی کہ اس کوآپریٹو سسٹم کی روح کے مطابق ہمیں in general لوگوں کو involve کرنا چاہیے اور ان کی رائے یقیناً ہمیں اس سلسلے کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ صرف ہم اپنے آپ تک ہی محدود کر لیں تو شاید یہ ہمارے لیے بہتر نہ ہوگا بلکہ عوام کو بھی اس میں involve کرنا اور ان کی رائے لینا اس سسٹم کی روح کے مطابق ہوگا۔

جناب سپیکر : جناب لاء منسٹر! کچھ ارشاد فرمائیں گے ؟

وزیر قانون : جناب والا! اس سلسلے میں، میں پہلے اپنے خیالات کا اظہار کر چکا ہوں کہ اس کو باقاعدہ وقت ملا ہے۔ آٹھ مہینے سے یہ آرڈیننس نافذالعمل ہے اور اس میں public opinion دوبارہ لینا غیر ضروری ہے اس لیے اس ترمیم کو نامنظور فرمایا جائے۔

MR SPEAKER: Motion moved and the question is:-

"That the Cooperative Societies(Amendment) Bill, 1991, as recommonded by the Standing Committee on Cooperatives, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st Au-

gust, 1992.

(The motion was lost)

Motion moved and the question is-

"That the Cooprative Societies (Amendment) Bill, 1991, as recommended by the Standing Committee on Coopratives, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

Clause-2

Now, we take up the Bill clause by clause.The question is-

That clause 2 do stand part of the Bill,

(The motion was carried)

Clause-3

There is no amendment.

The question is -

That clause 3 do stand part of the Bill,

(The motion was carried)

Clause-4

Clause-4 Notices of four amendments have been given notice of by Mr. Farid Ahmed Piracha, Mr. Irshad Hussain Sethi and Ch. Muhammad Hanif. Please move your amendment.

MR. FARID AHMED PIRACHA: I beg to move-

"That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the

Standing Committee on Cooperatives, in the propesed, in the proposed sub-section (1) of Section 16-A of the Principal Act, for the words "any law for the time being in force", occurring in lines 2-3, the words " any law regarding Cooperative Societies for the time being in force" be substituted."

MR SPEAKER: The motion is -

"That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, in the propesed, in the proposed sub-section (1) of Section 16-A of the Principal Act, for the words "any law for the time being in force", occurring in lines 2-3, the words " any law regarding Cooperative Societies for the time being in force" be substituted."

MINISTER FOR LAW: I oppose the motion.

MR SPEAKER: Minister of Law opposes the amendment. Any body wants to speak? Mr Farid Ahmad Piracha..

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے اس ترمیم کے ذریعے سے ایک بڑے ہی اہم نکتے کی طرف توجہ دلائی ہے اور اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہمارے وزیر قانون خود بھی قانون کے اوپر کوئی غور نہیں کرتے اور جس طرح سے ان کو بیورو کریٹس اور ان کے عملے کی طرف سے قانون بنا کر دے دیا جاتا ہے۔ اس میں یہ اس بارے میں جو بہت بڑے غلط ہیں ان کو بھی سرے سے نظر انداز کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ ترمیم جو میں نے پیش کی ہے اس میں جو پہلے الفاظ ہیں وہ ہیں کہ "قانون ہذا یا قواعد "۔ اب اس کے بعد اتنا وسیع اس کا دائرہ ہے۔ اس کی جائے جو کیے گئے ہیں کہ "نافذ الوقت کسی قانون سے متصادم"۔ یہ اتنا وسیع میدان ہے کہ یہ bye-laws کہیں

پر کمپنیز ایکٹ سے متصادم ہوں گے۔ کہیں پر اپرٹی ایکٹ سے متصادم ہوں گے۔ کہیں پر ایل ڈی اے ایکٹ سے متصادم ہوں گے۔ کہیں پر کسی اور قانون سے متصادم ہوں گے ۔یہ "نافذ الوقت کسی قانون" اب کسی قانون کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ کہیں بھی کسی سوسائٹی کو نہ رجسٹرڈ کیاجاسکتا ہے اور نہ رجسٹرڈ کی ہوئی کسی سوسائٹی کے اندر bye-laws کوئی ترمیم کی جاسکتی ہے۔ اس بارے میں وزیر قانون صاحب نے سرے سے اس بات کو نظر انداز کردیا ہے کہ یہ کس نافذ الوقت قانون کے متعلق بات ہونی چاہیے۔ جناب والا! اس ملک کے اندر تو ہزاروں قوانین موجود ہیں کوئی بھی کلاز کہیں نہ کہیں کسی اور قانون سے متصادم ضرور ہوجائے گی اس لیے میری یہ ترمیم ہے اور میں اس پر اس لیے زور دوں گا کہ کوآپریٹو سے متعلقہ نافذ الوقت قوانین کے ساتھ ان کو کیا جائے۔ اور اس کو اس طرح سے نہ چھوڑا جائے ہمارے وزیر قانون اس بارے میں قانون سازی کرتے ہوئے اس بات کو بھی دیکھ لیں کہ جو کچھ بھی ان کو پیش کیا جاتا ہے آیا اس میں اتنا بڑا خلا تو نہیں ہے جس سے پورے قانون کی ایک طرح سے نفی ہو رہی ہو۔ اور اس میں ترمیم اس انداز سے ہونی چاہیے کہ کوآپریٹو کے متعلق جو بھی نافذ الوقت قوانین ہیں ان کے متضاد ہونے کی صورت میں ان میں یہ الفاظ درج کیے جائیں۔

جناب سپیکر : اس بارے میں اور کوئی صاحب تو بات نہیں کرنا چاہتے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی : جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ بات تو اس پر مختصر سی کی جائے اس لیے کہ جناب فرید احمد پراچہ صاحب نے اس سقم کو بیان کردیا ہے جو اس میں تھا۔ جناب والا! میری عرض یہ ہے کہ اگر کسی ترمیم کو کسی اچھے پیرائے میں بیان کیا جائے اور بہتری کے لیے پیش کیا جائے تو جائے باتوں میں وقت ضائع کرنے کے اسے قبول بھی کرلیا کریں۔اسے قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اس سے عوام کو فائدہ پہنچتا ہے۔ تو جناب والا! میری وزیر قانون صاحب سے گزارش ہے کہ اس کی مخالفت کرنے کی جائے اسے وہ قبول کرلیں۔ جناب فرید احمد پراچہ صاحب نے ایک بہتر نکتے کی طرف اشارہ کیا ہے لہٰذا میں یہ کہوں گا کہ یہ جو ترمیم پیش کی گئی ہے میں اس کی تائید بھی کرتا ہوں اور توقع بھی کرتا ہوں کہ اس کے مطابق میرے دوست کوئی لائحہ عمل اختیار کریں گے شکریہ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! میرے فاضل بھائیوں نے جو ترمیم پیش فرمائی ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو قانون کا جو مقصد ہے وہ ختم ہوجاتا ہے۔انہوں نے یہ فرمایا

ہے کہ ہمارے بنائے ہوئے نافذالوقت قانون کی جائے کو آپریٹو سوسائٹیز کی حد تک اس قانون کو نافذ کیا جائے۔ جناب والا! اگر یہ ترمیم مان لی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ قانون کا مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔ میں ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں بنکوں کے قانون میں یہ درج ہے کہ کوئی بھی ادارہ فیڈرل گورنمنٹ کی اجازت کے بغیر بنکنگ نہیں کرے گا اگر کسی سوسائٹی کے bye-laws کے بارے میں یہ قید رکھی گئی ہے کہ وہ صرف کوآپریٹو قانون سے متصادم ہونے کی صورت میں قابل قبول ہوگی تو ایسے bye-laws جو سوسائٹیز کو بنکنگ کا اختیار دیتے ہیں ان میں ترمیم کرنے کا حق نہیں دیا جائے گا۔ تو جناب اس طرح سے یہ ترمیم اس کی روح کے منافی ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اسے نامنظور کیا جائے اور ہم نے جو قانون بنایا ہے وہ بالکل صحیح ہے اور اس کو اسی صورت میں منظور فرمایا جائے شکریہ۔

MR SPEAKER: Now the amendment moved and the question is-

"That clause-4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, in the proposed sub-sections(1) of Section 16-A of the Principal Act, for the words "any law for the time beging in force" occurring in lines 2-3, the words "any law regarding Cooperatives Societies for the time being in force "be substituted."

(The motion was lost.)

Next amendment has been received from Rana Sana Ullah Khan.

He would like to move the amendment.

RANA SANA ULLAH KHAN: Sir, I move:-

" That in clause-4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, in the proposed sub-section (2) of Section 16-A of the

Principal Act, for the words "atleast three persons to be constituted by the Government" occurring in lines 7-8, the following be substituted:-
"of the following:-

(a) The Secretary to Governement, Punjab, Cooperatives Department;
(b) A representatives of the Law Department not below the grade of 19; and
(c) One M.P.A of the District concerned."

MR SPEAKER: The amendment moved is:-

" That in clause-4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, in the proposed sub-section (2) of Section 16-A of the Principal Act, for the words "atleast three persons to be constituted by the Government" occurring in lines 7-8, the following be substituted:-
"of the following:-

(a) The Secretary to Governement, Punjab, Cooperatives Department;
(b) A representatives of the Law Department not below the grade of 19; and
(c) One M.P.A of the District concerned."

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اس معزز ایوان کی قانون سازی اگر

معیاری اور جامع ہوگی تو اس سے اس ایوان کا وقار بلند ہوگا مگر افسوس کی بات ہے کہ وزیر قانون صاحب صبح سے جو اپنی نوٹ بک میں نوٹ کر کے لے آتے ہیں کہ کہاں انہوں نے مخالفت کرنی ہے اور کہاں انہوں نے "ہاں" کہنا ہے یہ اس سے بالکل آگے پیچھے نہیں ہوتے۔ میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ میں نے جو یہ ترمیم پیش کی ہے وہ اپنی نوٹ بک کو ایک طرف رکھ کر میری گزارشات سن لیں شاید میری بات ان کی سمجھ میں آجائے۔

جناب سپیکر! یہ جو سیکشن 16۔اے "Powers of Government to amend bye-laws" ہے یعنی کوآپریٹو سوسائٹیز اپنے bye-laws رجسٹرار کو submit کرتی ہیں یہ ان سے متعلقہ گورنمنٹ کی پاورز کو deal کرتا ہے۔ اور اس کی جو سب کلاز ۔1 ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر رجسٹرار یہ محسوس کرے کہ اس سوسائٹی کے bye-laws میں کوئی ایسی بات ہے جو inconsistant with any law for the time being in force. ہے تو وہ اس سوسائٹی کو ایک نوٹس دے گا کہ آپ کے bye-laws فلاں سے متصادم ہیں اور آپ اپنے bye-laws کو پندرہ دن کے اندر اندر تبدیل کر لیں اور اگر وہ سوسائٹی اس نوٹس کے بعد پندرہ دن کے اندر اندر اپنے bye-laws کو submit نہیں کرتی تو یہ کلاز اس بارے میں deal کرتی ہے کہ۔

"If within 15 days of the receipt of notices under sub-section (1) the Society does not amend its bye-laws as indicated by the Registrar or does not refer the amendments to the Registrar for proceedings under section 16, the Registrar may refer the case to the Government for being decided by the Committee comprising atleast three persons to be constituted by the Government..."

تو اب جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ اگر وہ سوسائٹی اپنے bye-laws میں ترمیم کر کے انہیں رجسٹرار کو submit نہیں کرتی تو رجسٹرار نے اس معاملے کو گورنمنٹ کے سامنے رکھنا ہے اور گورنمنٹ نے ایک کمیٹی بنانی ہے جو تین افراد پر مشتمل ہوگی یہ جناب والا! ایک مبہم سی بات ہے کہ ---

comprising "atleast three persons to be constituted by the Government"

اس میں قطعاً اس بات کا کوئی اشارہ نہیں کیا گیا کہ حکومت کن تین آدمیوں کو appoint کرے گی۔ اس میں میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ جب اس قسم کی صورت حال پیش ہو تو حکومت ان افراد پر مشتمل کمیٹی بنائے کہ ایک سیکریٹری کوآپریٹو ڈیپارٹمنٹ کا ہو ایک محکمہ قانون کا نمائندہ ہو اور ایک اس ضلع کا ہو جس ضلع سے اس سوسائٹی کا تعلق ہے اور جس ضلع سے متعلقہ bye-laws کو amend ہونا ہے۔

جناب والا! اس میں کوئی وجہ نظر نہیں آتی یا تو پھر یہ ہو کہ یہ جو بل پیش کیا گیا ہے اس میں وزیر قانو صاحب کی طرف سے یہ درج ہو کہ انہوں نے اس طرح سے بنائی ہے یا اس میں فلاں فلاں افراد شامل کیے جائیں گے۔ انہوں نے اس concept کو بالکل open چھوڑ دیا ہے تو جناب والا! میں نے جن افرد کا ذکر کیا ہے وہ حکومت کے ہی نمائندہ ہیں جو سیکرٹری کوآپریٹو ہے وہ بھی حکومت کا ہی نمائندہ ہے اس کے بعد جو محکمہ قانون کا نمائندہ کم از کم 19 گریڈ کا ہوگا وہ بھی حکومت کا ہی نمائندہ ہے اور تیسرا جو ایم۔ پی۔ اے۔ ہوگا وہ بھی اسی حلقے سے ہوگا تو جناب ان افراد پر مشتمل کمیٹی ہوگی وہ اس معاملے کو بہتر طور پر deal کر سکے گی۔ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وزیر قانون صاحب نے یہ اختیار اپنے لیے اس لیے حاصل کر لیے ہیں کہ حکومت کسی بھی فرد کو مقرر کر سکتی ہے یعنی اس میں کسی قسم کی کوئی restriction ہی نہیں ہے یعنی نہ کوئی اصول ہے اور نہ ہی کوئی قاعدہ۔ حکومت اگر چاہے تو وہ کہے کہ فلاں فلاں تین افراد ہوں گے جو اس معاملے کو deal کریں گے۔ تو جناب والا! یہ قانون میں سقم ہے اور حکومت کو چاہیے کہ وہ ان افراد پر مشتمل کمیٹی بنانے کو قبول کرے اور اسے منظور کرے تاکہ جب بھی کوئی معاملہ درپیش ہو تو یہ افراد اس معاملے کو بہتر طور پر deal کر سکیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : جی! جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون : جناب والا! میرے فاضل رکن نے یہ جو ترمیم پیش کی ہے اس سے اس کے دائرہ کار کو محدود کرنے کی کوشش کی گئی ہے انہوں نے یہ کیسے presume کر لیا ہے کہ حکومت جن تین آدمیوں کو مقرر کرے گی ان میں کوئی ایم۔پی۔اے نہیں ہوگا جناب والا! جو

اچھے تین آدمی ملیں گے حکومت ان کو مقرر کرے گی اس طریقے سے flexibility رہتی ہے تاکہ ہم اچھے سے اچھے لوگوں کو اس کمیٹی میں شامل کر کے اس قانون پر مؤثر انداز میں عملدرآمد کر سکیں اس لیے میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ ان کی یہ ترمیم غیر ضروری ہے ہم نے اس کے سکوپ (scope) کو wide رکھا ہے اور انہوں نے اس scope کو کم کرنے کی کوشش کی ہے جبکہ اس قانون پر مؤثر انداز میں عملدرآمد کرنے میں دشواری آسکتی ہے اس لیے میں اس ترمیم کی مخالفت کرتا ہے اور سمجھتا ہوں کہ جس حالت میں بھی یہ قانون ہے اسے اسی طرح سے پاس کیا جائے۔ شکریہ۔

MR SPEAKER: Now the amendment moved and the question is:-

" That in clause-4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, in the proposed sub-section (2) of Section 16-A of the Principal Act, for the words "atleast three persons to be constituted by the Government" occurring in lines 7-8, the following be substituted:-

"of the following:-

(a) The Secretary to Governement, Punjab, Cooperatives Department;

(b) A representative of the Law Department not below the grade of 19; and

(c) One M.P.A of the District concerned."

(The motion was lost)

Next amendment is moved by Mr Farid Ahmed Piracha, Mr Irshad Hussain Sethi and Ch Muhammad Hanif.

Mr irshad Hussan Sethi will move the amendment.

Mr. Irshad Hussain Sethi: I move:-

" That in clause-4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, in the proposed sub-section (2) of Section 16-A of the Principal Act, for the words "atleast three persons to be constituted by the Government" occurring in lines 7-8, the following be substituted:-
"of the following:-

(a) The Additional Chief Secretary Government of the Punjab.

(b) A representative of the Law Department not below the grade of 19.

(c) One M.P.A who has good reputation and is not an owner or representative of any Cooperataive Society."

راجہ خلیق اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب سپیکر : راجہ خلیق اللہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی ! راجہ صاحب ارشاد فرمایئے۔

راجہ خلیق اللہ خان : جناب سپیکر! جناب سیٹھی صاحب اور پراچہ صاحب نے جو amendment دی ہے اس کے Para(c) میں یہ لفظ درج کیا گیا ہے کہ : One MPA who has good reputation تو کیا اس ہاؤس میں ایسے ایم پی اے موجود ہیں جن کی reputation خراب ہو۔ جناب سپیکر! یہ اس ہاؤس کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری بے عزتی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر : میرے خیال میں mover کا کوئی ایسا ارادہ معلوم نہیں ہوتا یہ نادانستہ ہوا

ہے۔

راجہ خلیق اللہ خان : کیا اچھی reputation والے ادھر چلے گئے ہیں اور باقی سب bad reputation والے ہیں؟

جناب سپیکر : جی سیٹھی صاحب! اس بارے میں راجہ صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر احتجاج کیا ہے کہ یہ amendment کے الفاظ درست نہیں ہیں۔ اور یہ ہاؤس کے معزز اراکین کی ہتک کرنے کے مترادف ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی : جناب سپیکر! میں معزز رکن کے پوائنٹ آف آرڈر کے جواب میں یہ کہوں گا کہ حقائق کو face کرنا، حقائق کے مطابق بات کرنا، اور عوام کی امنگوں کے مطابق ترجمانی کرنا ضروری ہے۔ اچھی reputation کا مالک ، اچھے اخلاق کا مالک ، اچھے کردار کا مالک ، اچھا افسر، اچھا ایم این اے ، اچھا ایم پی اے ،دیانتدار ایم این اے، دیانتدار ایم پی اے، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کونسی ایسی جگہ ہے جہاں اس قسم کے الفاظ استعمال نہیں ہوتے۔ اس سے ایسا تاثر نہیں ملتا جو میرے معزز دوست نے محسوس کیا ہے۔اور جناب سپیکر! اچھے ایم پی اے کے بارے میں بات کرنے کی اگرآپ مجھے اجازت دیں تو یہ بات طول پکڑ جائے گی۔ میں اس وقت ایوان کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ اس لیے کہ کل عالم اس بات کا گواہ ہے کہ bad reputation کے ایم پی اے کے بارے میں ابھی حال ہی میں گوجرانوالہ میں جو واقعہ ہوا اس کے بارے میں ہماری عوام اور صحافیوں نے کیاکیا کہا۔ کیا یہ لوگ اسے بھول گئے ہیں ۔ کیا یہ اس ایم پی اے کے کردار کے بارے میں بھول گئے ہیں جس کے خلاف ایف آئی آر درج ہوئی ۔ میں یہ ساری باتیں جناب سپیکر! صرف اس لیے کہنا چاہتا ہوں کہ اس amendment سے میرا کسی معزز رکن کی توہین کرنا قطعاً مقصود نہیں ہے، میں نے جو amendment پیش کی ہے اس کا صرف یہ مقصد ہے کہ ایسا اچھا افسر اور اچھے کرداد کا ایم پی اے جس کے بارے میں لوگ انگلیاں نہ اٹھائیں ۔ لہٰذا میں یہ کہوں گا کہ جو amendment میں نے دی ہے یہ میں نے اپنے معزز بھائیوں کے وقار کو مد نظر رکھتے ہوئے دی ہے۔ اس میں کسی قسم کی کوئی اور بات کی ۔ اور مجھے یہ کہتے ہوئے جھجک بھی نہیں ہے کہ میں نے کوئی ایسے الفاظ نہیں کہے جن کو مجھے واپس لینا پڑے ۔

جناب سپیکر : راجہ صاحب! میرے خیال میں اس issue کو اتنا cantroversial نہ بنایا

جائے۔ کیونکہ جو amendment سیٹھی صاحب نے پیش کی ہے آپ اس کے خلاف ووٹ دے سکتے ہیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب سپیکر! کورم چیک کرلیں۔

(اس موقع پر سیکرٹری اسمبلی نے کورم چیک کرنے کے لیے معزز ممبران کی گنتی کی)

جناب سپیکر : کورم موجود ہے۔

اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے کہ کورم کا مسئلہ pointout کیا جائے۔ لیکن اس کو اس انداز سے point out نہیں کرنا چاہیے کہ "کورم چیک کرلیں" کورم کے مسئلہ کو point out کرنے کا ایک باضابطہ طریق کار ہے اور وہی یہاں مروج بھی ہے۔ یہ کہ "ہاؤس میں کورم نہیں ہے" آپ اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔

جناب وزیر قانون آپ اس پر کچھ فرمانا چاہیں گے یا فرما چکے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! میں نے اس بارے میں پہلے اظہار خیال کرلیا ہے۔

MR SPEAKER:The amenment moved is:-

" That in clause-4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, in the proposed sub-section (2) of Section 16-A of the Principal Act, for the words "atleast three persons to be constituted by the Government" occurring in lines 7-8, the following be substituted:-

"of the following:-

(a) The Additional Chief Secretary, Government of the Punjab.

(b) A representative of the Law Department

not below the grade of 19.

(c) One M.P.A who has good reputation and is not an owner or representative of any Cooperative Society."

(The motion is lost.)

Next amendment has been received from Rana Ikram Rabani

Rana Sahib may move his amendment...

RANA IKRAM RABBANI KHAN:- I move:-

"That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, in the proposed sub-section(2) of section 16-A of the Principal Act, between the word "Government" and the full -stop appearing at the end, the words "including the principal, cooperative Tranining College, Faisalabad and a representative of the Law Department not below the rank of Additional Secretary" be inserted.

MR SPEAKER: The amendment moved is:-

"That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, in the proposed sub-section(2) of section 16-A of the Principal Act,

between the word "Government" and the full -stop appearing at the end, the words "including the principal, cooperative Tra-nining College, Faisalabad and a repre-sentative of the Law Department not below the rank of Additional Secretary" be inserted.

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! اس پہ بھی مجھے فنی اعتراض ہے کیونکہ اس کا بھی باضابطہ طور پر نوٹس نہیں دیا گیا۔ اس پر غور کرنے کے لیے آپ قواعد کو معطل کر کے اجازت دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر : اس کی اجازت دی جاتی ہے۔

رانا اکرام ربانی : جناب سپیکر! جس سیکشن کو اس وقت ہم deal کر رہے ہیں Powers of Government to amend bye-laws اس کے بارے میں ، میں یہی گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اگر یہ choice یا option صرف گورنمنٹ کے پاس چھوڑ دی جائے Comprising atleast three persons to be constituted by the Govt. تو جناب سپیکر! اس میں وہی کچھ ہوتا رہے گا جو پہلے ہوتا رہا ہے۔ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹی کرپشن میں ملوث ہوں گے۔ سیکرٹری کوآپریٹو کرپشن میں ملوث ہوں گے۔ پھر اخبارات میں اس پہ شور پڑتا رہے گا۔ جناب والا! میں نے یہی گزارش کی تھی کہ اس سسٹم کی روح کو چلانے کی کوشش کریں International Cooperative Alliance میں آپ سے یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ کے ہر اہلکار کے لیے انہوں نے ایک اصول وضع کیا ہوا ہے۔

That he should be a friend; he should be a guide, and he should be a philosopher.

جناب سپیکر! جیسے کہ میرے فاضل دوست رانا صاحب نے کہا کہ نوٹس بنائے اور وہ وزیر قانون کے ہاتھ میں پکڑا دیے اور وہ اس کو پڑھتے جا رہے ہیں۔ کہیں تو جناب سپیکر! لائن

کھینچنی پڑے گی۔ جس میں کچھ ایسے لوگوں کو ایسی کمیٹیوں میں شامل کر دیا جائے جو یہ پڑھنے کی کوشش بھی نہیں کرتے۔ جناب والا! کسی زمانے میں ایک سی ایس پی افسر کو لگانے سے پہلے اس کو کوآپریٹو کو سمجھنے کے عمل میں سے گزارا جاتا تھا۔ مجھ سے بہتر وزیر قانون جانتے ہوں گے کہ اس محکمے میں ایک رجسٹرار نے ایک تحریری طور پر ہدایت جاری کردی کہ کوئی فیلڈ آفیسر، این آئی سی ایف سی، این آئی سی سی، سروسز اور حبیب کے دفاتر میں مفوضہ اختیارات کے بغیر جا نہیں سکتا۔ جناب سپیکر! جہاں اس مرحلے سے ابھی ابھی ہم گزرے ہیں لوگ ابھی سڑکوں پر پھر رہے ہیں۔ ایک سال میں ہم نے کوئی پیش رفت کی ہے؟ اس سٹرکچر کو پیش نظر رکھتے ہوئے لوگوں کو ان کے پیسے واپس دلوائے گئے ہیں۔ جو بے چارے آج بھی سڑکوں پر پھر رہے ہیں وہ خودکشی پہ مجبور ہوگئے ہیں۔ ابھی مجھے ایک چٹ ملی ہے کہ ایک بے چاری کا دماغی توازن خراب ہوگیا ہے۔ کوئی تو لائن کھینچیں، کچھ ایسے لوگ ان کمیٹیوں میں mandatory مقرر کردیں کہ جن کی موجودگی میں یہ bye-laws میں اس طریقہ پر ترمیم ہوسکے کہ آئندہ دور میں پھر کس کے ساتھ زیادتی نہ ہو۔

جناب سپیکر: وزیر قانون اس پر کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں اپنے بھائی کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ اختیار اب رجسٹرار کے پاس نہیں رہا ہے۔ یہ اختیار اب ہم نے حکومت پنجاب کو دیدیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب اس کا صحیح استعمال ہوگا۔ اس لیے ان کی اس ترمیم کی ضرورت نہیں ہے۔

MR SPEAKER:- Now the amendment is moved and the question is:-

> "That in clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, in the proposed sub-section(2) of section 16-A of the Principal Act, Between the Word "Government" and the full -stop appearing at the end, the words "including the principal, cooperative Tranining College, Faisalabad and a representative of

the Law Department not below the rank of Additional Secretary" be inserted.

(The motion is lost).

Now the question is that clause 4 of the Bill, do stand part of the Bill?

(The motion is lost)

اس وقت دو بج رہے ہیں اور وزیر قانون میری طرف دیکھ رہے تھے کہ بل آج سارے کا سارا نکل جانا چاہیے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ معزز اراکین اس وقت کافی تھکے ہوئے نظر آتے ہیں۔ تو اجلاس اتوار 24۔ مئی 1992ء شام چار بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی اتوار24۔ مئی 92ء شام چار بجے تک کے لیے ملتوی کردی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس)

اتوار' 24 مئی 1992ء

(یک شنبہ' 21 ذیقعد 1412ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر ز لاہور میں شام 4 بج کر 45 منٹ پر منعقد ہوا جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا ○ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا ○
وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ○ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ○ بِأَنَّ
رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ○ يَوْمَئِذٍ يَصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا ○ لِيُرَوْا
أَعْمَالَهُمْ ○ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ○ وَمَنْ
يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ○

سورۃ زلزال آیات 1 تا 8

جب زمین بھونچال سے ہلا دی جائے گی ○ اور زمین اپنے اندر کے بوجھ نکال ڈالے گی ○ اور انسان کہے گا کہ اس کو کیا ہوا ہے؟ ○ اور اس روز وہ اپنے حالات بیان کر دے گی ○ کیونکہ تمہارے پروردگار نے اس کو حکم بھیجا (ہوگا) ○ اس دن لوگ گروہ گروہ ہو کر آئیں گے تاکہ ان کو ان کے اعمال دکھا دیئے جائیں ○ تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہو گی وہ اس کو دیکھ لے گا ○ اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا ○

وما علینا الا البلاغ ○

پوائنٹ آف آرڈر

تاجروں کی بھوک ہڑتال

الحاج شیخ روحیل اصغر: (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ اجلاس کی کارروائی شروع ہو جناب نے بھی اور میرے فاضل ممبران نے بھی دیکھا ہو گا کہ پنجاب اسمبلی کے بالکل سامنے ہمارے پنجاب کے تاجر بھوک ہڑتال کیے ہوئے بیٹھے ہیں ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اس معزز ایوان میں ان کے بارے میں کوئی نہ کوئی آواز اٹھائیں لہذا اس سلسلہ میں میں یہ کہوں گا کہ ہمارے پنجاب کے وزیر خزانہ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا موقف بالکل درست ہے تو ان کو ان کے موقف کی تائید کرنی چاہیے اور ان کے لیے کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے کیونکہ تاجر ہماری معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی طرح ہیں۔ ہمیں ان کو بالکل الگ نہیں چھوڑنا چاہیے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ محکمہ تعلیم سے متعلقہ سوالات ہیں۔

چودھری واجد علی خان: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب سپیکر: چودھری واجد علی صاحب آپ کی چٹ مجھے مل چکی ہے۔ اس سلسلہ میں آپ مجھ سے بعد میں رابطہ کر لیں۔ محکمہ تعلیم سے متعلقہ سوالات ہیں۔ جی! محمد افضل چن صاحب؟

(on his behalf of) It will be taken as read. Any supplementary question?

لائبریریوں کی تفصیل

☆134- **حاجی محمد افضل چن:** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں طالبات کے کالجوں کی تعداد کیا ہے مکمل تفصیل معہ نام اور جگہ بتائی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ تمام کالجوں میں لائبریریوں کی سہولتیں موجود ہیں۔ جن کالجوں میں لائبریریاں نہیں ان کی تفصیل بیان کی جائے۔ نیز ان کالجوں میں کب تک لائبریریاں قائم کر دی جائیں گی۔

(ج) متذکرہ کالجوں میں تعینات لائبریرین کے نام معہ عرصہ تعیناتی بتائی جائے۔ جن کالجوں میں لائبریرین نہیں ہیں۔ ان کے نام بھی بتائے جائیں نیز تین سال سے زائد عرصہ ایک ہی جگہ تعینات لائبریرین کی تفصیل معہ نام کالج اور عرصہ تعیناتی بتائی جائے؟

وزیر تعلیم: (جناب عثمان ابراہیم)

(الف) ضلع لاہور میں طالبات کے کالجوں کی تعداد 20 ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) کالج آف ہوم اکنامکس گلبرگ۔ لاہور

(2) گورنمنٹ کالج برائے خواتین باغبانپورہ۔ لاہور

(3) گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد لاہور۔

(4) کوئین میری کالج۔ لاہور۔

(5) گورنمنٹ کالج برائے خواتین گلبرگ لاہور۔

(6) گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن برائے خواتین لاہور۔

(7) گورنمنٹ فزیکل ایجوکیشن کالج برائے خواتین۔

(8) گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین کوپر روڈ لاہور۔

(9) گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین لاہور کینٹ۔

(10) گورنمنٹ کنیرڈ کالج لاہور۔

(11) گورنمنٹ اپوا کالج لاہور۔

(12) گورنمنٹ انٹر کالج راوی روڈ لاہور۔

(13) گورنمنٹ کلیات البنات کالج لاہور۔

(14) گورنمنٹ کالج برائے خواتین شادباغ لاہور۔

(15) گورنمنٹ ماڈل کالج برائے خواتین ماڈل ٹاؤن لاہور۔

(16) گورنمنٹ کالج برائے خواتین وحدت کالونی لاہور

(17) گورنمنٹ جناح ڈگری کالج برائے خواتین مزنگ لاہور۔

(18) گورنمنٹ گرلز انٹر کالج چونا منڈی لاہور۔

(19) گورنمنٹ انٹر کالج مصطفےٰ آباد لاہور۔

(20) لاہور کالج برائے خواتین لاہور (جو کہ ایک خود مختار ادارہ ہے)

(ب) یہ درست ہے کہ تمام کالجوں میں لائبریریوں کی سہولتیں موجود ہیں۔

(ج) متذکرہ کالجوں میں تعینات لائبریرین کے نام، تاریخ اور عرصہ تعیناتی حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام لائبریرین معہ کالج	کالج میں تاریخ تعیناتی	عرصہ تعیناتی 31 اپریل 1992ء تک
			دن۔ماہ۔سال
-1	مسز فرخندہ الیاس۔کالج آف ہوم اکنامکس گلبرگ لاہور	1-6-72	19-10-30
-2	مس طاہرہ بٹ۔گورنمنٹ کالج برائے خواتین باغبانپورہ لاہور	27-3-74	10-1-04
-3	مسز خاور سرور گورنمنٹ کالج خواتین سمن آباد لاہور	17-6-82	10-0-14
-4	مس راحیلہ تسنیم بٹ کوئین میری کالج لاہور	30-10-86	5-6-01
-5	مس نیک پروین ضمیر علی گورنمنٹ کالج برائے خواتین گلبرگ۔لاہور	10-1-75	17-3-21
-6	مسز یاسمین منظور کالج آف ایجوکیشن لاہور	6-7-81	10-9-25
-7	مس صبیحہ خانم فزیکل ایجوکیشن کالج برائے خواتین لاہور	6-10-88	3-6-25
-8	مس طاہرہ پروین گورنمنٹ کالج برائے خواتین کوپر روڈ لاہور	18-1-89	3-3-13
-9	مسز ثریا محمود گورنمنٹ اسلامیہ کالج خواتین لاہور کینٹ	6-1-77	15-3-25
-10	مس سعیدہ نسیم جعفری کنیرڈ کالج لاہور	23-8-84	7-8-08
-11	مس رقیہ خان گورنمنٹ اپوا کالج لاہور	1-9-84	7-7-30
-12	سعیدہ پروین سعادت گورنمنٹ اختر کالج راوی روڈ لاہور	8-5-83	8-11-23
-13	مس نثری بشیر گورنمنٹ کلیات البنات کالج لاہور	1-9-84	7-7-30
-14	مس پروین گورنمنٹ کالج خواتین شادباغ لاہور	12-1-87	5-2-19

-15	مس لٹریٰ ستار گورنمنٹ ماڈل کالج ماڈل ٹاؤن لاہور	15-1-71	21-3-16
-16	مس لٹریٰ اصغر گورنمنٹ وحدت کالونی کالج لاہور	13-1-91	0-1-03
-17	مسز زاہدہ اکرم گورنمنٹ جناح کالج لاہور	13-1-91	1-3-18
-18	مس فہمیدہ بانو گورنمنٹ انٹر کالج چونہ منڈی لاہور	3-8-86	5-8-28
-19	مسز رضیہ مجاہد گورنمنٹ انٹر کالج مصطفیٰ آباد لاہور	27-9-87	4-7-04
-20	مسز رضیہ حفیظ لاہور کالج برائے خواتین لاہور	28-8-61	30-8-03
-21	مسز عظمت رخسانہ لاہور کالج برائے خواتین	29-7-79	2-9-02

الحاج شیخ روحیل اصغر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی شیخ صاحب ارشاد فرمایئے۔

الحاج شیخ روحیل اصغر: جناب والا! میں وزیر تعلیم سے آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے کالجوں کی تعداد تو بتا دی لیکن کیا وزیر تعلیم یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ جو بیس (20) کالج انہوں نے یہاں درج کیے ہیں کیا یہ بیس کالج لاہور کی آبادی کے لحاظ سے کافی ہیں؟ اور آپ نے میرٹ کا اطلاق کر رکھا ہے۔ کیا جو بچے میٹرک پاس کرتے ہیں آپ انہیں ان بیس کالجوں میں adjust کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس میں ضمنی سوال کیا ہے؟

الحاج شیخ روحیل اصغر: جناب سپیکر! ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو بیس کالجز ہیں یہ اس قابل ہیں یا ان میں اتنی capacity ہے کہ وہ داخلے کے لیے کافی ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ شیخ صاحب۔ جی جناب وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! معزز رکن جو فرما رہے ہیں کہ جو موجودہ بیس کالجز ہیں یہ داخلے کا دباؤ قبول کرنے کے لئے ناکافی ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم اقدامات کرتے رہتے ہیں۔ ابھی پچھلے سال میں نے پورے پنجاب میں انہی موجودہ کالجوں میں تین ہزار (3000) نشستوں

کا اضافہ کیا ہے اور اس دفعہ بھی خصوصی طور پر لاہور میں ہم نئے کالجز کھول رہے ہیں۔ جن میں ایک نیا کالج بلال گنج میں اسی سال یکم ستمبر سے کھل جائے گا۔ جس کے لیے SNE منظور ہو جائے گی۔ اسی طرح ہم ایک دو دوسری سکیموں پر بھی کام کر رہے ہیں جن کے تحت لاہور میں دو یا تین نئے کالجز کھولے جائیں گے۔

الحاج شیخ روحیل اصغر: جناب سپیکر! کیا وزیر تعلیم یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ یہ کون کونسی جگہ پر کالجز کھول رہے ہیں اور کیا ہماری بھی قسمت جاگے گی؟

جناب سپیکر: جی۔ وزیر تعلیم صاحب!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ایک کالج بلال گنج میں کھولا جا رہا ہے اور اس کے علاوہ ہماری سکیم ہے کہ پہلے کالج کی بلڈنگ کو female college میں convert کر دیا جائے اور اورنٹل کالج کی جو پہلے بلڈنگ تھی ہمارا خیال ہے کہ اس کو بھی take over کر کے وہاں دو کالج کھول دیے جائیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی! موہل صاحب ارشاد فرمایے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! جواب یہ دیا گیا ہے کہ کئی لائبریرین ایک ہی کالج میں عرصہ تیس سال، انیس سال، سترہ سال، پندرہ سال سے تعینات ہیں۔ کیا ان کو اندرون شہر لاہور ایک کالج سے دوسرے کالج میں بطور لائبریرین تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر: جی! وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہ لائبریرین کی پوسٹ کوئی tenure پوسٹ نہیں ہے۔ اور نہ ہی کوئی ایسی پوسٹ ہے جہاں سے کوئی مالی فائدہ اٹھانے کی توقع کی جا سکتی ہو۔ اور خاص طور پر خواتین کے کالجوں میں ہماری پالیسی بھی یہی ہے کہ جو بھی ہمارے employees ہیں ان کو زیادہ سے زیادہ ذہنی سکون میسا ہو۔ اور وہ گھر کے نزدیک رہیں تاکہ یکسوئی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے سکیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب سپیکر! یہ اپریل کا مہینہ کب سے 31 دن کا ہو گیا ہے۔ کیونکہ محکمہ تعلیم نے 31 اپریل لکھا ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ :اگر یہ misprint ہے

تو مس نثری بشیر 84-9-1 سے کام کر رہی ہیں ان کا عرصہ تعیناتی 7 سال 7 ماہ اور 30 دن بنتا ہے اور اگر یہ مہینہ 30 دن کا ہے تو پھر اس کو 8 ماہ ہونا چاہیے تھا۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! کیا آپ نے مس نثری بشیر کی بات کی ہے؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جی ہاں' جناب سپیکر! ایک اور پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! یہ مس نثری اصغر 91-1-13 سے تعینات ہیں اور ان کے سامنے عرصہ تعیناتی کے کالم میں ایک ماہ اور تین دن لکھا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب نے نئے Technical point پر اعتراض اٹھایا ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب نے بالکل ٹھیک فرمایا ہے یقیناً" اس میں تھوڑی غلطی لگتی ہے۔ یہ سارے کے سارے سوال اتفاق سے میں نے دوبارہ review کیے تھے۔ پہلے approve کیے اور اس کے بعد دوبارہ review کیے ہیں۔ میرا خیال ہے ان میں سے یہ ایک سوال رہ گیا ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! یہ تو ایک نقطہ نے محرم سے مجرم کر دیا والی بات صادق آتی ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب پہلے ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کو ہم dispose of کر لیں۔ جناب عثمان ابراہیم صاحب اس میں کیا طے ہوا۔ آیا یہ واقعی غلطی ہے؟

وزیر تعلیم: یہ غلط ہے جناب سپیکر! یہ ایک سال تین ماہ اور 17 دن بنتے ہیں۔

جناب سپیکر: کس کے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! مس نثری اصغر کے۔ جناب سپیکر! یہ جواب انہوں نے 30 اپریل تک دیا ہے اور 30 اپریل تک ایک سال 3 ماہ اور 17 دن بنتے ہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر یہ سارے اعداد و شمار 31 اپریل سے لائے گئے ہیں اور محکمہ تعلیم میں اپریل کو 31 دن کر دینا کوئی معمولی غلطی نہیں ہے اور خاص طور پر جب ہمارے بار ایٹ لاء منسٹر ہوں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موہل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! چونکہ ایک وقفہ سوالات ہی اسمبلی کی کارروائی کا ایک حصہ ہے جس میں ہم وزراء کا احتساب کرتے ہیں اور محکموں کا احتساب کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان سوالات کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی بلکہ بغیر جانچ پڑتال کے اس کو شائع کیا جاتا ہے۔ جس کی مثال خاور علی شاہ صاحب نے بھی دی ہے۔ اسی سوال میں ہی اس بات کی نشان دہی کرتا ہوں کہ نمبر 14 پر صرف "مس" لکھ دیا گیا ہے۔ اس کے نام کو بھی لکھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ یہ اتنی لاپرواہی سے کام لیا گیا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی میں جو سوال بھیجنا ہے اس کی طباعت میں یا اس کے جواب دینے میں اس بات کا خیال نہیں رکھا جاتا کہ ہم نے ایک ایسے ادارے کو جواب دینا ہے جو کہ سارے پنجاب کا ایک منتخب ادارہ ہے۔ آپ ان کو سمجھائیں کہ آئندہ ایسی بات نہ ہو۔

جناب سپیکر: عثمان ابراہیم صاحب تو بہت چھوٹی چھوٹی باتوں کا نوٹس لیتے ہیں۔ لگتا ہے ممبر صاحبان نے اس پہ کافی تیاری کی ہے۔ لیکن ان چھوٹے چھوٹے معاملات کا ضرور خیال رکھا جانا چاہیے کہ یہ واقعی ایک ایسے ادارے میں آتے ہیں جس کو بڑے غور و خوض اور توجہ کے ساتھ تیار کیا جانا چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ آپ آئندہ کے لیے اپنے محکمے کو یہ ہدایت فرمائیں گے کہ اس قسم کی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔ اگلا سوال حاجی محمد افضل چن صاحب۔

امتحان اور رزلٹ میں تاخیر کی وجوہات

☆135۔ حاجی محمد افضل چن: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے ایم اے پرائیویٹ کے امتحانات بی اے پاس کرنے کے تین سال بعد لیے جاتے ہیں۔ جب کہ ریگولر ایم اے کے امتحانات مقررہ وقت یعنی بی اے پاس کرنے کے پورے دو سال بعد لیے جاتے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرائیویٹ طلباء کے نتائج کا اعلان بھی ایک سال بعد کیا جاتا ہے اور اس طرح پرائیویٹ طلباء تعلیمی میدان میں دو سال پیچھے رہ جاتے

ہیں۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایم اے پرائیویٹ کے امتحانات بی اے کے امتحانات کے دو سال بعد لینے اور اس کے نتائج کا اعلان جلد کرنے کو تیار ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ نتائج کا اعلان لازمی ایک سال بعد کیا جاتا ہے۔ البتہ ناگزیر مشکلات کی وجہ سے بعض اوقات تھوڑی بہت تاخیر ہو جاتی ہے۔

(ج) امتحانات کے انعقاد اور نتائج کے اعلانات کو مستعد کرنے کے لیے ہر کوشش کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟

(کوئی ضمنی سوال نہیں)

راجہ محمد بشارت: 291۔ ان کے ایماء پر اگلا سوال میاں محمود احمد صاحب

محکمہ تعلیم کو این او سی جاری کرنے کے لیے اقدام

☆291- میاں محمود احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میرے حلقہ میں واقع صدیق پورہ کچی آبادی میں ایک قطعہ اراضی پر اکثر پانی کھڑا رہتا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ میں نے اور ایم این اے نے مشترکہ طور پر محکمہ تعلیم سے کہا کہ چونکہ بادامی باغ میں قائم ہائیر سکول کی بلڈنگ جو کرائے کی جگہ پر ہے۔ اور گرنے کے قریب ہے اور کسی وقت کوئی حادثہ ہو سکتا ہے۔ اس کی بجائے اس جگہ پر سکول کی بلڈنگ تعمیر کی جائے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے ڈی ای او نے ڈائریکٹر کچی آبادیز ایل ڈی اے کو این او سی کے لیے لیٹر لکھا جو کہ میں نے ذاتی طور پر ڈائریکٹر جنرل ایل ڈی اے کے حوالے کیا۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت این او سی جاری کرنے کے لیے تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) غیر متعلقہ ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) مذکورہ قطعہ اراضی متروکہ املاک بورڈ کی ملکیت ہے جس نے یہ زمین دینے سے قطعی انکار کیا ہے تاہم محکمہ کی کوششیں جاری ہیں۔

جناب سپیکر: جواب پڑا ہوا متصور ہوگا کیا اس پر کوئی ضمنی سوال ہے ؟

راجہ محمد بشارت: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سوال کے جزو (ب) کے جواب میں انہوں نے لکھا ہے کہ "درست ہے" صرف "درست ہے" سے بات نہیں بنتی۔ کیا محکمہ نے مخدوش عمارات کو مرمت کرنے کے لیے یا ان کی بہتری کے لیے بھی کوئی اقدامات کیے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب وزیر تعلیم۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہ بلڈنگ چونکہ کرائے کی جگہ پہ ہے۔ اور جو کرائے کی بلڈنگز ہیں ان کے لیے ہمیں یہ مشکلات درپیش ہیں کہ مالک مکان کی اجازت کے بغیر ہم ان عمارات کی مرمت نہیں کر سکتے۔ اس لیے ہم نے اس ہائی سکول کو شفٹ کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اس سلسلہ میں ہمارا ایل ڈی اے سے رابطہ ہے۔ اس حلقہ کے ایم این اے ہمایوں اختر صاحب ایل ڈی اے سے چار کنال کا پلاٹ لینے والے ہیں جہاں ہم نے یہ سکول شفٹ کرنا ہے۔

جناب سپیکر: خان زادہ صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب تاج محمد خان زادہ: اس بوسیدہ بلڈنگ کا انہوں نے دو سال کے بعد نوٹس لیا ہے۔ کیا پنجاب میں کئی اور جگہوں پر ایسے بہت سے سکول نہیں ہیں کہ جن کی عمارات گرنے والی ہیں اور جس سے بچوں کی زندگی کا سوال بھی پیدا ہوتا ہے۔ اگر ہیں تو کتنی عمارات ہیں جو کہ

گرنے والے ہیں یا گرانے کے قابل ہیں ؟

وزیر تعلیم: جناب والا! جو محکمہ کی اپنی عمارات ہیں ان کے لیے ہم سکیمیں تیار کرواتے رہتے ہیں۔ جو عمارات خطرناک ہوتی ہیں وہ سپیشل رپیئر میں آتی ہیں۔ ان عمارتوں کا ہر سال ہم سروے کراتے رہتے ہیں۔ لیکن وہ سکول جو قومیائے گئے تھے اور کرائے کی عمارات میں چل رہے تھے ان کے لیے ہمیں مشکلات درپیش ہیں اور ان کے لیے ہم متبادل جگہوں کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب تاج محمد خان زادہ: جناب سپیکر! کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ پنجاب میں انہوں نے کتنی عمارات کی مرمت کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے لیے مرمت کے فنڈز بہت کم ہوتے ہیں۔ آپ کسی حلقے کے ممبر سے پوچھیں کہ بوسیدہ عمارات کے لیے مشکل ہی کچھ فنڈز دیے جاتے ہیں۔ جو کچھ یہ ہمیں کہتے ہیں وہ کرتے نہیں ہیں۔ یہ صرف اسمبلی میں کہتے ہیں۔ سکولوں کے لیے ہمیں یہ کہتے ہیں کہ فلاں جگہ سکول بنے گا فلاں جگہ کالج بنے گا۔ آپ یہ ہدایات دیتے ہیں کہ ممبر پانچ لاکھ دے دیں۔

دوسری طرف بجٹ والوں کو کہتے ہو کہ تم بس کہتے جاؤ کہ ہم کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ خان زادہ صاحب۔ کیا اور کوئی ضمنی سوال ہے ؟

چودھری شوکت داؤد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا وزیر تعلیم یہ بتانا پسند کریں گے کہ کتنی رقم مرمت کے لیے پچھلے سال رکھی گئی ہے یا اس سال رکھی گئی ہے۔ کیونکہ میں بھی اسی بات سے اتفاق کروں گا کہ ہم ایم پی اے اور ایم این اے کرانٹ سے تو دیتے ہیں پچھلے کئی سال سے یہ دیکھا گیا ہے کہ محکمہ تعلیم نے کسی سکول کی مرمت کے لیے کبھی کوئی گرانٹ نہیں رکھی۔ کیا یہ بتانا پسند کریں گے کہ سکولوں کی مرمت کے لیے کتنی گرانٹ رکھی گئی تھی ؟

جناب سپیکر: جی' جناب وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! معزز رکن نے یہ پوچھا ہے کہ اس سال کتنی رقم رکھی جا رہی ہے تو میں اس سلسلہ میں گزارش کروں گا کہ اگر میں نے کچھ کہا تو اس طرف سے اعتراض اٹھے گا کہ بجٹ کی leakage ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر موصوف یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ یہ مرمت ان کے محکمے کا انجنیئرنگ سیل کر رہا ہے اور یہ جو طریقہ تبدیل ہوا ہے اس سے مشکلات اتنی بڑھی ہیں کہ اگر خانیوال میں کسی سکول کی مرمت کرانی ہو تو ہمیں پہلے لاہور سے اس کی منظوری لینی پڑتی ہے۔ انہوں نے جو انجنیئرنگ سیل کے ذریعے تعمیر و مرمت کا تجربہ کیا ہے اس سے ان کو کتنا فائدہ پہنچا ہے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! محکمہ تعلیم کا انجنیئرنگ سیل بڑے کامیاب طریقے سے چل رہا ہے۔ بلکہ ہم نے اس کا دائرہ کار بھی بڑھایا ہے۔ پہلے جب اسے قائم کیا گیا تھا تو ہمارا خیال تھا کہ ہم صرف اس سیل سے سکولوں کی مرمت کروائیں گے لیکن بعد میں ہم نے دیکھا کہ جب ہم نے پرائمری سکول قائم کرنے شروع کیے تو ہم نے پرائمری سکول لوکل گورنمنٹ کو دیئے اور جتنے سکول لوکل گورنمنٹ نے بنائے تھے وہ مکمل نہ ہو سکے۔ اس کے بعد ہم کوشش کر رہے ہیں کہ وہ سارے کے سارے سکول واپس لے کر انجنیئرنگ سیل سے بنوائیں۔ انجنیئرنگ سیل کی کارکردگی انتہائی تسلی بخش ہے اور ہم کوشش کریں گے کہ آئندہ آنے والے سالوں میں کہ زیادہ سے زیادہ انحصار انجنیئرنگ سیل پر ہی کیا جائے۔

جناب سپیکر: پراچہ صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: میں وزیر تعلیم سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ اس سوال کا نمبر 291 ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سوال کم از کم ایک سال پہلے دیا گیا ہے۔ ایک سال کے بعد اس کا جواب نہ دینے میں کیا مصلحت تھی۔ اس میں کونسی ایسی مشکل بات پوچھی گئی تھی جس کے لیے پورے ایک سال تک محکمہ سوچتا رہا اور اس کے بعد یہ جواب دیا گیا ہے۔ کیا اس سے یہ مطلب لیا جائے کہ محکمہ بلڈنگ کے گرنے کا انتظار کر رہا تھا تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ اس کے بعد اس کا جواب دیا جائے گا۔ ایک سال کے بعد اس کا جواب دینے کا کیا مطلب ہے؟

جناب سپیکر: جناب وزیر تعلیم۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اصل میں فاضل ممبر میاں محمود احمد صاحب نے جو جگہ point

out کی ہے اس کے متعلق ٹاؤن شپ کا تعین کرنا ذرا disputed تھا۔ پہلے خیال تھا کہ یہ جگہ ایل'ڈی'اے کی ہے تو ہم ایل'ڈی'اے کو چٹھیاں لکھتے رہے ہیں۔ اس کے بعد پتہ چلا کہ evacuee trust property کی جگہ ہے اس کے بعد ہم نے ان سے رابطہ کیا اور ہم اسی انتظار میں رہے کہ جگہ مل جائے اور ہم سکول کو شفٹ کر دیں۔

جناب سپیکر: ملک طیب اعوان صاحب!

ملک محمد طیب خان اعوان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پچھلے سال محکمہ نے ہائی سکولوں کی مرمت کے لیے روپیہ رکھا تھا وہاں آرڈر بھی پہنچ گئے تھے لیکن انہیں دوبارہ واپس لے لیا گیا کہ بجٹ نہیں ہے۔ کیا یہ درست ہے؟

وزیر تعلیم: اس کے لیے نیا سوال دیں۔

جناب سپیکر: ملک محمد طیب اعوان صاحب! کیا آپ ہائی سکولوں کی مرمت کا پچھلے سال کا حوالہ دینا چاہتے ہیں؟

ملک محمد طیب خان اعوان: جناب والا! ٹینڈر بھی موقع پر ہو گئے تھے لیکن بعد میں اطلاع ملی کہ روپیہ نہیں ہے۔ لہذا یہ مرمت نہیں ہو سکتی' مثال کے طور پر میرے حلقہ انتخاب میں 355wb ایک ہائی سکول ہے اس کی مرمت کے لیے حکم گیا ٹینڈر جاری ہوا' لیکن روپیہ نہیں گیا۔

جناب سپیکر: (وزیر تعلیم سے مخاطب ہو کر) ظاہر ہے کہ اس سلسلے میں آپ off hand تو کوئی بات نہیں کر سکتے لیکن اس ضمنی سوال کا جواب آپ میز پر رکھ سکتے ہیں۔

وزیر تعلیم: جناب والا! اس سوال کا جواب میں کل ایوان کی میز پر رکھ دوں گا۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ کے سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا جائے گا۔

چودھری واجد علی خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم فرمائیں گے کہ انجینئرنگ سیل میں مرمت کے لیے جو فنڈز رکھے ہیں یہ سب ڈویژن وائز رکھے ہیں ڈسٹرکٹ وائز رکھے ہیں یا ڈویژن وائز رکھے ہیں۔ اور ضلع شیخوپورہ میں مرمت کے لیے جو فنڈز رکھے ہیں کیا اس کی تفصیل بتا سکتے ہیں۔ اور اس کی utilization کا chart بتا سکتے ہیں کہ کتنا خرچ ہوا اور

کتنا باقی ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! فاضل رکن نے بہت سارے سوال پوچھے ہیں اور hypo-thetical ہیں لیکن ایک بات میں عرض کروں گا کہ فنڈز انجنیئرنگ سیل کو مختص نہیں کیے جاتے وہ particular سکول کے لیے ہوتے ہیں چاہے وہ سکول کسی بھی ضلع میں ہو فنڈز سکول کو جاتے ہیں انجنیئرنگ سیل کو نہیں جاتے۔

محترمہ فوزیہ بہرام: میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ جب تک یہ بلڈنگ گر نہیں جاتی یہ بچے وہیں بیٹھ کر پڑھتے رہیں گے یا ان کا کوئی متبادل انتظام ہو سکتا ہے جب کہ یہ بلڈنگ کرائے کی ہے ان کی ملکیت نہیں ہے تو پھر یہ اس سے بہتر بلڈنگ لے کر سکول کو شفٹ کیوں نہیں کر دیتے۔ اصل مسئلہ تو بچوں کی زندگی کا ہے نہ کہ بلڈنگ کا ہے؟

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ' تو آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا۔

محترمہ فوزیہ بہرام: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب تک بلڈنگ کی مرمت کا فیصلہ نہیں کرتے یہ بچے وہیں پڑھتے رہیں گے یا ان کا کوئی متبادل انتظام ہو سکتا ہے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! محکمہ پہلے ہی متبادل جگہ لینے کے لیے کام کر رہا ہے تاکہ سکول کو وہاں شفٹ کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں محمود احمد صاحب (معزز ممبر ایوان میں موجود نہیں تھے) اگلا سوال ڈاکٹر سید خاور علی شاہ۔

سائنس ٹیچر کی تعیناتی

☆319- میاں محمود احمد: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول شاہدرہ پہلی شفٹ میں سائنس ٹیچر نہیں ہے۔ اگر ایسا ہے تو کتنے عرصہ سے سائنس ٹیچر نہیں ہے۔

(ب) کیا حکومت متذکرہ سکول میں فوری طور پر سائنس ٹیچر مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) جزو (الف) کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

سائنس ٹیچر اور ہیڈ مسٹریس کی تعیناتی

☆349۔ ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت ضلع خانیوال کے طلبہ اور طالبات کے کتنے ہائی سکول بغیر سائنس ٹیچر ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس کے کام کر رہے ہیں ان کے نام اور پتہ جات کیا ہیں۔

(ب) کیا جو سکول بغیر سائنس ٹیچر ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس کے چل رہے ہیں ان میں بچوں کی پڑھائی پر بُرے اثرات نہیں پڑ رہے ہیں۔

(ج) کیا حکومت جلد از جلد متذکرہ سکولوں میں سائنس ٹیچر ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس کی تعیناتی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) ضلع خانیوال کے 28 سکول برائے طالبات اور 2 سکول برائے طلبا بغیر سائنس ٹیچرز کے ہیں۔ علاوہ ازیں 19 سکول برائے طالبات اور 37 سکول برائے طلباء بغیر ہیڈ مسٹریس ہیڈ ماسٹر کے کام کر رہے ہیں۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

سکول بغیر سائنس ٹیچر	سکول بغیر (ہیڈ مسٹریس) ہیڈ ماسٹر

سکول بغیر سائنس ٹیچر

زنانہ

1- ہائی سکول 10/138 آر
2- ہائی سکول 10/136 آر
3- ہائی سکول 10/105
4- ایضاً ٹھٹھہ صادق آباد
5- ایضاً 15/129 ایل
6- ایضاً 15/102 ایل
7- ایضاً 15/105 ایل
8- ایضاً 15/116 ایل
9- ایضاً 15/84 ایل
10- ایضاً 6/16ل آر
11- ایضاً 9/19 آر
12- ایضاً 9/7 آر
13- ایضاً 15/123 آر
14- ایضاً 10/23 آر
15- ایضاً 10/72 آر
16- ایضاً 10/23 آر
17- ایضاً 10/52 آر

مردانہ

1- ہائی سکول 8/2 آر
2- ہائی سکول 8/2 آر

سکول غیر ہیڈ مسٹریس / ہیڈ ماسٹر

زنانہ

1- ہائی سکول ہانک پور
2- ہائی سکول قتال پور
3- ہائی سکول سرائے سنبو
4- ہائی سکول درکھانہ
5- ہائی سکول 10/23 آر
6- ہائی سکول 10/72 آر
7- ہائی سکول 10/92 آر
8- ہائی سکول 28 آر -10
9- ہائی سکول 9/7 آر
10- ہائی سکول 8/15 من آر
11- ہائی سکول 13/105
12- ہائی سکول 15/102 آر
13- ہائی سکول 16/135 ایل
14- ہائی سکول 15/129 ایل
15- ہائی سکول 15/116 ایل
16- ہائی سکول 8 /10
17- ہائی سکول شی سیال

مردانہ

1- ہائی سکول ہائی سکول مردان
2- ہائی سکول سلنسر ولھن
3- ہائی سکول نیرنگ شاہ
4- ہائی سکول قتال پور
5- ہائی سکول درکھانہ
6- ہائی سکول جسوعانویں
7- ہائی سکول بیسل والی۔
8- ہائی سکول کوٹ دونی چت
9- ہائی سکول
10- ہائی سکول سند میانوالہ
11- ہائی سکول ہانک پور
12- ہائی سکول 1/3 اے ایم
13- ہائی سکول 10/45 اسار
14- ہائی سکول 10/70 آر
15- ہائی سکول 10.34 آر
16- ہائی سکول 10/30 آر
17- ہائی سکول (ایم سی) مانجر

18- ہائی سکول 5/کسی
19- ہائی سکول قتال پور
20-ہائی سکول ہٹی سیال
21- ہائی سکول ہانک پور
22- ہائی سکول محمد وبدر
23- ہائی سکول 8/کسی
24- ہائی سکول سرائے سندھو
25- ہائی سکول درکھانہ
26- ہائی سکول 1/12اے ایچ
27- ہائی سکول باگڑ سرکانہ
28- ہائی سکول جودھ پور

18- ہائی سکول 10/105 آر
19- ہائی سکول 15/125 آر

18- ہائی سکول 9/14 آر
19- ہائی سکول 9/7 آر
20- ہائی سکول 9 بی /3- آر
21- ہائی سکول 7/123بی آر
22- ہائی سکول 8/7 آر
23- ہائی سکول 15/96ایل
24- ہائی سکول 15/95ایل
25- ہائی سکول 15/43ایل
26- ہائی سکول 15/125
27- ہائی سکول 15/110 ایل
28- ہائی سکول 15/70ایل
29- ہائی سکول 15/84ایل
30- ہائی سکول 15/59ایل
31- ہائی سکول 15/98 ایل
32- ہائی سکول 15/79ایل
33- ہائی سکول 10/136آر
34- ہائی سکول 10/95آر
35- ہائی سکول 10/140آر

(ب) پڑھائی متاثر ہوئی ہے۔

(ج) سائنس ٹیچرز کی تقرریاں پالیسی کے مطابق کر دی جائیں گی۔ ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس فراہم کرنے کے لیے اقدام کیے جا رہے ہیں۔ حال ہی میں 140 منتخب شدہ ہیڈ مسٹریسوں میں سے 34 ملتان ڈویژن کے لیے لگوائی گئی ہیں۔ جن میں سے ضلع خانیوال میں بھی ہیڈ مسٹریس متعین کی جائیں گی۔

جناب سپیکر: کیا اس پر کوئی ضمنی سوال ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب سپیکر! مجھے یہ جو فگرز دی گئی ہیں یہ کونسی تاریخ تک ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہ فگرز uptodate ہیں ان میں تھوڑی سی تبدیلی ہوئی ہے وہ میں فاضل رکن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جہاں تک سائنس ٹیچرز کا تعلق ہے وہ فگرز بالکل ٹھیک ہیں اور uptodate ہیں۔ لیکن ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس کے مسئلے میں' میں یہ عرض کروں گا کہ جیسا کہ میں نے جواب کے جزو (ج) میں درج کیا ہے کہ 34 ملتان ڈویژن کے لیے لگوائی گئی ہیں جن میں ضلع خانیوال میں بھی متعین کی جائیں گی۔ ان میں سے 10 ہیڈ مسٹریس ضلع خانیوال میں متعین کی گئی ہیں اگر فاضل رکن چاہیں تو میں ان کے نام بتا سکتا ہوں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: اس میں دو سکولوں کے نام نہیں لیے گئے جو میرے حلقے میں ہیں ایک سائنس ٹیچر مردانہ ہائی سکول پیپل مرالی اور دوسرا 15 اپریل کو ہیڈ ماسٹر ہائی سکول عبدالحکیم بھی ریٹائر ہو چکے ہیں۔ آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے حلقے میں تقریباً" تمام گرلز ہائی سکولوں کی ہیڈ مسٹریس نہیں ہیں اور ایک سکول جس میں ہیڈ ماسٹر تھا وہ بھی 15 اپریل سے ریٹائرڈ ہو گیا ہے میں ضمنی سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہیڈ ماسٹر صاحبان کو 1:4 فارمولے کے تحت اب گریڈ کیوں نہیں کیا جا رہا اس کی کیا وجہ ہے کہ اتنے سکول ہیڈ ماسٹر' اور ہیڈ مسٹریس کے بغیر کیوں چل رہے ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ہم اپ گریڈ کر رہے ہیں اور ہم نے ملتان ڈویژن میں اس فارمولے کے تحت مردانہ اور زنانہ اساتذہ کو 16 سے 17 میں اپ گریڈ کیا ہے۔ جن میں 45 اساتذہ مردانہ ہیں اور 47 زنانہ ہیڈ مسٹریس ہیں جن کو اس فارمولے کے تحت 16 سے

17 گریڈ میں ترقی دی ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! میرے ضلع میں 67 سکول ایسے ہیں جن میں ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس نہیں ہیں تو اس سلسلہ میں وزیر موصوف فرمائیں گے کہ انہوں نے 67 میں سے کتنے ہیڈ ماسٹر تعینات کیے ہیں۔

وزیر تعلیم: جناب والا! یہ کل 57 بنتے ہیں جس طرح میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ان میں سے 10 زنانہ ہیڈ مسٹریس adjust کی گئی ہیں اور 6 ہیڈ ماسٹر ضلع خانیوال میں adjust کیے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: کل 57 میں سے 10 زنانہ ہیڈ مسٹریس کی تقرری کی گئی ہے اور 6 مردانہ ہیڈ ماسٹر کی تقرری کی گئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ باقی 41 جو ہیں ان کے بارے میں گورنمنٹ کی کیا پالیسی ہے کہ ہیڈ ماسٹروں کو کب تک سکولوں میں تعینات کر دیا جائے گا۔ ڈاکٹر صاحب آپ یہی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جی ہاں!

وزیر تعلیم: جناب والا! ترقی کا عمل جاری ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ہم مسلسل ان کو ترقیاں دے رہے ہیں اور ملتان ڈویژن میں کل 98 ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس کو ترقی دی ہے یہ عمل انشاء اللہ جاری ہے اور یہ عمل جاری رہا تو ہم کوشش کریں گے کہ جلدی ان سکولوں میں بھی ہیڈ ماسٹر تعینات کر دیے جائیں گے۔

جناب سپیکر: جناب عثمان ابراہیم صاحب! میرے خیال میں یہ محکمہ کے مفاد میں بھی ہے اور عوام کے مفاد میں بھی۔ یہ مسئلہ ضلع خانیوال کا آیا ہے تو اس کو ایک مثال بنا کر محکمہ کی پالیسی واضح کی جائے اور اس سلسلے میں آپ اپنے محکمہ سے discuss کر کے اس سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیں کہ اس سلسلے میں آپ نے کونسی پالیسی بنائی ہے جس کے تحت 41 ہائی سکولوں میں ہیڈ ماسٹر ہی نہیں ہیں آپ کے محکمہ نے وہاں پر ہیڈ ماسٹر دینے کے لیے کیا جامع پالیسی بنائی ہے اور کب تک ہیڈ ماسٹر تعینات کیے جائیں گے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں عرض کر چکا ہوں کہ اس وقت تاریخ اور وقت کا تعین کرنا بہت مشکل ہے۔

جناب سپیکر: آپ اس کا جواب ابھی نہ دیں ایوان کی میز پر رکھ دیں آپ کب تک اس کا جواب ایوان کی میز پر رکھ سکیں گے ؟

وزیر تعلیم: جناب والا! میں پالیسی بتا رہا تھا کہ یہ صرف خانیوال میں نہیں بلکہ ہماری پالیسی پورے پنجاب کی ہوتی ہے اور اس کے لیے تعیناتی یا ترقی کا جو طریقہ کار ہے ہم اسی طریقہ کار کی پیروی کرتے ہیں اور یہ ترقیاں ہم نے ایک فارمولے کے تحت کرنی ہیں اور back-log بڑا clear کرنا پڑتا ہے۔ اس میں بھی بڑا کام کرنا پڑتا ہے۔ اس میں ان کی اے۔ سی۔ آر دیکھنی پڑتی ہیں۔ مزید یہ کہ تعداد بھی بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ہم یہ کوشش کریں گے کہ promotion process کریں مزید یہ کہ اس میں پورے پنجاب کا مسئلہ آئے گا' ہم جو ترقیاں کرتے ہیں وہ order of priority کی بنیاد پر کرتے ہیں۔ جو جتنا سینئر ہوتا ہے اسی حساب سے اس کو ترقی دی جاتی ہے۔ اس لیے ہم اوپر سے نیچے کی طرف آئیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: ظاہر ہے آپ نے پالیسی تو پورے پنجاب کی بنائی ہے اور آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ آپ پورے پنجاب کی پالیسی بنا رہے ہیں۔ اس وقت پنجاب کی جو پالیسی آپ نے بنائی ہے اس کی روشنی میں خانیوال ڈسٹرکٹ میں ان 41 سکولوں میں ہیڈ ماسٹر کب تک تعینات ہو جائیں گے ؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ اس سلسلے میں وقت کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر: آپ اسے off-hand نہ کریں آپ اسی سیشن کے دوران اس سوال کا جواب ٹیبل کریں جس میں یہ بھی بتائیں کہ کب تک آپ ان کی تقرری کر سکیں گے ؟

وزیر تعلیم: جناب والا! ٹھیک ہے میں آپ کے حکم کے مطابق اس سوال کا جواب تو ٹیبل کر دوں گا لیکن وقت کا تعین کرنا ہمارے لیے مشکل ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو آپ اپنی پالیسی کے مطابق ٹیبل کریں گے۔ اس میں یہ بات طے ہو جائے گی کہ کب تک آپ ان کی تقرری کر سکیں گے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! جو پالیسی ہے وہ میں عرض کر چکا ہوں اور جیسا کہ میں نے

عرض کیا ہے کہ جب ہم ترقیاں کرتے ہیں تو ہمیں پورے پنجاب کا خیال رکھنا پڑتا ہے ہم نے ہر ضلع کو ہر جگہ نمائندگی دینا ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں بھی ہماری یہ پالیسی ہے کہ جب ہیڈ ماسٹر اور ہیڈ مسٹریس کی تقرریاں ہوں تو اس میں تمام اضلاع کو نمائندگی دی جائے۔ اگر تو یہ جناب کی طرف سے کوئی حکم ہے تو ہم سب سے پہلے خانیوال کو ٹیک اپ کر لیں گے۔

جناب سپیکر: عثمان ابراہیم صاحب آپ اس سلسلے میں سارے پنجاب کو پیش نظر رکھیں لیکن میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ خانیوال ڈسٹرکٹ کا معاملہ ہمارے سامنے آیا ہے۔ ہم آپ کی اس سلسلے میں مدد بھی کرنا چاہتے ہیں کہ آپ اس پورے سیشن کے دوران جب مناسب سمجھیں اپنے محکمے سے صلاح مشورے کے بعد نئی پالیسی کی روشنی میں اس سوال کا جواب ٹیبل کریں اور اس نئی پالیسی کی روشنی میں یہ بھی بتایا جائے کہ یہ جو 41 سکول ہیں ان کو کب تک ہیڈ ماسٹر مل جائیں گے؟

وزیر تعلیم: ٹھیک ہے جناب میں پورے پنجاب کی اور ضلع خانیوال کی پالیسی اسی اجلاس کے دوران ہاؤس میں ٹیبل کر دوں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: جناب والا! 29 گرلز ہائی سکول میں سائنس ٹیچر نہیں ہیں اور میرے خیال میں پورے ضلع میں بھی 29 گرلز ہائی سکول ہیں۔ لہذا میری آپ کے توسط سے یہ گزارش ہے کہ ان 29 گرلز ہائی سکولوں میں سائنس ٹیچروں کی تقرری کب تک ہو سکے گی۔

ملک جلال دین ڈھکو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! اسی ضمن میں میں نے بھی پچھلے دنوں اپنے حلقہ نیابت کا دورہ کیا' میرے حلقے میں 24 ہائی سکول ہیں جس میں سے صرف دو میں سائنس ٹیچر ہیں۔ 22 سکولوں میں سائنس ٹیچر موجود نہیں ہیں اور لڑکے سرٹیفکیٹ لے کر شہروں کی طرف دوڑ رہے ہیں اور شہروں میں بھی ان کو داخلہ نہیں مل رہا۔ جناب والا! یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اگر دیہاتوں میں تعلیم کا خیال نہ کیا گیا تو وہاں پر پڑھائی کا بیڑہ غرق ہو جائے گا۔ اور لوگ ہائی سکولوں میں اپنے بچوں کو داخل کروانا چھوڑ دیں گے اور لوگ جاہل رہ جائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ ملک صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

ملک جلال دین ڈھکو: جناب والا! میں آپ کے توسط سے وزیر تعلیم سے یہ گزارش کروں گا کہ اس مسئلے کو پورے پنجاب کی بنیاد پر حل کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ سائنس ٹیچرز بے روزگار پھر رہے ہیں ان کو خالی اسامیوں پر تعینات نہیں کیا جا رہا اسی لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ سائنس ٹیچروں کی فوری تقرری کی جائے اسی طرح کم از کم بے روزگاری بھی ختم ہو جائے گی۔۔۔۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

وزیر تعلیم صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ سائنس ٹیچرز کے بارے میں ڈاکٹر خاور علی شاہ کے سوال کا جواب دیا جائے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ban کی وجہ سے ہم محکمہ تعلیم کی بہت ساری اسامیاں پر نہیں کر سکے۔ اب جو نئی recruitment Policy آئی ہے اس کے تحت گریڈ ایک سے پندرہ تک کی بھرتی محکمہ کے سپرد ہے اور سائنس ٹیچر کا گریڈ سولہ ہے۔ اس کی بھرتی پبلک سروس کمشن کے ذریعے ہو گی۔ جناب والا! سائنس ٹیچروں کی اسامیاں ہمارے پاس موجود ہیں جب پبلک سروس کمشن اپنی سفارشات کرے گا تو حکومت ان احکامات پر عمل کرے گی۔ اس کے علاوہ promotion from in-service quota بھی ہوتا ہے' وہ ایک continue process ہے اس پر ہم سارا سال عمل کرتے رہتے ہیں لہذا ہم اسی promotion process کے ذریعے کوشش کر رہے ہیں کہ جلد از جلد ان لوگوں کو تعینات کیا جائے۔ ہمارے لیے ایک اور مسئلہ یہ بھی ہے کہ زنانہ اور مردانہ سائنس ٹیچرز بہت کم دستیاب ہو رہے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! جز (ج) کا جواب دیا گیا ہے سائنس ٹیچرز کی تقرری پالیسی کے مطابق کر دی جائے گی۔ اس بارے میں میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے اندر ہزاروں سکول اور سینکڑوں کالجز ایسے موجود ہیں جن میں سائنس ٹیچرز ہیں اور پھر یہ نہیں کہ موجود نہیں ہیں بلکہ کئی سالوں سے موجود نہیں ہیں اور اس وجہ سے ان سکولوں اور کالجوں میں طلباء سائنس کا مضمون چھوڑنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اب

وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ پالیسی کے مطابق تقرریاں کی جائیں گی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا پنجاب کے اندر یہ پالیسی اپنائی جا رہی ہے کہ سائنس کے subject کو ختم کر دیا جائے گا۔ یا اس بات کو اسمبلی میں ensure کروا دیا جائے کہ کب تک صوبہ پنجاب میں سائنس ٹیچرز اور لیکچراروں کی تقرری ہو جائے گی؟

جناب سپیکر: وزیر تعلیم نے یہ فرمایا ہے کہ پبلک سروس کمشن ان کی سفارش کرے گا اور سلیکشن کے بعد حکومت پنجاب ان کی تقرری کر دے گی۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! پبلک سروس کمشن پر تو کوئی اعتراض نہیں بلکہ یہ تو ایک اچھی بات ہے لیکن کب تک یہ کام ہو گا کیونکہ یہ مسئلہ کئی سالوں سے التواء میں چلا آ رہا ہے۔ ایک سال نہیں دو سال نہیں بلکہ کئی سالوں سے یہ اسامیاں خالی پڑی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ پبلک سروس کمشن کی طرف سے سلیکشن کرنے کے بعد کب تک سائنس ٹیچرز پنجاب کے سکولوں کو مہیا کر دیے جائیں گے۔

وزیر تعلیم: جناب والا! پبلک سروس کمشن کی طرف سے سلیکشن کے بعد ہماری طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی۔ جہاں جہاں اساتذہ کی ضرورت ہو گی ہم انہیں تعینات کر دیں گے۔ جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ سائنس ٹیچرز بہت کم مل رہے ہیں۔ زنانہ سائیڈ پر مردانہ سائیڈ دونوں طرف سائنس ٹیچرز کی کمی ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! قربان جاؤں وزیر تعلیم کی معصومیت پر' سوال کچھ ہے جواب کچھ کہتے ہیں۔ وزیر موصوف فرماتے ہیں کہ جب پبلک سروس کمشن کی طرف سے سلیکشن ہو گی تو ان کی تقرری کر دی جائے گی۔ سوال بھی تو یہی تھا کہ کب تک تقرری کر دی جائے گی۔ بہر حال جناب سپیکر وزیر تعلیم کو جس طرح یہ معلوم نہیں ہے کہ کب تک انہوں نے ہیڈ ماسٹر لگانے ہیں اسی طرح انہیں سائنس ٹیچرز کا بھی معلوم نہیں ہے۔

جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ صرف ایک ضلع کے اندر 28 سکولوں میں سائنس ٹیچرز کا نہ ہونا اور تقریباً 40 سکولوں میں ہیڈ مسٹریس اور ہیڈ ماسٹروں کا نہ ہونا یہ حکومت کی مثبت پالیسی کا اظہار ہے یا تعلیم کے سلسلے میں منفی کارکردگی کا اظہار ہے۔

جناب سپیکر: چودھری محمد فاروق صاحب آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

چودھری محمد فاروق: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کتنے ادارے سائنس ٹیچرز کے بغیر ہیں یہ حکومت کی طرف سے منفی کارکردگی کا اظہار ہے یا مثبت کارکردگی کا اظہار ہے۔ (قہقہے) چلیں وزیر تعلیم اتنا بتا دیں کہ یہ سکول کتنے سالوں سے سائنس ٹیچرز کے بغیر چل رہے ہیں اور ہیڈ ماسٹروں کے بھی بغیر چل رہے ہیں؟

جناب سپیکر: چودھری محمد فاروق صاحب نے سوال پر صفت کی ہے۔

چودھری محمد فاروق: یقیناً" آپ وزیر تعلیم کی جان چھڑانا چاہتے ہیں۔ آپ نے تو ان سے بات کی کہ پنجاب بھر میں بے شمار اداروں کا یہی حال ہے۔ لیکن جناب سپیکر وزیر تعلیم صاحب یہ نہیں بتا سکے کہ کتنے عرصے تک سائنس ٹیچرز مہیا کر دیے جائیں گے' وہ یہ نہیں بتا سکے کہ کتنے عرصے تک ہیڈ ماسٹرز مہیا کر دیے جائیں گے۔

جناب سپیکر: یہ ایک مہینے' ایک سال یا ڈیڑھ سال کی بات نہیں ہے۔ کئی سالوں سے یہی سلسلہ چل رہا ہے' تضاد آتا ہے اور وزرائے تعلیم آتے گئے اور جاتے گئے جوابات یہی ہوتے ہیں فلاں کام کر دیں گے اور اسامیاں پر ہو جائیں گی۔ جناب والا! اتنا بجٹ موجود ہے۔ جناب والا یہ کہتے ہیں کہ حکومت کے پاس فنڈ نہیں ہیں' حکومت کے پاس فنڈز ہیں۔ جناب والا میں کہنا چاہتا تھا کہ شعبہ تعلیم کو نظر انداز کیا جا رہا ہے غریبوں کی تعلیم کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی اور وزیر تعلیم اس طرف کوئی توجہ نہیں دینا چاہتے یہ تو اپنے سیکرٹری صاحب سے یا حکومت سے پوچھنا چاہتے ہیں انہیں کب موقع ملے گا کہ سکولوں میں ہیڈ ماسٹرز لگائے جائیں؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب کیا یہ ضمنی سوال ہے؟ اب راجہ محمد بشارت صاحب ضمنی سوال کریں گے۔

راجہ محمد بشارت: جناب والا! اسی سوال کے جزو (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ جو سکول بغیر سائنس ٹیچر ہیڈ ماسٹرز اور ہیڈ مسٹریس کے چل رہے ہیں ان میں بچوں کی پڑھائی پر برے اثرات نہیں پڑ رہے ہیں؟ تو محکمہ نے انتہائی سادگی کے ساتھ اس بات کا جواب دیا ہے کہ پڑھائی متاثر ہوئی ہے۔ تو پھر اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ محکمہ نے تسلیم کیا ہے کہ ان کی کوتاہی کی وجہ سے بچوں کا مستقبل متاثر ہوا ہے۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا

حیثیت وزیر تعلیم انہوں نے اپنے محکمے میں اس بات کی ذمہ داری کسی پر ڈالی ہے یا وہ خود اس کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں کہ بچوں کے مستقبل متاثر ہوئے ہیں؟

جناب سپیکر: جناب وزیر تعلیم۔

وزیر تعلیم: جناب والا جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ ہماری کوتاہی نہیں ہے پورے پاکستان میں ban لگا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے یہ اسامیاں پر نہیں ہو سکیں۔ اور اب موجودہ پالیسی کے تحت پبلک سروس کمشن کی بھرتی کے بعد اسامیاں پر ہوں گی۔ جہاں تک پڑھائی کا تعلق ہے یہ واقعی متاثر ہوئی ہے۔ ہم نے کوشش کی ہے جن سکولوں میں سائنس ٹیچر نہیں ہیں ان سکولوں میں یہ ڈیوٹی ہم نے دوسرے ٹیچرز کو دی ہوئی ہے۔ گو کہ وہ اپنی قابلیت کے مطابق طلباء کو سائنس پڑھا رہے ہیں بہر حال سائنس ٹیچرز کی کمی دور نہیں ہو سکتی۔ ہماری یہی کوشش ہے کہ جلد از جلد یہ اسامیاں پر ہو جائیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن جلد از جلد ان اسامیوں پر بھرتی کرے تاکہ ہم سائنس ٹیچرز کو متعلقہ جگہ پر لگا سکیں۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موہل پوائنٹ آف پر ہیں۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! خاور علی شاہ صاحب کا یہ سوال بڑا اہم ہے یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس پر رول 52 کے تحت ایک گھنٹہ بحث کی جائے۔ رول 52 میں پڑھ کے بتاتا ہوں:

52. On every Sunday, the Speaker may, on two clear days notice being given a member, allot one hour for discussion on a matter of sufficient public importance which has during the last week been the subject of a question, starred or unstarred:.

میں چاہتا ہوں کہ یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے ہائی سکول بنتے جا رہے ہیں لیکن ہیڈ ماسٹرز اور ہیڈ مسٹریس کسی بھی جگہ پر نہیں ہیں' سائنس ٹیچر کسی جگہ پر نہیں ہے۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اس پر بحث کے لیے ایک گھنٹہ رکھیں اور اگلے سوال پر چلیں۔ اور جناب والا! آپ کو

رول 52 کے تحت اختیارات حاصل ہیں۔

جناب سپیکر: یہ بڑی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے اس پر ہمارے قابل احترام وزیر تعلیم بر سٹر عثمان ابراہیم بھی اتفاق کریں گے کہ پنجاب کے بیشتر سکولوں میں ہیڈ ماسٹرز کا اور سائنس ٹیچرز کا نہ ہونا یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اور اس میں میاں منظور احمد موہل صاحب نے رولز آف پروسیجر کے رول 52 کے تحت مجھے ایک تحریک لکھ کر دی ہے کہ یہ سارے پنجاب کا انتہائی اہم اور سنگین نوعیت کا مسئلہ ہے اس کو زیر بحث لایا جائے اور رولز اجازت دیتے ہیں سوال اہم ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو زیر بحث لانا چاہیے تاکہ اس کو pro-periy thrash out کیا جائے۔

وزیر تعلیم: جناب والا! ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس کے لیے ہم اتوار کا دن مقرر کرتے ہیں اس پر باقاعدہ ایک گھنٹے کے لیے بحث کی جائے گی۔ اور اس کو properly thrash out کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں ہمارے وزیر تعلیم properly اپنے محکمہ سے discussion اور پوری تیاری کر کے ہاؤس میں تشریف لائیں تاکہ اس روز ہم اس مسئلے کا کوئی حتمی حل تلاش کر سکیں تو پھر اتوار کے روز اس پر بحث کے لیے 1-00 تا 2-00 بجے تک کا وقت مقرر کیا جاتا ہے۔

میاں منظور احمد موہل: اتوار کو شام کا اجلاس ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: اگر اتوار کو شام کا اجلاس ہوگا تو پھر ہم 8-00 تا 9-00 بجے تک کا وقت مقرر کرتے ہیں۔

چودھری عبدالوکیل: جناب والا! اے تعلیم دا بڑا اہم مسئلہ اے' میرے ضلع وچ 19 پرائمری سکول نیں اے سارے ای بند نیں۔ وزیر تعلیم تشریف رکھ دے نیں اے تیاری کر کے آن۔ ایناں وچ سائنس ٹیچرز دا مسئلہ اے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب آپ اس پر اتوار کے روز بحث کیجئے گا۔

ملک محمد طیب خان اعوان: جناب والا! میں بتانا چاہتا ہوں تاکہ وزیر موصوف اس دن نہ کہیں کہ پتہ نہیں ہے۔ یہ ہمیں اس دن بتائیں گے کہ انہوں نے کتنے ہیڈ ماسٹرز اور ہیڈ مسٹریس اپ گریڈ کیے ہیں اور اس میں سے کتنے حاضر ہوئے ہیں۔ عالی جاہ! یہ عورتوں کو

بھی اپ گریڈ کر دیتے ہیں' عورتیں حاضر نہیں ہوتیں اور وہ دیہاتوں میں بھی نہیں جاتیں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! اس دن ہم اس ساری بات پر تفصیل کے ساتھ بحث کریں گے۔ اگلا سوال جناب ریاض فتیانہ کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے یہ پڑھا ہوا تصور ہوگا۔ کوئی ضمنی سوال ہے؟ چودھری صاحب ضمنی سوال۔

اپ گریڈ سکولوں میں نئی کلاسوں کے اجراء کے لیے اقدام

☆468- جناب ریاض فتیانہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے گزشتہ برس دورہ کمالیہ کے موقع پر جلسہ عام میں چند سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کا اعلان کیا تھا۔ اور اس ضمن میں وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ سے ڈائریکٹو نمبری یو ایس 11 سی ایم ایس 10-90/50 مورخہ 19 مارچ 1990ء جاری ہوا لیکن باوجود اپ گریڈیشن کے معاملہ کو بجٹ 1990-91 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہیں کیا گیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سکولوں کے اپ گریڈیشن کی منظوری محکمہ تعلیم اور محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی جانب سے چند ماہ قبل گزشتہ برس کے آخر میں ہو گئی تھی۔ اور نیا تعلیمی سیشن یکم جنوری 1991ء سے شروع ہو چکا ہے۔ مگر نئی کلاس کا اجراء نہیں ہوا۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو نئی کلاسیں شروع نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں حکومت نئی کلاسیں کب شروع کرنے پر غور کر رہی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) مذکورہ سکولوں کا درجہ بڑھانے کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام 1990-91ء میں بھی رقم مختص کرنے کی کوشش کی گئی لیکن مالی وسائل کی کمیابی آڑے آئی اور ایسا نہ کیا جا سکا۔ 1991ء میں بھی مروجہ پالیسی کی بدولت یہ سکیمیں سالانہ

ترقیاتی پروگرام کا حصہ نہ بن سکیں۔ جونہی ان سکولوں میں اضافی عمارات کی تعمیر کے لیے فنڈ فراہم ہوئے۔ عمارات تعمیر کرائی جائیں گی اور ان کی تکمیل کے بعد کلاسز کے اجراء کی کارروائی کی جائے گی۔

چودھری عبدالمجید: اسی دورہ کے دوران جب وزیراعلیٰ کمالیہ تشریف لے گئے تو وہ ٹوبہ ٹیک سنگھ بھی گئے تھے تو انہوں نے وہاں بھی اسی ڈائریکٹو کے تحت سکول اپ گریڈ کیے تھے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ بلڈنگز نہیں تھی لیکن میرے علاقہ میں پانچ سکول ایسے ہیں جن کا محکمہ تعلیم محکمہ بلڈنگ سے باقاعدہ 1991-92 کے دوران قبضہ لے چکا ہے۔ لیکن ان کو ابھی تک سٹاف مہیا نہیں کیا گیا۔ اگر یہ سکولوں کے نام چاہتے ہیں تو میں نام بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ سکولوں کے نام بتائیں گے تو وزیر تعلیم جواب دے سکیں گے۔

چودھری عبدالمجید: سکولوں کے نام یہ ہیں۔ 383ج ب' 376ج' ب' 521 گ ب 320ج' ب اور 257 گ ب۔

جناب سپیکر: یہ سکول بن چکے ہیں؟

چودھری عبدالمجید: یہ پانچ گرلز سکول اپ گریڈ ہوئے ہیں اور بن چکے ہیں اور محکمہ تعلیم انہیں take over کر چکا ہے لیکن انہیں ابھی تک عملہ نہیں ملا۔

وزیر تعلیم: جناب والا ویسے تو یہ نیا سوال بنتا ہے لیکن میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جو سکول بن چکے ہیں اور محکمہ تعلیم نے انہیں taker over کر لیا ہے نئی پالیسی کے تحت بھرتی ہونے کے بعد ہم ان سکولوں میں عملہ مہیا کر دیں گے۔

یونیورسٹی کی ملکیت زرعی اراضی کی تفصیل

☆471- جناب ریاض فتیانہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کی زرعی اراضی مارکیٹ ریٹ سے کئی گنا کم رقم پر ہر سال ٹھیکہ پر دی جاتی ہے۔

(ب) پنجاب یونیورسٹی کی کل زرعی اراضی کتنی ہے اور اس وقت فی ایکڑ اس کا کیا ٹھیکہ

ہے۔

(ج) کیا قومی اخبارات میں متذکرہ زرعی اراضی پٹہ پر دینے کا اشتہار دیا گیا تھا؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست نہیں ہے۔

(ب) پنجاب یونیورسٹی کی پٹہ پر زرعی اراضی 848 ایکڑ ہے اور شرح پٹہ حسب ذیل ہے۔

(i)	نہری رقبہ تعدادی	356ایکڑ	-/2500روپے فی ایکڑ سالانہ
(ii)	جھلاری ٹیوب ویل سیراب ہونے والا رقبہ	492ایکڑ	-/2000روپے فی ایکڑ سالانہ

(ج) جی نہیں۔

رانا اکرام ربانی : ضمنی سوال جناب سپیکر! سوال کا جز "الف" یہ ہے:

کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کی زرعی اراضی مارکیٹ ریٹ سے کئی گنا کم رقم پر ہر سال ٹھیکے پر دی جاتی ہے؟

انہوں نے جواب میں لکھا ہے:

درست نہیں ہے۔

میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آپ ملحقہ اراضی کا ٹھیکہ بتا سکیں گے تاکہ متعین کیا جا سکے کہ آیا کم ہے یا نہیں؟

وزیر تعلیم: جناب والا! یونیورسٹی سے ملحقہ کوئی بھی اراضی نہیں ہے۔ ساری کی ساری ہاؤسنگ کالونیاں بنی ہوئی ہیں اور یہ اراضی ہم نے یونیورسٹی کے لیے خریدی تھی۔ چونکہ پنجاب یونیورسٹی تیزی سے مکمل ہو رہی ہے' جوں جوں ہمیں اراضی کی ضرورت پڑتی ہے ہم اپنے ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت یہ اراضی استعمال کرتے جاتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: میں تو کہتا ہوں کہ انہوں نے یہ علاقہ خود نہیں دیکھا۔ اس سے آگے ٹھوکر نیاز بیگ تک جہاں کہیں بھی کوئی اراضی دستیاب ہے اس کا ٹھیکہ اس سے زیادہ ہے۔ جناب والا! یہ جواب درست نہیں ہے۔ کوئی مقابلہ تو کیا جا سکے؟ سوال کا سینس یہی ہے کہ

زرعی اراضی مارکیٹ ریٹ سے اتنے کم ریٹ پر کیوں دی جا رہی ہے؟ میں وضاحت چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ کیسے متعین کر لیا ہے کہ یہ درست نہیں ہے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہ جو اراضی پنجاب یونیورسٹی میں دی گئی ہے یہ بہت محدود شرائط کے تحت دی جاتی ہے۔ پہلے تو پٹہ صرف ایک سال کی قلیل مدت کے لیے ہوتا ہے اور ہمارے پٹے کی شرائط یہ ہوتی ہیں کہ اگر ہم سات دن کے اندر نوٹس دیں تو انہیں اراضی خالی کرنی پڑے گی۔ اس وجہ سے جن دوسری اراضیوں کا یہ ذکر کر رہے ہیں کہ انہیں دیکھ لیا جائے تو یہ تازہ سوال بنتا ہے۔ ایک تو اس سے کوئی تقابل بھی نہیں ہوتا۔ ان کے پٹے ایک سال کے لیے یا اس سے کم شرائط پر نہیں دیے جاتے۔ وہ بڑی لمبی مدت کے لیے ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کی اراضی جو ایک سال کے لیے پٹے پر دی جائے اور اس پر یہ شرط ہو کہ سات دن کے نوٹس کے اندر اندر انہیں اراضی کو خالی کرنا ہے' اس کا تقابل کسی دوسری اراضی سے نہیں کیا جا سکتا۔

جناب غلام سرور خان: ضمنی سوال۔ جناب والا! سوال کا جز "ج" ہے:

کیا قومی اخبارات میں متذکرہ زرعی اراضی پٹہ پر دینے کا اشتہار دیا گیا تھا؟

اس کا واضح جواب ہے:

جی نہیں۔

کیا وزیر موصوف اس کی وضاحت کرنا پسند فرمائیں گے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اس کا جواب میں ابھی دے چکا ہوں۔ چونکہ یہ اراضی خاصی قلیل مدت کے لیے دی جاتی ہے اور اگر لمبی مدت کے لیے دینی ہو تو پھر جو اراضی پٹے پر دی جاتی ہے اس کے لیے اشتہار دیے جاتے ہیں اور technically ہم صرف پٹے کی ہر سال کے بعد تجدید کرتے ہیں۔ کیونکہ اس میں ایک سال کا پیریڈ ہوتا ہے اور اسی لیز ہولڈر کو ہم ایک سال کے بعد اس کی لیز renew کر دیتے ہیں۔ جو لیز بنتی ہے' اس کو ہم renew کرتے رہتے ہیں۔ میں فاضل رکن کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ابھی حال ہی میں ہم نے یہ نئی رقم renew کی ہے اور آنے والے وقت میں بھی ہم اس کو renew کرتے رہیں گے۔

جناب فرید احمد پراچہ: ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جس اراضی کا یہ تذکرہ کر رہے ہیں' جب میں پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کا صدر تھا تو یہ صرف ایک سو روپے پٹے پر دی جا رہی تھی اور یونیورسٹی انتظامیہ کی ملی بھگت سے جعلی کیمز کے طویل عرصے تک یونیورسٹی کو اس سے محروم کیا گیا۔ یہ پٹہ صرف سو روپے کے اوپر تھا جس کی پہلی دفعہ نشان دہی میں نے کی تھی اور اس کے بعد یہ ختم ہوا۔

جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ کیا ان افراد کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا جنہوں نے طویل عرصے تک یونیورسٹی کو اس انداز سے نقصان پہنچایا کہ جس اراضی کا پٹہ دو اڑھائی ہزار روپے مل سکتا تھا انہیں سوڈیڑھ سو روپے کے اوپر دیا گیا' اور اس میں کافی عرصے تک لاکھوں روپے کا نقصان ہوا؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! lease money کو متعین کرنے میں جو سسٹم یونیورسٹی میں ہوتا ہے' وہ سنڈیکیٹ کی باقاعدہ لینڈ کمیٹی بنی ہوئی ہے جو lease money کو assess کرتی ہے۔ پتا نہیں وہ کس زمانے کی بات کر رہے ہیں۔ میرے پاس جو اعداد و شمار ہیں وہ 1982ء اور اس سے آگے کے ہیں۔ اگر فرمائیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ لیکن 1982ء میں ہم نے ایک ہزار روپے فی ایکڑ سالانہ سے شروع کیا تھا اور اس کے بعد 1988ء اور 1989ء میں ہم نے اس کو گیارہ سو روپے کیا تھا اور اب 1991ء میں ہم نے پچیس سو روپے سہ ماہی ریٹ کے لیے کیا ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ایک آدمی نہیں ہوتا۔ یہ سنڈیکیٹ کی لینڈ کمیٹی ہوتی ہے جو اپنی سفارشات کرتی ہے اور وائس چانسلر اس کو منظور کرتا ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پچیس سو روپے اور دو ہزار روپے تو لاہور جیسے شہر میں بہت کم ہیں۔ آپ خود جانتے ہیں کہ آپ کے علاقے میں چار ہزار روپے اور ہمارے بہاول نگر جیسے ریگستان میں بھی آج کل تین ہزار روپے سالانہ ایکڑ کا ہے۔ تو کیا یہ ایوان کو اعتماد میں لیں گے اور محکمے کی کوئی انکوائری کمیٹی بنائیں گے؟ انہوں نے تو کہہ دیا ہے کہ ملی بھگت سے یہ سارا سسٹم ہو رہا ہے۔ جو لاہور کا بالکل اندرون شہر ہے اور جہاں سبزیاں ہیں' مارکیٹ ہے اور ایک محکمے کو زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔ یہ پبلک پراپرٹی ہے۔ پچیس سو اور دو ہزار روپے! ہم سب یہاں

پر زمیندار ہیں۔ شہری علاقے میں یہ بہت کم قیمت ہے چاہے جیسا طریقہ بھی انہوں نے اختیار کیا ہو۔ وہ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

جناب سپیکر: واضح ضمنی سوال کیا ہوا میاں صاحب؟

میاں منظور احمد موحل: کیا وہ کوئی انکوائری کمیٹی بٹھائیں گے کہ لاہور جیسے شہر میں اتنی کم قیمت کیوں ہے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں عرض کر چکا ہوں کہ یہ کم قیمت کوئی ایک آدمی مقرر نہیں کرتا۔ سنڈیکیٹ کی لینڈ کمیٹی ہے اور وہ اس کی قیمت کا تعین کرتی ہے۔ اس میں ہمارے یونیورسٹی کے جو مسائل ہیں وہ یہ ہیں جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اس اراضی کو پٹے پر دینے کے لیے اشتہار دیں تو ظاہر ہے' نئے لوگ آئیں گے۔ پھر اعتراضات ہوں گے' دخلی اور بے دخلی کا چکر ہو گا' مقدمے بازی ہو گی اور ہم اس میں الجھے رہیں گے۔ اس کا طریق کار یہی ہے کہ اس کی لیز کی ہم تجدید کرتے رہتے ہیں اور یہ تجدید سنڈیکیٹ کی لینڈ کمیٹی کرتی ہے جس میں معزز اساتذہ کرام شامل ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اپنے معزز اساتذہ کرام کی نیت پر شک نہیں کرنا چاہیے۔ اور پھر ایک آدمی اس میں ملوث نہیں ہوتا۔ پوری ایک کمیٹی ہے اور اس کے بعد وائس چانسلر اس کو approve کرتا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اتنے آدمیوں کی موجودگی میں کسی قسم کی بدعنوانی ہو سکتی ہے۔

چودھری محمد فاروق: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب آگے چلیں۔ آگے جناب فرید احمد پراچہ کا ایک اہم سوال ہے۔

چودھری محمد فاروق: صرف ایک سوال۔ جناب سپیکر! ہم اساتذہ کرام کا احترام کرتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر یونیورسٹی کو اس جائیداد کے لیز کے طریق کار کو بدلنے سے سالانہ اڑھائی ہزار روپے زائد آمدنی میسر آ سکے یا کوئی پارٹی دینے کے لیے تیار ہو تو کیا جناب وزیر تعلیم اس پرانے طریقہ کار کو بدلنے کے لیے تیار ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! موجودہ پٹہ داروں نے باقاعدہ اس پر ٹیوب ویل

لگائے ہوئے ہیں اور ظاہر ہے کہ جو بھی نیا پٹے دار آئے گا وہ اس کی سیرابی کے لیے ٹیوب ویل لگائے گا اور اگر ہم ہر سال لیز کو اس طرح کرنا شروع کر دیں گے تو جو آدمی آئے گا وہ ایک سال کے لیے ٹیوب ویل نہیں لگائے گا اور یہ بڑی عملی دشواریاں ہمارے لیے ہوں گی کہ ہم دوسرا اوپن سسٹم شروع کریں۔ لیکن ہم یہ کر سکتے ہیں کہ اس کو جلد از جلد renew کر کے زیادہ سے زیادہ lease money بڑھاتے جائیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! جو پرانے پٹہ دار ہیں جن کی اس وقت لیز چل رہی ہے ان کی مدت کب ختم ہو رہی ہے؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہ تو ایک continuous process ہے اور اس کے سلسلے میں لیز ہولڈر ہیں اور ایک سال کے بعد پھر لیز کی مدت ختم ہو جاتی ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! جس طرح کرایہ داری سسٹم میں خود بخود ایک سال کے بعد دس فیصد یا بیس فیصد کرایہ بڑھ جاتا ہے تو کیا وہ اس بات پر آمادہ ہوں گے کہ یونیورسٹی کا یہ ٹھیکہ بھی سال بسال بڑھ جایا کرے کیونکہ قیمتوں کا جو چڑھاؤ ہے وہ آگے کی طرف جا رہا ہے تو کیا وزیر موصوف رولز میں کوئی ایسی ترمیم کریں گے کہ ہر سال خود بخود دس فیصد یا پندرہ فیصد ٹھیکے کا ریٹ بڑھ جایا کرے؟

جناب سپیکر: میاں صاحب! شکریہ۔ اگلا سوال جناب فرید احمد پراچہ کا ہے۔

چار درجاتی فارمولا کے تحت ترقی

☆563۔جناب فرید احمد پراچہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کالج اساتذہ کے چار درجاتی ترقی کے فارمولے کے تحت ڈیپارٹمنٹل پروموشن کمیٹی میں اساتذہ کے کیسز سپرسیڈ کیے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے اساتذہ میں تشویش پھیل رہی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ 1990ء میں پروموشن کے دو مختلف criteria رکھے گئے اگر ایسا ہے تو ایک ہی سال میں ایک ہی محکمہ میں ایک قسم کے معاملے میں دو مختلف criteria اپنانے کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کالج اور سکول اساتذہ کی بہبود کے لیے ٹیچرز فاؤنڈیشن قائم کی گئی تھی اگر ایسا ہے تو اس پر عملدرآمد نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) ترقی پانے والے اساتذہ کے مقابلے میں supersede کیے جانے والے اساتذہ کی تعداد بہت کم ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	گریڈ 17	گریڈ 18	گریڈ 19
مردانہ	44	--	--
زنانہ	29	12	
میزان	73	12	

supersede ہونے والے اساتذہ کو قواعد کے مطابق سپرسیڈ کیا گیا ہے۔ قانون کے مطابق مجاز اتھارٹی نے ان کا تمام سروس ریکارڈ مدنظر رکھا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم نے ملازمین کی فلاح و بہبود کے لیے ٹیچرز فاؤنڈیشن قائم کی تھی جس کی کمیٹی آف ایڈمنسٹریشن کی میٹنگز بھی ہو چکی ہیں۔ ملازمین کی فلاح کے لیے مختلف فلاحی منصوبے (projects) کے قابل عمل ہونے میں جائزہ لیا جا رہا ہے وسائل کی دستیابی کے بعد کسی قابل عمل منصوبے پر عمل شروع کیا جا سکے گا۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ 85 افراد کی فہرست دی گئی ہے جنہیں supersede کیا گیا ہے۔ اور ان کے بارے میں دکھایا گیا ہے کہ یہ تعداد بہت ہی کم ہے یعنی ابھی محکمہ کے اربان نہیں نکلے۔ جناب والا! ایک آدمی کی بھی حق تلفی ہو تو وہ بہت ہوتی ہے لیکن یہاں 85 افراد کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کو supersede کیا گیا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ ترقی پانے والے کل اساتذہ کتنے ہیں اور وہ کون سے قواعد ہیں جن کے مطابق ان افراد کو supersede کیا گیا؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! فاضل رکن کے سوال کے پہلے حصے کے بارے میں میں عرض کروں گا کہ گریڈ 18 میں 604 مردانہ اساتذہ کرام کو ترقی دی گئی ہے اور گریڈ 18 میں 345 اساتذہ کو ترقی دی گئی ہے۔ گریڈ 19 میں مردانہ میں 394 اساتذہ کو ترقی دی گئی ہے اور 215 زنانہ اساتذہ کو ترقی دی گئی ہے۔ اس طرح گریڈ 20 میں مردانہ میں 32 اساتذہ کو ترقی دی گئی ہے اور زنانہ میں ایک ٹیچر کو ترقی دی گئی ہے۔ جہاں تک سوال کے دوسرے جز کا تعلق ہے اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ ترقی کے لیے seniority-cum-fitness کو مد نظر رکھا جاتا ہے اور A.C.R. کو سامنے رکھا جاتا ہے۔ اور جس کسی ٹیچر کی adverse رپورٹ ہو اس پر قواعد کے مطابق supersede کر دیا جاتا ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ ACR جس کا مطلب Annual Confidential Report ہے۔ محکمہ کی طرف سے خود اساتذہ کو کہا جاتا ہے کہ آپ یہ رپورٹ لے کر آئیں۔ اور لوگ اپنی ترقی کے لیے وہ رپورٹ خود لے کر آتے ہیں۔ کیا اس کے ساتھ اس کی رازداری برقرار رہ جاتی ہے؟ اور محکمے کی طرف سے لوگوں کو یہ مطالبہ کرنا کہ وہ خود اپنی ACR لے کر آئیں کیا یہ جائز مطالبہ ہے؟ جناب والا! اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

☆ 564- جناب فرید احمد پراچہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں کالج اساتذہ کے چار درجاتی ترقی کے فارمولے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حکومت ڈائریکٹر ایجوکیشن (کالجز) کی اسامیوں کو گریڈ

میں کی جائے گریڈ انیس میں رکھ رہی ہے۔

(ب) اگر کچھ کالجز کے پرنسپلز گریڈ بیس میں ہوں۔ اور ڈائریکٹر کالجز گریڈ انیس میں تو کیا اس طرح سے chain of command متاثر نہیں ہوتی۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر (سکولز) کو گریڈ بیس میں رکھنے کی سمری چیف منسٹر سے اپروو ہو چکی ہے تو پھر ڈائریکٹر کالجز سے ناانصافی کی وجوہات کیا ہیں۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ سندھ اور دیگر صوبوں میں ڈائریکٹر کالجز کی اسامیاں گریڈ بیس میں ہیں۔ اگر ایسا ہے تو پنجاب میں ایسا نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں کالج اساتذہ کے چار درجاتی ترقی کے فارمولے کے مطابق گریڈ انیس اور گریڈ اٹھارہ کی اسامیوں کی classification کی جا چکی ہے لیکن گریڈ بیس کی آسامیوں کی classification نہیں کی جا رہی۔ کہیں اس طرح گریڈ بیس کی اسامیوں کو x-cadre اسامیاں قرار نہیں دیا جا رہا؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) چار درجاتی فارمولا میں ڈائریکٹر ایجوکیشن (کالجز) کی اسامیوں کو گریڈ بیس میں رکھنے کی کوئی شرط نہیں ہے۔

(ب) چین آف کمانڈ (chain of Command) کا انحصار گریڈ پر نہیں ہوتا بلکہ انتظامی پوسٹ کی نوعیت پر ہوتا ہے۔

(ج) محولہ سمری میں سکولز کیڈر کی 11 اسامیوں کو بی۔ ایس 20 میں رکھنے کی منظوری ہوئی تھی۔ لیکن اسامیوں کی حتمی تخصیص کے بارے میں ابھی کوئی فیصلہ نہیں ہوا ہے۔ اور نہ ہی کوئی سرکاری اعلامیہ جاری کیا گیا ہے۔

(د) دوسرے صوبوں میں ریجنل ڈائریکٹر کی اسامی ہوتی ہے جب کہ پنجاب میں ہر ڈویژن میں ایک ڈائریکٹر مقرر کیا جاتا ہے۔ اس لیے دوسرے صوبوں کے ڈائریکٹرز کا تقابل پنجاب کے ڈائریکٹرز سے نہیں کیا جا سکتا۔

(ہ) یہ درست ہے کہ گریڈ 18 اور 19 کی اپ گریڈ پوسٹوں کی classification کر دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ گریڈ 20 کے لیے جن

اساتذہ کے cases صوبائی الیکشن بورڈ نے clear کر دیے تھے۔ ان کی پوسٹوں کی classification بھی کر دی گئی ہے۔ جیسے جیسے مزید اساتذہ کی ترقی گریڈ 20 میں ہوتی جائے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ پوسٹوں کی classification بھی کر دی جائے گی۔ گریڈ 20 کی اسامیوں کو ex-cadre پوسٹیں قرار نہیں دیا جا رہا ہے۔

سکولوں کے لیے فرنیچر کی فراہمی

☆600- سردار خضر حیات خان سیال: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل کبیر والا کے کتنے دیہاتی پرائمری سکول ایسے ہیں جن میں بچوں اور اساتذہ کے لیے فرنیچر فراہم نہیں کیا گیا ہے۔ ان سکولوں کے نام کیا ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ فرنیچر اور دیگر سامان جو بچوں اور اساتذہ کے لیے ضروری ہے نہ ہونے کی وجہ سے بچوں اور اساتذہ کو شدید مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جن سکولوں میں مطلوبہ سامان نہیں ہے۔ انہیں فراہم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجوہ بیان کریں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) تحصیل کبیر والا میں 11 بوائز پرائمری سکول اور 24 گرلز پرائمری سکولوں کو فرنیچر فراہم نہیں کیا گیا۔

بوائز پرائمری سکولز (1) گورنمنٹ مسجد سکول 28/جی ایل (2) چاہ سلطان آباد (3) 6/15 (4) رکھ مخدوم دنوعی (5) پتی سرکار (6) پاری والا (7) دربار علی صاحب (8) پل گاموں والی (9) 16\ڈی (10) کوٹ سلام (11) مخدوم پور دربار عبید اللہ

گرلز پرائمری سکولز:- (1) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول بائیاں (2) احسان پور

(3) موناں والا (4) خیر دین ہمپاز (5) چاہ چارن والا (6) عبدالحکیم (7) قطعہ (8) محمد شاہ (9) نماے والا (10) ہتارا ں (11) 12ڈی (12) ڈی قطعہ تحصیل دارو الا (13) بلوچاں (14) خورشید آباد (15) اللہ آباد (16) آصم آباد (17) کالکاں والا (18) بلاکی والا (19) چوہڑ ہٹہ (20) ارجمانی والا (21) قتال پور (22) حسین آباد (23) سمی سہو

(ب) درست ہے۔

(ج) فنڈز کی کمی کی بنا پر ان سکولوں میں مطلوبہ فرنیچر مہیا نہیں کیا جاسکا جونہی فنڈز دستیاب ہوں گے۔ فرنیچر فراہم کر دیا جائے گا۔

رولز 1989ء انتظامی اسامیاں پر عملدرآمد

☆607- چودھری وجاہت حسین: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نوٹیفکیشن نمبر 23/87-1-111 ایس او آر مورخہ 12 جنوری 1990ء کو جاری کردہ پنجاب ایجوکیشن محکمہ کے ملازمین کے رولز 1989ء انتظامی اسامیاں (سکولز) پر عملدرآمد ہوا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ان قوانین پر عملدرآمد نہ ہونے سے محکمہ تعلیم کے انتظامی عملہ (سکولز) میں بے چینی پائی جاتی ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ رولز پر کب تک عمل درآمد کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست ہے عملدرآمد ہو رہا ہے۔

(ب) جزو (الف) کے جواب کی روشنی میں غیر متعلق ہے۔

(ج) جزو (الف) اور (ب) کے جواب کی روشنی میں غیر متعلق ہے۔

ایڈہاک لیکچراروں کی تعیناتی کے لیے اقدام

☆613- رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ بھر میں گزشتہ چار سال کتنے ایڈہاک لیکچراروں کو ملازمت سے برطرف

کر دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ نگران حکومت نے بارہ سو ایڈہاک لیکچراروں کی تقرری کے لیے سفارش کی تھی۔ اگر ایسا ہے تو اب تک کتنے لیکچراروں کو دوبارہ تقرری کے احکامات جاری کیے گئے ہیں۔ اور جن کی تقرری نہیں کی گئی اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) سال 1990-91 ء کے دوران کتنے نئے ایڈہاک لیکچرار تعینات کیے گئے ہیں۔

(د) کیا حکومت متذکرہ بالا جز کی روشنی میں پرانے برطرف شدہ ایڈہاک لیکچراروں کو دوبارہ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) گزشتہ چار سال میں 5 ایڈہاک لیکچراروں کو سپیشل سلیکشن بورڈ کے انٹرویو میں ناکام ہونے پر ملازمت سے فارغ کر دیا گیا۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) سال 1990-91 ء کے دوران 30 مرد اور 38 خواتین کا تقرر عمل میں لایا گیا۔

(د) اس ضمن میں کوئی کارروائی زیر غور نہ ہے۔

عمارت کی تعمیر کے لیے اقدام

☆636- رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے گورنمنٹ دکن گرلز ہائی سکول ٹارکالونی فیصل آباد عرصہ زائد از پانچ سال سے ایک کرایہ کے مکان جس کا رقبہ سات مرلہ ہے میں چلایا جا رہا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اہلیان علاقہ کے پرزور مطالبہ پر حکومت نے سکول کے لیے آٹھ کنال جگہ نزد مدنی مسجد سمن آباد فیصل آباد مختص کی ہے۔

(ج) اگر جز (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک سکول کی عمارت کی تعمیر

کا کام شروع نہ کروائے جانے میں کیا امر مانع ہے اس تاخیر اور انتہائی اہمیت کے حامل مسئلہ سے صرف نظر کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے اور اس سلسلہ میں حکومت کیا کارروائی کر رہی ہے۔ اور انہیں توجہ میان کی جائے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست ہے

(ب) یہ درست نہیں ہے۔

(ج) سکول مذکورہ کی عمارت کی تعمیر کے لیے کسی نے صرف نظر نہیں کیا بلکہ اس مقصد کے لیے زمین ہی مہیا / منتقل شدہ نہیں۔ جونہی زمین کا مذکورہ ٹکڑا محکمہ تعلیم کے نام منتقل کر دیا گیا ہے۔ عمارت کی تعمیر کے لیے ضروری کارروائی شروع کر دی جائے گی۔

وڈورکنگ سنٹر کو فنڈ فراہم کرنے کی وجوہات

☆672 - سید چراغ اکبر: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈی پی ای (سکولز) کی جانب سے رجسٹرڈ نرخناموں کو ایڈیشنل ڈی پی ای پرائمری ایجوکیشن نہیں مانتا جس کی وجہ سے کروڑوں روپے کا زرمبادلہ صرف چند فرموں کے ذریعہ خرچ کرنا چاہتا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل پرچیز کمیٹیاں جو عرصہ دراز سے پرچیز کر رہی تھیں ان سے اب ہر پرچیز کا کام واپس لے کر وڈورکنگ سنٹرز کو فنڈز فراہم کر دیا گیا ہے اور مقابلے کے ٹنڈروں سے اجتناب کیا جاتا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بارے میں مکمل تحقیقات کرانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) یہ درست نہیں ڈی پی آئی (سکولز) یا ایڈیشنل ڈی پی آئی سکولز پرائمری ایجوکیشن نے کسی قسم کے نرخناموں کو رجسٹرڈ نہیں کیا بلکہ ضابطہ کے مطابق ڈی پی آئی (سکولز) نے چالیس فرموں کو Pre-qualify کیا ہے۔ اور ایڈیشنل

ای پی آئی (پرائمری ایجوکیشن) نے دس فرموں کی عالمی بنک کی تصریحات کے مطابق Pre-qualify کیا ہے۔

(ب) یہ بھی درست نہیں تحصیل پرچیز کمیٹیاں حسب سابق کام کر رہی ہیں صرف 1988-89 فرنیچر کی خرید کے لیے ووڈورکنگ سنٹر گجرات کو فنڈز فراہم کیے گئے تھے۔

(ج) مندرجہ بالا جوابات کی روشنی میں تحقیقات کی ضرورت نہیں رہتی۔

سکول کی عمارت کی تعمیر کے لیے اقدام

☆674- سید چراغ اکبر شاہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ اکرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ موضع فتح پوری تحصیل فیروزوالا ضلع شیخوپورہ میں عرصہ دراز سے گرلز پرائمری سکول بغیر عمارت کے ہے اور سکول کی عمارت نہ ہونے کی وجہ سے بچیوں کا سکول آئے دن مختلف گھروں میں منتقل ہوتا رہتا ہے۔ جس سے بچیوں کی تعلیم کا نقصان بھی ہوتا ہے اور پریشانی بھی۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دیہہ مذکور میں گرلز پرائمری سکول کی عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست ہے کہ سکول مذکورہ کی اپنی کوئی عمارت نہیں۔ لیکن یہ درست نہیں کہ آئے دن مختلف گھروں میں منتقل ہوتا رہتا ہے۔

(ب) سردست سکول مذکورہ کے لیے 2 کنال زمین بھی مہیا نہیں۔ زمین مہیا ہو جانے کے بعد اس سکول کو دوسرے سکولوں کے ساتھ ترجیحات میں شامل کر لیا جائے گا۔ اور وسائل کی فراہمی کی صورت میں اگلے چند سالوں میں اس سکول کو عمارت فراہم کر دی جائے گی۔

اپ گریڈ سکولوں کو رقم کی فراہمی

☆684 - ملک محمد ذاکر: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت جب کسی سکول کو اپ گریڈ کرتی ہے تو اس کی بلڈنگ کی تعمیر کے لیے رقم بھی فراہم کرتی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو پرائمری سے مڈل اپ گریڈ ہونے والے سکول کے لیے قانوناً کتنی رقم برائے تعمیر بلڈنگ منظور کی جاتی ہے۔ مندرجہ ذیل سکول جن کو 1990-91 میں اپ گریڈ کیا گیا ان کے لیے الگ الگ کتنی رقم منظور کی گئی ہے۔

1- گورنمنٹ مڈل سکول 89/15L ضلع خانیوال

2- گورنمنٹ مڈل سکول 42/15L ضلع خانیوال

3- گورنمنٹ مڈل سکول 115/15L ضلع خانیوال

4- گورنمنٹ مڈل سکول نمبر 1 قلعہ ضلع خانیوال

(ج) متذکرہ سکولوں کو اب تک کتنی رقم فراہم کی گئی ہے۔ کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے؟ کتنی بقایا ہے اور عمارتوں کی تعمیر پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے۔

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) یہ درست ہے لیکن بلڈنگ کی تعمیر کے لیے رقم کی منظور رقم کا مختص کیا جانا اور اس کا اجراء تین مختلف مراحل ہیں۔

(ب) مختلف علاقوں میں پرائمری سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کے لیے تخمینہ اخراجات مختلف ہیں۔ ضلع خانیوال کے ان سکولوں کی جب منظوری دی گئی تو عمارت پر لاگت کا تخمینہ 3918 لاکھ روپے تھا جبکہ مڈل سے ہائی کی صورت میں یہ تخمینہ 4,66 لاکھ روپے تھا۔

		عمارت	فرنیچر وغیرہ
(i)	پرائمری سے مڈل چک 89/15-L	3,18 لاکھ	0,50 لاکھ
(ii)	پرائمری سے مڈل چک 42/15-L	// 3,18	// 0,50
(iii)	مڈل سے ہائی چک 115/15-L	// 4,66	// 0,77
(iv)	پرائمری سے مڈل قلعہ نمبر 1	// 3,18	// 0,50

(ج) مندرجہ بالا سکولوں کے لیے اب تک فراہم کردہ اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل

حسب ذیل ہے۔

(i) چک نمبر L-89/15 کو فراہم کردہ رقم 4,85 لاکھ روپے خرچ کردہ رقم 3,58 لاکھ روپے

(ii)	چک نمبر L-42/15	4,54 لاکھ	3,53 لاکھ روپے
(iii)	چک نمبر L-42/15	// 6,19	5,27 لاکھ روپے
(iv)	ٹلہ نمبر 1	// 3,82	2,77 لاکھ روپے

سپیشل انکریمنٹ دینے میں تفاوت کی وجوہات

☆686 - ملک محمد ذاکر: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت سرکاری ملازمین کو ان کی اضافی تعلیمی قابلیت پر ایک سپیشل انکریمنٹ دیتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سپیشل انکریمنٹ کے لیے ان کی تعلیمی قابلیت کی ڈگری III ڈویژن کی حامل ہونی چاہیے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایس ایس ٹی ٹیچر کو ان کی اضافی تعلیمی قابلیت ایم III ڈویژن پر بھی سپیشل انکریمنٹ مل جاتی ہے مگر سی ٹی ٹیچر کو بی اے سیکنڈ ڈویژن ہونے پر سپیشل انکریمنٹ ملتی ہے۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو سی ٹی اور ایس ایس ٹی ٹیچر کو سپیشل انکریمنٹ دینے میں ان کی اضافی قابلیت میں تفاوت کی وجوہات کیا ہیں۔ کیا حکومت سی ٹی کو بھی بی اے III ڈویژن پر سپیشل انکریمنٹ دینے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کریں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست ہے لیکن اضافی قابلیت پر سپیشل انکریمنٹ ملنے کی تعداد مختلف ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) درست ہے لیکن EST (سی ٹی) اساتذہ کو بی اے سیکنڈ ڈویژن پاس کرنے پر سکیل نمبر 14 دیا جاتا ہے اور بی اے تھرڈ ڈویژن ہونے پر سپیشل انکریمنٹ دی جاتی ہے۔

(د) الف۔ب اور ج کی روشنی میں غیر متعلق ہے۔

قومیائے گئے پرائمری و ہائی سکولوں کی تفصیل

☆694- جناب ارشاد حسین سیٹھی: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی 117 ۔ شمالی لاہور میں محکمہ تعلیم کے زیر انتظام قومیائے گئے طلباء و طالبات کے ہائی و پرائمری سکولوں کے نام معہ طلباء و سٹاف کی الگ الگ تفصیل مہیا کی جائے۔

(ب) کیا یہ صحیح ہے کی بیشتر سکول کرایہ کی عمارت میں قائم ہیں اور ان عمارات کی حالت ناگفتہ بہ ہے طالب علموں کے لیے پانی و لیٹرین تک کا انتظام نہیں ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صورت حال کے پیش نظر متذکرہ سکولوں کی حالت زار کو بدلنے کو تیار ہے۔ اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

نمبر شمار	نام سکول (ہائی) مردانہ	تعداد طلباء	تعداد سٹاف
-1	گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول مصری شاہ لاہور	2532	62
-2	//پاک ماڈل ہائی سکول جناح پارک سلطان پورہ لاہور	907	26
-3	//اسلامیہ ہائی سکول چاہ میراں لاہور	235	12
-4	// اصلاح معاشرہ ہائی سکول شادباغ لاہور	349	22
-5	// مسلم ہائی سکول نیو بلال پارک گھوڑے شاہ	427	13
-6	// مدرستہ البنات ہائی سکول مصری شاہ لاہور زنانہ	1281	31

-7	// خیر النساء ہائی سکول کاچھوپورہ	1472	30
-8	//پاک سٹینڈرڈ گرلز ہائی سکول شادباغ لاہور	1964	57
-9	//زینت گرلز ہائی سکول چاہ میراں لاہور	163	13
-10	// نیو فاطمہ گرلز ہائی سکول مصری شاہ لاہور	1733	42
-11	گورنمنٹ ماڈل گرلز ہائی سکول شادباغ لاہور	1154	28
-12	گورنمنٹ نوراحمد گرلز ہائی سکول وسن پورہ لاہور	328	17

پرائمری

نمبر شمار	نام سکول پرائمری	تعداد طلباء	تعداد سٹاف
-1	گورنمنٹ مدرستہ البنات پرائمری سکول مصری شاہ لاہور	938	25
-2	//نشتر کالج// // مصری شاہ لاہور	130	8
-3	//ماڈرن// شادباغ لاہور	397	6
-4	//تنویر// چاہ میراں لاہور	160	5
-5	//نوشاہی//وسن پورہ لاہور	56	7
-6	//سٹینڈرڈ ہمدرد// فاروق گنج لاہور	62	5
-7	//دل محمد// فاروق گنج لاہور	50	5
-8	// میٹل // فاروق گنج لاہور	80	5
-9	//خانم// شادباغ لاہور	294	6
-10	//زینت// شادباغ لاہور	36	6
-11	// محفوظ// شادباغ لاہور	52	5
-12	// ہائی سیکشن شادباغ لاہور	40	6
-13	//اورینٹل پرائمری سکول شادباغ لاہور	91	8
-14	// اورینٹل پرائمری سکول شادباغ لاہور	157	4
-15	//ندیم//چاہ میراں لاہور	155	6
-16	// مسلم البنات// مصری شاہ لاہور	113	6

17-	//ضیاء العلوم// مصری شاہ لاہور	44	6
18-	//غازی // مصری شاہ لاہور	14	5
19-	// تعلیم و تربیت (بوائز) پرائمری سکول چاہ میراں لاہور	120	5
20-	گورنمنٹ سینٹ پال پرائمری سکول وسن پورہ لاہور	43	8
21-	// فیض العلوم// فیض باغ لاہور	232	8
22-	//اصلاح معاشرہ//شاہ باغ لاہور	356	12
23-	//نوید جونیئر//شاد باغ لاہور	160	3
24-	// نیو ملت//چاہ میراں لاہور	90	4
25-	//اختر ماڈل پرائمری سکول وسن پورہ لاہور	245	7
26-	//آزاد اسلامیہ //مصری شاہ لاہور	60	7
27-	//فیض عام // سوامی نگر مصری شاہ لاہور	248	4

(ب) جزوی طور پر درست ہے۔

(ج) جگہ اور فنڈز کی دستیابی پر حکومت ان کے لیے عمارات تعمیر کرنے کے لیے تیار ہے۔

کالج میں نئے بلاک کی تعمیر

☆696- جناب ارشاد حسین سکھی: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میری درخواست پر سال 1990ء میں وزیر اعلیٰ نے انٹر گرلز کالج شاد باغ کو ڈگری کالج کا درجہ دیتے ہوئے یہاں نئے بلاک کی تعمیر کے لیے تعمیر وطن پروگرام سے دس لاکھ روپے کا فنڈ مختص کیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کالج میں ڈگری کلاسز کا اجراء ہو چکا ہے اور طالبات کی کثیر تعداد کے پیش نظر نئے بلاک کی تعمیر از حد ضروری تھی مگر موقع پر کام ابھی تک شروع نہیں کیا گیا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کالج مذکورہ میں نئے بلاک کی تعمیر کا کام مکمل نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں۔ کیا مستقبل قریب میں حکومت نیا بلاک تعمیر کرنے کو تیار ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ کالج مذکورہ میں ڈگری کلاسز کا اجراء ہو چکا ہے۔ اور نئے بلاک کی تعمیر کا کام بھی نومبر 1991ء سے شروع کیا جا چکا ہے۔ اب تک چھ کلاس روم اور چار لیبارٹریز کی چھتیں ڈالی جا چکی ہیں۔ پلستر کا کام جاری ہے۔ اور تقریباً 8 لاکھ خرچ ہو چکے ہیں۔

(ج) مندرجہ بالا جوابات کی روشنی میں اس کی ضرورت نہیں رہتی۔

عیسائیوں کے مذہبی تہوار پر چھٹی کرنے کے لیے اقدام

☆708- جناب پیٹر گل: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسلمان طالب علموں کے لیے مذہبی تہوار کی چھٹی کے دن تعلیمی ادارے اور امتحانی مراکز بند ہوتے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ عیسائی مذہب کے طالب علموں کو ایسٹر وغیرہ کے موقع پر جو مذہبی تہوار ہے کو چھٹی ہوتی ہے مگر اس دن تعلیمی ادارے اور امتحانی مراکز میں چھٹی نہیں ہوتی ہے جس سے عیسائی طالب علموں کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت امتحان کی ڈیٹ شیٹ مقرر کرتے وقت عیسائی طالب علموں کے مذہبی تہوار کی رخصت کی روشنی میں اس دن چھٹی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر تعلیم: (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ امتحانی مراکز صرف حکومت کی جانب سے جاری شدہ گزٹیڈ ہالیڈیز کے نوٹیفکیشن کے مطابق ہی ہوتے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ ایسٹر کے موقع پر عیسائی امیدواران کے لیے چھٹی رکھی جاتی ہے۔

ایسٹر کے موقع پر امتحانی مراکز بند ہوتے ہیں جس کی وجہ سے عیسائی طلبہ کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ گزٹیڈ ہالیڈیز کے مطابق تعلیمی ادارے بند ہوتے ہیں اور امتحانی ڈیٹ شیٹ بھی گزٹیڈ ہالیڈیز کو مد نظر رکھ کر ہی تیار کی جاتی ہے۔ تاہم عیسائی طالب علموں کی سہولت کے لیے ان کے مذہبی تہوار مثلاً ایسٹر کے دن امتحانی شیٹ میں چھٹی رکھی جاتی ہے تاکہ عیسائی طالب علم اپنا مذہبی تہوار منا سکیں۔ اس مرتبہ ایسٹر 19 اپریل 1992 کو تھا اور اس دن امتحانی ڈیٹ شیٹ میں کوئی پرچہ نہیں رکھا گیا۔ علاوہ ازیں حکومت نے ایک چھٹی کے ذریعے تمام چیئرمین صاحبان تعلیمی بورڈ کو ہدایت بھی کی ہے کہ ایسٹر والے دن کوئی پرچہ نہ لیا جائے۔

ہیڈ ماسٹروں کی تعیناتی کے لیے اقدام

☆716 - چودھری شوکت داؤد: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائے گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان میں 29 ہائی سکول ہیں جبکہ ان میں سے صرف بارہ سکولوں میں ہیڈ ماسٹر تعینات ہیں جبکہ باقی ماندہ سکولز میں ہیڈ ماسٹر تعینات نہیں ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جو اساتذہ ایس ایس ٹی کی اسامی کے حق دار ہیں ان کی ترقی روکنے کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ ہیڈ ماسٹر صاحبان کا four tier فارمولا ماہوا ہے لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان میں کل 28 ہائی سکول ہیں جن میں سے 15 سکولوں میں باقاعدہ ہیڈ ماسٹرز ہیں جبکہ 13 سکولوں میں ہیڈ ماسٹرز کی اسامیاں ہیں

(ب) ایس ایس ٹی کے حقدار اساتذہ کی ترقی کی باری آنے پر ان کے مخصوص کوٹہ پر

سنیارٹی کی بنیاد پر ترقی دے دی جاتی ہے۔ یہ ایک مسلسل عمل ہے جس پر سارا سال کارروائی ہوتی رہتی ہے۔

(ج) چار درجاتی فارمولا پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے اور بہت سے ہیڈ ماسٹرز / ہیڈ مسٹرسز گریڈ 17 سے 18 گریڈ میں ترقی پا چکے ہیں اور مزید کارروائی جاری ہے۔

سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کے لیے اقدام

☆729- جناب نوازش علی چیمہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ میاں نواز شریف نے جلسہ عام منعقدہ وزیر آباد میں ماہ اکتوبر 1990ء میں اعلان کیا تھا کہ علی پور چٹھہ گرلز ہائی سکول کا درجہ بڑھا کر گرلز کالج کر دیا جائے گا۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ابھی تک اس حکم پر کوئی عمل درآمد نہ ہونے کی کیا وجہ ہے اور حکومت کب تک مذکورہ بالا گرلز سکول کو کالج کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست ہے۔

(ب) کسی بھی ہائی سکول کو کالج کا درجہ دینا ممکن نہیں۔ البتہ استحقاق پر آنے والے ہائی مدارس کو ہائیر سیکنڈری کا درجہ دے کر گیارہویں / بارہویں کلاس کا اجراء کیا جاتا ہے۔ گرلز ہائی سکول علی پور چٹھہ کو ہائر سیکنڈری کا درجہ دینے کے لیے جائزہ لیا جا رہا ہے مذکورہ سکول میں زمین صرف ساڑھے تین کنال ہے اگر اس سے ملحقہ مزید 12 کنال زمین کا فاضل رکن اسمبلی انتظام فرما دیں تو وسائل کی دستیابی کی صورت میں اسے ہائر سیکنڈری کا درجہ دینے کی طرف پیش رفت کی جا سکتی ہے بصورت دیگر زمین کی دستیابی کے بعد اگر فاضل رکن اسمبلی اپنے صوابدیدی فنڈز میں سے رقم مہیا فرما دیں تو بھی مزید کارروائی کی جا سکے گی۔

سکول کے لیے عمارتیں مہیا کرنا

☆739 - ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے

کہ:۔

(الف) تحصیل چیچہ وطنی میں طلبہ اور طالبات کے کتنے پرائمری سکول بغیر عمارت کے ہیں کیا حکومت ایسے سکولوں کو عمارات مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک۔

(ب) ضلع ساہی وال میں کتنے افسران کو آؤٹ آف ٹرن ترقی دی گئی ہے۔ مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) تحصیل چیچہ وطنی میں 42 بوائز اور 24 گرلز پرائمری سکولز بغیر عمارات ہیں فنڈز کی دستیابی پر بغیر عمارت کے سکولوں کے لیے عمارات تعمیر کر دی جائیں گی۔

(ب) ضلع ساہیوال میں کسی افسر کو آؤٹ آف ٹرن ترقی نہیں دی گئی۔

پرائمری سکول شیخ پور کی عمارت کی مرمت

☆767 چودھری محمد فاروق: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بوائز پرائمری سکول شیخ پور اندرونی مرکز سرائے عالمگیر تحصیل کھاریاں کا قیام کون سے سال میں عمل میں آیا۔ اور اس کی عمارت کب تعمیر کی گئی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سکول کی عمارت مخدوش ہے اور اس کے کسی وقت گرنے کا خطرہ موجود ہے۔

(ج) محکمہ کے کسی متعلقہ اہلکار نے اس عمارت کی حالت کے بارے میں آخری بار معائنہ کی جو رپورٹ پیش کی اس کی تاریخ کیا ہے اور رپورٹ مذکور کے مندرجات کیا ہیں۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس کی مرمت کے لیے کب تک فنڈز مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول شیخ پور اندرون سرائے عالمگیر تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کا قیام تقریباً" انتیس سال پہلے 1962ء میں عمل میں آیا اور اسی سال

اس کی عمارت اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر کی گئی۔

(ب) مذکورہ سکول کا معائنہ کرنے کے بعد دیکھا گیا کہ عمارت کے کچھ حصہ کی چھت گری ہوئی ہے اور باقی چھت کسی وقت بھی گر سکتی ہے۔ نیز دیواروں کی حالت بھی مخدوش ہے۔

(ج) قبل ازیں پرائمری سکولوں کی مرمت کا کام محکمہ تعلیم انجینئرنگ سیل کے سپرد نہ تھا اس لیے مذکورہ سکول کی عمارت کا معائنہ انجینئرنگ سیل کے کسی اہل کار نے نہ کیا۔ تاہم اب عمارت کا بغور معائنہ کیا گیا ہے عمارت خطرناک ہے لہذا اس کی مرمت کا تخمینہ تیار کر لیا گیا ہے۔

(د) سکول کی عمارت کی مرمت کا تخمینہ لاگت مبلغ 397500 روپے ہے۔ تخمینہ کو منظور کیا جا چکا ہے سکول کی عمارت کی مرمت موجودہ مالی سال میں کر دی جائے گی۔

سکولوں کا درجہ بڑھانے کے لیے اقدام

☆768-چودھری محمد فاروق: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 1988 سے 1991ء مارچ تک گوجرانوالہ ڈویژن سے کتنے بوائز پرائمری سکول کو مڈل کا درجہ دیا گیا۔ ضلع وار تعداد الگ الگ بتائی جائے۔

(ب) گوجرانوالہ ڈویژن میں کتنے گرلز پرائمری سکولز کے اجراء کی منظوری دی گئی۔ ضلع وار تفصیل بتائی جائے۔

(ج) کیا حکومت آئندہ سال ضلع گجرات میں سرکاری تعلیمی اداروں کو پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی کا درجہ دینا چاہتی ہے۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو ایسے تعلیمی اداروں کے نام کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) 1987-88ء سے 1990-91ء تک درج ذیل بوائز پرائمری مدارس کو مڈل کا درجہ دیا گیا۔

	1987-88	1988-89	1989-90	1990-91	میزان
گوجرانوالہ	4	5	6	3	18

گجرات 9	5	6	_	19
سیالکوٹ 6	3	10	--	19

(ب) گوجرانوالہ ڈویژن میں ان چار سالوں میں مندرجہ ذیل تعداد میں گرلز پرائمری مدارس منظور کیے گئے۔

	1987-88	1988-89	1989-90	1990-91	میزان
گوجرانوالہ	171	156	9	--	336
گجرات	17	17	5	--	39
سیالکوٹ	379	301	17	17	697

(ج) ایم پی اے/ایم این اے صاحبان کے صوابدیدی فنڈ میں سے ان کی سفارشات کے تحت جائزہ رپورٹ کی بنیاد پر سکولوں کا درجہ بڑھانے پر غور کیا جائے گا۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت مالی وسائل کی کمیابی کی وجہ سے سال رواں میں کوئی مجموعی سکیم نہیں ہے۔

(د) جزو "ج" کے جواب کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لیے اقدام

☆792- ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں تعلیم کا معیار روز بروز گر رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت تعلیمی معیار کو بہتر بنانے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) یہ حتمی فیصلہ کرنا کہ آیا معیار تعلیم گر رہا ہے کہ نہیں بہت مشکل ہے۔ یہ ہمیشہ ایک متنازعہ مسئلہ رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ تعلیمی ضروریات اور ترجیحات بدلتی رہتی ہیں۔ حکومت ایسی صورت میں گردوپیش میں رونما ہونے والی تبدیلیوں سے صرف نظر نہیں کر سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ معیار تعلیم ایک واضح نظر آنے والی شئے نہیں ہے۔ یہ "خوب" ہونے کے باوجود "خوب تر"

ہونے کی گنجائش رکھتا ہے۔

ب) حکومت معیار تعلیم اور نظام تعلیم کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے ہمہ وقت اور ہمہ جہت کوششوں میں مصروف ہے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

i۔ وفاقی سطح پر پرائمری کے درجہ تک ایک پروگرام کے تحت مربوط نصاب سازی (Integrated Curricula) کا کام ہو رہا ہے۔ عنقریب ابتدائی جماعتوں میں مختلف مضامین کی کتابوں کی تعداد کم ہو کر ایک جامع کتاب تیار ہو گی

ii۔ مروجہ نصاب تعلیم کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے ان کتابوں پر مسلسل نظر ثانی کی جاتی ہے۔ تاہم یہ سارا کام وفاقی سطح پر انجام پاتا ہے۔

iii- "ان سروس" اساتذہ کو تعلیمی توسیع مراکز (education extension centres) میں مختلف کورسز کرائے جاتے ہیں۔ تاکہ وہ جدید تقاضوں کے مطابق نصاب میں کی گئی تبدیلیوں سے کماحقہ واقف ہو سکیں۔

iv- قومی سطح پر ایک ہمہ گیر نئی تعلیمی پالیسی وفاقی حکومت کے زیر اہتمام تشکیل کی جا رہی ہے۔ امید ہے کہ اس پالیسی پر عملدرآمد کی صورت میں معیار تعلیم میں مزید بہتری کی صورت پیدا ہو گی۔

مجسمہ کو عجائب گھر میں رکھنے کے لیے اقدام

☆828- میاں محمود الرشید: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا حکومت پنجاب یونیورسٹی اولڈ کیمپس کے باہر دولڑکا مجسمہ ہٹا کر عجائب گھر میں رکھنے پر غور کر رہی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اسے کب تک ہٹا دیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

مذکورہ مجسمہ کو اس کی موجودہ جگہ سے ہٹا کر عجائب گھر میں رکھنے پر محکمہ تعلیم اور پنجاب یونیورسٹی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ عجائب گھر کی انتظامیہ کو مطلع کر دیا گیا ہے۔

اساتذہ کی تعیناتی کے لیے اقدام

☆834- چودھری اکرام اللہ رانجھا: کیاوزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کوٹ شیر محمد تحصیل پھالیہ میں آج تک کسی ایس ایس ٹی کی تعیناتی نہیں کی گئی۔یا وہ حاضر نہ ہوئی ہے۔ جبکہ عرصہ دراز سے مڈل حصہ کے لیے بھی تمام اسامیاں خالی پڑی ہیں اور عرصہ سے ہائی سکول صرف تین پی ٹی سی اساتذہ چلارہی ہیں۔جس کی وجہ سے درس تدریس کا کام تباہ ہو کر رہ گیاہے۔طالبات اوران کے والدین سخت پریشانی اور مایوسی کے عالم میں ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تواس کی کیاوجوہات ہیں کیا حکومت اس سلسلہ میں کوئی اقدامات کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تواس کی کیاوجہ ہے ؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست نہ ہے وقتاً"فوقتاً" تقرریاں عمل میں آتی رہی ہیں۔دور دراز علاقہ ہونے کی وجہ سے معلمات یاتو حاضر نہ ہوئیں۔یاحاضر ہو کر تبادلہ کروالیتی ہیں۔

(ب) نئی بھرتی پالیسی کے مطابق گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کوٹ شیر محمد میں اساتذہ کی خالی اسامیاں پر کردی جائیں گی۔

نوٹیفکیشن کے اجراء کے لیے اقدام

☆842- مہر محمد سلیم: کیاوزیر تعلیم ازراہ کرم سوال نمبر 477 جس کاجواب ایوان میں26جون1989ء کو دیا گیا تھااس کے حوالہ سے بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیایہ درست ہے کہ ڈی پی ایز کو لیکچرار کے جنرل کیڈر کی سینارٹی کے آخر میں ضم کرنے کے بارے میں نوٹیفکیشن جاری کردیا گیاہے۔ اگرایسا نہیں ہے تو آج تک نوٹیفکیشن کااجراء کیوں نہیں کیا گیااوراس پر عملدرآمد میں کون سا امر مانع ہے جبکہ اس میں کسی قسم کے مالی وسائل کی ضرورت نہیں ہے ؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) یہ درست ہے کہ ان ڈی پی ایز (D.P.Es) کو جن کو پہلے ہی ذاتی (سکیل نمبر

17) دیا جا چکا تھا اور ان کی تعلیم ایم۔اے فزیکل ایجوکیشن ہے کو لیکچرارز کے جنرل کیڈر کی سنیارٹی کے آخر میں ضم کر دیا گیا ہے اور اس بابت نوٹیفکیشن جاری ہو چکا ہے۔

تعلیمی اداروں کی عمارتوں کی تعمیر و مرمت

☆858- جناب محمد حنیف چودھری: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی میں تعلیمی اداروں کی حالت بہت زیادہ خراب ہے۔ بعض عمارتیں گرنے کے قریب ہیں اور تقریباً" تمام اداروں میں ٹیچنگ سٹاف نامکمل ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک عمارتوں کی تعمیر و مرمت اور سٹاف کی کمی کو دور کرنے کو تیار ہے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) راولپنڈی شہر میں تمام تعلیمی اداروں کی حالت خراب نہیں ہے البتہ شہر کے سات ہائی سکولوں 2 مڈل سکولوں اور ایک پرائمری سکول کی عمارات مخدوش ہیں۔ راولپنڈی کے بہت کم مدارس میں سٹاف نامکمل ہے۔

(ب) کرائے کی خطرناک عمارتوں میں قائم شدہ سکولوں کے لیے متبادل عمارتیں حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ جہاں تک سٹاف کا تعلق ہے۔ نئی بھرتی پر پابندی ختم ہونے پر یہ کمی دور کر دی جائے گی۔

اعلیٰ حکام کی منظوری کے بغیر کتاب کی خریداری

☆873- راجہ خلیق اللہ خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی ای او (زنانہ) ضلع گوجرانوالہ بیگم شمیم شاہ نے اپنے خاوند کی لکھی ہوئی کتاب "رہنمائی" جس کی قیمت 80 روپے فی کتاب ہے۔ ضلع بھر کے زنانہ مدارس کی لائبریریوں کے لیے بغیر اعلیٰ حکام کی منظوری کے لگوائی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ کتاب کی کل کتنی جلدیں خریدی گئی ہیں اور اعلیٰ حکام کی منظوری کے بغیر متذکرہ کتاب کے خریدنے کی

کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست ہے لیکن اس کتاب کی قیمت -/75 روپے فی جلد تھی۔

(ب) اس کتاب کی تقریباً گیارہ سو جلدیں خریدی گئیں۔ چونکہ ڈی ای او صاحبہ نے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے۔ اس ماہ پر اس کے خلاف محکمانہ کارروائی جاری ہے۔

طالبات سے ناجائز رقم کی وصولی کی وجوہات

☆874- راجہ خلیق اللہ خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم شاہ ڈی ای او (زنانہ) گوجرانوالہ نے اس سال پانچویں جماعت کی طالبات سے سالانہ امتحان میں شرکت کے لیے پانچ روپے فی طالبہ اور وظیفہ کے امتحان میں شرکت ہونے والی طالبات سے دس روپے فی طالبہ وصول کیے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس سال ضلع گوجرانوالہ میں پانچویں جماعت میں کتنی طالبات شریک ہوئیں اور ان سے کتنی رقم وصول ہوئی اور کیا متذکرہ ڈی ای او اس بات کی مجاز ہے کہ وہ طالبات سے ناجائز رقم وصول کرے ؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) ابتدائی انکوائری سے شکایت بظاہر درست معلوم ہوتی ہے۔ اس ماہ پر سول سروس رولز (exd) مجریہ 1975ء کے تحت انکوائری کرنے کے لیے حکومت پنجاب سے اجازت طلب کی گئی ہے۔ اور ڈی پی آئی سکول پنجاب کو افسر مجاز (Authorised officer) مقرر کرنے کے لیے کہا گیا ہے۔ باقاعدہ محکمانہ کارروائی کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ صحیح صورت بعد از انکوائری سامنے آئے گی تو قرار واقعی سزا دی جا سکے گی۔

(ب) متذکرہ بالا انکوائری کے بعد ہی صحیح صورت حال سامنے آئے گی اور مناسب تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

لیبارٹری اٹینڈنٹ کی اسامی منظور کرنا

☆904- ملک محمد دین : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نیو ماڈل ہائی سکول برائے طلبہ غلام محمد آباد فیصل آباد میں لیبارٹری اٹینڈنٹ کی کوئی اسامی منظور شدہ نہیں ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مستقبل قریب میں نئی اسامی منظور کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) درست ہے۔

(ب) 1992-93 کے دوران سکول ہذا کے لیے اسامی منظور کرانے کی کوشش کی جائے گی۔

تعلیمی اداروں کے فروخت کی تفصیل

☆914- رانا اکرام ربانی: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ نواز شریف ہائی سکول فلمن روڈ لاہور فروخت کر دیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو اسے کس پارٹی کے ہاتھ کتنی مالیت میں فروخت کیا گیا ہے۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ لیڈی مکلیگن ہائی سکول اور گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چورجی گارڈن اسٹیٹ کو بھی فروخت کیا جا رہا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کس پارٹی کو فروخت کیا جا رہا ہے۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ بھر کے تعلیمی اداروں کو فروخت کرنے کا بھی ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ سکول مذکورہ فروخت کر دیا گیا ہے۔ بلکہ سکول مذکورہ کو مرکزی حکومت کے زیر انتظام چلنے والے پاکستانی ماڈل ایجوکیشن انسٹی ٹیوشنز فاؤنڈیشن کے کنٹرول میں دے دیا گیا ہے۔ سکول مذکورہ کی عمارت متروکہ وقف جائیداد پر تعمیر کرائی گئی تھی۔ اور اسی محکمہ سے متعلق فاؤنڈیشن کے تصرف ہیں

تجرباتی بنیاد پر دیا گیا ہے تاحال اس سکول کا کوئی معاوضہ متعلقہ فاؤنڈیشن سے وصول نہیں کیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔

(ج) جزو "ب" کے جواب کی روشنی میں اس کی ضرورت نہیں رہتی۔

محکمہ تعلیم میں بھرتی

☆940- ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ تعلیم میں تقرریوں پر پابندی کب تک اٹھائی جائے گی اور تقرریاں میرٹ کی بنیاد پر ہوں گی۔ یا ایم پی اے متعلقہ کی مرضی سے؟

وزیر تعلیم (جناب عثمان ابراہیم):

(الف) تقرریوں پر پابندی 18 اپریل 1992ء سے اٹھا لی گئی ہے تقرریاں میرٹ کی بنیاد پر ہوں گی۔

جناب فرید احمد پراچہ: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: فرید احمد پراچہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! مجھے ڈسکہ سے ایک بہت ہی طویل فہرست موصول ہوئی ہے جس میں سے وہاں کے لوگوں میں ہمارے مسلم لیگ کے حضرات بھی شامل ہیں اس کے علاوہ اخبارات کے تراشے بھی ہیں۔ جناب والا! وہاں پر ایک ہیڈ مسٹریس کے تبادلے پر پانچ دنوں سے ہڑتال ہے اور دو ہزار سے زیادہ طالبات وہاں پر جلوس نکال چکی ہیں یہ معاملہ بہت ہی اہم ہے تو میں جناب سپیکر! آپ کے توسط سے جناب وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ اس طرح کے سیاسی بنیادوں پر تبادلے اور اس انداز سے کسی بات سے بے اطمینانی پھیلتی ہے اور پورا شہر احتجاج پر نکل آتا ہے۔ تو اس سلسلے میں یہ سارے تراشے موجود ہیں اور اس میں وہاں کے ہمارے پاکستان مسلم لیگ کے حضرات بھی شامل ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس بارے میں قواعد کے مطابق عمل کریں۔

ملک محمد دین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ملک محمد دین صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

ملک محمد دین: جناب والا! لیبارٹری اٹینڈنٹ کی اسامی کی منظوری کے سلسلے میں میرا ایک سوال تھا جس کے متعلق میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ملک صاحب آپ کے سوال کا نمبر کیا ہے؟

ملک محمد دین: جناب والا! میرے سوال کا نمبر 904 ہے۔ اس کے جز (ب) کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ 93-1992 کے دوران سکول ہذا کے لیے اسامی منظور کرانے کی کوشش کی جائے گی۔ تو یہ ایک سال کے بعد بھی جواب مکمل نہیں ملا۔ یعنی یہ کہہ لیجے کہ یہ بااختیار وزیر کا جواب نہیں ہے۔ سوال کا جواب ہاں یا نہ میں ہونا چاہیے تھا۔ اس سوال کا جواب پچھلے بجٹ سیشن میں آنا چاہیے تھا ایک نہیں آ سکا۔ یعنی ایک سال کے بعد اس کا جواب نہیں مل سکا۔ اور کہا گیا ہے کہ کوشش کی جائے گی۔

جناب سپیکر: وزیر تعلیم صاحب! میرے خیال میں آپ اسے ذاتی طور پر حل کر دیں۔ ملک صاحب! آپ وزیر تعلیم صاحب سے ملیں۔ یہ اسے ذاتی طور پر انشاء اللہ حل کر دیں گے۔

ملک محمد دین: بہتر جناب۔

وزیر تعلیم: جناب والا! ہم نے محکمہ خزانہ کو لکھا ہوا ہے چونکہ نئی اسامی کی creation محکمہ تعلیم کا کام نہیں محکمہ خزانہ کا کام ہوتا ہے۔ ہم نے محکمہ خزانہ کو اس اسامی کی crea-tion کے لیے لکھا ہوا ہے۔

چودھری محمد فاروق: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری محمد فاروق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! اس میں میرا ایک سوال نمبر 768 ہے اس کے لیے میری گزارش ہے کہ اسے pending کر دیا جائے۔ اس لیے کہ ایک ضلع میں تین سالوں میں 336 گرلز پرائمری سکول دیے گئے۔ ضلع گجرات میں صرف 39 سکول دیے گئے جبکہ ضلع سیالکوٹ میں 697 سکول دیے گئے۔ جناب سپیکر! یہ اتنی بڑی ناانصافی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ باقی کئی ڈویژن میں بھی ایسا ہوا ہو گا۔ اس لیے میرے اس سوال نمبر 768 کو pending کیا جائے۔

میاں عمران مسعود: جناب سپیکر! چودھری محمد فاروق صاحب کی جو گزارش ہے اسے

میں سیکنڈ کرتا ہوں کیونکہ یہ ہمارے ضلع کا مسئلہ ہے۔ لہٰذا آپ مہربانی کر کے اس سوال کو pending کر دیں میں بہت شکر گزار ہوں گا۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! اس کے لیے اتوار کا روز رکھ لیا جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! یہ تو آپ کو وقفہ سوالات ختم ہونے سے پہلے point out کرنا چاہیے تھا۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! ابھی تو سوالات کا سلسلہ جاری تھا۔ جناب سپیکر! ملک محمد دین صاحب سوال کے بارے میں بات کر رہے تھے اور ان کی بات ختم ہوتے ہی میں نے پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے۔

جناب سپیکر: اس لیے تو میں نے ان کو اسے ذاتی طور پر حل کرنے کے لیے کہا ہے۔ ہاؤس میں point out کرنے کو نہیں کہا اس لیے کہ وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔ اب آپ کے معاملے کو بھی میں معزز وزیر صاحب سے کہوں گا کہ وہ اسے ذاتی طور پر حل کریں۔ اس کو دیکھیں اور اس معاملے کو settle کریں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! اگر یہ معاملہ حل نہ ہو سکے تو پھر اسے ایوان میں لایا جائے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: وہ آپ کو اجازت ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اب ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

حاجی ملک گلاب خان: جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس معزز ایوان کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی! حاجی صاحب ارشاد فرمایئے۔

حاجی ملک گلاب خان: جناب سپیکر! میں نے اس اہم مسئلے کے لیے جناب سے درخواست بھی کی ہے اور یہ مسئلہ پیش بھی کیا ہے کہ میرے حلقہ نیابت پی پی 14 اٹک میں دو بے گناہ بچوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ پولیس جو کہ ایک مفرور کے پیچھے جا رہی تھی۔ اس نے

مفرور پر تو کوئی گولی نہیں چلائی لیکن دو نوجوان ایک جماعت نہم کا بچہ تھا اور ایک جماعت دہم کا بچہ تھا وہ دونوں سگے بھائی تھے ان کو گولیوں کی بوچھاڑ سے قتل کر دیا گیا یہاں تک کہ صوبائی حکومت نے ان بچوں کو مفرور قرار دے کر لاکھوں روپے کے انعامات کا اعلان کیا ہے۔

آوازیں: شیم شیم

حاجی ملک گلاب خان: تو میں جناب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ جناب ہائی کورٹ کے کسی جج سے انکوائری کرائی جائے۔

جناب والا! یہاں تک ہی نہیں بلکہ اٹک کے علاقہ میں تو یہ پولیس راج قائم ہو چکا ہے۔ اس علاقے کا کوئی پرسان حال نہیں۔ لاکھوں روپے کے غبن کیے جاتے ہیں۔ اور پھر بے گناہ لوگوں کو تھانے میں بٹھا لیا جاتا ہے اور بے گناہوں کے خلاف پرچے دے کر بھاری رقومات وصول کی جاتی ہیں۔ میں جناب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس وقت اٹک کے ضلع میں جتنے ڈی ایس پی ہیں میں یہ نہیں کہوں گا کہ ناصر درانی ایس پی دیانتدار نہیں۔ وہ ایک دیانتدار افسر ہے لیکن میں یہ کہوں گا کہ وہ کمزور اور ناتواں ہے۔ ضلع کی پولیس فورس پر اس کا کسی قسم کا کوئی کنٹرول نہیں۔ میں جناب کی توجہ اور اس ہاؤس کی توجہ اس مسئلے پر اس لیے دلانا چاہتا ہوں کہ اٹک ضلع جو کہ پنجاب کا ایک آخری ضلع ہے اور وہ علاقہ سرحد کے ساتھ ملتا ہے۔ لوگوں کو ناجائز تنگ کرنے کے لیے پولیس عجیب عجیب قسم کے ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے۔

آوازیں: شیم شیم۔

حاجی ملک گلاب خان: تو میں اس معزز ہاؤس کی اس جانب توجہ دلاتے ہوئے اور احتجاج کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا جناب چیف منسٹر سے یہ بات کہوں گا کہ آپ یہ خیال کریں کہ پولیس کے زور پر تو کسی علاقے کو دبایا نہیں جا سکتا اور جو اس علاقے کی حالت ہے اس کے بارے میں میں نے کئی دفعہ اپنی معروضات عرض کی ہیں لیکن چیف منسٹر صاحب اس علاقے میں تشریف نہیں لے جا سکے۔ آج ڈیڑھ سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ وہاں پر لوگوں نے تھانوں کو ڈاکوؤں کی آماج گاہ بنایا ہوا ہے۔ نام ڈاکوؤں کا لیتے ہیں کہ ڈاکو ہیں اور فلاں علاقے میں مفرور ہیں اور پولیس مفروروں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتی۔ مفرور

پولیس کے گھیرے سے نکل گیا جسے مفرور قرار دیا گیا۔ وہ مفرور اپنی پھوپھی زاد بہن کو لے کر گیا اور اس نے اس کے ساتھ باشرع نکاح پڑھوالیا یا کچھ بھی ہو ہم اسے برداشت نہیں کریں گے۔ اسے پولیس والے مار دیتے تو پھر بھی بات صحیح تھی لیکن نوجوان بچوں کو گولیوں کا نشانہ بنانا کہاں کا انصاف ہے۔ میرے خیال میں آج کے اخبار میں کچھ اخبار نویسوں نے اس راز سے پردہ اٹھایا ہے کہ جتنا ٹی وی پر یہ پروگرام دکھایا گیا ہے سب غلط ہے۔ ٹی وی پر پروگرام میاں ڈھکی کا بنایا گیا ہے اور چھب گاؤں میں تمام پشتو بولنے والے ہیں۔ ان بچوں کا باپ کیپٹن حبیب اللہ نہایت ضعیف اور ریٹائرڈ پنشنر ہے۔ دو بچوں کے جنازے ایک گھر سے اٹھتے ہیں۔ میں وہاں موقع پر گیا ہوں۔ ان کی ماں اور بہنیں میرے پاؤں سے لپٹ گئیں ہیں کہ ہمیں انصاف دلایا جائے۔ کون انصاف دے گا؟ جب کوئی پرسان حال نہیں۔ جب کوئی سننے والا نہیں۔ تو میں ان معزز اراکین کو وسیلہ بنا کر جناب سے درخواست کروں گا کہ کسی ہائی کورٹ کے دیانتدار جج سے یہ انکوائری کرائی جائے اور یہ بھی درخواست کروں گا کہ کسی ایسے افسر کو لگایا جائے جو ضلع کی پولیس فورس کو کنٹرول کر سکے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! یہ بلاشبہ بڑا اہم مسئلہ ہے لیکن اس کو آپ قواعد و ضوابط کے مطابق proper انداز میں اسمبلی میں پیش کریں۔ اسے تحریک التوائے کار کی صورت میں بھی پیش کر سکتے ہیں اور Call Attention Notice آپ ہاؤس میں پیش کریں۔ ہم اس کو انشاء اللہ تعالیٰ take up کریں گے۔

حاجی ملک گلاب خان: جناب سپیکر! میں نے اسے تحریک استحقاق کی صورت میں لکھ کر دیا ہے۔ اس پر غور کیا جائے۔ یہ 18 تاریخ کا واقعہ ہے اور میں خود اس علاقہ میں گیا ہوں۔ میں نے تمام انکوائری کی ہے۔ میں نے سیکرٹری صاحب کو لکھ کر دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ نے لکھ کر دیا ہے؟

حاجی ملک گلاب خان: جی۔۔۔

جناب سپیکر: اچھا۔ یہ تحریک التوائے کار کی شکل میں دیا ہے؟

حاجی ملک گلاب خان: جی! میں نے اسے تحریک استحقاق کی شکل میں لکھ کر دیا ہے۔ میں جناب سے درخواست کروں گا کہ ابھی اس پر بحث ہونی چاہیے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب تاج محمد خان زادہ: جناب سپیکر! میں بھی اس پر بات کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر: خان زادہ صاحب ذرا تشریف رکھیے۔ ایسا کرتے ہیں کہ حاجی صاحب لاء منسٹر صاحب سے رابطہ کریں اور اس بارے میں یہ طے کریں کہ آپ نے اس معاملے کو کس طریقے سے ہاؤس میں لانا ہے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس طریقے سے اس کو ہاؤس میں لے آئیں گے۔ آپ لاء منسٹر صاحب سے رابطہ کر لیں۔ میں لاء منسٹر صاحب کو یہ کہتا ہوں کہ وہ آپ کی بات توجہ سے سنیں اور اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کریں۔ اس کو اگر آپ ہاؤس میں لانا چاہتے ہیں تو آپ بے شک ہاؤس میں لے آئیں۔

حاجی ملک گلاب خان: مجھے لاء منسٹر سے یا وقت کی حکومت سے انصاف کی کوئی امید نہیں۔ مجھے کوئی امید نہیں کہ ان لوگوں کے ساتھ انصاف ہوگا۔ میں آئی جی سے مل چکا ہوں۔ میں پولیس افسران سے مل چکا ہوں۔ میں نے اس لیے اس مسئلے کو ایوان میں پیش کیا ہے۔

جناب سپیکر: کیا آپ اسے ہاؤس میں پیش کرنا چاہتے ہیں؟

حاجی ملک گلاب خان: میں یہی چاہتا ہوں کہ یہ ہاؤس میں پیش ہو۔

جناب سپیکر: تو ہاؤس میں اس کو تحریک التوائے کار کی صورت میں لے آئیں۔

حاجی ملک گلاب خان: یہ مسئلہ ہاؤس میں زیر بحث لایا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ خان زادہ صاحب! آپ اس بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب تاج محمد خان زادہ: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں کہ اس کو ہاؤس میں لایا جائے؟

جناب تاج محمد خانزادہ: میں چاہتا ہوں کہ یہ اتنا سنجیدہ معاملہ ہے کہ ایک کپتان کے دو معصوم بچے مارے جاتے ہیں اور یہاں پر لوگ ہنستے ہیں اور کہتے ہیں کہ قانون لاؤ۔ یہ sovereign body ہے۔ ہمارے بچے مریں آپ قانون ڈھونڈیں۔ ہمارا قانون یہ

ہے کہ جس کے ساتھ بے انصافی ہوتی ہے اور بے گناہ کو مار کر آپ نے ٹی وی پر لوگوں کو بتلایا ہے کہ ہم نے ڈاکو مارے ہیں۔ آپ خدا کو کیا جواب دیں گے ؟ معصوم بچوں کو مار کر آپ ٹی وی پر کہتے ہیں کہ ہم نے ڈاکوؤں کو مارا ہے اور آپ انعام دیتے ہیں۔ لوگوں کو بتلاتے ہیں۔ انعام بانٹے جاتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

شرم کی بات ہے۔ یہ مسلم مملکت ہے ؟ آپ کہتے ہیں کہ قانون دیکھو۔ یہ ہم جو ہیں' یہ قانون ہے۔ یہ sovereign body ہے۔ یہ آپ کو بھی نکال سکتا ہے۔ مجھ کو بھی نکال سکتا ہے۔ یہ اسمبلی کو توڑ بھی سکتا ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ یہ اتنا سنجیدہ معاملہ ہے کہ اس کو ابھی لیا جائے تاکہ دنیا کو اور پاکستان کے ہر دو لوگوں کو پتہ لگے کہ کیا ہو رہا ہے اور پولیس بچوں کے ساتھ کیا کر رہی ہے ؟ ان کو بھی اپنی جیب کے لیے مارتی ہے۔ یہ اب آپ ہاؤس سے پوچھ لیں کہ وہ اسے ابھی لینا چاہتے ہیں یا نہیں۔

آوازیں: اسے ابھی ہاؤس میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ خان زادہ صاحب ذرا توجہ فرمایئے۔ اس مسئلے کو آپ کس ضابطے کے تحت ہاؤس میں لا سکتے ہیں صرف جذبات سے بات نہیں چلے گی۔ اس ایوان کو ضابطے کے مطابق' قانون کے مطابق اور آئین کے مطابق چلانا ہے۔ بلاشبہ یہ بڑا اہم انسانی مسئلہ ہے اور حاجی صاحب ہم آپ کے جذبات کی قدر کرتے ہیں۔ آپ ہمارے نہایت معزز رکن ہیں۔ ہم آپ کے جذبات کی قدرت کرتے ہیں۔ آپ اس کو تحریک التوائے کار کی صورت میں ہاؤس میں لے آئیں۔ چودھری فاروق صاحب' آپ ان کی مدد کریں۔ آپ اس کو تحریک التوائے کار کی صورت میں لا سکتے ہیں۔ آپ اس کو Call Attention Notice کی صورت میں لا سکتے ہیں۔ باضابطہ طریقے سے اس کو ایوان میں لائیں۔ ہم اس کو entertain کریں گے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ پر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن ایک عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں ان کی معاونت بھی کرتا ہوں۔ ابھی آج ہی اسے تحریک التواء کی شکل میں آپ کے سیکرٹریٹ میں پہنچا دیتا ہوں لیکن جناب سپیکر! وزیر قانون سے اگر بات کی جائے گی تو میں پہلے ہی جواب عرض کر دیتا ہوں کہ وہ کہیں گے کہ اسے ایوان میں نہ لائیں۔ ہمیں اس تحریک کو کل ایوان میں زیر بحث لانے کا آپ موقع دیجیے۔ ہم اسے آج

باضابطہ طور پر آپ کے حضور پیش کر دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ اس کو باضابطہ طور پر ایوان میں لائیں۔ آپ لکھ کر دیں۔ ہم اس کو کل take up کریں گے۔

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں اور رانا اکرام ربانی صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 5 کو لیتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

فیلڈ افسران کا منافع کی خاطر سرکاری فنڈز کو آپریٹو اداروں میں جمع کرا کے ترقیاتی کاموں میں رکاوٹ کا باعث بننا

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ کوآپریٹو فنانس کارپوریشنوں کے بحران میں پنجاب حکومت کے کروڑوں روپے ڈوب گئے ہیں پنجاب حکومت نے مختلف ترقیاتی سکیموں کے لیے جو فنڈز جاری کیے تھے وہ فیلڈ افسروں نے ذاتی منافع حاصل کرنے کے لیے کوآپریٹو اداروں کے پاس جمع کر دیے تھے اب ان اداروں کے بند ہونے سے وہ کروڑوں روپیہ بھی ڈوب گیا ہے جس کے باعث تعمیر و ترقی کے منصوبوں پر کام رُک گیا ہے یہ منصوبے تعمیر وطن پروگرام کے تحت شروع کیے گئے تھے صوبہ پنجاب کا سالانہ میزانیہ منظور کرنا اس معزز ایوان کا استحقاق ہے اور جن جن مدات کے لیے جو جو رقومات مختص کی گئی ہوں ان کا اسی طرح استعمال کیا جانا بھی اس معزز ایوان کا استحقاق ہے۔ متعلقہ افسران نے ان رقومات کو ذاتی منافع کے لیے استعمال کر کے جہاں تعمیر و ترقی کے کام میں رکاوٹ پیدا کی گئی ہے' جہاں صوبہ پنجاب کے عوام کی ملکیت "خزانے" کو نقصان پہنچایا ہے وہاں اس معزز ایوان کی بھی توہین کی ہے اور تاثر پیدا کیا گیا ہے کہ پنجاب اسمبلی جو چاہے منظور کرے لیکن وہ اپنی مرضی اور من مانی کر سکتے ہیں اس معزز ایوان کے منظور کردہ میزانیہ کو اپنی مرضی سے اور ذاتی منافع کے لیے استعمال کرنے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! رانا صاحب تحریک استحقاق پڑھ رہے تھے اور اس دوران وزیر قانون اور وزیر خزانہ مسلسل اٹھکیلیاں کرتے رہے ہیں۔ لہذا میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ انہیں منع کریں تاکہ وہ ایوان کو In order رہنے دیں اور جب قائد حزب اختلاف کوئی تحریک پیش کر رہے ہوں ان کا احترام کیا جائے اور اسے توجہ سے سنا جائے۔

جناب فرید احمد پراچہ: (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے فاضل ممبر کو اعتراض صرف مسلسل اٹھکھیلیوں پر ہے لہذا انہیں مسلسل اٹھکیلیاں نہیں کرنی چاہئیں مگر وہ اٹھکیلیاں بے شک کر لیں۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! میں آپ کے توسل سے اٹھکیلیاں کی تعریف پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ اٹھکیلیاں کن کو کہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کسی مناسب وقت پر ان کی تعریف سن لی جائے گی جی رانا صاحب آپ فرمایئے۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ ایوان in order نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ براہ کرم اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں۔ جی رانا صاحب! ارشاد فرمایئے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں انتظار کروں گا کہ معزز ممبران اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہو جائیں گے جس سے یہ محسوس ہو کہ واقعی یہ ایوان ایک معزز ایوان ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بسم اللہ کریں۔ انشاء اللہ معزز ممبران اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہو جائیں گے۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! ہر سال جون کے مہینے میں اور اس دفعہ تو یہ ایک نئی روایت ہے کہ مئی کے مہینے میں بھی پنجاب حکومت کی طرف سے آئندہ پورے سال کے لیے ایک میزانیہ اس ایوان میں پیش کیا جاتا ہے اس پر بڑی تفصیل سے اپنے اپنے انداز میں بحث و مباحثہ کیا جاتا ہے اس کے بعد کچھ ہیڈ کے against رقم مختص کر دی جاتی ہے چاہے وہ block allocation کی شکل میں ہو اور چاہے وہ فوکل پوائنٹ کی شکل میں ہو اور اس

کے بعد اگر پنجاب حکومت کو کسی جگہ پر اخراجات میں کمی بیشی یا اسے تبدیل کرنا مقصود ہو تو اس کے لیے بھی ایک طریقہ کار ہے کہ سال کے آخر میں ایک ضمنی میزانیہ اس ایوان کی منظوری کے لیے پیش کیا جاتا ہے لیکن جناب سپیکر! میں ایک خبر آپ کی وساطت سے اس ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اسی ایوان کے ایک معزز رکن چودھری خادم حسین صاحب۔

Has demanded audit of Rs 1.2 Million grants sanction for different projects in PP Constituency. Following the Complaints that the Project Manager had misappropriated the big amount through co-operative finance corporations. The MPA also demanded that cerutiny of the property ,bank balance and other assets of the said officer should also be carried out.

تعمیر وطن پروگرام کے لیے ان کے اپنے حلقہ نیابت میں جو فنڈز رکھے گئے تھے وہ پروجیکٹ منیجر صاحب نے کوآپریٹو کارپوریشن کے کھاتے میں جمع کرا دیے جبکہ اس ایوان نے منظوری ڈویلپمنٹ فنڈ کے لیے دی تھی اسی طرح کی خبریں سیالکوٹ کے بارے میں "مسلم" اخبار میں بھی آئی ہیں اور میں نے اپنی تحریک استحقاق کے ساتھ اس کے تراشے بھی لگائے ہیں۔ میں جناب والا کی اجازت سے انگریزی اخبار کی وہ خبر پڑھنا چاہتا ہوں

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! اجازت ہے۔

Another sacondal surfacing----

رانا اکرام ربانی: اخباری تراشہ یہ ہے۔

When our watch dogs of public money are so dutyful why should the petty officials like ADS,IDS and like PM should be behind, Ch Muhammad Afzal AD ID Sialkot some time ago held dual charge of Sadar & Dhollonwali project. He Kept account of

both the centres.

اس ایس ایم آر کے نمبر دیے ہوئے ہیں اور ڈھلوں والی کا نمبر 303 ہے اور انہوں نے اس رقم کو National Industrial Co-operative Credit Corporation میں رکھا تھا اور وہ کبھی سیلف کے ذریعے سے اور کبھی اپنے برخوردار کے ذریعے وہاں پر اکاؤنٹ کھلواتے گئے۔ جناب سپیکر کو آپریٹو کا اپنا ایک علیحدہ issue ہے جو آج بھی ترمیم کی شکل میں اس ایوان میں زیر بحث آئے گا۔ جناب والا! میں یہ چاہتا ہوں کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور استحقاق کمیٹی ان سارے حقائق کا جائزہ لے اور اس افسر کے خلاف جس نے اس کا مذاق اڑایا ہے کارروائی کی جائے اس ایوان نے بجٹ میں جو مرضی دیا ہو اس کو وہ کیسے اپنے ذاتی فائدے کے لیے استعمال کر سکتا ہے۔ جناب والا! اس کا مستقل سدباب تو استحقاق کمیٹی میں ہی ہو سکتا ہے۔ اور ایوان اس کا cognizance لے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! وزیر قانون اس کا جواب دیں گے؟ یا وزیر بلدیات و دیہی ترقی۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: جناب والا! جس انفرمیشن کی بنیاد پر ابھی محترم قائد حزب اختلاف نے تقریر فرمائی ہے وہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے نہ ہی اس طرح ہوا ہے کہ لوکل گورنمنٹ کے افسران نے وہاں پر پیسے جمع کرا کر کوئی آمدن کا ذریعہ بنایا ہے صرف جہلم میں ایک واقع ہوا تھا اور انہوں نے کرنٹ اکاؤنٹ میں پیسے جمع کرائے تھے جس کے بارے میں جب محکمے کو پتا چلا تو ان کے خلاف سخت کارروائی کی گئی جو پیسے کارپوریشن میں جمع کروائے گئے تھے وہ ایک لاکھ اور 38 ہزار تھے اور اس افسر نے فوری طور پر اپنی جائیداد بیچ کر وہ پیسے محکمے میں جمع کرا دیے لیکن اس کے باوجود ہم نے اس کے خلاف ایکشن لیا ہے۔ اسی طرح جہلم میں ایک پروجیکٹ اسسٹنٹ تھا اور اس نے 11 لاکھ روپے جمع کرائے تھے اور اس کے خلاف بھی ایکشن لیا جا رہا ہے اس نے بھی یہ کہا ہے کہ میں فوری طور پر پیسے جمع کرا رہا ہوں۔ اور پیسے جمع کروانے کی آخری تاریخ بھی اسی ماہ رکھی گئی ہے اور امید ہے کہ انشاء اللہ وہ بھی جلد ہی پیسے جمع کرا دے گا۔ اس کے خلاف بھی ہم کارروائی کر رہے ہیں۔ لیکن چونکہ یہ پیسے کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھے گئے تھے اور کرنٹ اکاؤنٹ میں کوئی منافع نہیں ہوتا۔ بہر حال ان دونوں کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے۔ بلکہ ایک کے خلاف کارروائی ہو چکی ہے اور

اس کے پیسے بھی جمع ہو چکے ہیں۔ جہاں تک اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ' سیالکوٹ کا ذکر کیا گیا ہے انہوں نے ان اداروں کے ٹوٹنے سے پہلے ہی یہ رقم نکلوا کر واپس محکمہ میں جمع کروا دی گئی ہے۔ لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ ان حقائق کی بنیاد پر یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے پاس نہیں جانا چاہیے۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اب آپ ارشاد فرمایئے۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے اعتراف کے بعد آخری جملے جو ارشاد فرمائے ہیں کہ "یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے پاس نہیں جانا چاہیے" یہ تو انہوں نے صرف اپنا فرض پورا کیا ہے جس کی شاید ان کو ہدایت کی گئی ہے۔ جناب سپیکر! میں نے جو چارجز اس ہاؤس کے استحقاق مجروح ہونے کے بارے میں لگائے ہیں ان کو وزیر موصوف کے تسلیم کرنے کے بعد یہ معاملہ تو اور زیادہ ضروری ہو گیا ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اس میں جو استحقاق کی بات آپ نے کی اس بارے میں آپ ارشاد فرمائیں کہ استحقاق کس طرح مجروح ہوا ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! جس طرح میں نے عرض کیا تھا کہ میزانیہ پنجاب کا' اس صوبے کا جس طریقے سے بھی پیش ہو یہ ایوان اسے منظور کرتا ہے۔ اور اس میں اگر کسی قسم کی تبدیلی کرنا ہو تو حکومت کو ضمنی میزانیہ کی صورت میں پھر اسی ایوان سے منظور کروانا ہوتا ہے۔ اور یہ اس ایوان کا استحقاق ہے کہ وہ رقومات جو کسی Head کے لیے متعین کی گئی ہیں وہ اسی میں خرچ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ ہماری رہنمائی فرمائیں کہ جو آپ نے تحریک استحقاق دی ہے اس میں ممبر کا یا آپ کا استحقاق کس انداز سے مجروح ہوا ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں اسی بات کی تو وضاحت کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ اس ہاؤس کے پاس کیے ہوئے قوانین' بجٹ اور directives کو کسی بھی طریقہ سے violate کرنے کی اجازت نہیں۔ جناب سپیکر! میرا سب سے پہلا استحقاق تو میرا حق نمائندگی ہے۔

(اس دوران ایوان میں شور سنائی دیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! یہ آپ کو Privilege کی کسی کتاب میں نظر نہیں آئے گا کہ right to represent بلکہ یہ صرف سمجھا جاتا ہے اپنے عوام کی نمائندگی اس ایوان کا استحقاق ہے۔" اور اس کے ذریعہ سے گورنمنٹ کی working پر کنٹرول کرنا اور اگر اس ایوان کے کیے ہوئے کسی فیصلے کو violate کیا جاتا ہے۔ جناب والا! میں اس کو اس انداز سے واضح کروں گا کہ اگر بجٹ میں کسی قسم کی تبدیلی کرنا مقصود ہو تو پھر اسی ہاؤس سے اس کی منظوری لی جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! پیسے تو اسی اکاؤنٹ میں جمع کروائے گئے تھے اور اسی پراجیکٹ کے لیے مخصوص کیے گئے تھے جس کی منظوری ایم پی اے نے دی تھی۔

رانا اکرام ربانی: نہیں جناب والا! اس نے اپنے ذاتی اکاؤنٹ میں پیسے جمع کرائے ہیں۔ اور یہی چودھری صاحب نے فرمایا ہے اور اب اس نے کہا ہے کہ میں یہ پیسے واپس کر دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں پیسے پراجیکٹ کمیٹی کے اکاؤنٹ میں گئے ہوں گے جو اس کے لیے بنی ہوگی۔ چودھری صاحب! آپ وضاحت کریں۔

چودھری پرویز الٰہی (وزیر بلدیات و دیہی ترقی): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف کے پاس پوری انفرمیشن نہیں ہے۔ کیونکہ انہوں نے جو بات کہی کہ یہ رقم ذاتی منافع کے لیے شاید انہوں نے وہاں رکھی تھی یہ تو بالکل غلط ہے۔ یہ رقم کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھی گئی۔ اور کرنٹ اکاؤنٹ میں کوئی منافع نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے محکمہ کی طرف سے کسی کو یہ اجازت نہیں دی کہ کوآپریٹو کارپوریشنوں میں کوئی بھی کسی قسم کے فنڈز رکھے۔ اور جنہوں نے رکھے ان کے خلاف ایکشن ہوا۔ اور انہوں نے فنڈز واپس کر دیے ہیں صرف ایک رہ گیا ہے اس کے خلاف بھی ایکشن لے رہے ہیں۔ تو اس میں ان کا استحقاق کیسے بنتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میری گزارش ہے کہ جو پیسہ لوکل گورنمنٹ کی طرف سے پراجیکٹ

managers کے پاس جاتا ہے۔ اس میں اسی پراجیکٹ کے لیے پراجیکٹ کمیٹیاں بنتی ہیں اور ان کے اکاؤنٹ میں پیسہ ٹرانسفر ہوتا ہے۔

وزیر بلدیات: جناب سپیکر! انہوں نے violation تو کی ہے اسی لیے تو ان کے خلاف ایکشن لے رہے ہیں اور یہ پیسہ پی۔ ایل۔ ایس اکاؤنٹ میں شیڈل ہیڈز میں رکھا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: violation تو ہو گئی لیکن کیا یہ پراجیکٹ وہی تھا جس کے لیے پیسہ allocate ہوا تھا؟

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: جی جناب سپیکر! پراجیکٹ تو وہی تھا جس کے لیے پیسہ al-locate ہوا تھا۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! مگر یہ اس پراجیکٹ کے لیے نہیں تھا اور یہ رقم اس پراجیکٹ منیجر نے اپنے ذاتی اکاؤنٹ میں جمع کرائی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! یہ کوآپریٹو سوسائٹی کا جو مسئلہ ہے اس بارے میں آپ ہماری تھوڑی اور رہنمائی فرمائیں کہ گورنمنٹ نے اس بارے میں اعلیٰ سطح پر کمیشن بنایا ہوا ہے' انکوائری ہو رہی ہے۔ کیا ہم اس قسم کے مسئلہ کو اسمبلی میں discuss کر سکتے ہیں؟

رانا اکرام ربانی: جناب والا! اس کا ہائی کورٹ سپریم کورٹ کے فیصلوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں تو صرف یہ کہتا ہوں کہ اس نے violation کی ہے اور چودھری صاحب نے یہ تسلیم بھی کیا ہے اور اسی سے اس ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے خلاف تو پھر انکوائری ہو رہی ہے۔ یہ ایک individual مسئلہ ہے جس پر departmental action ہو رہا ہے۔ میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں آپ کا استحقاق کس لحاظ سے مجروح ہوا ہے۔ اور ہاؤس کا استحقاق کس طرح مجروح ہوا ہے آپ اس سلسلہ میں براہ کرم قانون اور relevant rules of procedure کا حوالہ دیں۔

(اس دوران ایوان میں شور سنائی دیا)

آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! اگر پنجاب اسمبلی کے Rules of Precedure

میں یہ بھی لکھنا پڑے کہ اس ایوان کے اراکین کا ایک یہ privilege بھی ہے کہ ان کو اپنی نمائندگی کا حق ہوگا۔ اس سے یہ تاثر ہوگا کہ اس کو یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ ہمارا جو سب سے پہلا استحقاق ہے وہ right to represent ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! وہ تو آپ نے ادا کر دیا۔ آپ نے ہاؤس میں اس معاملہ کو اٹھایا۔ لیکن آپ ہمیں استحقاق کے سلسلہ میں بتائیں' ہماری رہنمائی فرمائیں اور متعلقہ رولز کا کوئی حوالہ دیں کہ فلاں رولز کے تحت ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارا یہ استحقاق ہے کہ ہم نے ایک بجٹ سادیا' جب اس کو کوئی violate کرتا ہے breach کرتا ہے تو اس سے ہمارے اس استحقاق کی breach ہی تو ہوتی ہے۔ جس کے تحت ہم نے یہ بجٹ سا کر دیا ہے۔

راجہ خلیق اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی راجہ صاحب! فرمایئے۔

راجہ خلیق اللہ خان: کیا جناب سپیکر! اوکاڑہ اب جہلم چلا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں راجہ صاحب۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! مجھے حیرانگی ہے کہ راجہ صاحب لاء منسٹر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بھی تشریف رکھیں۔ رانا صاحب۔

اس تحریک استحقاق کے لیے بیان کیے گئے جو مختلف ضابطے اور قوانین ہیں ان کے مطابق یہ صحیح طریقے سے fit نہیں ہے' میں اس کو ruled out کرتا ہوں۔

یہ 10 نمبر تحریک استحقاق ملک اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب کی طرف سے ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! انہوں نے کہا تھا کہ میں ساہیوال سے آرہا ہوں۔ وہ چلے ہوئے ہیں۔ ابھی پہنچے نہیں ہیں اس کو کل تک موخر کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کو کل تک کے لیے موخر کیا جاتا ہے۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر' قاعدہ نمبر 54 کے تحت تحریک استحقاق کے لیے ایک

گھنٹہ مختص ہوتا ہے۔ ایک تو ہمارے محترم قائد حزب اختلاف کا لہجہ اتنا ست ہے۔ اور دوسرا وہ بیان اتنا لمبا چوڑا دیتے ہیں کہ اس ایک گھنٹے میں دو یا تین تحاریک استحقاق ہی زیر غور آسکتی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس قاعدہ کو دوبارہ پڑھ لیں۔ ذرا بیٹھ کر آرام سے پڑھیں۔

شیخ محمد طاہر رشید: اگر میں نے غلط پڑھا ہے تو جناب والا میری رہ نمائی فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ذرا تسلی سے پڑھیں۔

بیگم فوزیہ بہرام: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر میں فاضل ممبر سے آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ اس طرح کی ذاتی بات کی جائے کہ لہجہ اتنا ست ہے۔ یہ غلط بات ہے۔ یہ بالکل ذاتی بات ہے۔ ان کا جیسا بھی لہجہ ہے وہ اپنے لہجے میں ہی بات کریں گے۔ یہ تو نہیں ہے کہ یہ جلدی جلدی سننا چاہتے ہیں۔ یہ انتہائی غلط بات ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے ان سے کہا کہ وہ جس قاعدہ کا حوالہ دے رہے ہیں وہ ذرا آرام سے ٹھنڈے دل سے پڑھیں تو ان کو سمجھ آجائے گی۔ اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! رولز اور روایات کے مطابق کسی بھی اجلاس سے پہلے ہم تحاریک التوائے کار کے لیے نوٹس دیتے ہیں۔ جتنی تحاریک التوائے کار اس اجلاس میں لی جا سکیں ان کے علاوہ جتنی بھی تحاریک التوائے کار ہوں گی وہ lapse کر جائیں گی۔ میں آپ سے رولنگ چاہوں گا کہ اس اجلاس سے پہلے کے جو واقعات ہیں وہ اس اجلاس میں تحریک التواء کا موضوع بن سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ تحاریک التوائے کار سے متعلق قاعدہ کو پڑھ لیں تو آپ کو اس بارے میں سمجھ آجائے گی۔ وہ تحاریک التوائے کار پیش نہیں ہو سکتیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! آپ کی یقین دہانی کے بعد میں پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا ہوں کہ تحاریک استحقاق نمبر 4 سے 18 تک آپ کی اس رولنگ کے تحت ایوان میں پیش نہیں کی

جا سکتیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کو ابھی ہم نے admit تو نہیں کیا۔ پیش کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ جب وہ پیش ہوں گی تو ان پر کوئی فیصلہ ہو گا یا ان پر بات ہو گی؟

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہ تحاریک التوائے کار جناب سپیکر صاحب نے منظور کر لی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ابھی منظور نہیں ہوئیں۔ یہ ابھی ایجنڈے پہ آئی ہیں۔ اس کو آپ پڑھیں اور متعلقہ منسٹر صاحب اس کا جواب دیں گے۔ منظوری کا مرحلہ تو اس کے بعد آئے گا۔ آپ اس کو صرف پیش کر سکتے ہیں۔

لاہور میں پانی اور سیوریج کے نرخوں میں تین گنا یک طرفہ اضافہ

جناب فرید احمد پراچہ: میں یہ تحریک پیش کرنا چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "مشرق" مورخہ 25 اکتوبر اور روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 27 اکتوبر میں شائع ہونے والے انجمن شہریان لاہور کے جنرل سیکرٹری نذر الرحمٰن رانا کے کھلے خط کے مطابق لاہور میں پانی اور سیوریج کے نرخوں میں یک طرفہ اضافہ یکسر غیر قانونی ہے۔ اور 1939ء کے ہاؤس ٹیکس کے نفاذ اور 1967ء میں واسا اور شہریان لاہور کے درمیان معاہدہ کی روشنی میں واسا سیوریج فیس لینے کا سرے سے مجاز ہی نہیں ہے۔ یہ خبر بے حد تشویش ناک ہے۔ لاہور کے شہری واسا کے ہاتھوں سخت پریشان ہیں۔ تین گنا نرخ کرنے کے باوجود شہریوں کو نہ تو پانی میسر آتا ہے اور نہ ہی سیوریج سسٹم صحیح کام کرتا ہے۔ لاہور کے 70 لاکھ شہریوں کا مسئلہ تقاضا کرتا ہے کہ معمول کی کارروائی التواء میں ڈال کر اس اہم موضوع پر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر! یہ معاملہ اس سے پہلے بھی اس ایوان میں آ چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے یہ تحریک التوائے کار پڑھ دی ہے۔ اب متعلقہ منسٹر اس کا جواب دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! یہ معاملہ پچھلے سیشن میں بھی آ چکا ہے۔ قواعد

کے تحت یہ معاملہ دوبارہ ٹیک اپ نہیں ہو سکتا۔ اس پر مجھے فنی اعتراض ہے۔ اس لیے اس کو خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! یہ تحریک التوائے کار پچھلے سیشن میں نہیں آئی میری ان سے گزارش ہے کہ وہ اپنی معلومات کو درست فرمالیں اور اپنے حافظے کو درست فرما لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں نے گزارش کی ہے کہ 25 اکتوبر کے بعد سیشن ہوا ہے۔ جس میں یہ پیش نہیں ہوئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ حالیہ وقوع پذیر معاملہ نہیں بنا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: یہ حالیہ وقوع پذیر معاملہ نہیں بنا اس لیے مجھے فنی اعتراض ہے۔ لہذا اس کو خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! یہ مسئلہ ابھی تک موجود ہے۔ اور شہریوں کو پانی تا حال نہیں مل رہا۔ اور واسا اس طرح سے اپنے افسروں کے الٹے ٹلوں کے اوپر جو رقم خرچ کر رہا ہے اس کے سبب سے لاہور میں دو مرلوں کے پلاٹ کے اوپر دو سو روپے ماہانہ بل آ رہے ہیں۔ کسی اور شہر میں یہ نرخ نہیں ہیں۔ لاہور شہر کے اندر بھی کنٹونمنٹ میں یہ نرخ نہیں ہے۔ سیالکوٹ، گوجرانوالہ اور پبلک ہیلتھ کی سکیمیں جہاں بھی ہیں کہیں بھی یہ نرخ نہیں ہیں۔ یہ مفروضہ بل دیے جا رہے ہیں۔ اور یہ واقعہ ابھی تک موجود ہے۔ صورت حال ابھی تک ختم نہیں ہوئی۔ اگر صورت حال ختم ہو جائے تو پھر تو یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ یہ واقعہ ختم ہو گیا ہے اور اب اس کے اوپر کوئی تحریک پیش نہیں کی جا سکتی۔ اس معاملہ کے عذاب کے اندر تو لوگ ابھی تک موجود ہیں۔ اس لیے اس تحریک التوائے کار کو منظور کیا جائے اور اس کو بحث کے لیے ایوان کے سامنے پیش کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے اپنی تحریک التوائے کار میں یہ نہیں لکھا کہ یہ مسئلہ ابھی تک موجود ہے۔ آپ نے اسی پرانی خبر کو اپنی تحریک التوائے کار کا موضوع بنایا ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میری اس تحریک کے اختتام پر یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ لاہور کے شہری واسا کے ہاتھوں سخت پریشان ہیں۔ تین گنا نرخوں میں اضافہ کرنے کے

باوجود شہریوں کو نہ تو پانی میسر ہے اور نہ ہی سیوریج ٹھیک طور پر کام کرتا ہے۔ یہ معاملہ ابھی تک جاری ہے۔ میں نے یہ بات اپنی تحریک التوائے کار میں لکھی ہوئی ہے۔ وہ تو ایک ریفرینس کا حوالہ دیا گیا ہے جس کے تحت یہ وصول نہیں کر سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پراچہ صاحب! جہاں تک معاملہ کی اہمیت کا تعلق ہے اس سے تو ہم انکار نہیں کر سکتے۔ لیکن آپ چونکہ قواعد و ضوابط سے اچھی طرح واقفیت رکھتے ہیں۔ آپ اس مسئلے کو کسی اور انداز میں بھی پیش کر سکتے ہیں۔ آپ نے جس خبر کی بنیاد پر اپنی تحریک التوائے کار کو پیش کیا ہے۔ وہ کافی پرانی ہے۔ یہ حالیہ وقوع پذیر معاملہ نہیں ہوتا۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! اگر متعلقہ وزیر یا قانون اس بات کا ایوان کے سامنے وعدہ فرما دیں کہ وہ اس مسئلے کو ٹھیک کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہمارا مقصد مسئلے کی طرف توجہ دلانا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ سے درخواست کروں گا کہ شہریوں کا اہم مسئلہ ہے۔ آپ اس سلسلہ میں کوئی بیان جاری فرمانا چاہیں گے؟

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد): جناب سپیکر! جیسے دریشک صاحب فرما چکے ہیں اور فاضل محرک بھی یہ چاہتے ہیں کہ بیٹھ کر یہ مسئلہ حل کر لیا جائے تو فاضل ممبر میرے چیمبر میں تشریف لائیں میں ان کا یہ مسئلہ حل کرنے کے لیے تیار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فاضل محرک اس تحریک التوائے کار پر زور نہیں دیتے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! خوش تو مسئلہ حل ہونے کے بعد ہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پراچہ صاحب اب خوش ہیں آپ اس تحریک پر زور نہیں دیتے؟

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جتنی بھی تحاریک التوائے کار جو کہ فروری کے اجلاس سے پہلے پیش کی گئیں قواعد و ضوابط کے مطابق وہ تمام تحاریک التوائے کار lapse ہو چکی ہیں۔ اب اس قسم کی کوئی بھی تحریک التوائے کار ٹیک اپ نہیں کی جا سکتیں۔ جناب والا! اس پہ میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی یہ بات درست ہے کہ ہم کوشش کریں گے کہ وہ تمام تحاریک التوائے کار جو پچھلے اجلاس سے پہلے کی ہیں ان کو ایوان میں ٹیک اپ نہ کیا جائے۔

جناب فرید احمد پراچہ: پڑھنے کے لیے منظور ہوئی ہیں اور جناب سپیکر کی طرف سے سیکرٹری اسمبلی کی طرف سے اس کے ساتھ مجھے کورنگ لیٹر ملا ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ آپ کی فلاں سے فلاں نمبر تک تحریک التوائے کار سپیکر صاحب نے پیش کرنے کے لیے منظور کر لی ہیں اس لیے اب اس کے بعد۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس مسئلے کو سپیکر صاحب تک کے لیے ملتوی رکھتے ہیں۔ اس میں مزید فیصلہ سپیکر صاحب دیں گے اگر انہوں نے یہ فیصلہ کیا ہوا تو میرا خیال ہے کہ اس مسئلہ کو ملتوی کیا جائے۔ آپ اس سے اتفاق فرمائیں گے۔ آج اس کو ملتوی کر دیتے ہیں سپیکر صاحب اس پر فیصلہ دیں گے۔

جناب فرید احمد پراچہ: آج جو پیش ہو سکتی ہیں وہ تو کر لیں باقی کو ملتوی کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی ایک تو آگئی ہے۔ مسئلہ تو سب کا وہی ہونا ہے۔ مناسب تو یہ ہوگا کہ سپیکر صاحب تک اس مسئلے کو ملتوی کر دیا جائے۔ اگر انہوں نے آپ کے ساتھ کوئی وعدہ کر رکھا ہے تو پھر اس کا احترام کرنا چاہیے۔ ایسا کوئی مسئلہ نہیں اس کو کل تک کے لیے ملتوی کر دیتے ہیں۔ آپ میرے ساتھ اتفاق فرمائیں۔ 19 نمبر تحریک التوائے کار رانا اکرام ربانی صاحب اور سید چراغ اکبر شاہ صاحب کی طرف سے۔ جناب رانا صاحب آپ کی تحریک التوائے کار بڑی لمبی ہے آپ اسے پڑھنا پسند فرمائیں گے۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! اس میں سے جو خاص پوائنٹ ہیں جن کی بنا پر میں نے یہ تحریک التوائے کار بنائی ہے۔ جناب والا میں یہ مسئلہ عرض کرتا ہوں۔

پلازوں کی تعمیر میں قواعد و ضوابط کی خلاف ورزیوں پر ایل ڈی اے کی جانب سے عاید کردہ جرمانوں کی ادائیگی سے انکار اور معاف کروانے کی سعی

رانا اکرام ربانی: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نیشن" لاہور کی اشاعت مورخہ 5-2-92 میں یہ خبر چھپی ہے کہ (Mall Plazas Find Rs.120 m for illegal construction) تعمیراتی قواعد و ضوابط کی بے پناہ خلاف ورزیاں کرنے کی بناء پر

ایل ڈی اے نے شاہراہ قائداعظم پر تعمیر کیے جانے والے چار پلازوں کو مجموعی طور پر بارہ کروڑ روپے جرمانہ کر دیا اس میں سے سب سے بڑا جرمانہ صادق پلازہ شاہراہ قائداعظم کو دس کروڑ تیرہ لاکھ روپے کیا گیا لیکن ان پلازوں کے مالکان سیاسی اور بااثر ہونے کی بناء پر ایل ڈی اے پر اعلیٰ حکام کی وساطت سے دباؤ ڈال رہے ہیں کہ جرمانے کو ختم کر دیا جائے۔ ان بااثر تعمیر کنندگان نے اپنے پلازوں کی تعمیر کے دوران ایل ڈی اے کے ضوابط کی خلاف ورزی کی انہوں نے ایل ڈی اے کی جانب سے کیے جانے والے اعتراضات کو سیاسی اثر و رسوخ اور ایل ڈی اے کے حکام سے روابط کی بنا پر درخور اعتنا نہ جانا تعمیراتی قواعد کی بار بار خلاف ورزی کرنے کی پاداش میں انہیں جو جرمانے کیے گئے انہیں ادا کرنے سے بھی انہوں نے انکار کر دیا۔ جن پلازوں کی تعمیر میں بے قاعدگیاں ہوئی ہیں۔ ان میں شاہراہ قائداعظم پر صادق پلازہ کو دس کروڑ پینتالیس لاکھ پچاسی ہزار چھ سو بارہ روپے شاہراہ فاطمہ جناح پر فیصل چوک کے بالمقابل رحمان پلازہ کو ایک کروڑ بتیس لاکھ چھتیس ہزار چار سو اکاون روپے' رائرٹ روڈ پر مال ویو پلازہ کو سولہ لاکھ اٹھتر ہزار سات سو نوے روپے اور مال روڈ شاہراہ قائداعظم کے سنگم پر واقع زمان پلازہ کو چھپن لاکھ بہتر ہزار آٹھ سو تیس روپے جرمانہ کیا گیا۔ صادق پلازہ آئی جے آئی کے رکن صوبائی اسمبلی ملک محمد صادق نے تعمیر کرایا ہے۔ انہوں نے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف تک رسائی حاصل کی اور ان سے پنجاب کے وزیراعلیٰ کے نام ایک ڈائریکٹو لکھوایا جس میں ایل ڈی اے حکام سے کہا گیا ہے کہ تعمیراتی قواعد کی خلاف ورزی کی بنا پر عائد کیے گئے جرمانے کی کارروائی کو روک دیا جائے۔ 1986ء میں صادق پلازہ کا منظور شدہ منصوبہ چار منزلہ عمارت کی تعمیر کا تھا۔ جس کی بلندی 66 فٹ تک ہونی تھیں۔ لیکن مالک نے 1989ء میں ایل ڈی اے کی منظوری کے بغیر منصوبے میں تبدیلی کر دی اور اسے سات منزلوں تک لے گیا جس کی بلندی 77 فٹ ہے۔ لارج ایریا پلان کے تحت مالک املاک سے یہ بھی مطلوب تھا کہ وہ لارنس روڈ کی جانب 30 فٹ جگہ چھوڑے گا۔ بعدازاں اس وقت کے وزیراعلیٰ پنجاب اور اب وزیراعظم میاں نواز شریف نے 20 فٹ کی رعایت دے دی۔ مگر مالک نے قواعد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے باقی ماندہ دس فٹ جگہ پر اس کو تجاوز کرایا تو اسے ناکافی کارپارکنگ کے رقبہ کو بھی کور کر لینے کی بنا پر جرمانہ کار کیا گیا۔ زیادہ تر جرمانہ کار کے ٹوکنوں سے آتا ہے جو

دس کروڑ تیس لاکھ روپے کے مجموعی جرمانے میں سے 9 کروڑ 70 لاکھ روپے بنتا ہے۔ سانده کے ملک محمد زمان نے زمان پلازہ تعمیر کیا۔ وہ سیاسی آدمی تھا اس کا چچا عمران پیپلز پارٹی کا ایک مشہور اور بااثر کارکن تھا۔ جب پلازہ پر تعمیر کے سلسلے میں جرمانوں کے نوٹس آویزاں کر دیئے گئے اور انہیں ختم کرانے کی تمام تدابیر ناکام ہو گئیں تو تقریباً" مہینے کے لگ بھگ ہوتا ہے کہ ملک عمران بھی دھوم دھام سے پاکستان مسلم لیگ میں شامل ہو گیا اور اس تقریب میں میاں شہباز شریف ایم این اے اور میاں محمد اظہر گورنر پنجاب بھی شامل تھے۔ زمان پلازہ کا منصوبہ 1985ء میں منظور ہوا۔ دو یونٹ (دکان یا دفتر) سائے ایک کار کھڑی کرنے کی جگہ کا اہتمام کیا گیا۔ بغیر منظوری کے ایک اضافی منزل تعمیر کرنے کے علاوہ 100 مربع فٹ سے کم حجم کی دکانیں تعمیر کی گئیں۔ کاریں کھڑی کرنے کے لئے مختص جگہ پر ٹوکنوں سے کل جرمانے 56 لاکھ 70 ہزار میں سے 54 لاکھ 10 ہزار روپے ہا۔ رحمان پلازہ کی 1986ء میں منظوری دی گئی۔ اس کی تین منزلیں تہہ خانہ چالیس فٹ بلند بنا تھیں۔ اس میں ایک اور تہہ خانہ اور دو منزلیں بغیر اجازت کے تعمیر کر لی گئیں۔ ایک کروڑ 32 لاکھ کے کل جرمانہ میں سے کارپارکنگ کے لئے کم جگہ مختص کرنے کی ساء پر ایک کروڑ 21 لاکھ روپے جرمانہ کیا گیا۔

اپنے اصل منصوبہ سے 661 مربع فٹ زیادہ زمین پر مال ویو پلازہ تعمیر کیا گیا۔ جبکہ پارکنگ ایریا میں 4 مرلہ کم جگہ رکھی گئی۔ منصوبہ سے زیادہ جگہ گھیرنے پر 16 لاکھ روپے کا جرمانہ کیا گیا۔ مالکان کا سیاسی اثر و رسوخ تقریباً" نہ ہونے کے برابر ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سیاسی اور پر بھاری بھر کم شخصیتوں کے اثر و رسوخ سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔

دو مجالس جن میں سے ایک کے سربراہ چیف سیکرٹری پنجاب اور دوسری کمشنر لاہور ڈویژن تھے۔ اسے منظوری حاصل کرنے کے بعد ایل ڈی اے نے ان تجارتی تعمیرات کی اجازت دی۔ دوران تعمیر ان عمارتوں کے مالکان نے تعمیرات منصوبوں سے انحراف کیا زیادہ تر مالکان زیادہ رقبہ تعمیر میں لانے کی کوشش کی جس کی وجہ سے ہر پلازہ میں کارپارکنگ کا رقبہ حقیقی ضرورت سے کم رکھا گیا۔ حقیقی املاک سے بڑھ کر تعمیر کرنے پر جو بھاری جرمانے کیے گئے ہیں۔ ان سے امید واثق ہے کہ تعمیراتی روابط کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف قانونی سرگرمیاں رکھنے کا امکان ہے۔ تاہم اگر

قانون تعمیرات کرنے والے جرمانوں سے بچ نکلے تو شہر ناجائز تجاوزات والی بھاری بھر کم عمارتوں سے بھر جائے گا اس خبر کے مطابق لاہور کے مختلف حصوں میں مختلف شاپنگ پلازے تعمیر کیے گئے ہیں جن میں قوانین کی واضح طور پر سنگین خلاف ورزی کی گئی ہے۔ یہ شاپنگ پلازے مختلف بااثر سیاسی شخصیات کی ملکیت ہیں۔ جن میں شاہراہ قائداعظم پر واقع صادق پلازہ' شاہرہ فاطمہ جناح پر رحمان پلازہ' رابرٹ روڈ پر مال ویو پلازہ اور زمان پلازہ جو کہ مال روڈ اور شاہرہ قائداعظم کے سنگم پر واقع ہے۔ متعلقہ مالکان کی طرف سے آئی جی آئی میں ہونے کی وجہ اور وزیراعظم کے کئی لحاظ سے قریب ہونے کی وجہ سے وہ یہ جرمانے معاف کرانے کی کوشش میں ہیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو یہ تعمیراتی لاقانونیت کا تحفظ بلکہ کھلی چاٹی چھٹی دینے کے مترادف ہو گا۔ جس سے یہ شہر ماڈرن کھنڈرات کا عملی نمونہ بن جائے گا۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔ کہ لاہور میں ایل ڈی اے نے یا تو تعمیراتی قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کرنے کی اجازت دی ہے اور اگر کسی جگہ پر کسی نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے nominal fines کیے بھی ہیں تو سیاسی دباؤ کی بنا پر یا حکومت سے متعلقہ ہونے کی بنا پر اس جرمانے کو معاف کرانے کی کوشش ہو رہی ہے اور یا اسے التوا میں ڈالا جا رہا ہے۔ جن پلازوں کی تعمیرات میں بے قاعدگیاں ہوئی ہیں۔ ان میں شاہراہ قائداعظم پر صادق پلازہ کو 10 کروڑ 45 لاکھ 50 ہزار 6 سو بارہ روپے' شاہراہ فاطمہ جناح پر فیصل چوک کے بالمقابل رحمان پلازہ کو ایک کروڑ 32 لاکھ 36 ہزار 4 سو 51 روپے رابرٹ روڈ پر مال ویو پلازہ کو 16 لاکھ 78 ہزار 7 سو 90 روپے اور مال روڈ شاہراہ قائداعظم کے سنگم پر واقع زمان پلازہ کو 56 لاکھ 72 ہزار 8 سو 30 روپے جرمانہ کیا گیا تھا۔ جنہوں نے یہ پلازے تعمیر کیے انہوں نے وزیراعظم محمد نواز شریف تک رسائی کی اور انہوں نے پنجاب کے وزیراعلیٰ کے نام ایک ڈائریکٹو لکھوایا جس میں ایل ڈی اے سے کہا گیا ہے کہ تعمیراتی قواعد کی خلاف ورزی کی بنا پر عائد کیے گئے جرمانہ کی کارروائی کو روک دیا جائے۔ اب تفصیل یہ ہے کہ اس میں viola-tion ہوئی ہے اس پر پہلے تو ایل ڈی اے والوں نے کوئی ایکشن نہیں لیا تھا جب عوام کی طرف سے پریس کے ذریعے پوائنٹ آؤٹ کیا گیا تو اس پر وزیراعظم کی طرف سے وزیراعلیٰ

کو یہ ڈائریکٹو آیا ہے کہ جرمانے کی وصولی روک دی جائے۔ جناب والا! جرمانے کو روکنے کے لیے جو ڈائریکٹو جاری ہوا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ کو ہاؤس میں زیر بحث لایا جائے۔

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ: جناب والا! فاضل محرک کی یہ تحریک کافی لمبی ہے لیکن انہوں نے پوری تحریک پڑھی نہیں ہے اگر وہ ساری تحریک پڑھیں تو پھر میں جواب دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر رانا صاحب پڑھنا شروع کریں تو مقررہ وقت اسی میں ختم ہو جائے گا۔ رانا صاحب! متعلقہ رولز کے مطابق تو آپ کو یہ تحریک التوائے کار پڑھنی چاہیے۔ لیکن اگر وزیر صاحب تھوڑی سی رعایت فرمالیں تو جو آپ پوچھنا چاہتے ہیں وہ آپ نے فرما دیا ہے وزیر صاحب اس کا جواب دے دیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! مسئلہ یہ ہے کہ کروڑوں روپے کے جرمانے جو تعمیراتی قواعد کی خلاف ورزیوں پر کیے گئے ہیں اس کی ادائیگی روکنے کے لیے حکومتی ارکان اپنا اثر و رسوخ استعمال کر رہے ہیں۔ اس مسئلہ کو میں یہاں زیر بحث لانا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی آپ درست فرما رہے ہیں۔ جی! وزیر ہاؤسنگ۔

وزیر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ: جناب والا! اس تحریک کا جواب یہ ہے کہ تعمیراتی قواعد و ضوابط کی خلاف ورزیوں پر ایل ڈی اے نے شاہراہ قائداعظم پر تعمیر کیے جانے والے چار پلازوں کو مجموعی طور پر تقریباً 12 کروڑ روپیہ جرمانہ عاید کیا ہے۔ جس میں سب سے بڑا جرمانہ صادق پلازہ شاہراہ قائداعظم کو موجودہ ریٹ کے مطابق مبلغ -/103585612 روپے کیا گیا جو حتمی نہیں ہے 1986ء میں صادق پلازہ کا منسوبہ چار منزلوں تک شاپنگ پلازہ منظور کیا گیا۔ جبکہ پارکنگ پلازہ آٹھ منزلوں پر مشتمل تھا جس کی منظور شدہ بلندی 66 فٹ تھی اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب نے لارنس روڈ کی جانب 30 فٹ سیٹ بیک میں سے 20 فٹ کی رعایت دی لیکن مالک نے قواعد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے باقی ماندہ 10 فٹ جگہ پر بھی کچھ تجاوز کر لیا یہ غلط ہے کہ مالک نے پلازہ کی تعمیر سات منزلوں تک کر لی ہے یا یہ کہ اس کی بلندی 77 فٹ ہے۔ اس پلازہ کی بلندی اب بھی 61 فٹ ہے اس پلازہ کو زیادہ تر جرمانہ کار پارکنگ ناکافی ہونے کی بنا پر عاید کیا گیا ہے جو کہ مبلغ 9

کروڑ ستر لاکھ آٹھ ہزار روپے ہے۔ زمان پلازہ کا منصوبہ 1985ء میں منظور ہوا جس میں دو یونٹ (دکان یا دفتر) کے لیے ایک کار پارکنگ کی جگہ مہیا کرنے کو کہا گیا مالک نے بغیر ایل ڈی اے کی منظوری کے ایک اضافی منزل تعمیر کر لی اس کے علاوہ کچھ دکانوں کا رقبہ 100 مربع فٹ سے کم تعمیر کیا جس کی بنا پر مالک کو مبلغ 56,72,380 روپے جرمانہ عاید کیا گیا۔

رحمان پلازہ کی منظوری 1986ء میں دی گئی اس کی تین منزلیں تہہ خانہ کے علاوہ تھیں جن کی بلندی 44 فٹ بنتی تھی اس پلازہ میں ایک اور تہہ خانہ اور دو منزلہ غیر اجازت تعمیر کر لی گئی اس پلازہ پر مبلغ -/1,32,36,451 روپے جرمانہ عاید کیا گیا۔ جس میں -/1,20,78800 روپے صرف پارکنگ کے لیے کم جگہ مہیا کرنے کی بنا پر کیا گیا۔ مال ویو پلازہ 1981ء میں میونسپل کارپوریشن لاہور سے منظور ہوا اس پلازہ میں پارکنگ رقبہ کم رکھنے اور دوسری خلاف ورزیوں پر مبلغ 16,78,790 روپے جرمانہ عاید کیا گیا۔ یہ کہنا غلط ہے کہ ان پلازوں کے مالکان سیاسی یا بااثر ہونے کی بنا پر ایل ڈی اے پر اعلیٰ حکام کی وساطت سے دباؤ ڈلوا کر جرمانے کو ختم کروانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایل ڈی اے کو وزیر اعلیٰ کی طرف سے ایسا کوئی ڈائریکٹو موصول نہیں ہوا جس میں ایل ڈی اے حکام کو جرمانہ وصول کرنے سے روکا گیا ہو۔ عمارات کے نقشے منظور کرنے کے لیے باقاعدہ طور پر قواعد و ضوابط موجود ہیں خاص طور پر مال روڈ کی عمارت کے نقشہ جات کی منظوری دو کمیٹیوں کی سفارشات کے بعد کی جاتی ہے۔ ایک کمیٹی کے سربراہ کمشنر لاہور اور دوسری کمیٹی کے سربراہ چیف سیکرٹری پنجاب ہیں۔ ایل ڈی اے نے پلازوں کی تعمیر میں بے قاعدگیوں کی بنا پر انہیں بھاری جرمانے عاید کیے ہیں اور جرمانے وصول کرنے کے لیے قانونی طریقے اختیار کیے جائیں گے۔

جناب والا! اس میں اصل بات یہ ہے کہ یہ جو فرمایا گیا ہے کہ وزیر اعظم صاحب کی طرف سے ڈائریکٹو جاری کیا گیا ہے۔ جس کے تحت صادق پلازہ کے مالکان پر جو جرمانہ کیا گیا ہے اسے معاف کیا جائے۔ یا ان سے جرمانہ وصول کرنے سے روکا جا رہا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسا کوئی ڈائریکٹو نہ وزیر اعظم کی طرف سے موصول ہوا ہے اور نہ ہی وزیر اعلیٰ کی طرف

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے جو جرمانے کیے تھے انہیں معاف نہیں کیا؟
وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! نہ صرف یہ کہ جرمانے معاف نہیں کیے گئے بلکہ اس سلسلے میں ابھی کوئی تحرک بھی نہیں ہوا
رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں نے یہ کہا تھا کہ ان کی طرف سے جرمانہ معاف کروانے کی کوشش کی جارہی ہے۔۔۔
جناب ڈپٹی سپیکر: کوشش پر تو پابندی نہیں لگائی جاسکتی؟
رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں نے تو آخر میں یہ کہا تھا کہ اگر ایسا ہو گیا تو۔۔۔
جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب یہ تو مفروضہ ہوا گورنمنٹ نے ابھی تک ان کا جرمانہ معاف نہیں کیا اور نہ ہی وزیر اعظم صاحب کی طرف سے ابھی تک کوئی ڈائریکٹو آیا ہے۔
رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں یہ کہتا ہوں کہ 86-1985ء کے جرمانے ابھی تک وصول نہیں کیے جاسکے۔ افراط زر کے حساب سے تو اب تک ویسے ہی وہ دگنے ہو چکے ہیں۔
وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میں عرض کروں گا کہ جب جرمانہ عاید کر دیا جاتا ہے تو پھر اگر کوئی جرمانہ ادا نہ کرے تو اس سے سود بھی وصول کیا جاتا ہے' سرچارج وصول کیا جاتا ہے اور اس کی وصولی کے لیے محکمہ تحرک کر رہا ہے۔
رانا اکرام ربانی: جناب والا! وزیر موصوف اس بات کی یقین دہانی کرواتے ہیں کہ یہ رقم وصول کی جائے گی اور اس سلسلے میں کسی سیاسی دباؤ کو قبول نہیں کیا جائے گا۔
وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! میں تو پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ یہ رقم انشاء اللہ وصول کی جائے گی اور کسی قسم کی سیاسی حیثیت کا فائدہ نہیں اٹھانے دیا جائے گا۔
رانا اکرام ربانی: وزیر موصوف کی اس یقین دہانی کے بعد میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا۔
جناب ڈپٹی سپیکر: رانا اکرام ربانی صاحب اپنی تحریک پر زور نہیں دیتے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 20 ہے۔

ریس کورس روڈ پر واقع چلڈرن کمپلیکس کی عمارت میں بیت المال کا قیام

رانا اکرام ربانی: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کی اشاعت مورخہ 5-2-92 میں یہ اداریہ چھپا ہے کہ وزیر اعلیٰ غلام حیدر وائیں کو تجویز دی گئی ہے کہ ریس کورس روڈ پر واقع چلڈرن کمپلیکس کی عمارت میں بیت المال قائم کر دیا جائے اور بچوں کی لائبریری اس کے احاطے کے کونے میں منتقل کر دی جائے۔ چلڈرن کمپلیکس صوبائی دارالحکومت میں بچوں کے لیے واحد ایسی سہولت ہے اور افسوسناک بات یہ ہے کہ حکومت کم از کم تین بار یہ کوشش کر چکی ہے کہ اسے اپنے تصرف میں لے آئے۔ گزشتہ پانچ برس میں صوبائی حکومت نے اس بات سے قطع نظر کہ یہ کمپلیکس بچوں کی تعلیمی' تحقیقی اور تفریحی سہولیات دے رہا ہے۔ ہر بار یہی کوشش کی ہے کہ کسی طرح عمارت کو وزیر اعلیٰ کا سیکرٹریٹ بنا دیا جائے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ بچے جو مستقبل کا سرمایہ ہیں اور جن کی ذہنی اور جسمانی ترقی کے لیے صاف ستھری سہولتیں ملنی چاہئیں۔ ان کی موجودہ سہولت کو فروغ دیا جاتا لیکن محض اس مقصد سے کہ بیوروکریٹس کو اچھی جگہ پر دفاتر میسر آ جائیں' بچوں کو محروم کر دینا قرین انصاف بات نہیں ہو سکتی۔ کیا اس سے پہلے صوبائی وزیر اعلیٰ کے پاس دفاتر کی تعداد کم ہے۔ کہ ایک اور عمارت کا اضافہ ناگزیر ہو گیا ہے۔ اگر دفاتر کے لیے اچھی جگہ کی خواہش ہے تو موجودہ دفاتر بھی اچھی جگہ موجود ہیں۔ چلڈرن کمپلیکس بچوں کے لیے ایک جذباتی مسئلہ ہے اور وہ اس جگہ کو سرکاری دفاتر بنانے کی کوشش کے خلاف 1990ء میں مظاہرہ کر چکے ہیں۔ ان کا یہ احتجاج بھی ارباب اختیار نے ذہن میں نہیں رکھا اور ایک بار پھر عمارت ہتھیانے کی کوشش نظر آتی ہے۔ جہاں تک بیت المال کے قیام کا تعلق ہے تو اس کے لیے کوئی اور عمارت بھی تو حاصل کی جا سکتی ہے۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ایک ایسی سہولت کو تباہ کر کے رکھ دیا جائے جس سے پبلک استفاد کر رہی ہے۔ حکومت اسے آئے روز کے مسئلے کو ختم کرے اور خواہ مخواہ انا کا معاملہ نہ بنائے۔ یہ کوئی اچھی روش نہیں کہ جو بھی اچھی

عمارت نظر آئے اسے سیکرٹریٹ میں تبدیل کر لیا جائے۔ اگر بیت المال کے لیے کوئی اور مناسب جگہ نہیں تھی تو اسے بادشاہی مسجد کے کمپلیکس میں بھی شفٹ کیا جا سکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ بچوں کے لیے مخصوص عمارت پر دارالمال کا قبضہ کر دیا جائے۔ اس اداریہ سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی' اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے اسے فوری طور پر زیر بحث لا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! مورخہ 5 فروری کی یہ خبر ایک مفروضے پر مبنی ہے اس کا حقائق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ چند ایک محکمے جیسے بیت المال وغیرہ کے لیے تجویز زیر غور تھی لیکن اس کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت نے یہ عمارت چلڈرن کمپلیکس کے لیے ہی مخصوص کر رکھی ہے اور بیت المال کے لیے دوسرا دفتر قائم بھی کر دیا گیا ہے اور اس دفتر نے کام بھی کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس لیے یہ اخباری خبر حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ میں فاضل رکن کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کا جو خدشہ تھا وہ اب دور ہو چکا ہے لہذا وہ اپنی تحریک التوائے کار کو پریس نہ فرمائیں۔ شکریہ۔

جناب علی حسن رضا قاضی: جناب والا وزیر موصوف کی یقین دہانی کے بعد کہ اسے چلڈرن کمپلیکس ہی رہنے دیا جائے اور بیت المال کا دفتر بھی کسی اور عمارت میں قائم کر دیا گیا ہے میں اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: قاضی صاحب اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتے۔

اب مغرب کی نماز کے لیے وقفہ کیا جاتا ہے۔ انشاء اللہ سوا سات بجے دوبارہ اسمبلی کی کارروائی کا آغاز کریں گے۔

(اس کے بعد ایوان کی کارروائی سوا سات بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ برائے نماز)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر 7-35 پر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

مسودات قانون

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں۔

(وزیر قانون ہاؤس میں موجود نہ تھے)

(اس مرحلہ پر وزیر قانون ہاؤس میں تشریف لے آئے)

لاء منسٹر صاحب! اب قانون سازی ہے۔

میاں منظور احمد موھل : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! فرمایے۔

میاں منظور احمد موھل: میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: موھل صاحب! آپ اتنی دور کیوں چلے گئے؟ آپ اپنی سیٹ پر ہی ہیں؟

میاں منظور احمد موھل: جی! میں اپنی سیٹ پر ہی ہوں۔ مجھے آپ نے اب بالکل پیچھے سیٹ دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن دیوار سے پرے جانے کا امکان تو نہیں ہے؟

میاں منظور احمد موھل: جی! نہیں ہے۔ (قہقہے) جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اگر سپیکر صاحب اپنی کرسی پر تشریف لے آئیں لیکن لاء منسٹر نہ ہوں تو وہ کیا ان کے انتظار میں خاموش بیٹھے رہ سکتے ہیں کہ جب لاء منسٹر آئیں تو پھر کارروائی کو شروع کریں۔ اس پر آپ رولنگ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جیسے پرانے اور اچھے پارلمنٹرین کے ہوتے ہوئے میرے خیال میں خاموشی تو ممکن نہیں ہے۔ تو لاء منسٹر صاحب کو بھی جب پتہ چلا ہے کہ اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہو چکا ہے تو وہ تشریف لے آئے ہیں اور وہ کافی جلدی میں تھے۔ جی! لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں ہنگامی قانون ترمیم۔۔۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی سیٹھی صاحب فرمایے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج سے دو روز پیشتر جناب فرید پراچہ صاحب نے بھی اس پوائنٹ آف آرڈر کو raise کیا تھا اور جناب سپیکر صاحب نے اس کے بارے میں یہ بات کی تھی کہ اس بارے میں مناسب وقت پر بات

کی جا سکتی ہے۔ جناب سپیکر! میں اس ہاؤس میں کچھ ایسی روایات کو دیکھ رہا ہوں کہ یہ پریکٹس میرے سامنے آئی ہے کہ آرڈیننس کبھی اسمبلی سیشن سے مہینوں پہلے آیا کرتے تھے پھر یہ دنوں میں آئے اور اب افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ حکومت کی کارکردگی کو شاندار کہا جائے گا یا وزراء کی کارکردگی کی تعریف کی جائے گی۔ اب صورت حال یہ ہے کہ یہ جو آرڈیننس لوکل گورنمنٹ کے بارے میں ہے جناب گورنر نے جس کی sum-moning کی ہے آج اس کی جناب سپیکر! تاریخ ملاحظہ کریں تو آپ کو اندازہ ہو گا کہ 17 تاریخ کو اس کی summoning ہو رہی ہے اور 17 تاریخ کو اس کو publicity کے لیے بھیجا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے اور مجھے اس بات پر افسوس بھی ہو رہا ہے کہ شاید یہ ایک وقت آنے والا ہے کہ جب اسمبلی کا اجلاس ہو گا۔ یہاں معزز اراکین بیٹھے ہوں گے اور پیچھے سے آرڈیننس بھی لائے جا رہے ہوں گے۔ اس لیے میں یہ چاہوں گا کہ مجھے اس کے بارے میں واضح رولنگ دی جائے کہ یہ جو اس میں بے ضابطگی واضح طور پر نظر آ رہی ہے یہ معزز اراکین کے لیے کہ جو اس بارے میں دلچسپی رکھتے ہیں اور جو اس ملک میں جمہوری روایات کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ جو اس ملک میں عوام کی بہتری کے لیے محنت کرتے ہیں۔ کیا یہ ان پر عدم اعتماد کا اظہار نہیں ہے۔ جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ اس بارے میں آپ ہمیں بتائیں کہ ایسا کیوں کیا جا رہا ہے؟ تو کیا یہ حکومت کی ناقص کارکردگی کا اظہار نہیں ہوتا۔ جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ اس پر آپ رولنگ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیٹھی صاحب! میرے خیال میں اس مسئلے پر ایک دو روز پہلے کافی بحث ہو چکی ہے اور شاید اس پر کچھ نہ کچھ فیصلہ بھی ہو چکا ہے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب والا! میں معذرت سے عرض کروں گا جہاں تک مجھے یاد ہے جناب سپیکر نے فرمایا تھا اور جناب فرید پراچہ صاحب نے بھی پوائنٹ اٹھایا تھا کچھ روز پہلے بھی اس پر ڈسکشن ہوئی تھی مگر میں جناب! یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ تاریخ دیکھ لیں یہ آرڈیننس اسی دن لایا جا رہا ہے جس دن اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر! یہ کیا ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس کے بارے میں حکومت کی کارکردگی کا جائزہ لے کر دیکھیں یہ کیا کر رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وزراء کی کارکردگی اور حکومت کی کارکردگی کا یہ حال ہے

کہ یہ اسی دن ایوان کے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں پراچہ صاحب نے بھی اپنا کافی موقف بیان کیا تھا اور اب آپ کے جذبات بھی ایوان کے سامنے آ چکے ہیں جہاں تک تعلق ہے کہ جب اسمبلی کا اجلاس نہ ہو رہا ہو حکومت آرڈیننس لا سکتی ہے۔ کیا وزیر قانون صاحب آپ اس سلسلے میں کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر قانون: جناب والا! میں یہی گزارش کرنا چاہتا تھا کہ یہ نکتہ جناب فرید احمد پراچہ صاحب نے اٹھایا تھا اور جناب سپیکر نے یہ فرمایا تھا کہ میں مناسب وقت پر آپ کے ساتھ بات کروں گا اور وزیر قانون سے بھی بات کروں گا یہ معاملہ اٹھایا گیا تھا اور اس پر باقاعدہ اظہار خیال فرماتے ہوئے جناب سپیکر! نے اس کا نوٹس لیا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ میں مناسب وقت پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر! جہاں تک قانونی یا آئینی پوزیشن کا تعلق ہے۔ اس بارے میں عرض ہے کہ اسمبلی summon ہونے سے پہلے کسی وقت بھی حکومت آرڈیننس نافذ کر سکتی ہے۔ جناب والا! یہ قانون بہت ہی اہم قانون تھا اور اس بارے میں قانونی ماہرین سے مشورہ لینا تھا ہم کو آپریٹو پر تو پہلے ہی قانون سازی کر رہے ہیں اور اس پر انشاء اللہ اگلے سیشن میں قانون سازی ہو گی۔

جناب فرید احمد پراچہ: (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! گزارش یہ ہے اور میں ریکارڈ کی درستگی کے لیے یہ بات کر رہا ہوں کہ وزیر قانون صاحب نے یہ جو بات ارشاد فرمائی ہے کہ سپیکر صاحب نے فرمایا کہ وہ میرے ساتھ اور وزیر قانون صاحب کے ساتھ بات کریں گے یہ واقعہ اس طرح سے نہیں ہے۔ سپیکر صاحب نے یہ رولنگ دی تھی کہ یہ پوائنٹ valid ہے اور اس کے بارے میں مناسب وقت پر ایوان میں بات کی جائے گی تو یہ ایوان میں بات ہوتی ہے اور ہم اپنا یہ حق رکھتے ہیں اور جناب سپیکر! اس بارے میں اپنی رولنگ دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پراچہ صاحب! میرے خیال میں یہ زیادہ مناسب ہو گا کہ جو سپیکر صاحب نے فرمایا ہے ہے اس کا انتظار کیا جائے کہ وہ اس مسئلے پر کس رائے کا اظہار کرتے

ہیں اب کارروائی کو آگے چلنے دیا جائے۔

میاں منظور احمد موھل: (پوائنٹ آف آرڈر) جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کرسی صدارت پر جو بھی تشریف فرما ہوں گے وہ اس وقت سپیکر ہی ہوں گے اس لیے کوئی بھی مسئلہ ہو آپ اس پر اپنی رولنگ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی یہ بات درست ہے۔ لیکن اگر سپیکر صاحب کی موجودگی میں ایک بات ہو چکی ہو۔۔۔

میاں منظور احمد موھل: جناب والا! میرا مقصد بھی یہی ہے کہ اب آپ سپیکر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! یہ تو درست ہے۔ آپ پرانے پارلمنٹرین ہیں۔ لہذا اچھی روایات قائم کرنی چاہئیں۔

میاں منظور احمد موھل: جناب والا! لیکن اختیارات کا مسئلہ نہیں ہے۔ اس وقت تو آپ ہی سپیکر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: موھل صاحب درست فرما رہے ہیں اور مجھے اپنے اختیارات کا علم ہے۔ لیکن ہمیں کچھ اچھی روایات قائم کرنی چاہئیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر امداد باہمی: (پوائنٹ آف آرڈر) جناب سپیکر! اگر ایک دن ایک مسئلہ اس ایوان میں پیش ہوا ہو۔ روایات بھی یہی ہیں۔ اور قاعدہ بھی یہی کہتا ہے اور اس پر سپیکر صاحب نے اپنا فیصلہ ملتوی کر دیا ہو تو اسی قسم کی کسی دوسری تحریک کو زیر بحث لا کر فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! میں نے یہ موھل صاحب سے عرض کر دیا ہے۔

راجہ خلیق اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ گورنر صاحب نے جو آرڈیننس بنایا ہے وہ درست بنایا ہے اس کی viability کو even Speaker cannot challenge یہ تمام اسمبلیوں میں پریکٹس رائج ہے کہ سپیکر کسی لحاظ سے بھی ان آرڈیننسز کو چیلنج نہیں کر سکتا۔ خاص طور پر اس معاملے میں آئین کی دفعہ 128 اس بارے میں صاف واضح ہے۔ جب اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہو تو اس وقت گورنر کوئی آرڈیننس نافذ نہیں کر سکتا لیکن اس سے پہلے کسی بھی وقت وہ آرڈیننس نافذ کر سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ ان کا پوائنٹ یہ نہیں ہے۔ آرڈیننس تو درست جاری ہوا ہے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ دو چار روز کے بعد اسمبلی کا اجلاس آنے والا تھا اگر وہ آرڈیننس کی جائے اسے بل کی شکل میں لے آتے تو زیادہ مناسب ہوتا۔ ان کا پوائنٹ یہ ہے۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا! رولنگ بھی یہی ہے اور پریکٹس بھی یہی ہے۔ وہ اسمبلی سے ایک دن پہلے بھی آرڈیننس لا سکتے ہیں اس کو کوئی کورٹ بھی چیلنج نہیں کر سکتی اور سپیکر بھی اسے invalid قرار نہیں دے سکتا یہ جناب والا میرے پاس رولنگز ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی یہ بات درست ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں اب اس مسئلے کو dispose of کرنا چاہیے۔ جی! وزیر قانون صاحب۔

ہنگامی قانون (ترمیم) دی پنجاب بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن مصدرہ 1992ء

MINISTER FOR LAW Sir, I beg to lay the Punjab Boards of Intermediate & Secondary Education (Amendment) Ordinance, 1992 on the Table of the House.

MR DEPUTY SPEAKER: The Punjab Boards of Intermediate & Secendary Education (Amendment) Ordinance, 1992 has been laid on the Table of the House.

It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 75, sub-rule 6 of the Rules of Procedure. It is referred to the appropriate Standing Committee for report by 20th June, 1992.

(مسودہ قانون (ترمیم) کوآپریٹو سوسائٹیز پنجاب مصدرہ 1992ء)

clsuse-5

MR DEPUTY SPEAKER : Now, clause 5 of the Bill is under

consideration. Four amendments have been received. The first amendment has been given notice of by Mr. Farid Ahmed Piracha, Mr. Irshad Hussain Sethi and Ch.Muhammad Hanif. Mr. Piracha may please move his amendment.

MR. FARID AHMED PIRCHA: I beg to move-

That in clause 5- of the Bill, as recemmended by the Standing Committtee on Cooperatives, in the proposed sub-setcion (1) of Section 44-C of the Principal Act, between the words "by" and "the' occurring in line2, the words "the Chairman of the Society concerned on the recommendation of be inserted

MR DEPUTY SPEAEKER:- The motion is:-

That in clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, in the proposed sub-section (1) of Section 44-C of the Principal Act, between the words "by" and "the, occurring in line 2, the words "the Chariman of the Society concerned on the recommentdation of" be inserted.

MINISTER FOR LAW: I oppose the amendment.

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہ ایک کوآپریٹو سوسائٹی ایکٹ 1925ء کا ہے اور یہ اس دور غلامی کا ایکٹ ہے کہ جب بیرونی آقا یہ بات محسوس کرتے تھے کہ ہندوستان کے رہنے والے یہ لوگ اس بات کی اہلیت نہیں کہ ان کو اختیارات دیے جائیں۔ چنانچہ افسران کے پاس زیادہ اختیارات رہتے تھے اور تمام تر جو قواعد اور

- قوانین بنائے گئے ان میں بنیادی بات یہ تھی کہ اختیارات کی مرکزیت کسی ایک فرد میں ہو اور وہ فرد بھی سیورو کریسی کا یا افسر کا ہو جس کے پاس یہ سارے اختیارات ہوں' چنانچہ ان اختیارات کے صحیح اور غلط استعمال کے بعد بے شمار نقصانات لوگوں کو پہنچے اور جب میں اس بل پر مجموعی طور پر اپنی گفتگو کروں گا تو میں اس وقت عرض کروں گا کہ کہاں کہاں اس سے تجاوز کیا گیا اس ترمیم کے ذریعے سے جو بات میں مد نظر رکھنا چاہتا ہوں وہ بات یہ ہے کہ اس ایکٹ کے اندر یہ بات پہلے ہی سے موجود ہے کہ سوسائٹی کوئی بھی ہو اس سوسائٹی کو dissolve کیا جا سکتا ہے اور رجسٹرار اس کو ایسا کر سکتا ہے۔ لیکن اس کے بعد اب یہ جو ترمیم دی گئی ہے کہ اس کے تحت تمام اختیارات سوسائٹی کے رجسٹرار کو دے دیے گئے ہیں کہ وہ افسر کو برطرف کرے اور اس بارے میں اس کے پاس مکمل اختیارات موجود ہیں۔ جناب والا! میں یہ ترمیم دے رہا ہوں کہ رجسٹرار کو صرف اتنے اختیارات ہوں۔

میں یہ ترمیم دے رہا ہوں کہ رجسٹرار کو صرف اتنے اختیار ہوں اگر سوسائٹی موجود ہے۔ سوسائٹی dissolve نہیں ہوئی۔ سوسائٹی زندہ ہے۔ سوسائٹی func-tion کر رہی ہے اور اس کے کسی افسر کو برطرف کرنا ہو تو یہ اختیار یا تو ممبر کے پاس ہونے چاہئیں یا پھر اگر رجسٹرار یہ محسوس کرتا ہے کہ سوسائٹی کے اندر کوئی غلط کام ہو رہا ہے' کوئی افسر بد دیانت ہے اور کسی کو برطرف کرنا ہو تو وہ سوسائٹی کے چیئرمین کو اسے برطرف کرنے کے لیے کہے۔ اس میں دو عملی ہے۔ ایک طرف سوسائٹی موجود بھی ہے اور اس کے اختیارات رجسٹرار نے حاصل نہیں کیے جبکہ اسی Act کے تحت اس کو یہ اختیارات حاصل تھے کہ وہ کسی سوسائٹی کو dissolve کر سکتا ہے۔ لیکن وہ سوسائٹی exist بھی کر رہی ہے اور اس کے بعد اس سوسائٹی کے اختیارات بھی اس کو دیے جا رہے ہیں لیکن اس کی بجائے اگر یہی اختیارات چیئرمین کے پاس ہوں یا ممبران کے پاس ہوں اور ان کے ذریعہ اختیارات کو استعمال کیا جائے تو یہ زیادہ بہتر ہو گا اور اس طریقے سے زیادہ اچھے نتائج نکل سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! جناب ارشاد حسین سیٹھی! آپ ارشاد فرمایئے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! میں پراچہ صاحب کے خیالات کی تائید کرتا ہوں اور میں گزارش کروں گا کہ اس بارے میں وزراء سنجیدگی سے جائزہ لیں اور اس ترمیم کو جس طرح سے پیش کی گئی ہے اس طرح اس کی منظوری دیں تاکہ یہ عوام کی بھلائی کے لیے موثر اور بہترین ثابت ہو سکے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب چودھری محمد حنیف صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ جی! وزیر قانون صاحب آپ ارشاد فرمایئے۔

وزیر قانون: جناب والا! اس ترمیم کے مطابق رجسٹرار کو آپریٹو سوسائٹی کو برطرف کرنے کے اختیار دینے کی جائے یہ ترمیم دی گئی ہے کہ رجسٹرار کو سفارش کرنے کا اختیار ہو۔ اور چیئرمین جو ہے وہ برطرف کرے۔ جبکہ چیئرمین بھی اسی سوسائٹی کا ہے۔ وہ بھی officers کی category میں آتا ہے۔ اور اگر چیئرمین رجسٹرار کی recommendation پر عمل درآمد نہ کرے تو نتیجتاً" اس قانون کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم غیر ضروری ہے اور اس ترمیم کو قبول کرنے سے قانون پر عمل درآمد مشکل ہو جائے گا۔ لہذا میں آپ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ اس ترمیم کو مسترد فرمایا جائے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Motion moved and the question is-

That in clause-5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, in the proposed sub-section (1) of Section 44-C of the Principal Act, between the words "by" and "the," occurring in line 2, the words "the Chairman of the Society concerned on the recommenda-

tion of" be inserted.

(The motion was lost)

Next amendment has been given notice of by the Minister for law. Please move your amendment.

MINISTER FOR LAW: I beg to move:-

That in clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, in the proposed Section 44-C, the full-stop appearing at the end be replaced by a colon and the followng proviso be added thereafter, namely:-

"Provided that the provisions of this Section shall not apply to the Punjab Provincial Cooperative Bank Limited."

رانا ثناء اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! رانا صاحب! ارشاد فرمایے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس جناب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جو amendment وزیر قانون صاحب پیش کر رہے ہیں اس کے ساتھ لکھا ہے کہ -no tice recieved:20-5-1992

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ پچھے دنوں جس دن یہی بل under considera-tion تھا اسی دن ہم پر یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ ہماری جو amendments ہیں وہ 20 تاریخ کو موصول ہوئی ہیں۔ اور وزیر قانون صاحب نے اپنے اعتراض میں یہ فرمایا تھا کہ یہ ترامیم require limit کو پورا نہیں کرتیں اس لیے یہ پیش نہیں کی جا سکتیں۔ چونکہ اس amendment کا نوٹس بھی 20-5 کا ہے اس لیے یہ بھی پیش نہیں کی جا سکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! لاء منسٹر صاحب؟

وزیر قانون: جناب والا! آج 24 تاریخ ہے۔ اگر یہ اسی دن under considera-tion آتا ہے تو پھر میرے بھائی کا objection valid تھا اب تو clear two days کی جائے چار دن گزر گئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ دو دن اس دن سے count ہوتے ہیں جس دن سے یہ ہاؤس کے سامنے for consideration پیش ہوا۔ اب اگر considera-tion دو یا تین دن چلتی ہے تو جناب والا! یہ اس طرح نہیں ہو سکتا جس طرح لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے۔ آپ متعلقہ رولز ملاحظہ فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ قاعدہ 85(2) کو پڑھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: اگر مجوزہ ترمیم کا نوٹس مسودہ قانون یا اس کی متعلقہ ضمن یا کوشوارہ کے زیر غور لائے جانے کے دن سے مکمل دو دن قبل نہ دیا گیا ہو تو کوئی رکن ترمیم کے پیش کیے جانے پر اعتراض اٹھا سکتا ہے اور ایسا کیے جانے پر اعتراض قابل پذیرائی ہوگا۔ تاوقت کہ سپیکر اس قاعدہ کو کسی محتی دفعہ کو معطل کر کے ترمیم پیش کرنے کی اجازت نہ دے دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب یہ قاعدہ 85(2) انگریزی میں پڑھیں۔

رانا ثناء اللہ خان:-

85(2) If notice of a proposed amendmend has not been given two clear days before the day on which the Bill, the relevant clause or the Schedule is to be considered, any member may object to the moving of the amendment and thereupon such objection shall prevail unless the Speak-er suspends this sub-rule and allows the

amendment to be moved.

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا نوٹس 20 تاریخ کو آیا ہے۔ اور آج 24 تاریخ ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جس دن مل آیا ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں تھوڑا سا آگے بھی پڑھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: اگر یہاں پہ یہ ہوتا تو پھر اس سے یہ مطلب نکالا جا سکتا تھا۔ کہ اگر relevant clause آتے آتے ایک دو دن لگ جائیں تو پھر ایسے ہو سکتا ہے۔ لیکن مل زیر غور اگر آج سے دو دن پہلے آگیا ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ متعلقہ clause تو آج آ رہی ہے۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب سپیکر! جو حکومت کی طرف سے کسی وقت بھی ترمیم آسکتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! اس پہ فیصلہ ہو چکا ہے۔..... رانا صاحب! آپ کی amendment ہے۔ اس کو منسٹر صاحب کی amendment کے بعد زیر غور لائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! وزیر قانون کی ترمیم کلاز نمبر 7 میں ہے اور میری نمبر 6 میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کلاز نمبر 5 میں لا رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ترتیب میں میری ترمیم پہلے آتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی ترمیم بھی آجائے گی۔ آپ فکر نہ کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: لیکن ترتیب میں تو میری ترمیم پہلے آتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! جو ہمارے پاس ہے اس میں یہ طریقہ نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرے پاس بھی وہی کاپی ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ لاء منسٹر صاحب کو یہ بھی ہوش نہیں ہے کہ ان کی ترمیم کس نمبر پہ آ رہی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! بڑے افسوس کی بات ہے۔ میں تو بیٹھا رہا [illegible] ترمیم پیش کر رہا

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب کی ترمیم 44 (سی) میں ہے اور آپ کی ترمیم 44 (ای) میں ہے۔ پہلے منسٹر صاحب کی ترمیم آئے گی اس کے بعد آپ کا نمبر آئے گا۔

Amendment moved is--

> That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, in the proposed Section 44-C, the full-stop appearing at the end be replaced by a colon and the following proviso be added thereafter, namely:-
>
> "Provided that the provisions of this Section shall not apply to the Punjab Provincial Cooperative Bank Limited."

رانا ثناء اللہ خان: اگر یہاں پہ لفظ "or" ہو پھر یہ مطلب نکالا جا سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اگر آپ ذرا غور سے پڑھیں تو یہ بالکل واضح ہے۔ جس کلاز میں ترمیم پیش کی گئی ہے وہ 20 تاریخ کو کی گئی ہے اور زیر غور آج لائی جا رہی ہے۔ آج 24 تاریخ ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! لیکن ترمیم کی غرض سے جس دن بل اسمبلی میں پیش ہوا ہے وہ دن گنا جائے گا۔ آپ ویسے قواعد میں نرمی کر سکتے ہیں۔ اگر وہ کرنا چاہتے ہیں اور لاء منسٹر صاحب کو اپنی حمایت دینا چاہتے ہیں تو دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اس کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! رانا صاحب کی ایک ترمیم تھی وہ انہوں نے واپس لے لی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ پیش کر رہا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: وہ ترمیم تو اس سے پہلے تھی۔ چونکہ فرید احمد پراچہ کی بھی

اس میں amendment تھی اور ان کی بھی ترمیم اسی میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی ترمیم اس پہ نہیں تھی۔ اس میں صرف پراچہ صاحب سیٹھی صاحب اور چودھری حنیف صاحب کی ترمیم تھی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میری بھی اسی پہ ترمیم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ سیکرٹری صاحب کے پاس چیک کر لیں۔ جو ہمارے پاس ریکارڈ ہے اس میں آپ کی ترمیم نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میرے پاس ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں آپ کو دکھا دیتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بڑے توقف سے oppose کیا ہے۔ جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کے ملازمین کو دفعہ 44 (سی) کے تحت کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ میں دیے گئے کوآپریٹو سوسائٹیز کے رجسٹرار کے ملازمت سے برطرف کرنے کے اختیارات سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کے اپنے قواعد ہیں۔ یہ ایک ادارہ ہے۔ اس میں ڈائریکٹرز ہوتے ہیں جو سارے صوبے سے منتخب ہو کر آتے ہیں۔ اور رجسٹرار خود اس کا صدر ہوتا ہے۔ اس وجہ سے یہ ضروری سمجھا گیا کہ یہ اختیارات اس منتخب باڈی کے پاس رہیں اور رجسٹرار کو اس قسم کے اختیارات نہ دیے جائیں۔ جمہوری اداروں کو تقویت پہنچانے کے لیے یہ امنڈمنٹ ضروری ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ التماس کروں گا کہ اس ترمیم کو منظور فرمایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! رانا صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ اس ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک کے اپنے ڈائریکٹرز ہوتے ہیں۔ وہ اپنے فیصلے کرتے ہیں انہوں نے رجسٹرار کے اختیارات سے ان کو بچانے کے لیے یہ ترمیم لائے ہیں۔ جناب سپیکر! باقی کوآپریٹو سوسائٹیز جو پورے صوبے میں اپنا بزنس کریں گی کیا ان کے اپنے ڈائریکٹر نہیں

ہوں گے۔ کیا ان کا ایک مینجنگ بورڈ نہیں ہو گا۔ جب باقی کوآپریٹو سوسائٹیز کا اپنے انتظامی ڈھانچہ کے باوجود رجسٹرار کے تابع ہونا لازمی قرار دیا گیا ہے تو پھر پنجاب پروانشل کوآپریٹو بنک کو اس سے استثنیٰ کیوں دیا جا رہا ہے۔ اس کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے کہ اس بنک کو اس سے استثنیٰ دی جائے۔ جب باقی کوآپریٹو سوسائٹیز رجسٹرار کے تابع ہیں۔ یا تو یہ ہو کہ یہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک نہ ہو۔ اس کے بنیادی مقاصد کی بنیاد بھی نہیں اصولوں پر ہے۔ تو اس لیے جس طرح باقی تمام کوآپریٹو سوسائٹیز کوآپریٹو رجسٹرار کے تابع ہیں اسی طرح کوآپریٹو بنک بھی اسی کے تابع ہونا چاہیے۔ اور اسے اس سے استثنیٰ نہیں ملنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ نے اس کی مخالفت کی تھی۔

رانا ثناء اللہ خان: جی ہاں! صرف میں نے ہی اس کی مخالفت کی تھی۔

MR DEPUTY SPEAKER: Next amendment is from Rana Sana Ullah Khan. he may move.

RANA SANA ULLAH KHAN: I move-

That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, in the proposed Section 44-E of the Principal Act,----

(a) in sub-section (1) the words "or any other person" occurring in lines 4-5, be deleted,

(b) in para (ii) of sub-section (i), the words "or other person or their dependants" occurring in line 6, be deleted,

(c) in sub-section (2) for the words "six months" occurring in lines 2-3, the word" "two months" be substituted;

(b) the fullstop appearing at the end of sub-section (2) be replaced by a colon and the following proviso be added thereafter, namely:-

"Provided that the Registrar of any person authorised by him while exercising powers under this Section shall associate a Magistrate to conduct the proceedings:

Provided further that the Provisions of Section 103 of the Code of Criminal Procedure 1898 shall apply mutatis mutandis to all the proceedgs under this Act."

MR.DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:-

That in Clause 5 of the Bill , as recommedned by the Stadning Committee on Cooperatives, in the proposed Section 44-E of the Principal Act,---

(a) in sub-section (1), the words "or any other person" occurring in lines 4-5,be deleted:

(b) in para (ii) of sub-section (i), the words "or other person or their dependants" oc-curring in line 6, be deleted;

(c) in sub-section (2) for the words "six months" occurring in lines 2-3, the words "two months" be substituted;

(i) the fullstop appearing at the end of sub-section (2) be replaced by a colon and the following proviso be added thereafter, namely:-

"Provided that the Registrar or any person authorised by him while exercising powers under this Section shall associated a Magistrate to conduct the proceedings:

Provided further that the provisions of Section 103 of the Code of criminal Procedure, 1898 shall apply mutatis mutandis to all the proceedings under this Act."

MINISTER FOR LAW : I oppose it, Sir.

رانا ثناء اللہ خان: شکریہ جناب سپیکر! جو clause 44E special measures کے متعلق ہے اور اس سیکشن کے تحت رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹی کو manage کرنے regulate کرنے کے لیے خصوصی اختیارات دیے گئے ہیں۔ میں اس ہاؤس کے معزز اراکین سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس پر غور فرمائیں کہ یہ سیکشن ایک ایسے کالے قانون کی نشاندہی کرتا ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ ان وقتوں میں جن وقتوں میں اس قسم کے قانون رائج تھے اس وقت بھی کبھی کسی نے یہ جرات نہ کی ہوگی کہ کسی ایک فرد واحد کسی اصول، کسی ضابطے اور کسی قاعدے کے بغیر اس قدر اختیارات دیے جائیں کہ وہ تمام معاملات اس طرح سے ڈیل کرے کہ اسے نہ کوئی پوچھنے والا ہو، نہ اسے کوئی چیک کرنے والا ہو اور نہ ہی اس سے کوئی بازپرس کرنے والا ہو جناب سپیکر! کوآپریٹو سوسائٹی کا جو بزنس ہے اس کا اس سیکشن کے پاس ہونے کے بعد جو حال ہوگا وہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ اس سیکشن میں یہ دیا گیا ہے کہ اگر رجسٹرار یہ محسوس کرے کہ فلاں سوسائٹی کے جو معاملات

ہیں وہ اس کی مرضی کے مطابق یعنی اس بات کا کوئی قاعدہ وضع نہیں کیا گیا کہ وہ کن اصولوں کے تحت یہ محسوس کرے گا یا اس کے ایسا محسوس کرنے میں کون سے معاملات (matter) کریں گے بلکہ صرف یہ کہ جب وہ محسوس کرے گا کہ فلاں سوسائٹی کے معاملات اس کی مرضی اور منشاء کے مطابق نہیں چلائے جا رہے تو اسے یہ اختیار حاصل ہو گا کہ رجسٹرار or any other person authorised by him یعنی یہی نہیں کہ رجسٹرار بلکہ وہ کسی کو authorise کر دے اور اس بات کی متعلقہ سیکشن میں کوئی قید نہیں کہ وہ کسے authorise کرے گا۔ اس کے اگر دل میں آئے چپڑاسی کو au-thorise کر دے اگر چاہے تو اپنی بیوی کو authorise کر دے۔ جسے چاہے au-thorise کر سکتا ہے۔

Any other person authorised by him without prejudice to any other section or proceedings which may be taken against the Society under any law for the time being in force.

یعنی یہ رجسٹرار صاحب اس سیکشن کے تحت خود یا any other person جسے وہ مناسب سمجھیں اسے وہ اختیار دیں گے تو وہ آدمی کیا کر سکے گا؟

He can enter and search any premises and seize books of accounts or other documents or record; Take in his custody, all moneys, cash, securities, title deeds, properties, whether movable or inmoveable.

یعنی وہ شخص جسے رجسٹرار authorise کرے گا یا خود رجسٹرار کسی بھی کوآپریٹو سوسائٹی کے دفتر میں یا اس کی premises وہاں پر وہ داخل ہو سکتا ہے اور داخل ہونے کے بعد ان کا تمام ریکارڈ سیل کر سکتا ہے اس کے بھی وہاں پر جتنی رقم پڑی ہے جتنا پیسہ پڑا ہے جتنی پراپرٹیز پڑی ہیں جتنی سیکورٹی پڑی ہے وہ movable or immovable اپنی تحویل میں لے سکتا ہے۔ یعنی اسے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے وہ اس بلڈنگ میں داخل ہو اور

اس بلڈنگ میں سوسائٹی کا ایک لاکھ روپیہ پڑا ہو' دس لاکھ روپیہ پڑا ہو وہ اسے بوری میں ڈالے اسے اوپر سے بند کرے اور اپنی کار میں رکھ کر لے جائے۔ اسی طرح آگے لکھا ہوا ہے:

immovable property belonging to such society including those being held on behalf of or in the name of any officer, employee or agent of the Society, beneficiary or transferee of such Society

اب جناب سپیکر! آپ اس میں ملاحظہ فرمالیں کہ اب ان باتوں کے بعد کسی اور بات کی گنجائش نہیں رہتی ہے۔

any officer, employee, or agent of the society, beneficiary or transferee of such Sociery.

اب یہ سارا آنے کے بعد بھی آگے دیکھیں انہوں نے کیا کاری گری کی ہے

or other person or their dependants

اب جناب آپ ظلم کی انتہا دیکھیں اب آپ or other person کی definition معلوم نہیں محترم وزیر قانون کو آتی ہے یا نہیں آتی۔ any other person کا مطلب وہ ڈکشنری میں دیکھ لیں other person کے مطلب میں پورا ملک آجاتا ہے۔ other person کا مطلب ہی یہ ہے کہ کوئی دوسرا آدمی یعنی کوئی دوسرا آدمی وہ جو نہ transferee ہے اور نہ ہی beneficiary ہے نہ ہی ایجنٹ ہے اور نہ ہی اس کا employee ہے۔ جناب سپیکر! اس میں تو پھر پورا ملک آگیا۔ جس شخص کو وہ چاہے اور کہے کہ other person کے زمرے میں تم آتے ہو تمہاری جتنی movable, immovable property ہے' جتنا تم کیش لیے بیٹھے ہو یہ سارا میں تمہارے گھر میں داخل ہو کر seize کر سکتا ہوں اور میں اپنے ساتھ بھی لے جا سکتا ہوں۔ other person کا جو معاملہ ہے اس میں پورا ملک involve ہو جاتا ہے۔ اب آگے ہے:-

direct any bank, financial institution or person to

freeze all moneys deposited with it or him on behalf of the Society or of any officer,,

اس کے بعد ہے

take all necessary steps, restrain any Society or officer, employee, agent, beneficiary,

اور اس کے آگے ہے۔

make such order as he may deem fit

یعنی اس میں یہ بات بھی کے وہ جسے بھی آرڈر کرنا چاہے اسے اس بات کا اختیار ہے اب جناب سپیکر! آپ اسی بات کا نقشہ دیکھ لیں کہ رجسٹرار کو آپریٹو سوسائٹی کو انہوں نے کیسے خدا بنا کر بٹھا دیا ہے۔ اس کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ خود یا اپنے behalf پر کسی آدمی کو نامزد کر دے اور وہ نامزد کردہ شخص یا رجسٹرار کو یہ اختیار حاصل ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر! اب وزیر قانون صاحب مشورے کے لیے گیلری میں چلے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ غلط بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ رولز کے بھی خلاف ہے۔ اس پر آپ اپنی رولنگ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رولز کے خلاف نہیں ہے آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اب انہیں ان باتوں کا جواب سجائی نہیں دے رہا' یہ ملک اور قوم کی بہتری میں صحیح بات تسلیم کریں اب یہ بوٹی لینے کے لیے گیلری میں چلے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ آپ کی باتوں کا جواب اپنی تقریر میں دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ سے پہلے بھی جب حق شفع کے بل پر بحث ہو رہی تھی انہیں کوئی بات نہ سمجھ آئی تو اٹھ کر گیلری میں گئے اور انہیں وہاں سے بوٹی ملی اس پر لکھا ہوا تھا کہ نظریہ ضرورت کے تحت اسلامی قانون میں ترمیم کی جا سکتی ہے اور وہی انہوں نے پڑھ کر سنا دی۔ جب کہ پوری دنیا میں کوئی آدمی تسلیم نہیں کر سکتا کہ وہ قانون جو قانون اور حدیث میں lay کر دیا گیا ہے' بیان کر دیا گیا ہے اس میں کسی طرح سے بھی نظریہ ضرورت کے تحت کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ جناب سپیکر! آپ نے بھی دیکھا ہے کہ وہ گیلری میں

بوٹی کے لیے گئے ہیں۔ لہذا آپ اس پر رولنگ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ بھی آپ کے علم میں ہو گا کہ جناب سپیکر نے اس معاملے پر رولنگ دی ہے لہذا اس پر آپ جو بھی ایکشن تجویز کرنا چاہتے ہیں تجویز فرمائیں تاکہ میں اپنی بات کو آگے بڑھا سکوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی تقریر جاری رکھیں میں اس پر سوچتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں اس وقت تک بیٹھ جاتا ہوں آپ سوچ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا فیصلہ ہو چکا ہے آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس وقت تک یہ معاملہ آگے نہیں بڑھایا جا سکتا آپ اس پر رولنگ دیں اور اس سے پہلے بھی رولنگ آچکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں پہلے گزارش کر چکا ہوں۔ وزیر موصوف لابی میں بیٹھے لوگوں کے ساتھ بات تو کر سکتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس پر رولنگ سپیکر صاحب پہلے ہی دے چکے ہیں۔ آپ ریکارڈ چیک کروالیں۔ انہوں نے تو یہ فرمایا ہے کہ یہ نہ تو وہاں جا کر بوٹی لے سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی مسئلہ زیر بحث لا سکتے ہیں۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: جناب سپیکر! میں رانا صاحب سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پہلے یہ اتنا فرمادیں کہ کس رول کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ ان کو رول کا پتہ ہی نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ اس مسئلے پر گورنمنٹ کی رولنگ آچکی ہے۔ آپ ریکارڈ چیک کروالیں اور اس رولنگ کی خلاف ورزی کی میں نشان دہی کر رہا ہوں میں رول کی خلاف ورزی کی نشان دہی نہیں کر رہا۔ میرے محترم بھائی کو غلط فہمی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ انہوں نے بھی آپ کی بات

سن لی ہے وہ بھی محتاط رہیں گے' میں نے بھی آپ سے گزارش کر دی ہے۔ اب میرے خیال میں اس مسئلے پر مزید بات کی ضرورت نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر اگر ایسا ہو جائے کہ وزیر قانون صاحب اس بات پر معذرت کر لیں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب! آپ کے پاس کہنے کے لیے اور کچھ باقی نہیں رہا۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: چلیں جناب سپیکر! کچھ اور نرمی کر دیتے ہیں۔ یہ صرف اتنا ہی کہہ دیں کہ میں آئندہ محتاط رہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی تقریر میں آپ کے جذبات کی قدر کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ انہوں نے اس سیکشن کے تحت رجسٹرار کو اس قدر اختیارات دے دیے ہیں۔ رجسٹرار کسی سوسائٹی کے pre-mises میں اس کے بزنس آفس میں داخل ہو کر وہاں سے جو کچھ چاہے لے سکتا ہے۔ اپنے ساتھ بھی لا سکتا ہے یا جس آدمی کو وہ authorise کرے وہ بھی وہاں سے جا کر لا سکتا ہے۔ اور حد تو یہ ہے کہ any other person کی term اتنی وسیع ہے کہ اس میں تو پورا ملک آ جاتا ہے یعنی یہ کسی آدمی کو کہیں کہ یہ any other person کی definition میں آتا ہے۔ اس لیے جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو کالا قانون ہے اور انہوں نے یہ جو کالا قانون بنانے کی کوشش کی ہے اس کے after ef-fects ہوں گے۔ پہلے جتنی سوسائٹیز تھیں وہ تو انہوں نے dissolve کر دیں۔ پہلے ان سوسائٹیز نے جس طرح سے رقم بٹوری تھی یہ کون نہیں جانتا کہ وہ اس ملک کے کن خاندانوں کے پاس رقم گئی ہے۔ کن لوگوں کی شوگر ملیں اس رقم سے بنی ہیں۔ کن لوگوں کی ٹیکسٹائل ملیں اس رقم سے بنی ہیں اب جناب والا! انہوں نے ایک دفعہ تو قوم کو لوٹ لیا ہے۔ اس کے بعد اب ان سب کو dissolve کر دیا ہے اور اس کی F.D.R انہوں نے آدھی رقم پر خریدی ہوئی ہے۔ اس میں بھی اربوں روپیہ انہوں نے اس سے کمایا ہے۔ ان سوسائٹیز کو dissolve کرنے میں بھی ان کا ہاتھ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان

سوسائٹیز کے متعلق ایک تسلسل کے ساتھ اخبارات میں یہ تاثر دیا جاتا رہا کہ یہ اب بیٹھنے والی ہیں۔ یہاں تک کہ یہاں پر حکومت کے جو کوآپریٹو منسٹر تھے انہوں نے فلور آف دی ہاؤس اٹھ کر یہ بات کہی کہ یہ سوسائٹیز بس بیٹھنے والی ہیں dissolve ہونے والی ہیں ختم ہونے والی ہیں۔ میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ آپ کسی بنک کو لے لیں۔ یونائیٹڈ بنک کو لے لیں۔ حبیب بنک کو لے لیں۔ کسی بھی بنک کو لے لیں جو دنیا کا مضبوط سے مضبوط بنک ہے اس کے بھی جتنے بھی customers ہیں بیک وقت اس سے رقم کا مطالبہ کر دیں تو وہ بنک بھی dissolve ہو جائے گا۔ کوئی بنک اس پوزیشن میں نہیں ہوتا کہ وہ custom-ers کو چند دنوں کے اندر تمام رقم واپس دے سکے۔ اس قسم کا تاثر دیکھ کر منصوبہ بندی کے تحت ان سوسائٹیز کو اس مقام پر پہنچایا گیا اور اس کے بعد اب ان کو dissolve کیا گیا۔ اس طرح سے اربوں روپے قوم کا ہضم کر لیا گیا۔ اب جناب والا! دوبارہ یہ قانون بنا دیا اور اس کے تحت پھر یہ دوبارہ سوسائٹیز کی منظوری دیں گے۔ اب وہ سوسائٹی جو کاروبار کرے گی۔ وہ رجسٹرار جس کو انہوں نے اس قانون کے تحت خدائی اختیارات دیئے ہیں وہ سوسائٹی اس رجسٹرار کے کسی اشارے یا کسی حکم کو تسلیم نہ کرنے کا سوچ سکتی ہے۔ کوئی سوسائٹی اس قانون کی موجودگی میں یہ سوچ بھی نہیں سکتی کہ رجسٹرار صاحب جو اشارہ کریں جو کچھ بھی وہ فرمائیں اور اس سے انکار کر سکتی ہو۔ اگر وہ انکارے کرے گی تو وہ رجسٹرار صاحب اسی وقت اٹھیں گے اور جا کر ان کی ہر چیز اپنے قبضے میں لے لیں گے۔ جناب والا! اس طرح سے دوبارہ ان سوسائٹیز کو ملک میں چلایا جائے گا' ان کے ذریعہ سے دوبارہ لوگوں سے رقم اکٹھی کی جائے گی۔ اور اس رجسٹرار کے ذریعہ سے اس رقم سے دوبارہ شوگر ملیں اور ٹیکسٹائل ملیں سائی جائیں گی اور پھر ایک مرتبہ اس ملک کے غریب عوام کو لوٹا جائے گا۔ اب جناب والا! آگے چلیں انہوں نے اختیارات میں اس بل میں یہ رکھا۔

Or order passed in sub section 1 at any time be withdrawn

یعنی جس سوسائٹی کے خلاف یہ ایکشن لیں گے جو بات اسے تسلیم کروانا چاہیں گے اگر وہ تسلیم کر لے گی تو پھر وہ اسے any time withdraw کر سکتے ہیں۔

Or order passed in sub section 1 at any time be

withdrawn and shall not be allowed for more than 6 months.

میں نے جناب والا! اس میں two month کہا تھا اب ان کا اس six month سے بھی گزارہ نہیں ہوا۔ اب یہ ایک نئی ترمیم اور لائے ہیں اس کے تحت انہوں نے اسے ایک سال کر دیا ہے۔ یعنی اس میں وہ سوسائٹی ایک سال تک کسی قسم کی کوئی لیگل ایڈ کہیں سے بھی حاصل نہیں کر سکے گی۔ جناب والا! اس طرح سے انہوں نے یہ جو کالا قانون سایا ہے اس میں انہوں نے رجسٹرار کو اندھے اختیارات دیے ہیں تو میں لاء منسٹر سے خاص طور پر یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہ رجسٹرار کون ہوگا؟ وہ رجسٹرار ایک ایسا شخص ہوگا جس کی تقرری حکومت پنجاب کرے گی۔ اور وہ آفیسر حکومت کی پالیسی کے تحت اپنا کردار ادا کرے گا اور یہ بھی ممکن ہو کہ وہ بھی ویسا ہی رجسٹرار ہو جیسے کہ سابقہ رجسٹرار کے متعلق ساری دنیا کو پتہ ہے۔ اب جناب والا! اس میں ایک اور بات کہ دنیا میں آپ کسی جگہ بھی دیکھ لیں اور اس ملک میں بھی اس سے پہلے یہی رہا ہے کہ جب بھی آپ نے کسی کا گھر قرق کرنا ہو جب بھی آپ نے کسی کا سورج آفس قرق کرنا ہو اور وہاں پر کوئی غیر قانونی کام ہو رہا ہو تو اس کے لیے سی آر پی سی میں سیکشن 103 ہے۔ جناب والا! اس سیکشن میں پورا پروسیجر دیا گیا ہے کہ جب بھی کسی آدمی نے اس گھر کو اس کاروباری جگہ کو اس آفس کو قرق کرنا ہو گا وہ باقاعدہ وہاں پر جائے گا وہاں پر جانے کے بعد وہ جگہ جسے اس نے قرق کرنا ہے اس کے اردگرد سے دو معززین کو اپنے ساتھ ملائے گا اور وہ جس کا گھر قرق کر رہا ہے جس کی کاروباری جگہ یا آفس قرق کر رہا ہے اس میں سے بھی ان کے کسی نمائندے کو اپنے ساتھ شامل کرے گا اور ان کی موجودگی میں اس نے وہاں پر جو بھی چیز تلاش کرنی ہے اور اپنے قبضے میں لینی ہے یا اس نے وہاں پر کسی چیز کو دیکھنا ہے تو وہ باقاعدہ گواہان سائیں گے اور وہ آفیسر اس سرچ پروسیجر کو مکمل کرے گا۔ جناب والا! اس اندھے اختیار کو آپ دیکھیں کہ اس میں رجسٹرار کو کسی ایک بات کا بھی پابند نہیں سایا گیا کہ بھئی جب تم اپنی مرضی سے کسی کا کاروبار قرق کرنے کے لیے جاؤ گے تو تم پر یہ لازم ہوگا کہ جس کی جگہ قرق کرنے کے لیے جا رہے ہو اس کے کسی نمائندے کو بھی اپنے ساتھ شامل کرو گے یا اس سوسائٹی سے ایک یا دو آدمی تم اپنے ساتھ شامل کرو گے تاکہ وہ جو سرچ پروسیڈنگز ہیں ان کی شہادت دے سکیں۔ تو اس

سلسلے میں جناب والا! میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ جب رجسٹرار ان اندھے اختیارات کو روئے کار لانے کے لیے کسی کی طرف چلے تو کم از کم وہ اپنے ساتھ مجسٹریٹ درجہ اول کو لے اور سیکشن 103 پی آر سی ٹی کی جو دفعات ہیں وہ اس پر ویسے ہی لاگو ہونی چاہئیں۔ جناب والا! یہ میں نے اس سیکشن کا تجزیہ کیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ معزز اراکین جنہوں نے اس معزز ہاؤس میں بیٹھ کر قانون سازی کرنی ہے اس قانون سازی نے پورے ملک پر اثر کرنا ہے۔ اسی قانون سازی نے اس کو آپریٹو business کو چلانا ہے۔ وہ اس بات کو سمجھ چکے ہوں گے کہ اس میں جس طرح سے اندھے اختیارات دیے گئے ہیں ان اختیارات کو روئے کار لا کر قطعاً" کسی قسم کی اصلاح کا پہلو نہ نکل سکے گا بلکہ مزید قباحتیں پیدا ہوں گی اور اس سے غیر قانونی انداز پیدا ہوں گے۔ اس لیے اس ہاؤس کے تمام معزز اراکین سے گزارش ہے کہ اس ترمیم کو منظور کریں اور وہ اندھے اختیارات جو حکومت رجسٹرار کو اپنے آفیسر کو دینا چاہتی ہے اس پورے سسٹم پر لیگل کرنے کے لیے اسے ختم کرے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: جناب والا! موجودہ شق کے مطابق رجسٹرار کو یہ اختیار ہے کہ کسی بھی کوآپریٹو سوسائٹی کے اثاثے اس کی انتظامیہ کے اثاثے جو کسی دیگر شخص کے پاس ہوں ان کو منجمد کرے تاکہ سوسائٹی کی liquidation اور winding up مؤثر طریقہ سے کی جا سکے۔ اور اس کے کھاتہ داروں کو رقم واپس کی جا سکے جو سوسائٹی نے لوگوں سے غلط طریقوں سے حاصل کر لی ہے۔ ترمیم کے ذریعے یہ تجویز کیا گیا ہے کہ دیگر شخص کے پاس سوسائٹی کے اثاثوں کے بارے میں رجسٹرار کا اختیار ختم کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ اگر ایسا کیا گیا تو قانون کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ کیونکہ ناپید کاروبار چلانے والی سوسائٹیاں جنہوں نے عوام کا اربوں روپیہ ہضم کیا ہوا ہے اپنے تمام اثاثے دیگر افراد کو منتقل کر دیں اور ان کی winding سے کوئی نتیجہ حاصل نہیں ہو گا۔ لہٰذا ترمیم کا مسترد کیا جانا ضروری ہو گا۔ اسی طرح جناب والا! دوسری ترمیم کا جو میرے فاضل بھائی نے دی ہے اثاثے منجمد کرنے کا حکم جو کہ چھ ماہ تک موثر رہتا ہے اس کی مدت کو کم کر کے دو ماہ کر دینے کے بارے میں تجویز ہے اس تجویز سے قانون کے مقاصد کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا کیونکہ چھ ماہ کی مدت مقرر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ رجسٹرار سوسائٹی کو وہ تمام اثاثے جو

انہوں نے مخفی رکھے ہوئے ہیں ا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ روانے میں کوئی دشواری ہے تو وہ اسے اپنی تحویل میں لے لے اور winding up کی کارروائی کو موثر طریقے سے کروا سکے۔ اگر دیکھا جائے تو عملی طور پر یہ مدت بھی ناکافی ہے۔ اس سلسلے میں میں ایک اور ترمیم move کر رہا ہوں جس میں اس کی مدت ایک سال تک بڑھانے کی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔ جناب والا! دوسرا انہوں نے رجسٹرار کے اختیارات کے بارے میں فرمایا ہے۔ رجسٹرار اپنے اختیارات اتنے موثر طریقے سے استعمال کرنے کی اہلیت رکھتا ہے کہ اسے اس کام کے لیے مجسٹریٹ کو ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جہاں تک دفعہ 103 ضابطہ فوجداری کا تعلق ہے اس کے بارے میں عرض ہے کہ اگر ضابطہ فوجداری کے تحت کوئی کارروائی ضروری ہوئی تو یہ دفعہ خود بخود لاگو ہو جائے گی۔ اس لیے یہ تجویز غیر ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں گزارش کروں گا کہ ان ترامیم کو مسترد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ لاء منسٹر صاحب نے ایک چٹ پڑھ کر سنا دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپ نے بات مکمل کر لی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا انہوں نے اس بات کی وضاحت نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو ان کا کام تھا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا میرا بھی تو حق ہے کہ بات کروں۔ جناب والا benefi-ciary آفیسر ایمپلائی ایجنٹ اور ٹرانسفری کے بعد any other کی گنجائش پھر کہاں سے رہ جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے اپنا حق استعمال کر لیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: انہوں نے any other کی جو وضاحت کی ہے تو انہوں نے be-neficiary بھی دی ہے جب beneficiary کا لفظ موجود ہے تو پھر any other person کیوں ہے اسے delete کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ذرا تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔

Amendment move and the question is:

That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Stadning Committee on cooperatives, in the proposed Section 44-E of the Principal Act-

(a) in sub-section 1 the words "pr any other person" occurring in lines 4-5, be deleted;

(b) in para (ii) of sub-section (i) the words "or other person or their dependants" occurring in lines 6, be deleted;

(c) in sub-section (2) for the words "six months" occurring in lines 2-3, the "towrds months" be substituted;

(d) the full-stop appearing at the end of sub-section (2) be replaced by a colon and the following proviso be added thereafter, namely:-

Provided that the Registrar or any person authorised by him while exercising powers under this section shall associate a Magisrate to conduct the proceedings:

provided further that the provisions of Section 103 of the Code of Criminal Procedure, 1898 shall apply mutatis mutandis to all the proceedings under this Act."

(The motion was lost)

MR DEPUTY SPEAKER: Next amendment has

been received in it from Minister for Law and parliamentary Affairs he may move the amendment.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Mr Speaker Sir, I move :-

"That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, in the proposed sub-section 44-E of the Principal Act, for the words "six months" occurring in lines 2-3, the words "one year" be substituted.

MR DEPUTY SPEAKER: Amendment moved is:-

"That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on cooperatives, in the proposed sub-section (2) of the Section 44-E of the Principal Act, for the words "six months" occurring in lines 2-3, the words "one year" be substituted.

RANA SANA AULLAH KHAN: Opposed.

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب وزیر قانون!

وزیر قانون: جناب والا! میں اس سلسلے میں پہلے وضاحت دے چکا ہوں کہ اس وجہ سے یہ litigation ہوتی ہے۔ چھ مہینے کا وقت ناکافی ہے اور اس کو ایک سال کیا جانا ضروری ہے تاکہ لوگوں کو جو نقصان ہوا ہے صحیح معنوں میں اس کا ازالہ کیا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا ثناء اللہ خان۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ قانون اور یہ متعلقہ سیکشن جو ابھی ابھی وزیر قانون صاحب نے تمام اراکین کی سوچ اور سمجھ اور ان کے ضمیر کے برعکس اپنے ہاتھ کھڑے کر کے ہاں کہلوا کے پاس کروایا ہے یہ ایسا کالا قانون ہے کہ اس سے رجسٹرار کو لامتناہی اختیارات حاصل ہو گئے ہیں۔ اب اس ملک میں کوآپریٹو سوسائٹیوں کا کاروبار صرف رجسٹرار کی خواہشات کے تابع اور صرف اسی کے لیے چلایا جا سکے گا۔ میں آج ایوان میں کھڑے ہو کر یہ بات دعوے سے کہتا ہوں اور تمام اراکین میری بات سن رہے ہیں کہ آئندہ جو رجسٹرار مقرر ہو گا وہ انہی خاندانوں اور انہی لوگوں کا کوئی رشتہ دار ہو گا جنہوں نے پہلے بھی کوآپریٹو سوسائٹیوں کے پیسے کو غریب عوام کے پیسے کے بے دریغ لوٹا ہے۔ اور رشتہ دار بھی کوئی دور کا نہیں' قریب کا ہو گا۔ کزن' بیوی یا کوئی بھائی' انہی قریب رشتہ داروں میں سے کوئی ہو گا' اور پھر اس ملک میں وہ ایسی لوٹ مچائے گا کہ کوآپریٹو سوسائٹیوں کا تمام پیسہ ہر پھر کر صرف اور صرف انہی لوگوں کے لیے ہو گا۔ جناب سپیکر! اس قانون میں اختیارات اس قدر حاصل ہو گئے ہیں کہ بات یہاں تک چلی گئی ہے کہ پورے ملک میں اب کسی کی جائیداد محفوظ ہے اور نہ کسی کا گھر۔ کسی کی منقولہ جائیداد محفوظ ہے اور نہ کسی کی غیر منقولہ جائیداد۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ "any other person" کی definition میں ہر آدمی آجاتا ہے۔ پورے پنجاب کے باسی' ہر فرد۔ "any other person" کی definition میں انہیں held کیا جا سکتا ہے۔ کسی بھی آدمی سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ آپ نے جو جائیداد بنائی ہے' یا آپ کے پاس جو پیسہ ہے وہ آپ نے کہاں سے حاصل کیا ہے۔ کیونکہ کوئی definition دی ہی نہیں گئی کہ اس بات کا تعین کس طرح سے کیا جائے گا کہ اس آدمی کے پاس جو جائیداد ہے وہ کسی سوسائٹی سے ہے یا کس سوسائٹی سے نہیں ہے۔ یہ بات اگر beneficiary کی حد تک رہتی' پھر تو کوئی بات نہیں تھی کہ جناب' be-neficiary کی definition میں وہ آدمی آئے گا جس نے اس سوسائٹی سے فائدہ اٹھایا ہو گا۔ اب beneficiary سے بات آگے ہے۔۔۔۔ ایجنٹس' ملازمین' افسران۔ ان کے beneficiary علیحدہ ہیں۔ "any other person" میں پورا ملک ہے۔

جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ اس کالے قانون کا عرصہ دو ماہ یا چھ ماہ کا ہمارے لیے بہت تھوڑا ہے اور یہ کم از کم ایک سال کا ہو۔ جب ان کے پاس یہ کلاز موجود ہے' جب کہ

ان کے پاس یہ اختیار ہے کہ یہ آرڈر کو کسی بھی وقت withdraw کر سکتے ہیں اور واپس لینے کے بعد ان پر قطعاً" کسی قسم کی کوئی قدغن نہیں کہ یہ آرڈر پھر دوبارہ نہیں کر سکتے۔ جناب سپیکر! اگر یہ ایک آرڈر کرتے ہیں اور اس دو ماہ کے مطلوبہ عرصے میں جو لوٹ مار یہ کرنا چاہتے ہیں اور سوسائٹی کے ڈائریکٹر سے جو منوانا چاہتے ہیں وہ دو ماہ کے عرصے میں نہیں مانتا۔۔۔۔ اور وہ کیا نہیں مانے گا؟ جب کہ ان کے پاس یہ اختیار ہے کہ جس وقت چاہیں چلے جائیں اور سوسائٹی کی تمام جائیداد ضبط کر لیں۔ جتنی رقم پڑی ہے وہ تمام بوری میں بند کر کے باندھ کر لے جائیں۔ جو ان کے پاس لیز پڑی ہیں جو ان کے پاس سیکیورٹیز پڑی ہیں انھی کو پکڑ کر کے جائیں۔ پھر اس کے پاس نہ ماننے والی بات کون سی رہ جاتی ہے؟ یہ اندھا اختیار جب کسی سوسائٹی کے خلاف استعمال کر لیں تو اس رقم کو' اس لاکھوں کروڑوں روپے کو جو اس شکل میں ہاتھ آئے گا کہ جیسے کوئی ڈاکہ ڈالتا ہے اور اس طرح رقم اکٹھی کر کے لاتا ہے تو اس ڈاکے کی اور اس لوٹ مار کی رقم کو ایک سال تک استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے پورے ایکٹ میں دکھا دیں کہ کہیں یہ بات درج ہو کہ رجسٹرار جب ایک سوسائٹی کے پاس جائے گا اور اس کے تمام اثاثے' تمام رقم' تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد چھین کر لے آئے گا تو اس کو کہاں پر رکھے گا؟ یا کہیں ہے کہ وہ آگے بنک میں جمع کر دے گا' یا وہ اس کی لسٹ بنائے گا' یا فلاں طریق کار کے تحت رکھے گا؟ کوئی نہیں۔ وہ تو لائے گا اور لا کر اپنے پاس رکھ لے گا۔ بے شک اس سے وہ مل بنانی شروع کر دے۔ بے شک اپنے ذاتی اکاؤنٹ میں رکھ لے۔ یعنی رجسٹرار کو قطعاً کسی پروسیجر کے تحت نہیں کیا گیا۔ کوئی پروسیجر اس کے لیے وضع ہی نہیں کیا گیا کہ وہ اس ایکٹ کے تحت کس پروسیجر کے تحت ساری کارروائی con-duct کرے گا۔

جناب سپیکر! جو پچھلا کوآپریٹو کا بحران چلا آ رہا ہے' آپ نے بھی اور معزز اراکین نے بھی اس بات کو ملاحظہ کیا ہو گا کہ اس میں جتنے غریب لوگوں کی رقم ڈوب گئی ہے' جو غریب لوگ اس سے suffer کر رہے ہیں' انھیں دلاسہ دیا گیا کہ آپ کو ایک ماہ میں ادائیگی شروع کر دیں گے۔ پھر انہیں کہا گیا کہ دو تین ماہ میں ادائیگی شروع کر دیں گے۔ پھر ان سے کہا گیا کہ اب ہائی کورٹ آڑے آ گیا ہے' اس لیے اب ہم ٹھہر کے شروع کریں گے۔

جناب سپیکر! اگر ان کی بات تسلیم کر لی جائے کہ یہ ان اندھے اختیارات کو' ان خدائی اختیارات کو بالکل اسی طرح سے استعمال کریں گے جس طرح سے یہ اب اس وقت فرما رہے ہیں تو پھر وہ کون سی وجہ ہے کہ ایک سوسائٹی جو غیر قانونی کاروبار کر رہی تھی رجسٹرار صاحب کو معلوم ہوا کہ وہ غیر قانونی کاروبار کر رہی ہے تو وہ گئے اور جا کر اس کی ہر چیز لپیٹ کر لے آئے۔ تو اس جائیداد کو' اس رقم کو جو کہ غریبوں کی ہے' جو کہ یتیموں کی ہے۔ جو کہ بیواؤں کی ہے اس رقم کو ایک سال تک dispose of نہ کرنے کی کیا وجہ ہے؟ میں تو سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے کہ چھ ماہ نہیں۔ دو ماہ نہیں بلکہ ایک ماہ کا ٹائم رکھا جائے۔ تاکہ وہ سوسائٹی جو کہ بقول ان کے illegal business میں indulge تھی اور اس کی یہ تمام پراپرٹی ساری رقم لے آئے ہیں تو اسے with in one moth fi-nalize کریں۔ within one moth finalize کرنے کے بعد ان غریبوں کو ان مسکینوں کو ان یتیموں کو' ان بیوہ عورتوں کو جن کا اس رقم کے بغیر ایک دن کا گزارہ نہیں ہو سکتا انہیں ایک مہینے میں یہ dispose of کر کے ان کی رقم ان کو واپس کریں۔ یہ ایک سال کے لیے کیوں اسے لے کر اپنے پاس رکھیں گے۔ تو جناب سپیکر۔ یہ جس طرح سے انہوں نے یہ اندھا اور یہ کالا قانون منظور کروایا ہے اسی طرح سے آپ اس قانون کو pro-long کرنے کے لیے' لمبا کرنے کے لیے اور اپنے انہی مقاصد کو جو کہ یقیناً لوٹ مار اور استحصال پر مبنی ہیں اور جس طرح سے ان لوگوں نے پہلے استحصال کیا ہے اسی طرح سے یہ آگے استحصال کرنا چاہتے ہیں اور یہ بدقسمتی ہے اس ملک کی' اس قوم کی اس صوبے کی اور ان لوگوں کی جن لوگوں نے کوآپریٹوز میں اپنا پیسہ جمع کروایا ہوا ہے تو ان لوگوں نے ہاؤس سے آج لوٹ مار کو legalise کروایا ہے۔ یعنی آج اس بات کو legalise کروایا ہے کہ اب کسی کی جائیداد پر اور کسی کی پراپرٹی پر قانونی ڈاکہ بھی ڈالا جا سکتا ہے۔ یہ بدقسمتی ہے اس ایوان کی کہ اس نے آج ایک قانونی ڈاکے کی شکل کو legalise کرنے کی کوشش کی ہے۔ جناب سپیکر! انہوں نے خود پہلے چھ ماہ کا کہا تھا اور اب اسے یہ ایک سال کے لیے کر رہے ہیں۔ یہ انتہائی ظلم اور زیادتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے دو ماہ کا ٹائم کافی ہے جس کے لیے میں نے ترمیم بھی پیش کی تھی۔ اس لیے کہ جن لوگوں کا روپیہ ہوگا ان کے لیے دو ماہ کا عرصہ گزارنا بہت دور کی بات ہے ان کے لیے دو ہفتے بھی گزارنا بڑا مشکل

ہوتا ہے۔ اس لیے میں جناب وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس اندھے اور کالے قانون کے خالق تو بن گئے ہیں۔ انہوں نے یہ قانونی ڈاکہ ڈالنے کی بات کو تو اس ہاؤس سے legalise کروا لیا ہے تو اب کم از کم اتنا رحم ضرور کریں کہ اس اندھے قانون کی جو duration ہے اسے ایک سال سے کم کر کے دو ماہ رہنے دیں۔ شکریہ۔

MR DEPUTY SPEAKER: Amendment moved and the question is:-

> That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Cooperatives, in the proposed sub-section (2) of Section 44-E of the principal Act, for the words "six months" occurring in lines 2-3, the words "one year" be substituted.

(The motion was carried)

Now, the question is:-

That Clause 5 of the Bill as amended do stand part of the Bill,

(The motion was carried)

Clause 5 as amended do stand part of the Bill.

اب میرا خیال ہے کہ وقت ختم ہو رہا ہے۔ اب اجلاس کی کارروائی کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس پیر 25 مئی 1992ء صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس)

پیر 25 مئی 1992ء

(دوشنبہ 22 ذی القعد 1412ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر ز لاہور میں صبح دس بج کر 17 منٹ پر منعقد ہوا جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ
وَالْاَرْضِ ۭ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۭ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ
زُجَاجَةٍ ۭ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ
مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ
لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ۭ نُوْرٌ عَلٰي نُوْرٍ ۭ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَ
يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ
اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَيُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ ۙ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝

سورۃ النور آیات 35 تا 36

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اُس کے نور کی مثال ایسی ہے کہ گویا ایک طاق ہے جس میں چراغ ہے۔ اور چراغ ایک قندیل میں ہے اور قندیل (ایسی صاف شفاف ہے کہ) گویا موتی کا سا چمکتا ہوا تارا ہے۔ اس میں ایک مبارک درخت کا تیل جلایا جاتا ہے (یعنی) زیتون کہ نہ مشرق کی طرف ہے نہ مغرب کی طرف (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ) اس کا تیل خواہ آگ اسے نہ بھی چھوئے جلنے کو تیار ہے (بڑی) روشنی پر روشنی ہے رہی ہے اللہ اپنے نور سے جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے اور اللہ (جو) مثالیں بیان فرماتا ہے تو لوگوں کو سمجھانے کے لیے اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے ۝ (وہ قندیل) ان گھروں میں رہی جن کے بارے میں اللہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بلند کیے جائیں اور وہاں اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے (اور) ان میں صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہیں ۝

وما علینا الا البلاغ ۝

پوائنٹ آف آرڈر

پنجاب میں پاور لومز پر ایکسائز ڈیوٹی کا نفاذ

شیخ عبدالحمید: جناب سپیکر! میں آپ کی اور معزز اراکین کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں اس وقت دو لاکھ پاور لومز بند پڑی ہیں جن کے اوپر ایکسائز ڈیوٹی کا نفاذ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! ملک میں اوسط کے حساب سے پنجاب میں 90 فی صد انڈسٹری پاور لومز کی لگی ہوئی ہے۔ اور تقریباً "20 لاکھ مزدور اس انڈسٹری سے وابستہ ہیں یہ کاٹن کی انڈسٹری ہے اس پر موجودہ بجٹ میں جو ڈیوٹی عائد کی گئی ہے اس کے پیش نظر اسے چلانا ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ Art silk پاور لومز انڈسٹری کی تعداد اس ملک میں اور خاص طور پر پنجاب میں تقریباً" 50 ہزار پاور لومز ہے وہ بھی اس وقت موت و حیات کی کشمکش میں مبتلا ہے اس انڈسٹری میں Art Silk Yarn استعمال ہوتا ہے۔ وہ پاکستان سے درآمد ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ سوتی کپڑے کی سمگلنگ Art Silk Yarn کی سمگلنگ جو سوات اور باڑا سے ہوتی ہے۔ جس کی بنیاد پر یہ انڈسٹری ٹیکسوں کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتی۔

جناب سپیکر! میں چاہوں گا کہ اس صورت حال کے پیش نظر ہم ممبران جو تحریک ایوان میں آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں اس کو out of turn قرار دے کر اس اہم مسئلہ کی طرف توجہ کی جائے اور مرکزی حکومت سے اس بات کی سفارش کی جائے۔۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ! آپ وہ تحریک ہمیں بھجوا دیں اس کو یہاں۔۔۔

راجہ خلیق اللہ خان: وہ بری طرح متاثر ہو رہی ہے چاقو کی صنعت بھی تباہ ہو رہی ہے۔۔۔۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر: جناب سپیکر! میں ایوان کے جملہ ممبران کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر تحریک استحقاق اور تحریک التوائے کار پر جو سپیکر حضرات بولتے ہیں ان کو اس subject پر یہ کنفرم کر لینا چاہیے۔ جناب والا! ویسے بھی پوائنٹ آف آرڈر اس وقت آنا چاہیے جس وقت کوئی چیز زیر بحث ہو اس پر سپیکر حضرات پوائنٹ آف آرڈر کر سکتے ہیں جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ چاہتا ہوں کہ سپیکر حضرات

صرف اس subject کو محدود کریں جس پر بات ہو رہی ہو لیکن یہ صاحبان متعلقہ گفتگو نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ چودھری شاہد اکرم بھڈر صاحب آپ نے معزز اراکین اسمبلی کو پوائنٹ آف آرڈر کے بارے میں یاد دلایا۔ پوائنٹ آف آرڈر پر ایسے نہیں کہ جس طرح جی چاہے بات کر لی جائے۔ اسمبلی میں رولز آف پروسیجر کے مطابق کارروائی ہو رہی ہے اگر اس میں آپ کو کوئی ایسی بات محسوس ہو کہ رولز کی پروسیجر کی یا قانون کی خلاف ورزی ہو رہی ہے اور اس بارے میں جو کارروائی اس وقت آپ کے سامنے ہے اس کے بارے میں اگر آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کر سکتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' پراچہ صاحب۔

جناب فرید احمد پراچہ: پوائنٹ آف آرڈر میں صرف اتنی بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سرحد اسمبلی کی یہ روایت ہے کہ اس قسم کے issues جن پر پورے صوبے کا معاملہ ہو تو اس پر حزب اقتدار اور حزب اختلاف مشترکہ طور پر قرارداد لے کر آتے ہیں اور وہ قرارداد پورے ایوان کی طرف سے مرکزی حکومت کو بھجوائی جاتی ہے۔ اس طرح یہ ایک سیشن کے اندر 8 سے زیادہ ان کی قراردادیں ہو چکی ہیں یہ پرائیویٹ ممبر کی نہیں ہوتیں بلکہ خود وزراء پیش کرتے ہیں اس مسئلہ پر جناب ایس اے حمید صاحب نے توجہ دلائی ہے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے وزراء کو اور بالخصوص وزیر قانون کو اس مسئلے پر قرارداد لانی چاہیے تھی کیونکہ یہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

میاں منظور احمد موھل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی موہل صاحب۔

میاں منظور احمد موھل: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جس طرح بھڈر صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کیا ہے اور آپ نے بھی تائید کی ہے بات اصل میں یہ ہے کہ آپ کی ذات کو ہم قطعاً" زیر بحث نہیں لا سکتے لیکن جب ایک معزز رکن پوائنٹ آف آرڈر پر

کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ اپنی ساری تقریر کر گزرتے ہیں تو میرا اس میں پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب وہ دو جملے پڑھتے ہیں تو ان کو سمجھا دینا چاہیے کہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

صادق پلازہ میں پارکنگ کی تعمیر کے بارے میں نکتہ وضاحت

ملک محمد صادق: جناب سپیکر! میں نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی! فرمایئے۔

ملک محمد صادق: آج کے جنگ اخبار میں ایک خبر کل کی اسمبلی کے حوالے سے شائع ہوئی ہے جس میں ایک تحریک التوائے کار جو رانا اکرام ربانی صاحب کی طرف سے پیش ہوئی تھی کہ لاہور کے چار پلازے خصوصاً" صادق پلازہ کے متعلق تو میں اس ضمن میں یہ عرض کروں گا کہ صادق پلازہ پاکستان کا واحد پلازہ ہے جس میں اتنی بڑی پارکنگ ہم نے بنائی ہے جو ابھی تک پاکستان میں کسی جگہ پر بھی نہیں بنی 1988ء میں یہ پلازہ بننا شروع ہوا تو اس وقت میں نے اخبارات میں ٹیلی ویژن پر اشتہارات دیے کہ آپ جس منزل پر چاہیں اسی منزل پر گاڑی لے جائیں گے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب سپیکر! آپ نے رولنگ دی ہے کہ غیر متعلقہ باتیں نہ کی جائیں۔ کیونکہ وقفہ سوالات ہے اور پوائنٹ آف آرڈر پر تحریک التوائے کار دینا یا تحریک استحقاق دینا میرے خیال میں بالکل صحیح نہیں ہے۔ اب وقفہ سوالات شروع کیا جائے کیونکہ اس کا وقت کم ہوتا ہے اور وہ ضائع نہ ہو جائے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! صادق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کر رہے بلکہ وہ نقطہ وضاحت پر بات کر رہے ہیں۔ ان کے بارے میں اخبار میں ایک خبر چھپی ہے جس میں اس خبر کی رو سے اور statement کی رو سے صادق صاحب کو مطعون کیا گیا ہے۔ وہ نقطہ وضاحت پر بات کر رہے ہیں جس کی میں نے ان کو اجازت دی ہے۔ جی! محمد صادق صاحب۔

ملک محمد صادق: جناب سپیکر! 1988ء میں میں نے یہ پلازہ شروع کیا میں نے اخبارات اور ٹیلی ویژن میں اشتہارات دیے کہ پاکستان کا یہ پہلا واحد پلازہ ہو گا جس میں آپ جس

منزل پر جانا چاہیں گے اس منزل پر گاڑی لے جا سکیں گے۔ تو جس وقت میں نے اس کو شروع کیا تو لارنس روڈ کی طرف سے 20set back فٹ ہم نے چھوڑا ہوا تھا مگر وہ پارکنگ جو ہم نے بنانی تھی وہ وہاں نہیں بن سکتی تھی۔ اس وقت کے وزیر اعلیٰ اور آج کے وزیر اعظم کا میں شکر گزار ہوں کہ ان کو میں نے ساری بات سمجھائی اور ان سے میں نے 20 فٹ کی relaxation لارنس روڈ پر لی۔ 10 فٹ جس کے متعلق اس ہاؤس میں کہا گیا ہے کہ 10 فٹ set back بھی ہم نے ڈال لیا ہے وہ موقع پر موجود ہے یہ بلڈنگ اب مکمل ہو چکی ہے۔ میں وزیر ہاؤسنگ سے اور رانا اکرام ربانی صاحب سے درخواست کروں گا کہ آپ خود جا کر دیکھیں کہ آیا اس پارکنگ میں ہم نے کتنی بے ضابطگی کی ہے اور یہ پاکستان کی واحد بلڈنگ ہے جس میں ہم نے اتنی بڑی پارکنگ بنائی ہے۔

سردار محمد عارف نکئی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ صرف وزیر صاحب کو یا قائد حزب اختلاف کو نہ بلائیں بلکہ سارے ہاؤس کو بلائیں اور اخبار والوں کو بھی وہاں پر بلائیں اور وہاں پر سب کو چائے پلائیں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر!

چودھری صادق صاحب نے ذاتی نکتہ وضاحت پر اپنے صادق پلازہ کی جو advertisement اور مشہوری کی ہے اور اس ایوان میں جس کی آپ نے اجازت بھی دی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کی انتہائی بدقسمتی ہے کہ اب اسے پلازوں کی advertisement کے لیے استعمال کیا جانے لگا ہے میں چودھری صادق صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کل وزیر ہاؤسنگ نے اس تحریک کا جواب دیتے ہوئے جس کے متعلق انہوں نے بات کی ہے غالباً" 10 کروڑ روپے کے لگ بھگ رقم بتائی تھی یعنی صادق پلازہ کو دس کروڑ روپے جرمانہ ہو چکا ہے اور ابھی تک وصول نہیں ہوا۔ چودھری صاحب کا اس بارے میں کیا خیال ہے کہ وہ قوم کا پیسہ کب تک ادا کریں گے؟

ملک محمد صادق: جناب' میں بالکل ادا کروں گا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب تشریف رکھیں۔ جناب سکندر حیات ملہی۔

جناب سکندر حیات ملہی: جناب والا! میں ایس۔اے حمید کی بات کو تھوڑا سا آگے بڑھانا چاہتا ہوں اور یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کاٹن پاور لومز اور آرٹ اینڈ سلک یارن پاور لومز پنجاب میں اس وقت بحران سے گزر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ایس۔اے۔حمید صاحب کی بات کے بعد طے ہو گیا ہے کہ وہ اس معاملے کو اس ہاؤس میں لانا چاہتے ہیں اور تحریک التوائے کار کی صورت میں لانا چاہتے ہیں۔۔۔

SARDAR SIKANDAR HAYA MALHI: I just wanted to give a new angle in a few words, if I am allowed.

جناب سپیکر: آپ پہلے میری عرض سن لیں اور اب یہ طے ہو گیا ہے کہ اس پر اب اس انداز میں بات نہیں ہونی چاہیے چودھری صاحب اگر پوائنٹ آف آرڈر پر اس قسم کی بات شروع کر لی گئی تو پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ آپ تحریک التوائے کار کی صورت میں اس کو لائیں اور آپ بھی اس میں شامل ہو جائیں ہم اس کو ٹیک اپ کریں گے۔

شیخ محمد طاہر رشید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! ہمارے ایک معزز دوست نے اس ایوان میں ذاتی نکتہ وضاحت پر بات کی۔ ہمارے اپوزیشن کے دوست بجائے اس کے کہ ان کی اس وضاحت کو دل سے قبول کرتے ہوئے اپنی غلطی کو تسلیم کرتے۔ انہوں نے اس معزز رکن کو مطعون کرنے کے لیے اس قسم کے جملے استعمال کیے ہیں کہ اب تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جناب محترم رانا ثناء اللہ صاحب شاید الذوالفقار کے ٹکٹ پر منتخب ہو کر آئے ہیں۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی رپورٹ بابت 86-1985ء پیش کرنے کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی 86-1985ء کی رپورٹ آپ نے اس ایوان میں پیش کرنے کے لیے 31 دسمبر 1991ء تک مہلت فرمائی تھی اور اخبارات میں پبلک اکاؤنٹس

کمیٹی کے حوالے سے خبریں یا اداریے لکھے جا رہے ہیں۔ اس میں لاکھوں کروڑوں روپے کی رقوم خورد برد ہو رہی ہے اور گورنمنٹ کے محکمے لوٹ رہے ہیں۔ اس لیے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ وہ رپورٹ اب پیش کرنے کے لیے حکم فرمائیں تاکہ اس رپورٹ پر اس ایوان میں مفصل طور پر بحث ہو سکے اور اس کے تمام پہلوؤں پر گفتگو ہو سکے۔ دوسری میری گزارش یہ ہے کہ اس کی میعاد میں توسیع کی اجازت نہ دی جائے۔ کیونکہ یہ 1992ء ہے اور یہ کئی سال پہلے کی رپورٹ ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب آپ کا پوائنٹ درست ہے اور میں نے نوٹ کر لیا ہے اور اس بات کا خیال رکھیں گے کہ جس وقت اس کی توسیع کی بات آئے گی آپ کے نوٹس میں یہ بات لائی جائے گی۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے لوکل باڈیز کے سوالات ہیں لیکن اس سے پہلے کہ وقفہ سوالات شروع ہو میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ آج کا اجلاس کچھ تاخیر سے شروع ہوا۔ یہ جو بجٹ اجلاس ہے اس کے جملہ معاملات جیسے بزنس کا شیڈول ہے' سپلیمنٹری بجٹ پیش ہونا ہے اس پر بحث ہوتی ہے۔ cut motions پیش ہوتی ہیں۔ main بجٹ پیش ہونا ہے' اس پر بحث ہونی ہے' پھر اس پر ووٹنگ ہونی ہے' یہ ہم نے سارا شیڈول طے کیا ہے۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور ان کے دیگر ساتھی وزرائے کرام' قائد حزب اختلاف رانا اکرام ربانی جناب ڈاکٹر افضل اعزاز کے ساتھ ہم نے بیٹھ کر مکمل انڈرسٹینڈنگ کے ساتھ طے کیا ہے۔ آج کے جو معاملات ہم نے طے کیے ہیں اس کے تحت ایک خیر سگالی کی فضا کے ساتھ اور افہام و تفہیم کے ساتھ اس سارے بجٹ اجلاس کو چلانا ہے۔ یہ سب باتیں ہم نے بیٹھ کر طے کر لی ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کل سے اجلاس عین وقت پر ہم شروع کریں گے۔ اس میں ذرا بھی تاخیر نہیں کی جائے گی۔ اور جملہ معاملات خوش اسلوبی کے ساتھ اور خیر سگالی کی فضا میں جاری و ساری رہیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

لوکل گورنمنٹ کے بارے میں سوالات ہیں جی رانا اکرام ربانی صاحب!

بلدیاتی اداروں کی طرف سے دیے گئے اشتہارات کی تفصیل

☆60۔ رانا اکرام ربانی: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں

گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ انتخابات کے بعد کئی بلدیاتی اداروں کے چیئرمین حضرات کی طرف سے میاں نواز شریف اور غلام حیدر وائیں کو مبارکباد کے اشتہارات اخبارات میں دیے گئے تھے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کس کس بلدیاتی ادارے کی طرف سے کس کس اخبار کو کتنی کتنی مالیت کے اشتہارات دیے گئے تھے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) جی ہاں! ایسے اشتہارات دیے گئے تھے۔

(ب) ایسے اشتہارات جاری کرنے والے بلدیاتی اداروں' اخبارات جن میں شائع ہوئے اور مالیت اشتہارات کی تفصیل درج ذیل ہے :-

لاہور ڈویژن

1۔ میونسپل کمیٹی سانگلہ ہل	نوائے وقت لاہور مورخہ 7-11-90	2229-00روپے
2۔ میونسپل کمیٹی مریدکے	(i)روزنامہ مشرق لاہور 7-12-90	6849-36روپے
	(ii) روزنامہ آفتاب لاہور 21-12-90	7581-60روپے
3۔ ٹاؤن کمیٹی کاہنہ نو	روزنامہ جنگ لاہور مورخہ 3-11-90	1000-00روپے

مبارکباد میاں نواز شریف

4۔ ضلع کونسل لاہور		
مبارکباد غلام حیدر وائیں	(1)روزنامہ جنگ	4975-20روپے
وزیر اعلیٰ پنجاب	2) روزنامہ جنگ	2478-60روپے
	3) نوائے وقت	4012-20روپے
	4) نوائے وقت	2006-10روپے
	5)فرنٹیئر پوسٹ	2434-24روپے
	6) فرنٹیئر پوسٹ	717-12روپے

مبارکباد میاں نواز شریف

صاحب وزیر اعظم پاکستان	1)روزنامہ جنگ	10960-92روپے
	2)روزنامہ جنگ	10960-92روپے
	3)روزنامہ نوائے وقت	8745-84روپے
	4)روزنامہ نوائے وقت	8745-84روپے
	5)روزنامہ نوائے وقت	8745-84روپے
	6) فرنٹیئر پوسٹ	4138-56روپے
	7) فرنٹیئر پوسٹ	4134-56روپے
	8)فرنٹیئر پوسٹ	2069-28روپے
	ٹوٹل	66082-50روپے

گوجرانوالہ ڈویژن

5۔ میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ	روزنامہ جنگ لاہور	10461-96روپے
میاں نواز شریف صاحب کو وزیراعظم منتخب ہونے پر مبارکباد	(2)روزنامہ جنگ نوائے	6767-05روپے
غلام حیدر وائیں صاحب کو وزیراعلیٰ پنجاب منتخب ہونے پر	(3) روزنامہ فرنٹیر پوسٹ	2151-36روپے
	(4) روزنامہ نوائے وقت	13948-44روپے
وزیراعظم پاکستان اور وزیراعلیٰ پنجاب کو مبارکباد	مشرق لاہور	
	ٹوٹل	33324-81روپے
وزیراعظم پاکستان کو مبارکباد	نوائے وقت لاہور	4012-20روپے
(6)میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ	(i)نوائے وقت	1486-00روپے
(7)میونسپل کمیٹی کاموکی	(ii)جنگ	1836-00روپے
	(iii)مشرق	1268-00روپے
	ٹوٹل	4590-20روپے
	نوائے وقت لاہور	2229-00روپے
	مورخہ 12-11-90	
(8)میونسپل کمیٹی منڈی بہاؤالدین	نوائے وقت لاہور	2006-10روپے
(9)جلالپور جٹاں میونسپل کمیٹی	مشرق۔لاہور	6849-36روپے
(10)ٹاؤن کمیٹی سرائے عالمگیر		
فیصل آباد ڈویژن	نوائے وقت لاہور	5000-00روپے
(11)میونسپل کمیٹی جڑانوالہ	روزنامہ جنگ	12000-00روپے
(12)میونسپل کمیٹی جھنگ	روزنامہ نوائے وقت اور جنگ	24000-00روپے
(13)ضلع کونسل جھنگ	پاکستان ٹائمز	2867-40روپے
(14)ٹاؤن کمیٹی بھوانہ	پاکستان ٹائمز	2867-00روپے

راولپنڈی ڈویژن

(15)میونسپل کارپوریشن راولپنڈی	روزنامہ جنگ راولپنڈی روزنامہ نوائے وقت پنڈی	45280-00روپے
(16)میونسپل کمیٹی حضرو (ضلع اٹک)	(i)روزنامہ جنگ لاہور راولپنڈی	5000-00روپے
(17)ٹاؤن کمیٹی حسن ابدال (ضلع اٹک)	(ii)ماہنامہ ڈویلپمنٹ ریویو روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی	2500-00روپے 3595-20روپے
(18) ٹاؤن کمیٹی کھیوڑہ (ضلع جہلم)	روزنامہ جنگ راولپنڈی	1377-00روپے

ملتان ڈویژن

(19)میونسپل کمیٹی پاکپتن شریف	(i)روزنامہ امروز	795-00روپے
	(ii)روزنامہ نوائے وقت	1486-60روپے
	ٹوٹل	2281-60روپے
(20)ضلع کونسل وہاڑی	(i)روزنامہ جنگ لاہور راولپنڈی کمبائنڈ	5166-00روپے
	(ii)روزنامہ نوائے وقت لاہور۔ ملتان کمبائنڈ	4094-00روپے
	(iii)روزنامہ مرکز اسلام آباد	1676-80روپے

(21) ضلع کونسل رحیم یار خان

وزاعظم پاکستان کی حلف برداری کی تقریب کے موقع پر	(i) روزنامہ لباسین رحیم یار خان	3000-00روپے
	(ii) روزنامہ وفاق رحیم یار خان	3000-00روپے
	(iii) روزنامہ عیادت رحیم یار خان	3000-00روپے
	(iv) ہفت روزہ نوائے ہرن	3000-00روپے
	(v) روزنامہ اسرار رحیم یار خان	3000-00روپے
وزیراعلیٰ پنجاب کی حلف برداری کی تقریب کے موقع پر	(vi) روزنامہ دفاع رحیم یار خان	3000-00روپے
	(vii) روزنامہ شہادت رحیم یار خان	3000-00روپے
	(viii) ہفت روزہ مبارک رحیم یار خان	2000-00روپے
	ٹوٹل	30000-00روپے

(22) ٹاؤن کمیٹی لیاقت پور

(1) روزنامہ عیادت رحیم یار خان	2923-00روپے
(2) روزنامہ عیادت رحیم یار خان	1879-20روپے
(3) روزنامہ عیادت رحیم یار خان	1879-40روپے
(4) روزنامہ کائنات رحیم یار خان	3000-00روپے
(5) روزنامہ دفاع رحیم یار خان	1879-20روپے
(6) روزنامہ دفاع رحیم یار خان	3000-00روپے
(7) ستلج بہاولپور	3000-00روپے
(8) روزنامہ حقیقت بہاولپور	3000-00روپے
(9) روزنامہ شہادت رحیم یار خان	3888-00روپے

(10)روزنامہ دستور بہاولپور	3000-00روپے
ٹوٹل	27,448-00روپے

انا اکرام ربانی: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ لاکھوں روپے کے جو اشتہارات اخبارات میں دیے گئے ہیں ان سے خوشامد کے علاوہ بھی کوئی مقصد حاصل ہوا ہے۔

زیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! الیکشن کے بعد بلدیاتی اداروں نے اپنے اپنے بجٹ کو مد نظر رکھتے ہوئے اخبارات میں اشتہارات دیے ہیں اس میں انہوں نے کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا۔

انا اکرام ربانی: جناب والا! میں نے یہ پوچھا ہے کہ لاکھوں روپے کے اشتہارات سے خوشامد کے علاوہ بھی کوئی مقصد حل ہوا ہے؟

زیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: میرے خیال میں خوشامد کا تو کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا اور جو سوال پیدا ہوتا ہے وہ قانونی اور غیر قانونی کا ہے۔ لہذا میں نے یہ عرض کر دیا ہے کہ انہوں نے قانون کے مطابق اشتہارات دیے ہیں۔

انا اکرام ربانی: جناب والا کیا وزیر موصوف اس بات سے اتفاق کریں گے کہ ان لاکھوں روپے کا استعمال عوامی مفاد میں کسی ترقیاتی منصوبے پر خرچ کیا جاتا تو کیا یہ بہتر استعمال نہیں تھا؟

زیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! اگر آپ اس سوال کے جواب کو تفصیل سے دیکھیں تو اس میں مثال کے طور پر آپ نمبر 1 کو لے لیں۔

میونسپل کمیٹی سانگلہ ہل ہے۔ ان کا 2229 روپے کا اشتہار ہے۔ اس سے انہوں نے کونسی ترقیاتی سکیم بنانی ہے۔ اسی طرح دیگر بھی اشتہارات اور مجموعی طور پر یعنی آپ گرینڈ ٹوٹل بھی کریں تو یہ تقریباً" تین لاکھ روپے بنتے ہیں۔ اور یہ اشتہارات بھی علیحدہ علیحدہ دیے گئے ہیں مشترکہ کوئی اشتہار نہیں آیا۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! بلدیاتی اداروں کے مقاصد پنجاب لوکل گورنمنٹ

ایکٹ کے اندر واضح کر دیے گئے ہیں میں وزیر موصوف سے یہ سوال کرنا چاہوں گا کہ ان اشتہارات کے ذریعے سے لوکل گورنمنٹ ایکٹ کے اندر بلدیاتی اداروں کے جو مقاصد بیان کیے گئے ہیں ان مقاصد میں سے کونسا مقصد پورا ہوا ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979ء میں ان اشتہارات کے لیے کوئی ممانعت نہیں کی گئی۔ ہر لوکل کونسل ایک خود مختار ادارہ ہے اور اپنے بجٹ کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ اشتہارات دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: سید چراغ اکبر ضمنی سوال۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! اس میں ضلع کونسل گجرات کی طرف سے مبارک باد کا کوئی اشتہار نہیں ہے۔ تو جناب والا! اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وزیر موصوف اصولی طور پر سمجھتے ہیں کہ یہ جائز نہیں ہے۔ لیکن دوسری ضلع کونسلوں اور بلدیاتی اداروں کو اس سے منع کیوں نہیں کیا گیا کہ یہ بے جا خوشامدنہ کی جائے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! اگر آپ یہ فہرست دیکھیں تو اس میں کئی ایسی ضلع کونسلیں ہیں جن کی طرف سے اشتہارات نہیں دیے گئے۔ بلکہ یہ تو موقعے کی مناسبت سے وہاں کے ہاؤسز وہاں کے لوگ علاقائی حالات کو دیکھتے ہوئے از خود فیصلے کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موہل ضمنی سوال کریں گے۔

میاں منظور احمد موہل: کیا وزیر موصوف یہ وضاحت فرمائیں گے کہ دفعہ 6 پر جو آئٹم نمبر 22 ہے "ٹاؤن کمیٹی لیاقت پور" اس کے دس اشتہار ہیں خرچہ 27 ہزار 4 سو 48 روپے ہے۔ آپ نے کہا کہ چھوٹے چھوٹے اشتہار ہیں یہ ایک ہی ٹاؤن کمیٹی نے اتنے ہزار روپے کے اشتہار دیے ہیں میرے خیال میں یہ رقم کا بالکل ضیاع ہے۔ 27 ہزار روپے میں ڈویلپمنٹ ہو سکتی ہے ؟

جناب سپیکر: موہل صاحب آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا ؟

میاں منظور احمد موہل: صفحہ نمبر 6 آئٹم نمبر 22 میں ایک ٹاؤن کمیٹی لیاقت پور ہے اس کے دس اشتہارات 27 ہزار 4 سو 48 روپے مالیت کے ہیں۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ ایک ٹاؤن

کمیٹی صرف دو ہزار روپے کے اشتہار دے سکتی ہے۔ اس میں تو ڈویلپمنٹ نہیں ہو سکتی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ چھوٹی سی ٹاؤن کمیٹی جو 27 ہزار روپے کے اشتہارات دے رہی ہے کیا اس میں ڈویلپمنٹ ہو سکتی ہے ؟

جناب سپیکر: جی منسٹر لوکل گورنمنٹ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: ٹاؤن کمیٹی اپنے بجٹ کے مطابق 27 ہزار روپے کے اشتہارات دے سکتی ہے۔ موصل صاحب کے خیال کے مطابق 27 ہزار روپے میں کونسی ڈویلپمنٹ ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب ضمنی سوال۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: کیا بلدیاتی ادارے بہ رضا و رغبت اور خوشدلی سے ان کو یہ سارے اختیارات دیتے ہیں یا انہیں مجبور کیا جاتا ہے کہ آپ انہیں اختیار دیں ؟ اس میں دوسرا سوال یہ ہے کہ اس مد میں جو پیسہ خرچ ہوتا ہے وہ بجٹ میں کس پروویژن سے لیا جاتا ہے ؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب ایک وقت میں ایک ہی سوال ہو سکتا ہے۔ جناب منسٹر لوکل گورنمنٹ۔

جناب وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! محکمے کی طرف سے کوئی اس قسم کی ہدایات نہیں دی جاتیں جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ ادارے کلی طور پر بااختیار ہیں کیونکہ یہ منتخب ادارے ہیں اس لیے ہم نے ان کو کسی بھی قسم کے کنٹرول سے آزاد رکھا ہے تاکہ وہاں کے منتخب شدہ نمائندے اپنے فیصلے خود کریں۔

جناب سپیکر: ملک اقبال احمد خان لنگڑیال ضمنی سوال۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! یہ کیا وجہ تھی کہ مبارک باد کے اشتہار دیے گئے اور میرے خیال میں یہ الیکشن تو غیر جماعتی ہوئے ہیں۔ اور یہ ایوان بھی غیر جماعتی ہونے چاہئیں جو کہ غالباً" ہیں۔ تو ان کو کیا ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ یہ مبارک بادی کے اشتہارات دیتے ہیں ؟

جناب سپیکر: ملک صاحب' اس میں ضمنی سوال کیا ہوا ؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! جو اشتہارات دیے جاتے ہیں وزیر بلدیات

بتائیں کہ یہ کیوں دیے جاتے ہیں اور اس کی کیا وجہ ہے ؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ ملک صاحب سے پوچھیں کہ ضمنی سوال کیا بنتا ہے ؟

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! یہ جو بلدیاتی الیکشن ہوئے ہیں یہ غیر جماعتی ہوئے ہیں۔ یہ ایوان چاہے پنجاب کی سطح پر یا قومی سطح پر ہو' یہ غیر جماعتی ادارے کسی جماعتی سربراہ کو مبارک باد کیوں دیتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے ؟

جناب سپیکر: جی' منسٹر لوکل گورنمنٹ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! اگر وزیراعظم کے لیے اشتہار دیا جاتا ہے تو اس میں جماعتی یا غیر جماعتی کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ وزیراعظم پورے ملک کے وزیراعظم ہوتے ہیں' پوری قوم کے وزیراعظم ہوتے ہیں۔ اگر اشتہار وزیراعلیٰ صاحب کے بارے میں دیا جاتا ہے تو وزیراعلیٰ پورے صوبے کے وزیراعلیٰ ہوتے ہیں وہ کسی جماعت کے وزیراعلیٰ نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر: بہت ضمنی سوالات ہو چکے ہیں' اب آخری ضمنی سوال چودھری اصغر علی گجر۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! اس میں بہت سارے اداروں کی طرف سے جناب وزیراعلیٰ کو مبارک باد کے پیغامات دیے گئے ہیں اور بہت سے اداروں کی طرف سے نہیں دیے گئے۔ جیسے کہ وزیر موصوف فرماتے ہیں کہ کسی خوشی کے موقع پر انہیں یہ مبارک باد دی جاتی ہے۔ تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا جن اداروں نے انہیں مبارک باد نہیں دی کیا وہ اس بات سے ناخوش تھے کہ وزیراعلیٰ کو پنجاب کا وزیراعلیٰ مقرر کیا جائے یا نہیں ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے وہ ایسے اشتہار کسی اور موقع پر دے دیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال میاں محمود احمد کا ہے۔

میاں محمود احمد: سوال نمبر 207۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! میاں محمود صاحب اپنی سیٹ پر نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب اپنی سیٹ پہ جا کے سوال کا نمبر بولیں۔

میاں محمود احمد: جناب والا! میں اپنی سیٹ پہ پہنچ گیا ہوں اور سوال نمبر 207۔

فلتھ ڈپو بنانے کے لیے اقدام

☆207- میاں محمود احمد: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ عرصہ دراز سے تھانہ شاہدرہ ٹاؤن کے پاس بائیں طرف مین سڑک پر کارپوریشن کے خاکروب گندگی پھینک رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس گندگی سے نہ صرف محلے داروں بلکہ سڑک سے گزرنے والوں کو بھی زبردست تکلیف ہے۔ جس کی شکایات محلے دار عرصہ دراز سے کر رہے ہیں۔

(ج) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کا سدباب کرنے کو یا وہاں فلتھ ڈپو بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) یہ درست ہے کہ مین روڈ شاہدرہ ٹاؤن پر علاقہ کا کوڑا کرکٹ اکٹھا کرنے کی یہی جگہ ہے لیکن صبح ہی کارپوریشن کا عملہ ٹرک کے ذریعے کوڑا کرکٹ اٹھا کر لے جاتا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ اس وقت وہاں پر صفائی کی حالت بالکل ٹھیک ہے۔ اور کوڑا کرکٹ کی ڈھیری کو تھانہ شاہدرہ کے نزدیک لگایا جا رہا ہے۔ جسے روزانہ بذریعہ ٹرک اٹھا دیا جاتا ہے۔

(ج) لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن کوڑا کرکٹ اٹھانے اور اکٹھا کرنے کا نیا نظام متعارف کروا رہی ہے۔ جس جگہ پر پختہ ڈسٹ بن نہیں بن سکتے وہاں سالڈ ڈسٹ پروگرام کے تحت تیار کیے ہوئے آہنی سکیپ کنٹینرز یا ڈسٹ بن رکھ دیے جاتے ہیں زیر حدث موقع پر بھی شکایت کے ازالہ کے لیے آہنی ڈسٹ بن رکھ دیا گیا ہے۔

میاں محمود احمد: جناب والا میں چودھری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس سوال کا جواب کب تیار کیا گیا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! جب یہ سوال محکمے کے پاس پہنچا تب سے ہی اس کے جواب کی تیاری شروع کر دی گئی؟

میاں محمود احمد: کیا یہ درست نہ ہے کہ یہ سوال پہلے بھی ہاؤس میں زیر بحث آچکا ہے اور اس وقت بھی یہی جواب تھا اور معزز ہاؤس نے اس کو واپس کیا تھا کہ اس کا جواب درست طور پر دیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! اب تو یہ ٹھیک کر کے لے آئے ہیں۔

میاں محمود احمد: جناب والا! کیا وزیر موصوف ازراہ کرم فرمائیں گے کہ آج کل وہاں پر اس کی latest position کیا ہے کیا کنٹینر وہاں پر رکھے ہوئے ہیں؟ آج اور کل کی پوزیشن بتائی جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میں نے آدمی بھیج کر چیک کروایا تھا کل تک تو رکھا ہوا تھا آج کا پتہ نہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اصل میں جناب والا! مصیبت یہ ہے کہ ایک طرف تو کارپوریشن والے رکھ کے جاتے ہیں پھر وہاں سے اٹھوا لیا جاتا ہے۔ اس کی نگرانی تو میاں محمود صاحب کو کرنی چاہیے تاکہ وہ وہاں رہے۔

میاں محمود احمد: جناب والا! میں وزیر موصوف سے عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ ڈسٹ بن نہ تو کل وہاں تھا اور نہ ہی آج ہے۔ اس سوال پر دوبارہ نظر ثانی کی جائے۔ اس سوال کا جواب جو پہلے دیا گیا تھا اسی طرح سے اس کو دوبارہ ہاؤس میں اب پیش کر دیا گیا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! کل تک تو یہ پڑا ہوا تھا میرے خیال میں یہ سارا کام رات کو ہی ہوتا ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ: تھانہ شاہدرہ کے پاس مزید گندگی پھیلانے کی بھلا کیا ضرورت تھی؟

جناب سپیکر: خان غلام سرور خان صاحب۔ اگلا سوال۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! اسی طرح کا ایک سوال میرا بھی ہے جس کا نمبر 607 ہے اسے بھی ساتھ ہی ملا لیا جائے۔

مجاز افسر کی تعیناتی

☆309 - خان غلام سرور خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مسٹر منور ایس ڈی او لوکل گورنمنٹ ضلع سرگودھا کی تعیناتی کب اور کس عہدہ پر پر ہوئی اور اس کی ترقی کب ہوئی کیا موجودہ عہدہ کے لیے اس کی تعلیمی صلاحیت پوری ہے۔

(ب) متذکرہ ایس ڈی او کی ترقی آؤٹ آف ٹرن کی گئی یا سنیارٹی کے لحاظ سے اگر اس کی ترقی آؤٹ آف ٹرن کی گئی ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر منور ایس ڈی او کافی عرصہ سے بطور ایکسئن لوکل گورنمنٹ سرگودھا ڈویژن کام کر رہا ہے اور اس آسامی پر ایکسئن تعینات ہوتا ہے اس کی فوری طور پر ٹرانسفر ہو جاتی ہے کیا مسٹر منور اتنا ہی بااثر ہے کہ ایکسئن کی اسامی پر کسی بھی آدمی کو کام نہیں کرنے دیتا یا اس کی وجوہات کوئی اور ہیں وضاحت کی جائے۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ لوکل گورنمنٹ بطور ایکسئن لوکل گورنمنٹ سرگودھا ڈویژن کسی مجاز افسر کو فوری طور پر لگانا چاہتی ہے اگر ایسا ممکن نہیں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) مسٹر منور حسین کی تعیناتی بطور اسسٹنٹ انجنیئر سرگودھا 27 مئی 1986ء کو ہوئی اس عہدہ کے لیے اس کی تعلیمی قابلیت پوری ہے ترقی نہیں ہوئی ہے۔

(ب) مسٹر منور حسین بطور ایکسئن لوکل گورنمنٹ سرگودھا کام نہیں رہا۔ 14 مارچ 1991ء سے محکمہ نے ایک ایکسئن تعینات کر دیا ہے۔

(ج) جیسا کہ جزو (ج) کے جواب میں بیان کر دیا گیا ہے۔

(د) محکمہ نے مورخہ 14 مارچ 1991ء سے بطور ایکسیئن کی خدمات دوسرے محکمہ سے حاصل کر کے انہیں بطور ایکسیئن سرگودھا ڈویژن تعینات کر دیا ہے اور وہ اس عہدہ پر کام کر رہے ہیں۔

جناب غلام سرور خان: ضمنی سوال۔ منور حسین اسسٹنٹ انجنیئر سرگودھا کی تعیناتی کس کے حکم سے ہوئی اور اس کی تعلیمی قابلیت کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! یہ دو ضمنی سوالات ہیں یا ایک ہی ضمنی سوال ہے؟

خان غلام سرور خان: سوال ایک ہے' جزو دو ہیں۔ منور حسین اسسٹنٹ انجنیئر کی تعیناتی کس ایجنسی کے حکم پر ہوئی اور اس کی تعلیمی قابلیت کیا ہے؟ بڑا واضح سوال ہے۔

میاں منظور احمد موھل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس سوال کا جواب اور جناب فرید احمد پراچہ صاحب کے سوال کا جواب پہلے ہی مطبوعہ شکل میں کتابچے میں دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ایک اور کاغذ ٹائپ کر کے اسی کتابچے میں لگا دیا گیا ہے اور دونوں کے جوابات میں تضاد ہے۔ اس کا نوٹس لینا چاہیے کہ تضاد کیوں ہے۔ پہلے کیوں غلط شائع ہوا اور حکومت کا پیسہ خرچ ہوا۔ اس کے بعد اس کو اب اور رنگ کیوں دے دیا گیا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: اس میں رنگ کوئی نہیں بھرا گیا۔ تازہ ترین صورت حال بنائی گئی ہے۔

میاں منظور احمد موھل: یہ وقفہ سوالات ہوتا ہے کہ جس میں ممبران مختلف محکموں کے بارے میں سوالات پوچھتے ہیں اور حساب لیتے ہیں۔ اس طرح تو حکومت کے پیسے کا زیاں ہے۔ تو کیوں نہ پہلے ہی درست جواب لکھا جائے۔ اگر کوئی رنگ نہیں دیا گیا تو پھر کیا ضرورت لاحق ہوئی کہ ایک ایک صفحہ ان کے ساتھ اور منسلک کر دیا جائے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: کاپیاں تقسیم کرنے سے پہلے ہی یہ جوابات لگائے گئے ہیں تاکہ ایوان میں تازہ ترین صورت حال بنائی جائے اور سوال کرنے والے کا اصل مقصد سامنے آنا چاہیے۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے

کہ منور حسین اسسٹنٹ انجنیئر کی تعیناتی کس کے حکم پر ہوئی اور اس کی تعلیمی قابلیت کیا ہے ؟ انہوں نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ تعلیمی قابلیت پوری ہے۔ میں اس کی تعلیمی قابلیت جاننا چاہتا ہوں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: تبادلے مختلف اوقات میں سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کی طرف سے اور منسٹری کی طرف سے بھی ہوتے رہتے ہیں۔ یہ تبادلہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کی طرف سے ہوا تھا۔ جیسا کہ میں نے پہلے ذکر کیا ہے' تعلیمی قابلیت پوری ہے۔ وہ انجنیئرنگ کے ڈپلومہ ہولڈر ہیں۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! میں نے تو واضح جواب مانگا ہے کہ تعیناتی کس کے حکم پر ہوئی۔ تبادلے سیکرٹری بھی کرتا ہے اور منسٹر بھی۔ میں تو جاننا چاہتا ہوں کہ اس کی تعیناتی کس کے حکم پر ہوئی اور آیا وزیر موصوف اس کی تعلیمی قابلیت کے docu-ments ایوان میں پیش کرنے کو تیار ہیں ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے لیے تو نیا سوال دے دیں۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! میرا یہ سوال بالکل متعلقہ ہے۔ اس سے پہلے بھی ہم نے اس کی تعلیمی قابلیت جاننا چاہی ہے۔ وزیر موصوف کو علم ہونا چاہیے کہ جس شخص کی تعیناتی اسسٹنٹ انجنیئر کی پوسٹ پر کی گئی ہے اس کی قابلیت کیا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: اس کی تعلیمی قابلیت پوری ہے۔ وہ ڈپلومہ انجنیئر ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے جو سوال کیا ہے' اس کو پڑھیں۔ آپ کا سوال یہ ہے۔

مسٹر منور حسین ایس ڈی او لوکل گورنمنٹ ضلع سرگودھا کی تعیناتی کب اور کس عہدے پر ہوئی ؟

جناب غلام سرور خان: میں نے اس کا جواب پڑھنے کے بعد ہی سوال کیا ہے۔ ایک تو اس کی تعیناتی کس کے حکم پر ہوئی اور دوسرے تعلیمی قابلیت کیا ہے۔ اور آیا وزیر موصوف اس کا ریکارڈ ایوان میں دینا پسند فرمائیں گے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر فاضل رکن نیا سوال دے دیں تو کیا آپ جواب دینے کو تیار ہیں ؟

جناب غلام سرور خان: جناب والا! اس میں تو نئے سوال کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: اس میں تو احکامات حکومت کی طرف سے ہوئے ہیں۔

جناب غلام سرور خان: کس اتھارٹی کی طرف سے ہوئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری لوکل گورنمنٹ مجاز اتھارٹی ہیں۔ ان کی طرف سے آرڈر جاری ہوئے تھے۔

جناب غلام سرور خان: کیا اس ایکسئن کے خلاف سابق کمشنر سرگودھا ڈویژن نے کوئی انکوائری کی تھی؟ اگر ایسا ہے تو اس انکوائری کی رپورٹ پر اس کے خلاف کیا ایکشن ہوا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میرے خیال میں ان کا سوال یہ ہونا چاہیے تھا کہ جب سے اس کی تقرری ہوئی ہے' اس کے خلاف کوئی انکوائری ہوئی ہے؟ اور کون کون سی تاریخ میں کیا کیا انکوائری ہوئی ہے؟ اس کے لیے تو پورا ریکارڈ مختلف جگہوں سے منگوانا پڑے گا جہاں جہاں وہ لگا رہا۔ نئے سوال پر ہی اتنا ریکارڈ آسکتا ہے۔

جناب غلام سرور خان: اس میں بھی نئے سوال کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ بڑا بدنام زمانہ ایکسئن ہے۔ اس کے خلاف کئی بار انکوائریاں کی گئی ہیں اور انکوائریوں کی رپورٹ بھی جناب وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی کے پاس موجود ہے۔ سابق کمشنر سرگودھا جہانگیر ملک صاحب کی رپورٹ ہاؤس میں دینا پسند فرمائیں گے؟ سابق کمشنر سرگودھا ڈویژن نے اس کے خلاف ایک انکوائری کی اور اس کی رپورٹ وزیر مقامی حکومت و دیہی لوکل گورنمنٹ اور سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کو بھجوائی ہے۔ آیا اس رپورٹ پر کوئی ایکشن ہوا یا نہیں؟ اور اس رپورٹ کی کاپی ایوان میں دینا پسند فرمائیں گے یا نہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: میں نے تو عرض کیا ہے کہ ہر افسر کے بارے میں مختلف اوقات میں جہاں جہاں اس کی تعیناتی ہوتی ہے شکایات آتی رہتی ہیں اور اس کا ایک لمبا ریکارڈ ہوتا ہے۔ جس مخصوص کیس کے بارے میں بات ہو وہی ریکارڈ منگوایا جاسکتا ہے اور جس ضلع کے بارے میں ہو یا وہاں سے منگوایا جاسکتا ہے۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! سرگودھا میں تعیناتی پر جو اس کے خلاف انکوائریاں ہوئی ہیں جو جہانگیر ملک صاحب نے کی ہیں میں اس ایک مخصوص انکوائری کی رپورٹ جاننا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : میں نے یہی گزارش کی تھی کہ رپورٹ کی کاپی یا اس بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے نیا سوال دیں۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 630 اس سے ملتا جلتا ہے اور اس کا جواب بھی اس کے ساتھ لیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اسی آدمی کے بارے میں تھا؟

جناب فرید احمد پراچہ : یہی سوال ہے۔ سوال یہ ہے:

''کیا یہ حقیقت ہے کہ ایگزیکٹو انجینئر لوکل گورنمنٹ سرگودھا کی پوسٹ پر گزشتہ چار پانچ سال سے ایک ایس ڈی او چودھری منور حسین کام کر رہا ہے؟''

جواب دیا گیا ہے:

''یہ درست نہیں۔''

جب کہ غلام سرور خان صاحب کی طرف سے اسی سوال کے جواب میں کہا گیا ہے:

''ایکسئین لوکل گورنمنٹ سرگودھا کی اسامی مورخہ 12 فروری 1986ء کو خالی ہوئی تھی اور اس پر چودھری منور حسین اسسٹنٹ انجینئر کو بطور ایکسئین اضافی چارج دیا گیا۔''

دونوں طرف تضاد ہے۔ ایک طرف انکار کیا جا رہا ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔ اور میں نے بھی یہی سوال کیا تھا کہ چار پانچ سال سے ایک ایس ڈی او ایکسئین کے عہدے پر کام کر رہا ہے۔ تو ایک سوال میں اس کا اعتراف کیا گیا ہے اور دوسری طرف اس کا انکار کیا گیا ہے۔ یہ تضاد ہے۔ اس تضاد کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب والا! چار اور پانچ سال میں اچھا خاصا فرق ہوتا ہے۔ کوئی exact period ہوتا تو اس کا پھر exact جواب آتا۔ چار پانچ سال کوئی اس کا پیریڈ نہیں بنتا۔ اور پچھلے ایک سال سے وہ وہاں پر تعینات نہیں رہے ہیں نئے ایکسئین کو وہاں لگے ہوئے کوئی ایک سال ہو چکا ہے اور وہاں پر فی الحال نئے ایکسئین کے بارے میں کوئی شکایت نہیں آئی۔ کام وہاں پر ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پرویز الٰہی صاحب سے اس جواب

کے بارے میں تو میں اتنا ہی کہہ سکتا ہوں وہ میرے دوست ہیں کہ "آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں۔" گزارش یہ ہے کہ یہ چار پانچ سال کا ایک متعین عرصہ ہے۔ آپ اسے چار سال لے لیں یا پانچ سال لے لیں۔ آپ کی مرضی ہے۔ لیکن اس کے بعد آپ اتنی برداشت تو کریں کہ ایک طرف تو آپ اعتراف کر رہے ہیں کہ 1987ء سے وہ آدمی بطور ایکسئن کام کر رہا ہے۔ اور دوسری طرف آپ کہہ رہے ہیں کہ یہ درست نہیں ہے۔ یعنی اس طرح سے آپ چار پانچ سال کے عرصہ کو چار کر لیں یا پانچ کر لیں تو تب بھی آپ بتائیں کہ 1987ء سے ایک آدمی کام کر رہا ہے اور آپ فرما رہے ہیں کہ یہ درست نہیں ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! جتنا عرصہ اس نے کام کیا وہ چار سال بنتے ہیں نہ پانچ سال بنتے ہیں۔ اس سے کم بنتے ہیں اس لیے میں نے ایسا جواب دیا ہے۔ جہاں تک دوسری بات کا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ اس کے پاس اضافی چارج تھا۔ اس کے بعد جب ہم نے نیا آدمی لگا دیا تو اس کو وہاں سے remove کر دیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب پراچہ صاحب! میرا خیال ہے کہ اگر آپ اس آدمی کے بارے میں مزید تفصیلات حاصل کرنا چاہیں تو چودھری صاحب اپنے چیمبر میں آپ سے ملاقات کرنا زیادہ پسند فرمائیں گے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! اس سوال کا دوسرا جزو بھی ہے جس کی روشنی میں اس بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ غیر ضروری ہے۔ یعنی جزو (ب) یہ تھا کہ ایک عرصہ تک ایک آدمی کو تعینات کیا گیا اس کا ذمہ دار کون ہے؟ کب تک اس بے قاعدگی کا ازالہ کیا جائے گا؟ اور ذمہ داران کے خلاف کیا محکمانہ کارروائی ہو گی؟ جبکہ اس سوال کے جواب میں یہ بات بھی بیان کی گئی کہ محکمہ نے وقتاً" فوقتاً" ایکسئن کے عہدہ کے آفیسران کی بطور ایکسئن سرگودھا تعیناتی کی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ اپنے سوال کا جواب پڑھ رہے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جی۔ میں نے گزارش کی تھی کہ اسے بھی ساتھ لے لیا جائے یہ اسی سے متعلقہ تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اپنی باری پر لیا جائے گا۔ ابھی آپ اس بارے میں ضمنی سوال نہ

کریں۔ جب وہ سوال آئے گا تو اس وقت آپ ضمنی سوال کریں۔ ابھی تو خان صاحب کا سوال چل رہا ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! چودھری صاحب کو آپ دو تین دفعہ کیوں آزمائش میں ڈالتے ہیں۔؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! میں تو چودھری صاحب کو آزمائش سے نکالنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب کی ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میں فرید احمد پراچہ صاحب کی تسلی کے لیے عرض کرتا ہوں کہ جو بھی شکایات کسی بھی آفیسر کے بارے میں مجھ تک لائی جاتی ہیں اس کی باقاعدہ انکوائری کی جاتی ہے۔ اگر معزز رکن ثبوت کے ساتھ کسی کے خلاف کوئی چیز میرے پاس لائیں تو انشاء اللہ اس کے خلاف بالکل انکوائری کی جائے گی اور انکوائری بھی منصفانہ طریقے سے ہوگی اور اگر وہ قصوروار ہوا تو اسے قانون کے مطابق ضرور سزا دی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: صحیح ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! اس بارے میں جو انکوائری کرنی ہے وہ بات ہو چکی ہے۔ میں تو جس انکوائری کے بارے میں بات کر رہا ہوں اس کا اعتراف خود انہوں نے کیا ہوا ہے کہ ایک آدمی کو ایکسین کے عہدے پر لگایا گیا۔ اس میں مزید ثبوت کی کیا ضرورت ہے جبکہ جواب آپ نے خود دیا ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پراچہ صاحب' ابھی اپنے سوال کی باری تو آنے دیں۔ ابھی خان صاحب کا سوال چل رہا ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! میں اپنے سوال کی باری کا ذکر نہیں کر رہا ہوں بلکہ یہ اسی سوال کے بارے میں ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاں! اس بارے میں کوئی ضمنی سوال ہے تو پوچھیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جی ہاں! اس بارے میں ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' فرمایے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب جزو (ج) میں اس بات کا اعتراف کیا جا رہا ہے کہ محکمہ نے وقتاً" فوقتاً" ایکسئن کے عہدہ کے افسران کی بطور ایکسئن سرگودھا تعیناتی کی تھی مگر ان احکامات پر عملدرآمد نہ ہو سکا۔ یہ عملدرآمد کیوں نہ ہو سکا؟ اس کی ذمہ داری کس پر ہے؟ اور اس کے لیے کیا انکوائری کی جا رہی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! معزز رکن کون سا جواب پڑھ رہے ہیں ترمیم شدہ پڑھ رہے یا کچھ اور پڑھ رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پراچہ صاحب! آپ غلام سرور خان صاحب کے سوال کے جواب پر ضمنی سوال کریں۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! میرے ضمنی سوال کے جواب میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ اگر کسی سرکاری ملازم کے خلاف کوئی شکایت ہو تو وہ بتائی جائے تو اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔ میرا اس سے پہلے بھی ضمنی سوال تھا کہ کئی شکایات پر جہانگیر ملک صاحب نے منور ایس ڈی او کے خلاف انکوائری کی تھی اور اس انکوائری کی رپورٹ پر اس ایس ڈی او کے خلاف چودھری صاحب نے کیا ایکشن لیا ہے۔ یہ اس معزز ایوان کو بتایا جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس انکوائری رپورٹ کی کاپی آپ کے پاس پہنچی تھی جس انکوائری رپورٹ کا وہ حوالہ دے رہے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! ان کی طرف سے تو کوئی شکایت نہیں آئی۔ یہی تو میں نے عرض کیا ہے کہ یہ شکایت کریں لکھ کر دیں تو اس پر میں انکوائری کرانے کو تیار ہوں۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا! یہی تو میں نے عرض کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب اس کا تو فیصلہ ہو چکا ہے۔

جناب غلام سرور خان: جناب والا! اس ایس ڈی او کے خلاف کمشنر سرگودھا ڈویژن کے پاس وہاں کے عوام کی شکایتیں تھیں اور وہاں کے منتخب نمائندوں کی شکایتیں تھیں۔ ان شکایتوں پر اس کے خلاف انکوائری جہانگیر ملک صاحب نے کی تھی یا کروائی تھی اور اس کی رپورٹ بھی انہوں نے وزیر صاحب کو بھجوائی تھی تو اس رپورٹ پر وزیر صاحب نے کیا ایکشن لیا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! میں یہی گزارش کر رہا ہوں کہ آپ اس کے لیے نیا سوال دیں تو تفصیلات آپ کو فراہم کر دی جائیں گی۔

جناب غلام سرور خان: جی' درست ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی بتانا پسند کریں گے کہ اسسٹنٹ انجنیئر کی تعیناتی کے لیے کم از کم کیا قابلیت درکار ہے؟ یا اسسٹنٹ انجنیئر کے عہدے پر محکمہ لوکل گورنمنٹ میں تعیناتی کے لیے کم از کم کتنی قابلیت درکار ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اس عہدہ کے لیے انجنیئرنگ کا ڈپلومہ ہولڈر ہونا چاہیے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی کا بہت احترام کرتا ہوں اور یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ مسٹر منور حسین کی تعیناتی کے سلسلے میں ان کا کوئی ہاتھ ہے نہ ان کا کوئی دخل ہے اور نہ ان کا کوئی قصور ہے؟ یہ دوسروں کے گناہ ان کے پلے پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے محکمے کے پلے پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس کے لیے کم از کم قابلیت بی ایس سی (انجنیئرنگ) چاہیے۔ اور مسٹر منور حسین بی ایس سی (انجنیئرنگ) نہیں ہیں۔ آیا یہ بات درست ہے کہ کم از کم مطلوبہ قابلیت مسٹر منور حسین نہیں رکھتے تھے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! basic qualification ڈپلومہ انجنیئرنگ ہونا چاہیے۔ جو اس کے پاس تھا اور وہ محکمانہ ترقی کے ذریعے اسسٹنٹ انجنیئر بنا۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آیا یہ درست نہیں ہے کہ

12 مئی 1986ء کو سروسز ٹریبونل نے۔۔۔۔۔۔۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' فرمایے۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب والا! میری معزز اراکین سے یہ گزارش ہے کہ اس سوال پر ہمارے معزز اراکین تفصیلی بات کر چکے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف نے اتنے کھلے دل سے جوابات دیے ہیں کہ سوائے ان mover حضرات کے سب کو جوابات کی سمجھ آگئی ہے۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ اب اسے ختم کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی تجویز تو معقول ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میں آپ سے اس بات کی وضاحت ضرور چاہوں گا کہ ایک سوال پر کتنے ضمنی سوالات کیے جا سکتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر کوئی آرڈرز یا رولز تو نہیں ہیں لیکن جو عام طور پر پریکٹس ہے وہ تین یا چار ضمنی سوالات تک رہی ہے۔۔۔۔

میرا خیال ہے کہ سیٹھی صاحب کی تجویز بڑی معقول ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں کورٹ کے ریفرنس اور کورٹ کے فیصلے کو evi-dence کے طور پر ایوان میں پیش کر سکتا ہوں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! آپ رولنگ دے چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تجویز تو آپ کی معقول ہے۔ پراچہ صاحب کا جو سوال ہے وہ ابھی آنے والا ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں court evidence کی بات کرنے لگا ہوں کہ آیا 12 مئی 1986ء کو سروسز ٹریبونل نے اپنے فیصلے اس آدمی کی تعیناتی کو رولز کی خلاف ورزی قرار نہیں دیا تھا اور اس کی qualification کو کم نہیں قرار دیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' چودھری صاحب۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! سیٹھی صاحب کی بات مان چکے ہیں۔ یہ

آپ نے دوبارہ شروع کر دیا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: آپ fresth question دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کے لیے fresh question دے دیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ پر اعتراض تو نہیں کر سکتا لیکن احتجاج ضرور کروں گا۔ جناب سپیکر! اس آدمی کے unqualified ہونے کے بارے میں یہ سوال ہے اور اس کے unqualified ہونے کے بارے میں Court evidence پیش کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! یہ کورٹ کی verdict ہے۔ 12 مئی 1986ء کو سروسز ٹریبونل نے فیصلہ دیا ہے۔ آپ اجازت دیں تو میں اس فیصلے کا آخری پیرا پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ فیصلہ آپ منسٹر صاحب کو پہنچا دیں۔ وہ انشاء اللہ اس پر صحیح غور و فکر فرمائیں گے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! یہ بات تو درست نہیں ہے لیکن وزیر بلدیات کے احترام میں' میں خاموش ہو جاتا ہوں۔ بہر حال یہ تعیناتی بھی غیر قانونی تھی۔ اس آدمی کی qualification بھی پوری نہیں ہے۔ سروسز ٹریبونل نے اس کی تعیناتی کو غیر قانونی قرار دیا اور اس کے بعد چیف منسٹر صاحب نے تمام قواعد کے بارے میں یہ کہا کہ اس کے تمام قواعد و ضوابط جو ہیں وہ relax کیے جاتے ہیں اور qualification کا پھر بھی ذکر نہیں تھا پھر بھی تعیناتی ہو گئی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب وزیر موصوف پہلے بھی فرما چکے ہیں آپ کو اس آدمی کے بارے میں اگر کسی قسم کی کوئی شکایت ہو تو آپ ان کے پاس آئیں۔ اور وہ اس سلسلہ میں مکمل انکوائری کروائیں گے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں اس پر صرف اس لیے خاموش ہوتا ہوں کہ اس میں وزیر بلدیات کا قصور نہیں ہے۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی خان صاحب فرمایئے!

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! یہ میرا سوال نہایت ہی اہمیت کا حامل تھا اس کی support میں کئی دوستوں نے بھی ضمنی سوال کیے ہیں۔ وزیر موصوف کسی سوال کا کوئی بھی واضح جواب نہیں دے سکے ہیں۔ اس لیے میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ اس سوال کو کسی اور دن کے لیے take up کیا جائے اور اس کے لیے ایک گھنٹے کا ٹائم مقرر کیا جائے تاکہ تمام دوست اس پر کھل کر بحث کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: غلام سرور خان صاحب اس پر کافی بحث ہو چکی ہے اور ابھی فرید پراچہ صاحب کا اس موضوع پر بقایا سوال ہے اور اگر کوئی بقایا بحث رہ بھی گئی ہے تو وہ فرید پراچہ صاحب کے سوال پر ہو جائے گی۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! سیکشن 52 کے تحت میں written request بھجوا دیتا ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ میری request کو consider کریں گے اور اس سوال کے جواب کے لیے اس معزز ایوان کو مطمئن کرنے کے لیے کوئی واضح جواب وزیر موصوف دینا پسند فرمائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' آپ اس کو بھجوا دیں۔ پھر انشاء اللہ قواعد و ضوابط کے مطابق اس پر غور کیا جائے گا۔ اگلا سوال 314 میاں محمود احمد صاحب۔

نامکمل منصوبوں کو مکمل کرنا

☆314- میاں محمود احمد: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کارپوریشن نے میرے حلقہ واقعہ پی پی 116 میں 1985ء سے لے کر اب تک مختلف آبادیوں میں ترقیاتی کام کیے ہیں اگر ایسا ہے تو کون کون سے کام ہوئے اور ان پر الگ الگ کتنی کتنی لاگت آئی۔

(ب) کون کون سے اور کتنی لاگت کے منصوبے ابھی تک نامکمل ہیں کن کن پر منظوری کے باوجود ابھی تک کام شروع نہیں کیا گیا۔ کیا حکومت ان منصوبوں پر کام شروع کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان کریں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) یہ درست ہے کہ میٹروپولیٹن کارپوریشن نے حلقہ پی پی 166 میں 1985ء سے لے کر اب تک مختلف آبادیوں میں ترقیاتی کام کیے ہیں۔ ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جس میں کاموں کی الگ الگ تفصیل درج ہے۔

(ب) تمام منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں جن کی لاگت فہرست میں ظاہر کر دی ہے نیز کوئی منصوبہ ایسا نہ ہے جو منظوری کے باوجود شروع نہ کیا گیا ہو۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: میاں محمود احمد صاحب آپ کا سوال زیر بحث ہے؟

میاں محمود احمد: جی۔

جناب سپیکر: کونسا؟

میاں محمود احمد: سوال نمبر 314۔

جناب سپیکر: 314 تو اس پر ضمنی سوال آپ کرنا چاہتے ہیں؟

میاں محمود احمد: جی' جناب۔

جناب سپیکر: ارشاد فرمایئے۔

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! پہلے تو میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ کارپوریشن میرے حلقے میں اب بھی کام کر رہی ہے اور میں وہ point out بھی کر سکتا ہوں۔ آپ کا جواب درست نہ ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ جو اس سوال کے ساتھ جواب لف کیا گیا ہے وہ آپ ذرا دیکھیے گا کہ وہ پڑھا ہی نہیں جا رہا ہے اور اس معزز ایوان میں جب سوال کا جواب اس طرح put up کیا جائے اور اس کو ایوان کا کوئی معزز رکن پڑھ ہی نہ سکے تو پھر اس سے بڑی توہین اس ایوان کی اور کیا ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میرا یہ سوال ہے کہ کیا یہ جواب لف کیا گیا ہے اس کو جناب چودھری صاحب خود پڑھ سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: کونسا جواب؟

میاں محمود احمد: یہ فوٹو کاپی جو ساتھ لگائی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: یہ آپ Abstract of Developmen Expenditure کی بات کر رہے ہیں؟

میاں محمود احمد: جی جناب۔ صفحہ نمبر 16 پر ذرا دیکھیے گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب' آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ اس سوال کا جواب پڑھا نہیں جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی' منسٹر لوکل گورنمنٹ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! یہ پرنٹنگ محکمہ لوکل گورنمنٹ والے نہیں کرتے اور جو اس کی ٹائپ شدہ فہرست تھی وہ ہم نے دے دی تھی۔ اس میں ان کی جو اپنی سکیمیں ہیں یہ حلقہ پی پی 116 کی 1985ء کی سکیمیں ہیں تو جو ہمارے پاس کارپوریشن سے information اکٹھی ہوئی وہ ہم نے دے دی تھی۔ پرنٹنگ کی جو ذمہ داری ہے وہ ہمارے محکمہ کی نہیں ہوتی۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی' ارشاد حسین سیٹھی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی: جناب سپیکر! جس طرح وزیر موصوف نے یہ جواب دیا ہے کہ پرنٹنگ کی غلطی کی ذمہ داری ان کے محکمہ پر عاید نہیں ہوتی۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا پرنٹنگ کی اس قسم کی اغلاط سے یہ کہہ کر صرف نظر کیا جا سکتا ہے کہ پرنٹنگ کی وجہ سے متعلقہ محکمہ کے بارے میں سوال کا جواب دینے سے وزیر موصوف قاصر ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اس میں کوئی ایسی بات نہیں کی گئی جبکہ میاں محمود صاحب کی طرف سے صرف یہ کہا گیا ہے کہ وہ پڑھا نہیں جا رہا۔ یہ نہیں کہا گیا کہ اس میں کوئی چیز غلط طریقے سے پرنٹ ہوئی ہے یا صحیح طریقے سے ہوئی ہے۔ صرف پڑھنے

کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ صاف پرنٹنگ نہیں ہوئی۔ اس بارے میں کہا ہے کہ matter کے بارے میں discuss نہیں کیا۔

جناب سپیکر: یہ پرنٹنگ واقعی بہت ناقص ہے منسٹر لوکل گورنمنٹ کا ارشاد چاہے کہ پرنٹنگ محکمہ بلدیات والے نہیں کرواتے بلکہ گورنمنٹ پرنٹنگ پریس سے اسمبلی سیکرٹریٹ کرواتا ہے چونکہ یہ secret اور confidential documents ہوتے ہیں اس لیے کسی عام پریس سے ان کی پرنٹنگ نہیں کروائی جا سکتی ہے یہ صرف گورنمنٹ پرنٹنگ پریس سے ہی کروائی جا سکتی ہے یہ نہایت ہی افسوسناک بات ہے کہ گورنمنٹ پرنٹنگ پریس کی جو پرنٹنگ ہے یہ upto the mark نہیں ہے اور اسے upto the mark ہونا چاہیے لہذا اسے personal level پر take up کریں گے کہ گورنمنٹ پریس کی پرنٹنگ upto the mark ہونی چاہیے تاکہ کم از کم یہ پڑھی تو جا سکے۔

میاں محمود احمد: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ اس سارے جواب کو دیکھیے گا۔ میرا سوال تو یہ تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ لاہور کارپوریشن نے میرے حلقہ واقع پی پی 116 میں 1985ء سے لے کر اب تک مختلف آبادیوں میں ترقیاتی کام کیے ہیں اگر ایسا ہے تو کون کون سے کام ہوئے اور ان پر الگ الگ کتنی کتنی لاگت آئی؟ جناب والا! کام تو اب بھی شروع ہیں۔ لیکن انہوں نے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں جبکہ جناب سپیکر! ایسا نہیں ہے اور پھر جناب والا! اس جواب کی فوٹو کاپی بڑی ناقص ہے اس لیے میری آپ سے درخواست ہے کہ براہ کرم اس سوال کو ملتوی فرما دیجیے تاکہ آئندہ اس سوال کو صحیح طریقے سے ایوان میں پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس میں کونسی چیز مبہم ہے جس کے بارے میں آپ کہتے ہیں کہ جواب صحیح نہیں ہے اس کا کون سا پارٹ صحیح نہیں ہے۔

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ 1985ء سے لے کر اب تک مختلف آبادیوں میں ترقیاتی کام کیے گئے اگر ایسا ہے تو کون سے کام ہوئے اور ان پر کتنی لاگت آئی یعنی اب تک کتنے کام ہوئے۔ جناب والا! اس کے جواب میں وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ تمام منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں حالانکہ میرے اپنے حلقے میں دس کونسلر صاحبان

ہیں جن کو کارپوریشن نے فنڈز بھی مہیا کیے ہیں اور ہر حلقہ میں اب بھی کام جاری ہے۔ کارپوریشن کے اپنے فنڈز بھی ہوتے ہیں اور ان کی کوئی تفصیل یہاں پر درج نہیں تو جناب سپیکر! یہ تو جواب درست نہیں ہے دوسرے اس کی جو کتامت ہوئی ہے وہ بھی درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جو جواب درست نہیں ہے اس کے لیے آپ قواعد کے مطابق proceed کر سکتے ہیں۔

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ جیا موسے میں کارپوریشن ایک ڈسپنسری بنا رہی ہے اور شاہدرہ ٹاؤن میں ایک روڈ بن رہی ہے اس کا یہاں پر کوئی ذکر تک نہیں ہے اور یہ اب بھی بن رہی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! آپ مجھے عرض کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: جی فرمایئے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! یہ جو جواب دیا گیا ہے اس بارے میں میں میاں صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ پہلے اس کو پورا پڑھ لیں۔ اس میں یہ ہے کہ تمام منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں نیز کوئی منصوبہ ایسا نہیں ہے جو منظوری کے باوجود شروع نہ کیا گیا ہو۔ جناب والا! جو انفرمیشن میرے پاس کارپوریشن کی طرف سے آتی ہے' اسے اسی طرح سے اس کے ساتھ لگا دیا گیا ہے۔ ایک طرف تو وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جواب پڑھا نہیں جا رہا اور دوسری طرف وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ کام رہ گیا لیکن اس کے باوجود میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا کوئی کام رہ گیا ہے تو وہ مجھے بتا دیں۔ میں تفصیل کی original کاپی انہیں دے دوں گا اور وہ آرام سے اس کو دیکھ لیں اسے دیکھنے کے بعد وہ میرے پاس آئیں اور مجھے بتائیں کہ کون سا کام رہتا ہے۔ اگر جناب کوئی کام رہ گیا ہو تو میں ان کو کہوں گا کہ وہ اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔ اگر ان کے پاس فنڈز ہوئے۔

جناب سپیکر: چودھری محمد فاروق۔

فنڈز ریلیز کرنا

☆438- چودھری محمد فاروق: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات حکومت پنجاب کے ایک مراسلہ NO -1 (17) Ro / P&G/89/PP-95 مورخہ 18 اپریل 1990ء کے تحت محکمہ لوکل گورنمنٹ کو مختلف ترقیاتی منصوبہ جات (حلقہ پی پی 95 گجرات) کے لیے مہیا کیے جانے کی منظوری دی گئی اور محکمہ لوکل گورنمنٹ کو یہ رقم ریلیز کروانے کی ہدایات دی گئی لیکن تاحال متذکرہ فنڈز مذکورہ منصوبہ جات پر خرچ نہیں کیے گئے اور محکمہ فنانس سے متذکرہ فنڈز ریلیز کروانے کے لیے محکمہ بلدیات نے ذمہ داری پوری نہیں کی اور اس کوتاہی کی وجہ سے فنڈز lapse ہو گئے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کوتاہی کے ذمہ دار افسران اور اہلکاران کے نام کیا کیا ہیں۔ کیا حکومت ان کے خلاف کارروائی کرنے اور علاقہ کے عوام کی سہولت کے پیش نظر مذکورہ بالا فنڈز واگزار کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات سے مراسلہ نمبر 1- (17) Ro (adp) P&D/89/PP/55 مورخہ 18 اپریل 1990ء کے تحت محکمہ لوکل گورنمنٹ کو حلقہ PP-95 کے مختلف منصوبہ جات کے لیے 23.50 لاکھ روپے مختص کیے تھے۔ جس میں محکمہ فنانس کو ہدایت کی تھی کہ مختص شدہ رقم محکمہ بلدیات کو جاری کر دی جائے۔ اس ضمن میں محکمہ بلدیات نے بھی محکمہ فنانس کو فنڈ مہیا کرنے کے لیے 24 اپریل 1990ء کو لکھا۔ بعد ازاں 3 مئی 1990ء کو محکمہ خزانہ کو یاددہانی کرائی گئی اس کے باوجود محکمہ فنانس سے متذکرہ فنڈز ریلیز نہ ہو سکے۔

محکمہ بلدیات نے محکمہ خزانہ کو متعدد بار یاد دہانی کرائی اور افسران متعلقہ بذات خود ایسی تمام

رقوم کے اجراء کے لیے مسلسل کوشش کرتے رہے تاآنکہ مالی سال 90-1989ء ختم ہو گیا۔ اس کے بعد پھر محکمہ خزانہ کو ایک تفصیلی خط مورخہ 17 جنوری 1991ء کو لکھا گیا کہ مختص کردہ رقم محکمہ بلدیات کو فراہم کی جائے۔ جس کے جواب میں محکمہ خزانہ نے بذریعہ مراسلہ مورخہ 9 جنوری 1991ء مطلع کیا کہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے بنیادی خط مورخہ 8 اپریل 1990ء محکمہ خزانہ میں موصول نہیں ہوا۔ لہذا P&D محکمہ کو ان کے مراسلہ مورخہ 18-4-1990 کی تجدید کے لیے لکھا جائے۔ محکمہ بلدیات نے محکمہ منصوبہ بندی کو اس ضمن میں بذریعہ مراسلہ مورخہ 19 اپریل 1991ء تحریر کر دیا۔ اور بار بار یاد دہانی بھی کرائی گئی جس کے جواب میں محکمہ منصوبہ نے مطلع کیا کہ محکمہ بلدیات فنڈز کی تجدید کے لیے کوئی کیس نہ بھیجے۔ کیونکہ وہ اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ محکمہ خزانہ کو فنڈز کی تجدید کے لیے لکھیں۔

(ب) حالات بالا سے یہ بات واضح ہے کہ محکمہ بلدیات کسی قسم کی کوتاہی کا مرتکب نہیں ہوا۔ فاضل رکن اسمبلی نے جس چٹھی کا حوالہ دیا ہے اس پر فوری طور پر کارروائی کی گئی تھی۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! مفاد عامہ کی سکیموں میں فنڈز نہ ہونے کے بارے میں میرا یہ سوال تھا تو جناب والا میں اس بارے میں یہ عرض کروں گا کہ وزیر موصوف نے میرے ساتھ یہ وعدہ کیا تھا کہ ان سکیموں کے لیے فنڈز مہیا کر دیے جائیں گے اگر تو وزیر موصوف اپنے اس وعدے کی نوازش کرتے ہیں تو میرے خیال میں کسی ضمنی سوال کی ضرورت نہیں۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ میرے محکمے کے لیے فنڈز حاصل کرنے کا جو طریق کار بنایا گیا ہے وہ یہ ہے کہ فنڈز محکمہ خزانہ اور پی اینڈ ڈی والے ہمیں سکیم وائز ریلیز کرتے ہیں اور ہم بھی اسی حساب سے ان کی imple-mentation کرتے ہیں۔ میں ان سے یہ وعدہ کرتا ہوں کہ جب بھی اور جونہی فنڈز چودھری صاحب کی سکیموں کے لیے ہمارے پاس آئے وہ تمام کام مکمل کرا دیے جائیں گے اور ان میں کوئی دیر نہیں ہو گی۔ جناب والا! اگر جواب میں آپ دیکھیں تو ہمارے محکمے کی طرف سے بارہا چٹھیاں محکمہ خزانہ کو جا چکی ہیں جن میں سے ایک چٹھی مورخہ 9 جنوری 1991ء کو محکمہ پی اینڈ ڈی کو گئی پھر 18 اپریل کو بھی گئی اور اسی طرح سے 19 اپریل کو

دوبارہ یقین دہانی کرائی گئی لیکن ابھی تک ان سکیموں کے لیے فنڈز ہمارے محکمے کو نہیں ملے اگر مل جاتے تو ہم فوری کام شروع کروا دیتے بہر حال ہماری کوشش بھی جاری ہے کہ فنڈز آجائیں تو جونہی فنڈز آئے ہم انشاء اللہ ان کی سکیموں کو فوری شروع کر دیں گے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ جب بھی فنڈز میسر آگئے۔ تو جناب والا! "جب بھی" کے الفاظ میں تو کوئی قید نہیں ہے 18 اپریل 1990ء سے لے کر اب تک جناب سپیکر! میں کوشش کر رہا ہوں اور اس ضمن میں' میں یہ عرض کروں گا کہ 27 جولائی 1991ء کو جناب وزیر صاحب نے مہربانی سے احکامات جاری کیے تھے جس میں انہوں نے لکھا تھا۔

That the P & D department shall be requested for finance for the following schemes out of block allocation of Rs six crore for 1901-91, and 1992.

اصل میں اس بلاک allocation میں سے چودھری صاحب نے نوازش کرتے ہوئے میری سکیموں کے لیے فنڈز مہیا کرنے کا حکم جاری کیا تھا لیکن بعد میں لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے اپنے ایک نئے لیٹر کے ذریعے چھ کروڑ بلاک allocation میں سے میری ساری سکیموں کو نکال کر اس میں دوسری سکیمیں ڈال دیں پھر یہ بات بھی آئی گئی ہو گئی۔ تو جناب سپیکر میں آپ کے توسل سے وزیر موصوف سے صرف اتنا پوچھوں گا کہ کیا 1992-93ء کے دوران ان سکیموں کے لیے فنڈز مہیا کر دیے جائیں گے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ میرے محکمے کے پاس اپنے کوئی فنڈز نہیں ہیں ہمیں جو فنڈز آتے ہیں وہ محکمہ خزانے کی طرف سے بذریعہ پی۔ اینڈ۔ ڈی آتے ہیں یہ معاملہ تو میرے محکمہ کے پاس نہیں ہے یہ دوسرا محکمہ ہے بلکہ یہ دو اور محکمے ہمیں ملا" پی اینڈ ڈی علیحدہ محکمہ ہے اور فنانس ڈیپارٹمنٹ علیحدہ محکمہ ہے جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے اس میں شک والی کوئی بات نہیں ہے یہ مصدقہ ثبوت ہے کہ ہمارے محکمے کی مسلسل کوشش رہی ہے اور یہ کوشش اب بھی جاری ہے فنڈز آجائیں تاکہ ان کا کام مکمل ہو اب جناب والا! فنڈز تو انہوں نے دینے ہیں ہمارے پاس کوئی ایسی مد نہیں جس میں محکمے کے پاس فنڈز ہوں اگر کوئی ڈائریکٹو کے فنڈز آتے ہیں تو اس ڈائریکٹو کے ساتھ

ہی فنڈز بھی ہوتے ہیں اور ان کی سکیموں کے بارے میں ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر : کیا یہ تعمیر وطن پروگرام کے فنڈز ہیں ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: نہیں جناب والا یہ ڈائریکٹو کے ہیں اور یہ تعمیر وطن پروگرام کے نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: تو ڈائریکٹو کے فنڈز حاصل کرنا محکمہ لوکل گورنمنٹ کی ذمہ داری تو نہیں ہے۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی: نہیں جناب والا! وہ ہماری ذمہ داری تو نہیں ہے جہاں سے ڈائریکٹو جاری کیا جاتا ہے اور وہ ڈائریکٹو جو جاری ہوتا ہے وہ سیدھا ہمارے پاس نہیں آتا بلکہ وہ ڈائریکٹو محکمہ فنانس والوں اور محکمہ پی اینڈ ڈی والوں کے لیے جاری ہوتا ہے اور وہ ہمیں فنڈز مہیا کرتے ہیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! ان فنڈز کے سلسلہ میں محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کی طرف مختلف سکیموں کے بارے میں revised advice issue ہوئی تھی۔ باقی محکموں کے بارے میں جو advice issue ہوئی ان محکموں نے میری سکیموں پر کام کروا دیئے ہیں لیکن جناب سپیکر! جو سکیمیں محکمہ لوکل گورنمنٹ کے متعلقہ تھیں صرف ان پر کام نہیں ہوا اور ان کے لیے فنڈز مہیا نہیں کیے گئے۔ جناب سپیکر! میں ان advice کی کاپی آپ کی information کے لیے بھی دے سکتا ہوں۔ جہاں تک وزیر موصوف کا یہ فرمانا ہے کہ ان کے اپنے پاس فنڈز نہیں ہوتے' شاید یہ بات درست ہو لیکن جس reference کا میں ذکر کر رہا ہوں وہ 6 کروڑ روپے کی block allocation ہے۔ یہ محکمہ لوکل گورنمنٹ کے صوابدیدی فنڈز ہیں۔ جس میں محکمہ لوکل گورنمنٹ اپنی طرف سے سکیمیں مہیا کرتا ہے۔ اور جناب سپیکر! وزیر موصوف نے مہربانی کرتے ہوئے اسی block al-location کے لیے مجھے تحریری آرڈر دیے جس کی نقل میرے پاس موجود ہے۔ اس کے علاوہ ان کے محکمہ لوکل گورنمنٹ کے لکھے ہوئے لیٹر کی کاپی بھی میرے پاس موجود ہے۔ لیکن جناب سپیکر! اس کے بعد اس خط کو withdraw یا نظر انداز کرتے ہوئے ان کے محکمہ کی طرف سے اور سکیمیں وہاں لگوا دی گئیں۔ اور انہیں بتا دیا گیا کہ 6 کروڑ

روپے کے جو فنڈز ہیں ان میں یہ سکیمیں ڈال دی جائیں۔ جناب سپیکر! میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ مفاد عامہ کی سکیمیں ہیں اور اگر 1992-93ء کے مالی سال میں ان کے پاس فنڈز نہیں تھے تو آئندہ کی block allocation میں سے یہ فنڈز مہیا کر دیے جائیں۔ جناب والا! یہ چھوٹی چھوٹی Education Institution کی سکیمیں ہیں' یہ معمولی سی رقم ہے بہر حال میں دوسری طرف نہیں جاتا صرف یہ کہوں گا کہ اگر یہ فنڈز مہیا کر دیے جائیں تو مفاد عامہ کے کام ہو جائیں گے اور اس سے کسی کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ شکریہ جناب سپیکر!

جناب سپیکر : شکریہ چودھری صاحب۔ جی وزیر بلدیات آپ ارشاد فرمایے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اگر آپ میرے جواب کی آخری لائنیں دیکھیں جن میں محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے ہمیں لکھا ہے کہ محکمہ بلدیات فنڈز کی تجدید کے لیے کوئی کیس ہمیں نہ بھیجے کیونکہ ان کا محکمہ اس پوزیشن میں نہیں کہ محکمہ خزانہ کو فنڈز کی تجدید کے لیے لکھے۔

جناب سپیکر : چودھری صاحب! اس میں معزز ممبر ذاتی طور پر آپ کی favour چاہتے ہیں۔ اس میں کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میری کوشش ہے اور رہے گی کہ فنڈز آجائیں اور اگر فنڈز مہیا ہو جائیں اور ہمارا محکمہ کام نہ کرے تو پھر ہم قصوروار ہیں۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! 1992-93ء میں آخر محکمہ کو کچھ فنڈز تو ملیں گے یا اس محکمہ کو کوئی فنڈز نہیں ملیں گے؟

جناب سپیکر: کیا چودھری صاحب آپ کی سکیمیں C.M Directive کی سکیمیں ہیں۔

چودھری محمد فاروق: جی ہاں جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: اگر یہ C.M Directive کی سکیمیں ہیں تو اس میں وزیر بلدیات کیسے فنڈز ensure کر سکتے ہیں؟

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی یہ عرض کیا ہے کہ کچھ باتیں ایسی ہیں جن کو میں ایوان کے سامنے نہیں لانا چاہتا۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب میری رائے میں بہتر یہی ہے کہ آپ اس کو وزیر بلدیات سے per-sonal level پر take up کریں اور اس طرح یہ معاملہ personal level پر resolve ہو جائے گا۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں یہ باتیں ایوان کے سامنے نہیں لانا چاہتا۔ اس میں میرے خیال میں محکمہ کا ہی فائدہ ہے لیکن محکمہ اتنی مہربانی کر دے کہ بہتے دریا میں سے چند قطرے میرے پسماندہ علاقہ کو جائیں۔ اس سے نہ تو وزیر موصوف کا کچھ جائے گا اور نہ ہی چیف منسٹر کا کچھ جائے گا۔ جناب سپیکر! میں اپنے لیے کچھ نہیں مانگ رہا بلکہ میرے پسماندہ علاقہ میں کچھ سکول ہیں اور Institu-tions ہیں ان کے لیے کچھ دے دیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں یہی طریق کار بہتر ہے کہ اس معاملہ کو personal level پر take up کیا جائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر وسیم اختر صاحب ضمنی سوال پر بات کرنا چاہتے ہیں جی فرمایئے ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس ضمنی سوال کے حوالہ سے جو میرے معزز رکن نے دیا محکمہ بلدیات نے لکھا ہے کہ محکمہ نے 24 اپریل کو ایک خط لکھا پھر 3 مئی کو اس کی یقین دہانی کرائی گئی۔ آگے اس میں لکھا ہے کہ محکمہ کو بار بار یاد دھانی کروائی گئی اور پھر کچھ افسران بذات خود بھی کوشش کرتے رہے' پھر سال کم ہو گیا' پھر مزید کوشش کی گئی اور 9 جنوری 1991ء کو محکمہ نے جواب ارسال کیا۔ جناب سپیکر! مجھے عرض یہ کرنا ہے اور میرا سوال یہ ہے کہ ایک ایسا منصوبہ جسے میرے ایک معزز رکن نے دیا اس کے ساتھ یہ حشر کہ بار بار کی یقین دہانیوں کے باوجود محکمہ کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوتا۔ جناب والا! اس سے ایسا لگتا ہے جیسے ان محکموں کے اندر افسر شاہی نہیں بلکہ شہنشاہی چلتی ہے اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا جمہوریت کے ساتھ ساتھ شہنشاہیت بھی چلے گی؟ اور دوسرا سوال یہ ہے کہ جو لبات میں جو اتنا delay ہوتا ہے اس کے سدباب کے لیے ہمارے وزراء کرام کیا کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: کون سے جواب میں تاخیر ہوئی ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ ساری تفصیل اس میں موجود ہے اور وزیر موصوف نے بڑی تفصیل سے اسے پڑھا بھی ہے کہ ہم نے بار بار یہ چیزیں محکمہ خزانہ کو لکھیں۔

جناب سپیکر: آپ کون سے سوال کی بات کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: یہ سوال نمبر 438 ہے جناب سپیکر۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! سوال نمبر 438 میں کیا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے یہ بات کی ہے کہ 24 اپریل کو محکمہ بلدیات نے محکمہ خزانہ کو لکھنے کا سلسلہ شروع کیا' پھر 3 مئی کو لکھا اور یہاں اس جواب میں لکھا ہے کہ بار بار محکمہ نے یاد دہانی کروائی اور افسران بذات خود بھی اس سلسلہ میں کوشش کرتے رہے' پھر سال ختم ہو گیا۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس میں آپ کا کیا سوال ہے؟ یہ سوال نمبر 438 تو چودھری محمد فاروق صاحب کا سوال ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ یہ جو محکموں کے اندر شہنشاہیت ہے اور جو لبات اتنی تاخیر سے آتے ہیں کہ ایک جواب کی clarification میں پورا ایک سال لگ گیا ہے کیا اس تاخیر کے بارے میں ہمارے وزراء کرام نے افسران کے خلاف کوئی ایکشن لیا ہے؟

جناب سپیکر: جناب وزیر بلدیات صاحب! آپ اس بارے میں ارشاد فرمایئے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! ہمارے محکمہ کی کارکردگی کو آپ دیکھیں کہ ہم ایک چیز کو ایک ہی معاملہ کو کتنی بار pursue کر رہے ہیں۔ اور ہماری یہ کوشش ہوتی ہے کہ جو سکیموں کے لیے فنڈز ہوتے ہیں وہ جیسے ہی ہمارے پاس پہنچیں فوری طور پر ان سکیموں پر کارروائی شروع کر دی جائے۔ اگرچہ ہمیں اس میں بہت سی مشکلات کا سامنا رہتا ہے کیونکہ ہمارے اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ سکیموں کے لیے ممبران کے پیچھے پیچھے بھاگتے رہتے ہیں اور سکیمیں نہیں ملتیں۔ پھر میں خدا کے فضل و کرم سے ہمارے محکمہ کی پچھلے سالوں کی کارکردگی کو آپ دیکھ لیں بہت اچھی رہی ہے اور پچھلے سال ہمارے 95 فیصد فنڈز استعمال ہوئے۔

چودھری محمد فاروق: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب سپیکر: چودھری محمد فاروق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی چودھری صاحب ارشاد فرمایئے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! کوئی بھی فنڈز release کرنے کے لیے جب محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کی طرف سے advice issue ہوتی ہے تو یقیناً" فنڈز میسر ہونے کے بعد ہی issue ہوتی ہے جس کے ثبوت کے طور پر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ 18 اپریل 1990ء کو یہ خط جاری ہوا جو کہ سیکرٹری محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی پنجاب کو لکھا گیا ہے اور اس میں لکھا ہے:

" It has been decided to provide an allocation of Rs.23.50 lac during 1989-90 for the following schems."

Then it is mentioned-

"The amount of Rs.23.50 lac would be diverted from the block allocation provided for special programme for education and Local Government appearing at Serial No. 19, page 3, of the Tamir-e-Wattan Programme1989-90."

تو جناب سپیکر! معلوم ہوا کہ فنڈز تعمیر وطن پروگرام میں موجود تھے اور مخصوص allocation میں سے یہ فنڈز مہیا کرنے کے لیے لکھا گیا صرف لوکل گورنمنٹ نے ان سکیموں کے لیے یہ فنڈز جاری نہ کرائے۔ محکمہ کا بہر حال قصور ہے۔ اور اگر محکمہ والے یہ کہتے ہیں کہ ان کا قصور نہیں ہے تو جناب سپیکر! آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔ آپ اتنا تو بتایئے گا یہ جو 23.50 لاکھ روپے کے پبلک مفاد عامہ کے منصوبے تھے ان کے فنڈز lapse ہو گئے اس کی ذمہ داری کس پر ہے؟ اگر محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی پر نہیں تو جناب سپیکر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات پر ہے اور اگر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات پر نہیں تو پھر محکمہ خزانہ پر ہے؟ جناب سپیکر! یہاں پر اپ پھر رولنگ دے دیجیے۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ جو فنڈز lapse ہوئے ان کو lapse کرنے کا جو محکمہ ذمہ دار ہے اس کو ذمہ دار ٹھہرایا جائے اور اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی اس لیے ذمہ دار نہیں ہے چونکہ وزیر موصوف نے On the floor of the

House کہا ہے کہ ذمہ دار نہیں ہے۔ ان کی statement کو تسلیم کر لیتا ہوں۔ لیکن اگر دوسرے محکمے ذمہ دار ہیں تو پھر جناب سپیکر! ان میں سے کسی ایک کو ذمہ دار ٹھہرایا جائے اور اس کے خلاف کارروائی کی جائے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! کیا پوائنٹ آف آرڈر پر اتنی لمبی تقریر کی اجازت ہے؟ کیا وقفہ سوالات میں ضمنی سوال بنتا ہے؟ کیا یہ چٹھی محکمہ لوکل گورنمنٹ کی ہے؟ یہ چٹھی محکمہ خزانہ کی ہے اور محکمہ خزانہ ہی اس کا جواب دہ ہو سکتا ہے۔ میں نے تو پہلے عرض کیا ہے کہ ہم اس وقت جواب دہ ہوتے ہیں جب ہمارے پاس فنڈز آتے ہیں۔ اور فنڈز اس وقت آتے ہیں جب فنڈز محکمہ خزانہ ریلیز کرتا ہے۔ یا پی اینڈ ڈی ان کو ریلیز کرتا ہے۔ اس کے بعد فنڈز کے ذمہ دار بنتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس سلسلہ میں میں ایک چیز کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وقفہ سوالات میں بھی پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ درست ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر نہیں ہو سکتی۔ ایک متعلقہ بات پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا سکتا ہے۔ تو جہاں تک فنڈز کا تعلق ہے' جو چٹھی چودھری محمد فاروق صاحب نے پڑھی ہے یہ چٹھی محکمہ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ نہیں ہے۔ یہ پی اینڈ ڈی کی چٹھی ہے۔ چودھری فاروق صاحب یہ چاہتے ہیں کہ وقفہ سوالات کے توسط سے وہ اس بات کو determine کریں کہ ان فنڈز کے ضائع ہونے کی ذمہ داری لوکل گورنمنٹ پر نہیں ہے تو یہ محکمہ خزانہ پر ہے یا پی اینڈ ڈی پر میں ایک بار پھر کہوں گا کہ اس مسئلہ کو محکمہ لوکل گورنمنٹ کے ساتھ پرسنل لیول پر take up کیا جائے تو یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی قباحت ہے۔ وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوبات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ وقفہ سوالات کا وقت ساٹھ منٹ ہے۔ اور آج کے سوالات اور جوابات پر مشتمل ستر صفحات ہیں۔ اس میں ایک سوال کے

جواب کے لیے کوئی حد مقرر نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ باقی ممبران جن کے سوالات ہوتے ہیں ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ اس لیے سوال کے ضمنی سوالات کی تعداد مقرر کی جائے۔ اور ان کو نپٹایا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ! جناب ایس اے حمید صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے کہ وقفہ سوالات کی زیادہ سے زیادہ افادیت اسی میں ہے کہ زیادہ سے زیادہ سوالات کے جوابات آجائیں۔ اور زیادہ سے زیادہ سوالات کے جوابات اس طریقے سے آسکتے ہیں کہ ضمنی سوالات کی کوئی حد مقرر کی جائے۔ آپ کی بات سے میں اتفاق کرتا ہوں۔ جی رانا ثناء اللہ صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں قاعدہ نمبر 52 کے حوالے سے سوال نمبر 781 جو کہ انتہائی اہمیت عامہ کا حامل ہے جناب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد ضلع کونسل نے عرصہ دو سال سے غریب کسانوں سے گنے کی فی ٹرالی 75 روپے ایکسپورٹ ٹیکس کے نام سے وصول کرنا شروع کیا ہوا ہے۔ اس پر احتجاج ہوا اور 4 اکتوبر 1990ء کو صوبائی حکومت نے اس ٹیکس کو ختم کر دیا۔ اور ضلع کونسل کو حکم دیا کہ وہ غریب کسانوں سے 75 روپے فی ٹرالی وصول نہ کرے۔ لیکن یہ ٹیکس ابھی تک وصول کیا جا رہا ہے۔ یہ غریب کسانوں سے بڑی زیادتی ہے۔ اور اس کا جو جواب دیا گیا ہے وہ اتنا مبہم ہے۔ جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ چیئرمین ضلع کونسل سے رپورٹ منگوا لی گئی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ یہ درست ہے کہ پہلے گنے پر ٹیکس وصول کیا جاتا رہا ہے۔ حکومت کی طرف سے یہ ٹیکس منسوخ کرنے کے بعد مذکورہ ٹھیکیدار نے عدالت عالیہ نے حکم امتناعی لے لیا تھا۔ عدالت کے حکم کی روشنی میں ٹیکس لیتا رہا۔ جناب سپیکر! عدالت عالیہ کی طرف سے کس حکم امتناعی کا کوئی وجود نہیں ہے۔ یہاں انہوں نے ملی بھگت کر کے رٹ منظور کرائی ہوئی ہے۔ رٹ کے نتیجہ میں ہائیکورٹ نے قطعاً کوئی ایسا حکم امتناعی جاری نہیں کیا ہے جس سے ٹھیکیدار ایکسپورٹ ٹیکس وصول کر سکے۔ ضلع کونسل فیصل آباد کے ٹھیکیدار غریب کسانوں سے جگا ٹیکس وصول کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے۔ اب وقفہ سوالات میں کیے گئے کسی سوال کو take up نہیں کیا جا سکتا۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ٹریفک کے رش کے خاتمے کے لیے اقدام

☆452- خان غلام سرور خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ٹیکسلا ضلع راولپنڈی میں پچھلے سال کثیر رقوم خرچ کر کے سلو موونگ ٹریفک کے لیے شیر شاہ سوری روڈ پر اڈا تعمیر کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ اڈا ابھی تک زیر استعمال نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے سارے شہر خاص کر چوک سرائے اور فیصل شہید روڈ پر ہر وقت ٹریفک جام رہتی ہے اور لوگوں کو سخت پریشانی کا سامنا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کو جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) یہ اڈا پرائیویٹ اراضی کرایہ پر لے کر ایک لاکھ روپے کی لاگت سے تعمیر کیا گیا ہے۔

(ب) یہ اڈا تاحال مکمل نہیں ہوا ہے اور ابھی وہاں اڈا تانگہ میں کچھ کام ہونا باقی ہے لیکن لوگوں کی سہولت کے پیش نظر تانگہ اڈہ سرائے کالا چوک سے شیر شاہ سوری روڈ والے اڈے پر منتقل کر دیا گیا ہے۔ اس وقت جی ٹی روڈ کی توسیع کا کام نیشنل ہائی وے بورڈ کی زیر نگرانی ہو رہا ہے جس کی وجہ سے رش کے اوقات میں سرائے کالا چوک میں ٹریفک کی بھیڑ ہو جاتی ہے۔ ٹریفک پولیس وہاں متعین ہے تاکہ لوگوں کو پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

(ج) نیشنل ہائی وے بورڈ کی زیر نگرانی جی ٹی روڈ کی توسیع کا کام تیزی سے جاری ہے مزید براں فیصل شہید روڈ جو کہ حالیہ بارشوں کی وجہ سے سخت متاثر ہوئی ہے کی فوری مرمت کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں شیر شاہ سوری روڈ پر تانگہ سٹینڈ اور برائے سوزوکی ویگن بھی جلد مکمل ہو جائے گا اور پھر سرائے کالا چوک سے

سوزوکی ویگن سٹینڈ بھی شیر شاہ سوری روڈ پر منتقل ہو جائے گا جس سے لوگوں کی موجودہ پریشانی ختم ہو جائے گی اور ٹریفک کا نظام بدرجہا بہتر ہو جائے۔

ٹیکس میں تضاد کی وجوہات

☆473- رانا اکرام ربانی: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع قصور میں میں ایکسپورٹ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ایکسپورٹ ٹیکس ضلع کونسل قصور کوڈ نمبر 1 اور کوڈ نمبر 9 کس حساب سے ٹیکس وصول کرتے ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کوڈ نمبر 1 مبلغ تیس روپے اور کوڈ نمبر 9 مبلغ ساٹھ روپے کے حساب سے ٹیکس وصول کرتے ہیں۔

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو اس تضاد کی وجوہات کیا ہیں اور اگر یہ تضاد غیر قانونی اور خود ساختہ ہے تو کیا حکومت ان غیر ذمہ دار افراد کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) جی ہاں۔

(ب) ایکسپورٹ ٹیکس منظور شدہ شیڈول کے مطابق وصول کیا جاتا ہے کوڈ نمبر 1 یا کوڈ نمبر 9 کی کوئی اصطلاح ٹیکس شیڈول میں نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے مختلف ایٹموں کے مختلف نرخ ہیں سوال میں کسی مد کا ذکر نہ ہے جس سے وضاحت ہو سکے۔

(د) سوال میں مد کا ذکر نہ ہے۔ جس سے تضاد کی نوعیت معلوم ہو سکے۔

برساتی نالہ پر پل کی تعمیر

☆545- چودھری محمد اسلم کائرہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے حکم نمبر ایس iv اے اے/81 6187/90 مورخہ 6 اکتوبر 1990ء کے ذریعہ رساتی نالہ کھاریاں چھاؤنی پر پل کی تعمیر کا حکم دیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس پل کی تعمیر پر ابھی تک ابتدائی کام بھی شروع نہیں کیا گیا۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مذکورہ رساتی نالہ پر پل کی تعمیر شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) جناب چیف منسٹر صاحب پنجاب کی طرف سے مذکورہ چٹھی کے ذریعہ تعمیر کا حکم نہ تھا بلکہ تخمینہ تیار کرنے کا حکم تھا۔

(ب) درست نہ ہے چونکہ مذکورہ چٹھی میں تعمیر کا حکم نہ تھا لہٰذا ابتدائی تعمیراتی کام شروع کرنے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

(ب) جزو (الف) اور (ب) کے مندرجہ بالا جواب کی روشنی میں مزید وضاحت ضروری نہ ہے۔

میونسپل کارپوریشن بہاولپور سے تفاوت کی وجوہات

☆ 620 - ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں ہر میونسپل کارپوریشن کو سال 90-1989 کے دوران پچاس لاکھ فی میونسپل کارپوریشن دیے گئے تھے۔ لیکن بہاولپور میونسپل کارپوریشن کو نہیں دیے گئے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) جی نہیں ایسی کوئی گرانٹ سال 90-1989 میں جاری نہیں کی گئی۔

(ب) چونکہ جزو (الف) کا جواب نفی میں ہے لہٰذا یہ سوال خود بخود غیر متعلقہ ہو گیا ہے۔

ایس ڈی او کی تعیناتی

☆630- جناب فرید احمد پراچہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایگزیٹو انجینئر لوکل گورنمنٹ سرگودھا پوسٹ پر گزشتہ چار پانچ سال سے ایک ایس ڈی او چودھری منور احمد کام کر رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کا سبب کیا ہے اتنے طویل عرصہ تک اس بے قاعدگی کا ذمہ دار کون ہے اور کب تک اس بے قاعدگی کا ازالہ ہوگا اور ذمہ داران کے خلاف کیا محکمانہ کارروائی کی جائے گی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) یہ درست نہیں۔

(ب) پچھلے ایک سال سے زائد عرصہ سے مسٹر منور حسین اس پوسٹ پر کام نہیں کر رہا ہے۔

(ب) جزو (الف) کے جواب کی روشنی میں جزو (ب) کا جواب غیر ضروری ہے۔

سڑک کو پختہ کرنے کے لیے اقدام

☆675- سید چراغ اکبر: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ ضلع گوجرانوالہ تحصیل نوشہرہ ورکاں کے دیہہ شمسہ ڈھڈہ کی آبادی چار ہزار افراد پر مشتمل ہے اور دیہہ کے مکینوں کا ذریعہ آمدورفت صرف ایک کچا روڈ ہے۔ جس کا فاصلہ شیخوپورہ گوجرانوالہ روڈ سے تقریباً چار کلو میٹر ہے۔

(ب) کیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ دیہہ ہذا کے مکینوں کو بارش کے دنوں میں اس کچا روڈ پر آمدورفت میں بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سڑک کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) درست ہے

(ب) درست ہے

(ج) شمسہ ڈھڈہ سڑک جس کی لمبائی چار کلو میٹر ہے۔اس کی تعمیر کا تخمینہ 29.60 لاکھ روپے ہے محکمہ نے متعلقہ اے ڈی ایل جی کو ہدایت کی ہے کہ وہ متعلقہ ایم پی اے صاحب سے رابطہ کر کے اس سڑک کو ایم این اے/ایم پی اے فنڈز میں سے پختہ کرائیں۔

گلیوں اور نالیوں کو پختہ کرنا

☆676- سید چراغ اکبر: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ موضع فتح پوری تحصیل فیروزوالا ضلع شیخوپورہ کی گلیوں اور نالیوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے جس کی وجہ سے مکینوں کو سخت مشکلات کا سامنا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ دیہہ کی گلیوں اور نالیوں کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) درست ہے۔

(ب) حال ہی میں رکن صوبائی اسمبلی واجد علی خان نے پچاس ہزار روپے کی خصوصی گرانٹ اپنے فنڈز سے مہیا کیے ہیں جس سے مشکل ایک گلی کی تعمیر ممکن ہے دیہہ مذکورہ کی تمام گلیوں/نالیوں کی نئی تعمیر کے لیے تقریباً 15 لاکھ روپے کی رقم کی ضرورت ہوگی۔اگر محرک نے خصوصی گرانٹ اپنے فنڈز سے مہیا کی تو مذکورہ پروگرام کی تکمیل ممکن ہوگی۔

ضلع کا درجہ پانے والے ضلعوں میں انتخابات کرانا

☆703- ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم

بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ حکومت نے تحصیل پاکپتن کو ضلع کا درجہ دے دیا ہے اور اس پر عملدرآمد شروع بھی ہو گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ حکومت نے ضلع ساہیوال میں تو چیئرمین ضلع کونسل کو ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا ہے جبکہ پاکپتن میں ڈی سی کو ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ امر واقع ہے کہ عرصہ آٹھ ماہ گزر جانے کے باوجود ساہیوال اور پاکپتن اضلاع میں انتخابات نہ کرنے کے باعث وہاں کے حکام من مانی کر رہے ہیں اگر ایسا ہے تو وہاں کب تک انتخابات کرا دیے جائیں گے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) بلدیاتی الیکشن کے بعد ضلع کونسل کے چیئرمین نے اپنا چارج سنبھال لیا ہے۔

(ج) دسمبر 1991ء میں ہر دو ضلع کونسلوں کے انتخابات منعقد ہو چکے ہیں۔

کچی آبادی کے مکینوں کے چالان کرنے کی وجوہات

☆707- جناب پیٹر گل: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں کچی آبادیوں کے رہائشی لوگوں نے سر چھپانے کے لیے جو مکان تعمیر کر رکھے ہیں ان کی مرمت وغیرہ کرتے وقت حکومت اور محکمہ کا عملہ ان کچی آبادیوں کے مکینوں کو ناجائز تنگ کرتا ہے اور مکانوں کی مرمت کرتے وقت ان کا چالان کر دیا جاتا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کے تدارک کے لیے کوئی قدم اٹھا رہی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) صوبے بھر میں کچی آبادیوں میں مقیم جائز رہائشیوں کو اپنے مکانات مرمت کرتے وقت تنگ نہیں کیا جاتا۔ ہاں البتہ مکان کی توسیع یا دوسری منزل پر نئی تعمیر کرنے کے لیے ڈویلپمنٹ اتھارٹی / لوکل کونسل سے اجازت نامہ حاصل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اگر بلا اجازت ایسا کریں تو بلدیہ یا ترقیاتی ادارہ قانون کاروائی کر سکتا ہے

(ب) جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔ اس لیے کسی اقدام کی ضرورت نہ ہے۔

زمین کے تملیک ہبہ اور تبادلہ پر لاگو ٹیکس کی تفصیل

☆711- ملک محمد ذاکر: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ: ۔

(الف) پنجاب کے کن کن اضلاع میں زمین کے تملیک ہبہ اور تبادلہ پر ضلع کونسل کا ٹیکس لاگو ہے۔

(ب) کیا متذکرہ ٹیکس صوبہ کے تمام اضلاع میں لاگو ہے یا کہ چند مخصوص اضلاع میں ہے۔ اگر مخصوص اضلاع میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔ مزید برآں کیا مذکورہ بالا ٹیکس حکومت کی طرف سے منظور شدہ ہے اگر ہے تو یہ ٹیکس کتنے ایکڑ پر لاگو ہوتا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) ماسوائے ضلع کونسل چکوال پنجاب کے تمام اضلاع میں زمین کے تملیک ہبہ اور تبادلہ پر یہ ٹیکس لاگو ہے۔

(ب) یہ ٹیکس تمام اضلاع میں نافذ ہے۔ البتہ حال میں حکومت نے مندرجہ ذیل صورتوں میں چھوٹ دی ہے۔

1- تملیک:- 25 ایکڑ تک دیہی علاقوں میں واقع زرعی رقبہ جو کہ قانونی وارثیوں کے نام منتقل کی جائے۔

2- تبادلہ:- 25 ایکڑ تک دیہی علاقہ میں واقع زرعی رقبہ۔

3- جملہ غیر منقولہ جائیداد جو کہ صوبائی یا وفاقی حکومت کے حق میں منتقل کی جائے۔

انٹی کرپشن کی انکوائریوں کی تفصیل

☆713 - چودھری شوکت داؤد: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بلدیہ صادق آباد میں بے قاعدگیوں اور کرپشن کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن نے انکوائری شروع کی تھی۔ اگر ایسا ہے تو متذکرہ انکوائری کس وجہ سے روک دی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بلدیہ صادق آباد کا سپیشل آڈٹ ہو رہا تھا۔ اگر ایسا ہے تو اسے کیوں روک دیا گیا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کن وجوہات کی بناء پر شہریوں اور نمائندوں کے کہنے کے باوجود بلدیہ صادق آباد میں کرپشن کے خلاف کوئی قدم نہیں اٹھایا جا رہا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) یہ درست ہے۔ بلدیہ صادق آباد کے خلاف انکوائری شروع کرنے کی اجازت دی گئی تھی۔ الزامات کی ٹیکنیکل نوعیت کے پیش نظر ڈپٹی ڈائریکٹر (ٹیکنیکل) انٹی کرپشن ملتان ریجن ملتان تحقیقات کر رہے ہیں۔ انکوائری روکی نہیں گئی ہے

(ب) یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر مقامی حکومت و دیہی ترقی بہاولپور کو جنوری 1988ء تا نومبر 1989ء تک کے عرصہ کا آڈٹ کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ مگر صوبائی ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ اور ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ نے آڈٹ کے لیے عملاً فراہم کرنے سے معذوری ظاہر کر دی۔ لہٰذا ابھی تک آڈٹ نہ ہو سکا ہے۔ خصوصی آڈٹ روکا نہ گیا ہے۔ جیسے ہی عملہ میسر آئے گا آڈٹ کروا دیا جائے گا۔

(ج) جیسا کہ جز ب (ب) میں ذکر کیا گیا ہے کہ عملہ آڈٹ کے میسر نہ آنے پر ابھی تک بلدیہ صادق آباد کا خصوصی آڈٹ نہیں کیا جا سکا۔

جیسے ہی آڈٹ کی رپورٹ موصول ہوئی بے قاعدگیوں کے ذمہ دار افسران کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

سڑک کی تعمیر

☆755- ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رانجھا روڈ سمن آباد لاہور عرصہ دراز سے بالکل ٹوٹ پھوٹ چکی ہے اور پختہ سڑک کا وجود تک نہیں ہے جس کی وجہ سے اس علاقے کے لوگوں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ سڑک کب سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے نیز اس کی تعمیر نہ کرنے کی وجوہات بیان کریں اور حکومت کب تک اس سڑک کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ سڑک عرصہ تین سال سے شکست و ریخت کا شکار ہے۔
جونہی بلدیہ عظمیٰ لاہور مالی طور پر اس قابل ہوئی تو مذکورہ سڑک کی مرمت کروادی جائے گی۔

زبردستی ٹیکس وصول کرنے کی وجوہات

☆781۔ رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسل فیصل آباد کی جانب سے غریب کسانوں سے گنے پر فی ٹرالی 75 روپے ایکسپورٹ ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ جس کے خلاف احتجاج ہوا تھا اور حکومت نے بذریعہ حکم مورخہ 4 اکتوبر 1990ء اس ٹیکس کو منسوخ کر دیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی طرف سے ٹیکس کی منسوخی کے باوجود ٹھیکیداران ضلع کونسل غریب کسانوں سے ٹیکس زبردستی وصول کر رہے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں حکومت پنجاب کو مقامی کسانوں کی طرف سے عرض داشت کے باوجود کوئی

کارروائی نہ کی گئی ہے۔

(ج) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) چیئرمین ضلع کونسل فیصل آباد سے رپورٹ منگوا لی گئی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ یہ درست ہے کہ پہلے گنے پر ٹیکس وصول کیا جاتا رہا ہے۔ حکومت کی طرف سے یہ ٹیکس منسوخ کرنے کے بعد مذکورہ ٹھیکیدار نے عدالت عالیہ سے حکم امتناعی لے لیا تھا۔ اور عدالت کے حکم کی روشنی میں وہ ٹیکس لیتا رہا۔

(ب) جیسا کہ اوپر جزو (الف) میں بیان کیا گیا ہے۔ ٹھیکیدار نے عدالت عالیہ سے حکم امتناعی لے لیا تھا۔ جس کی وجہ سے ضلع کونسل کوئی کارروائی نہ کر سکی۔

(ج) عدالت عالیہ کی طرف سے حکم امتناعی جاری ہونے کی وجہ سے ضلع کونسل کوئی کارروائی کرنے کی مجاز نہ تھی۔

کچی آبادیوں میں ترقیاتی سکیموں پر خرچ کی تفصیل

☆803- جناب پیٹر گل: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع لاہور کی کچی آبادیوں میں 1985ء سے آج تک ترقیاتی سکیموں پر کتنی رقم خرچ کی گئی ہر آبادی پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

ضلع لاہور میں 1985ء سے لے کر 1991ء تک جن کچی آبادیوں میں ترقیاتی کام ہوا ہے۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام کچی آبادی	لاگت
-1	پٹیالہ ہاؤس	1,98,324/-
-2	محلہ گنج بخش مدد روڈ	2,03,596/-

-3	عقب پولیس اسٹیشن گڑھی شاہو	1,47,112/-
-4	مسافر گلی	1,86,207/-
-5	عنایت کالونی چار دیواری	39,851/-
-6	ساہواڑی نالہ	6,76,601/-
-7	خواجہ بہاری کالونی	76,118/-
-8	پاتھی گراؤنڈ	19,33,070/-
-9	گوپال نگر	19,74,601/-
-10	مصطفیٰ آباد	13,42,675/-
-11	ہنری کے	1,43,188/-
-12	ہل احاطہ	49,132/-
-13	چنہ لائن	1,44,600/-
-14	آفتاب پارک بند روڈ	2,38,547
-15	آوہ پہاری جلال دین	X
-16	کشن کشوری	57,182
-17	جھگیاں ماچس فیکٹری	3,15,019
-18	قادر آباد	61,283
-19	چودھری کالونی	48,69,000
-20	سینڈ میری	9,49,233
-21	تھیہ ذیلداران	2,56,703
-22	آرا چنن دین	58,49,759
-23	مل ایریا شاہدرہ	7,66,234
-24	سلتا پارک	2,53,653
-25	فرید کالونی	21,53,785
-26	صدیق پورہ	19,54,130

-27	عباس نگر	11,40,000
-28	طارق آباد (بھٹو کالونی)	4,56,928
-29	اسلام پورہ	34,16,200
-30	بڈھا دھڑا	7,27,594
-31	علی پورہ	19,11,058
-32	شیر شاہ روڈ	337,650
-33	جعفری پارک	5,73,581
-34	دھیر۔ شاہدرہ	9,35,066
-35	راوی پورہ	15,10,504
-36	فرخ آباد	18,12,932
-37	حسین پارک	1,34,730
-38	کرم نگر	4,00.000
-39	شیخ آباد	4,23,300
-40	اقبال پارک	4,32,701
-41	نبی پورہ (سگالی باغ)	4,59,734
-42	چاہ موتیاں والا	2,00,000
-43	داتا نگر	4,52,017
-44	کوٹ محمد حسین	1,77,054
-45	مسلم کالونی	2,79,466
-46	مقبرہ موڑ	11,96,000
-47	قذافی کالونی	2,25,000
-48	عثمان گنج	1,37,292
-49	سکھ نہر گروپ I	20,41,788
-50	ماڈل کالونی	15,95,995
-51	النور کالونی	16,45,376

-52	ڈرائی پورٹ (چھپڑ پورہ)	5,16,207
-53	باجہ لائن	19,96,000
-54	سکھ نہر (گروپ II)	30,08,909
-55	گوشت مارکیٹ	X
-56	چاندی احاطہ	58,000
-57	موتی ساگر	1,75,604
-58	بازو احاطہ	2,85,240
-59	سٹریٹ نمبر 13 ریگل	2,14,944
-60	پی سی مہندرا	3,84,358
-61	11۔ایجرٹن روڈ	8,25,650
-62	لی لی پاک دامن	4,61,650
-63	عقب خیابان ہوٹل	2,51,383
-64	کمبوہ ہاؤس (باغ شاہ)	2,17,817
-65	جھگیاں نشمن	5,00,346
-66	تعمیر مسجد شاہ شمس قادری	3,24,415
-67	مزار بستی سیدن شاہ	4,15,158
-68	بستی سیدن شاہ	15,62,601
-69	محمدیہ کالونی	9,04,942
-70	خالصہ ہوسٹل	6,06,000
-71	ہندو ہوسٹل	5,47,000
-72	کوپر ہوسٹل چوبرجی	1,28,616
-73	تعمیر دیوار آوہ پہاری	6,64,878
-74	ڈپٹی گوپال داس	4,76,340
-75	25 بستر ہسپتال (مزنگ)	38,78,708
-76	مسجد شاہ محمد غوث	4,40,086

-77	مسجد محلہ گولیاں	2,94,634
-78	واٹر سپلائی کٹری	
-79	ہربنجن داس	90,000/-
-80	ایم۔سی۔ایچر رہائش گاہ ڈاکٹر (نولکھا)	4,69,500/-
-81	ڈسپنسری ووکیشنل سنٹر/ڈسپنسری رہائش گاہ ڈاکٹر ریواز کارڈن	15,00,000/-
-82	گورومانگٹ	5,94,981/-
-83	مڈل سکول تکیہ سنیاراں	27,00,000/-
-84	2 نمبر کوارٹر چودھری کالونی	1,76,830/-
-85	مسجد پاتھی گراؤنڈ	7,00,000/-
-86	ووکیشنل سنٹر شاہ محمد غوث	5,68,000/-
-87	ڈسپنسری ڈیگور پارک	9,2,875/-
-88	برگنزہ کوارٹر	10,79,531/-
-89	گرلز ہائی سکول نزد ولی بازار مزنگ	50,00,000/-
-90	البدر کالونی	3,67,000/-
-91	صدیق کالونی	17,29,009
-92	شمس پورہ نمبر I	12,10,428
-93	شمس پورہ نمبر II	9,34,394
-94	گنج شش کالونی	2,60,000
-95	کریم پارک	16,00,000
-96	سمادی گنگارام	8,44,800
-97	گنج دریا	6,35,009
-98	احاطہ نمبر 52 موہنی روڈ لاہور	1,56,223
-99	کٹری چوڑیگراں	4.05,306

100-	گورودت بھاون	8,64,808
101-	کند جھگیاں نزد نیلم سینما	4,91,417
102-	المدد کالونی	9,93,869
103-	لنگا مندر مرضی پورا	8,60,390
104-	کٹری پٹھان نزد سردار چپل	6,93,000
105-	بابا فرید عقب کچہری روڈ	1,11,000
106-	مائی دا مندر	8,56,000
107-	بارود خانہ	7,05,000
108-	کوچہ معصوم شاہ	4,25,921
109-	احاطہ حکم چند	6,27,000
110-	باداہر جن داس	1,00,000
111-	کمیونٹی سنٹر محلہ جلوٹیاں	5,92,388
112-	انڈسٹریل ہوم شاہ عالم گیٹ	5,14,450
113-	انڈسٹریل ہوم حویلی دھیان سنگھ	2,74,698
114-	کمیونٹی سنٹر کندی گراں	5,60,461
115-	پولیس سٹریکچر ماڈل ٹاؤن	3,44,000
116-	مسجد نواز شریف کالونی	4,09,100
117-	نبی پورہ نمبر III	9,00,563
118-	نبی پورہ نمبر I	4,71,718
119-	نصیر آباد	4,70,257
120-	مریم کالونی	6,01,190
121-	نبی پورہ نمبر II	2,23,471
122-	شاہ دی کھوئی	21,88,588
123-	اتفاق کالونی	91,842
124-	ڈسپنسری چودھری کالونی	8,70,000

125-	عمر پارک	4,98,491
126-	فاضلیہ کالونی	3,17,472
127-	شاہ جمال کالونی	16,85,514
128-	احاطہ مول چند	4,71,900
129-	اتحاد کالونی	1,81,818

ٹیوب ویل کی درست تنصیب کی رپورٹ دینے والوں کے خلاف کارروائی

☆812- جناب بادشاہ میر خان آفریدی: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میرے حلقہ پی پی 2 راولپنڈی وارڈ نمبر 35 میں ایک ٹیوب ویل نصب کیا تھا اگر ایسا ہے تو کیا یہ حکومت کی گرانٹ سے یا بلدیہ راولپنڈی کے اپنے فنڈ سے نصب کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بلدیہ کی انجینئرنگ برانچ نے میسرز ڈرل ویل کو تمام ادائیگی کر دی ہے اور ٹیوب ویل کی تنصیب کو درست قرار دے دیا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ٹیوب ویل ناکام ہو چکا ہے اور مذکورہ بالا فرم نے اس کے باوجود ملی بھگت سے تمام ادائیگی کی رقم وصول کر لی ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ٹیوب ویل کو قابل استعمال بنانے کے لیے مزید دو لاکھ سترہ ہزار روپے خرچ کیے جائیں گے اور یہ تمام رقم بجائے مذکورہ فرم ڈرل ویل کے میونسپل کارپوریشن اپنے وسائل سے مہیا کرے گی۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ نہ تو مذکورہ فرم ڈرل ویل کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی اور نہ ہی کارپوریشن اس عملہ کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی جس

نے سب اچھا کی رپورٹ دی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی ۔2 راولپنڈی وارڈ نمبر 35 میں ایک روائتی ٹربائن نصب کیا گیا تھا یہ حکومت کی گرانٹ سے لگایا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ بلدیہ کی انجینئرنگ برانچ نے میسرز ڈرل ویل کوبورنگ وکنورشن کے رقم کی ادائیگی کر دی ہے۔

(ج) میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی کی رپورٹ کے مطابق ٹیوب ویل ناکام نہ ہوا ہے بلکہ پانی کے لیول کی کمی کی وجہ سے ٹیوب ویل کی کارکردگی متاثر ہوئی ہے جس کو پورا کرنے کے لیے انہوں نے ایک (sur-mercible) پمپ نصب کر دیا ہے۔ حکومت نے میئر میونسپل کارپوریشن کی وضاحت کی مزید تحقیق کے احکامات صادر کر دیے ہیں۔

(د) میئر میونسپل کارپوریشن نے رپورٹ کی ہے کہ انہوں نے پانی کی کمی کو پورا کرنے کے لیے دو لاکھ ستر ہزار کی رقم سے (submercible) پمپ نصب کروایا ہے۔ اس پر اخراجات میونسپل کارپوریشن نے اپنے وسائل سے مہیا کیے ہیں۔ پمپ اب درست کام کر رہا ہے۔

(ہ) یہ درست نہ ہے محکمہ کے ایک سینئر آفیسر کے ذریعے معاملے کی مزید تحقیق کروائی جا رہی ہے۔

ڈویژنل کمشنروں کے اختیارات استعمال کرنے کی وجوہات

☆814۔ نوابزادہ منصور احمد خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب لوکل کونسل سروس (تقرری و شرائط ملازمت) کے قواعد مجریہ 1983ء کے احکامات ڈویژنل کیڈر لی پی ایس نمبر 11 نمبر 14 کے ملازمین کی تقرری و ترقی وغیرہ کے اختیارات ڈویژنل کمشنروں کو حاصل ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈویژنل کیڈر لوکل کونسل سروس میں تعیناتی کے لیے اس ڈویژن کا سکونتی ہونا لازمی ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ جز (الف) میں مندرج امور کی انجام دہی کے اختیارات ڈویژنل کمشنروں کی بجائے سیکرٹری محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی نے استعمال کیے۔

(د) اگر جز (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سیکرٹری لوکل گورنمنٹ نے 1987ء کے بعد متذکرہ کیڈروں میں کس قدر ملازمین تعینات کیے مستقل کیے یا غیر مستقل اسامیوں پر ریگولر کیا گیا۔ مزید براں قواعد و ضوابط کے برعکس بھرتی کیے گئے ایسے تمام ملازمین کے نام اور عہدوں کی تفصیل کیا ہے۔

(ہ) کیا حکومت ایسی غیر قانونی تقرریوں اور غیر قانونی اقدام کو ختم کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979ء کی شق نمبر 42 (3) کے تحت پنجاب لوکل کونسل سروس کے تمام ملازمین پنجاب لوکل بورڈ کے ملازمین تصور ہوں گے اسی شق کی دفعہ (9) کے تحت پنجاب لوکل گورنمنٹ بورڈ کو اختیار ہے کہ وہ ضرورت کے تحت کسی بھی گریڈ میں ملازمین و افسران کو بھرتی کر سکتا ہے چونکہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ متذکرہ بورڈ کے چیئرمین بھی ہیں لہذا انہوں نے اپنے صوابدیدی اختیارات کو آئینی حدود کے اندر رہتے ہوئے استعمال کیا ہے۔

(د) مذکورہ بالا قوانین کی رو سے سیکرٹری لوکل گورنمنٹ نے بحیثیت حاکم مجاز گریڈ نمبر 14 میں 11 گریڈ نمبر 11 میں 28 اور گریڈ نمبر 8 میں دو عدد ملازمین کو بھرتی کیا یہ تمام مستقل ملازمین ہیں جن کی تاریخ تقرری و

وجگہ تعیناتی منسلکہ فہرست میں درج ہے۔

(ہ) چونکہ کوئی کام غیر قانونی نہیں کیا گیا ہے لہذا حکومت مذکورہ بالا تقرریوں کو ختم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی ہے۔

STATEMENT SHOWING THE PARTICULARS OF THOSE WHO WERE APPOINTED AFTER 1989 BY PUJNAB LOCAL GOVT. BOARD LAHORE

Sr.No.	Name with Tade & Posting.	Date of appointment
1.	Mr. Atta Ullah (BS-11) Secy; TC Faqirwali	3-9-1989
2.	Mr. Hamid Ali Qureshi (BS-11),TO, ZC, Sahiwal	21-12-1989
3.	Mr.Ishfaq Hussain (BS-11),TO MC, Khanewal	24-1-1990.
4.	Mr. Amjad Hussain Rajo (BS-11) To, MC, Lalamusa	27-1-990
5.	Mr.MuhammadShafique CBS-14),TO MC, Chishtian	27-1-1990
6.	Syed Mazhar Hussain Shah (BS-11) To, MC, Wazirabad	27-1-1990
7.	Mr.Ansar Mehmood (BS-11) TO, MC, Bhalwal	27-1-1990
8.	Mr.Sajid Ali Khan (Bs-11), TO , MC,Bhakkar	27-1-1990
9.	Mr. Zia-ud-Din (BS-11), TO, MC, Attock	27-1-1990.
10.	Mr.Mubarik Ali Khan (BS-11) TO, MC, Khanpur	27-1-1990

11.	Mr. Shahzad Iqbal (BS-11), Secretary; TC, Hassanabdal	27-1-1990
12.	Mr. Muhammad Khalid Khan (BS-11), TO, MC Hafizabad.	27-1-1990
13.	Mr.Aftab Ahmad Khan (BS-11), TO, MC Gujar Khan	19-9-1990
14.	Syed Saleem Iqbal Shah (BS-11), TO Secretary, TC, Sarai Sidhu	14-3-1990
15.	Mr. Naveed Ahmad (BS-11), TO, MC, Arifwala	10-3-1990
16.	Mr.Muhammd Shafi Ansari (BS-11), awaiting posting	15-3-1990
17.	Mr.Hafiz Khalid Irshad (Bs-11) Secretary TC, Warbarton	30-1-1990
18.	Mr. Saeed Ahmad (BS-11), TO, MC, Bahawalnagar.	14-2-1990
19.	Mr. Tariq Javed (BS-11), TO, MC, Jalalpur Jattan	13-2-1990
20.	Mr.Fayyaz Ahmad (BS-8), Secry,. TC Sharqpur	13-2-1990
21	Mr. Ulfat Hussain (BS-11) TO, TC, Hassanabdal.	13-2-1990
22.	Mr.Zawar Hussain Khan (BS-8), Secretary, TC, Quaidabad	17-2-1990
23.	Mr. Naeem Ahmed (BS-11), TO, MC, Ahamdpur East.	25-6-1990
24.	Syed Shaheen Fazal (BS-11), TO, TC, Sarai Alamgir.	27-10-1990

25.	Mr.Hafeez-ur-Rehman (BS-11), TO, MC, Haroonabad.	19-4-1990
26.	Mr. Muhammad Nawaz Khan (BS-14), TO, MC, Chiniot	13-6-1990
27.	Mr. Muhammad Yousaf (BS-14) DCO, MC, Kamoke	11-6-1990
28.	Dr.Muhammd Qasim Shakeel (BS-14), CO, TC, Makhdoompur Pahoran.	11-6-1990
29.	Mr.Tariq Nazir (BS-11), Secretary, TC, Kanah Nau)	7-3-1990
30-	Mr.Muhammad Muddassar (BS-11), Asstt; Research Cell, IMGB	10-7-1990
31-	Mr. Muhammad Javed Aslam (BS-14), DCO, MC, Haveli Lakha	30-7-1990
32-	Syed Rashid Aziz Ghaznavi (BS-14), TO, MC, Bahawalnagar	7-8-1990
33-	Mr.Mansha Javed (BS-14), TO, MC, Narowal	9-8-1990
34-	Mr. Muhammad Khurshid Ahmad (BS-14), DCO, TC, Basirpur	5-9-1990
35-	Syed Shafaat Ali Zaidi (BS-14),CO, TC, Minchinabad	27-9-1990
36-	Rana Faqir Muhammad (BS-11), CO, TC, Abdul Hakim	12-4-1990
37-	Mr. Muhammad Aslam Sial (BS-11) TO, TC, Yazman.	15-12-1990
38-	Mr. Muhammad Alam (BS-14), TO, TC, Jauharabad	12-12-1990

39-	Mr. Waheed Akhtar Ghaffari (BS-11), TO, TC, Liaqatpur	7-5-1990
40-	Syed Intsam Sadiq (BS-11), TO, MC, Chiniot	20-1-1990
41-	Mian Muhammad Azhar Javed (BS-14), DCO, ZC, Vehari	18-9-1990

قواعد و ضوابط کو بالائے طاق رکھ کر ترقی دینے کی وجوہات

☆815- نوابزادہ منصور احمد خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب لوکل کونسل سروس تقرری و شرائط ملازمت کے قواعد مجریہ 1983ء کے تحت بنیادی تنخواہ سکیل نمبر 16 میں محکمانہ ترقی کے لیے بی پی ایس 14 کے ملازمین کو سنیارٹی کم فٹنس کے مقررہ اصول کے پیش نظر ترقیاں دی جانی ضروری ہوتی ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ جزو (الف) میں متذکرہ قواعد و ضوابط کے تابع بی پی ایس نمبر 14 ڈویژنل کیڈر کی سنیارٹی لسٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے صوبائی سطح پر سنیارٹی لسٹ شائع کی جانی ضروری ہوتی ہے تاکہ اس کے مطابق مستحق ملازمین بی پی ایس نمبر 16 میں محکمانہ ترقی حاصل کر سکیں۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ جون 1990ء میں بی پی ایس نمبر 16 میں دی گئی محکمانہ ترقیاں قواعد و ضوابط کے برعکس عمل میں لائی گئی۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت قواعد و ضوابط کو بالائے طاق رکھ کر ترقی دینے کی تحقیقات کرنے اور غیر مستحق ملازمین

کی ترقیاں واپس لے کر مستحق ملازمین کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) چونکہ کسی غیر مستحق ملازم کو ایل۔پی۔ایس 14 سے 16 میں ترقی نہیں دی گئی ہے۔ لہذا حکومت کسی کی ترقی کو واپس لینے کا ارادہ نہیں رکھتی ہے۔

برآمدی ٹیکس میں لوٹ مار ختم کرنا

☆851- جناب علی حسن رضا قاضی: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چیئرمین ضلع کونسل شیخوپورہ اور ٹھیکیدار نے ملی بھگت سے برآمدی ٹیکس میں لوٹ مار شروع کر رکھی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 15 اکتوبر 1990ء کو رسید نمبر 86/1395 کے تحت ایک پرانے ٹریکٹر پر مبلغ -/200 روپے ٹیکس وصول کیا گیا جبکہ شیڈول میں پرانے ٹریکٹر پر ٹیکس عائد نہیں اور نئے پر بھی صرف پچاس روپے ٹیکس عائد ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ شکایت کنندہ نے مورخہ 21 فروری 1990ء کو حوالہ نمبر ایس او ڈی آئی (ایل جی) 1-97 مورخہ 4 نومبر 1990ء کو محکمہ ہذا سے رجوع کیا مگر ان گنت یاددہانیوں اور وزیر اعلیٰ صاحب سے رجوع کرنے کے باوجود کوئی شنوائی نہیں ہوئی جبکہ وزیر اعلیٰ صاحب اپنے بیان میں مورخہ 15 اپریل 1991ء کو اعلان فرما چکے ہیں کہ شکایت کنندہ کو ناجائز ٹیکس کی وصولی پر گیارہ گنا رقم ادا کی جائے گی۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آج تک اس ضمن میں کیا کارروائی کی گئی ہے۔ حالانکہ حکومت نے پچھلے سال بھی برآمدی ٹیکس کی وصولی کے لیے لئے نئے اعلانات کیے گئے۔ لیکن عمل ایک پر بھی نہیں کیا گیا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مبلغ-/200 روپے کی وصولی غلط فہمی سے ہوئی تھی جب معاملہ ضلع کونسل کے نوٹس میں لایا گیا تو شکایت کنندہ کو-/200 روپے واپس کر دیے گئے۔

(ج) درست نہ ہے جیسا کہ جواب جز (ب) میں بیان کیا گیا ہے۔ شکایت کنندہ کو-/200 روپے واپس کر دیے گئے ہیں۔ جہاں تک گیارہ گنا رقم کی واپسی کا تعلق ہے۔ حکومت پنجاب نے اس حکم کا نفاذ یکم جولائی 1991ء سے کیا ہے۔

(د) زائد وصول شدہ ٹیکس واپس کر دیا جاتا ہے۔

زائد ٹیکس کی وصولی روکنے کے لیے اقدام

☆853- جناب علی حسن رضا قاضی: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسل لاہور کے برآمدی ٹیکس کے ٹھیکیدار نے چیئرمین کی ملی بھگت سے عوام میں لوٹ مار شروع کر رکھی ہے۔ مثال کے طور پر دو عدد پرانے ویٹ تھریشر پر مورخہ 16 جولائی 1990ء کو رسید نمبر 5/103 کے تحت مبلغ-/300 روپے زبردستی وصول کیے گئے جبکہ پرانی مشینری پر ٹیکس کی چھوٹ ہے اور نئے تھریشر پر بھی ٹیکس مبلغ پچاس روپے ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ شکایت کنندہ نے محکمہ بلدیات کو ایس او۔ وی آئی (ایل جی) 1-2/89 مورخہ 11 نومبر 1990ء مورخہ 21 جولائی 1990ء شکایت کی جس پر ضلع کونسل لاہور میں اصل رسید جمع کروائی گئی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیراعلیٰ کے بیان کے مطابق شکایت کنندہ کو گیارہ گنا رقم کی ادائیگی ہونی چاہیے لیکن اس کی اصل رقم بھی سال گزرنے کے باوجود ادا نہیں کی گئی۔

(د) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس بارے میں کیا کارروائی کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) چیئرمین ضلع کونسل کی رپورٹ کے مطابق ٹھیکیدار برآمدی ٹیکس کے ساتھ ان کی کوئی ملی بھگت نہیں اور ٹھیکیدار مروجہ شیڈول کے تحت برآمدی ٹیکس وصول کرنے کا پابند ہے۔ ویٹ تھریشر کا ٹیکس مبلغ پچاس روپے شیڈول سال 91-1990ء کے مطابق تھا۔

منسلکہ رسید (فوٹو کاپی) جو 16 جولائی 1990ء کو جاری ہوئی تھی اس سے یہ ظاہر نہیں ہوتا ہے کہ واقعی دو عدد ویٹ تھریشر برآمد کیے گئے تھے۔

(ب) ضلع کونسل لاہور نے بذریعہ چٹھی نمبر 50-949 مورخہ 28 نومبر 1990ء شکایت کنندہ کو تحریر کیا تھا کہ وہ اصلی رسید معہ دیگر شواہد دفتر کو ارسال کرے۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔

(ج) گیارہ گنا تاوان کی شق مورخہ 91-7-10 کو نیلام رولز میں شامل کی گئی تھی جو اس کیس میں لاگو نہیں ہوتی۔ تاہم تین گنا تاوان کی شق نیلام رولز میں مورخہ 90-4-11 سے موجود ہے۔ بشرطیکہ شکایت دو یوم کے اندر سیکشن آفیسر کو اپنے مطالبہ اور ضروری دستاویزات و شواہد کے ساتھ دی جائے۔ اس کیس میں یہ شکایت معینہ مدت میں نہ دی گئی ہے

اور نہ ہی اب تک ضروری شواہد پیش کیے گئے۔ اس لیے اس پر کارروائی نہیں کی گئی۔ مزید برآں سابقہ ٹھیکیدار کی ذمہ داریاں 30 جون 1991ء کے بعد ختم ہو چکی ہیں۔ (رسید کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

سیوریج کا نظام درست کرنا

☆860- جناب محمد حنیف چودھری: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی اور شہر میں دیگر کئی جگہوں پر سیوریج کا نظام درست نہ ہے اور نہ مین ہول کے منہ کھلے ہیں جو کئی حادثات کا باعث بن چکے ہیں میونسپل کارپوریشن کے متعلقہ انجینئر ii کو کئی بار کہا گیا لیکن عملدرآمد نہ ہو سکا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سلسلے میں کوئی اقدامات کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ سیٹلائٹ ٹاؤن اور شہر کا نظام سیوریج درست کام کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں اگر کوئی شکایت ہو تو متعلقہ شعبہ فوری طور پر شکایت رفع کر دیتا ہے۔ رواں مالی سال میں تقریباً "300 مین ہول ڈھکنے لگائے جا چکے ہیں۔

(ب) الف بالا کی موجودگی میں اس جزو کے جواب کی ضرورت نہیں۔ تاہم میونسپل کارپوریشن راولپنڈی کو ہدایت کی جا رہی ہے کہ متعلقہ عملہ سیوریج کے نظام کی مسلسل جانچ پڑتال کرتا رہے۔

سڑک کو کشادہ کرنا

☆861- جناب محمد حنیف چودھری: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لیاقت روڈ اور کالج روڈ راولپنڈی پر ٹریفک کا

اژدھام رہتا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اگر نشاط سینما کے سامنے چالیس فٹ کے نالہ پر چھت ڈال کر سڑک کو کشادہ کرنے سے ٹریفک کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کے لیے فنڈز مہیا کرنے اور متذکرہ سڑک کو کشادہ کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) جی ہاں۔

(ب) نشاط سینما کے ساتھ گزرنے والے اس نالے کو کور cover کرنے کے بعد پارکنگ کے لیے صرف چھ۔سات گاڑیوں کی جگہ مائی جا سکتی ہے لیکن اس سکیم پر اٹھنے والے اخراجات سے موازنہ کرنے کے بعد نالے کو کور cover کر کے پارکنگ کی جگہ مانے کی سکیم کسی صورت بھی مناسب معلوم نہیں دیتی اس سکیم سے لیاقت روڈ پر ٹریفک کے رش میں کوئی کمی بھی نہیں ہو گی۔

(ج) چونکہ اس سکیم سے خاطر خواہ فوائد حاصل نہیں ہوں گے لہذا اس کے لیے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔

شیڈول سے زیادہ مَر آمدی ٹیکس وصول کرنے کی وجوہات

☆868- حاجی غلام ربانی: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں اصل شیڈول سے کہیں زیادہ مَر آمدی ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کے انسداد کے لیے حکومت نے کیا اقدامات کیے ہیں یا کر رہی ہے ؟

وزیر مقامی و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) یہ درست نہ ہے تاہم اس حقیقت سے انکار نہیں کہ صوبے میں کافی مقامات سے شیڈول سے زائد وصولی کی شکایات موصول ہوتی رہیں جن کا حکومت نے سختی سے نوٹس لیا اور ان شکایتوں کا ازالہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(ب) زائد وصولی کی روک تھام کے لیے ضلع کونسل نے نگرانی کرنے والا عملہ تعینات کر دیا ہے۔ جس کی ڈیوٹی چونگیات پر برآمدی ٹیکس کی وقتاً" فوقتاً" پڑتال اور زائد یا ناجائز وصولی ٹیکس کا بروقت انسداد ہے۔ نیز حکومت نے شرائط ٹھیکہ میں ایک مخصوص رقم ٹھیکیدار سے لے کر محفوظ رکھنے کی ہدایت کی ہے۔ ٹھیکیدار کی طرف سے زائد/ناجائز وصولی کی صورت میں اس رقم سے مالی برآمد کنندہ / زائد دہندہ کو فوری طور پر زائد رقم معہ تاوان واپس کی جائے گی۔ کئی ضلع کونسلوں میں ممبران ضلع کونسل کو بھی برآمدی ٹیکس کی چونگیاں کے معائنے اور پڑتال کے اختیارات دیے گئے ہیں۔ حال ہی میں حکومت نے قانون میں ایک ترمیم کر دی ہے جس میں زائد/ناجائز وصول ٹیکس ثابت ہونے کی صورت میں ٹھیکیدار کو اصل زائد وصول کردہ رقم کے علاوہ تین گنا کی بجائے گیارہ گنا تاوان ادا کرنا پڑے گا۔ اس سلسلے میں ساری ضلع کونسلوں کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ حکومت نے برآمدی ٹیکس کی چونگیات کی پڑتال کے لیے صوبائی اور ڈویژنل سطح پر انسپکشن ٹیمیں بھی تشکیل دی ہیں جن کو قانونی اختیار دینے کے لیے قانون میں ترمیم کی جا رہی ہے تمام چیئرمین صاحبان کو یہ ہدایت بھی جاری کی گئی ہیں کہ زائد ٹیکس وصول کرنے والے ٹھیکیدار کو نہ صرف گیارہ گنا جرمانہ کریں۔

ترقیاتی منصوبوں کے لیے مختص رقم کی تفصیل

☆882- رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈسٹرکٹ کونسل ضلع فیصل آباد نے ضلع میں ترقیاتی کاموں کی مد میں سال 1985ء سے لے کر اب تک کتنی رقم خرچ کی ہے۔ ہر ترقیاتی منصوبہ کی ڈسٹرکٹ کونسل حلقہ وار علیحدہ علیحدہ تفصیل کتنی رقم مختص ہوئی منصوبہ تکمیل کے کس مرحلہ پر ہے کام کی نوعیت کیا ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ کونسل فیصل آباد کی سال 1985ء سے اب تک آمدن مع ذرائع آمدن اخراجات مع نوعیت اخراجات صوبائی حکومت یا کسی دیگر ذرائع سے ملنے والی گرانٹ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) ضلع کونسل فیصل آباد نے سال 86-1985ء تا 91-1990ء ترقیاتی منصوبہ جات پر مندرجہ ذیل رقوم خرچ کیں۔

سال	کل تعداد منصوبہ جات	کل خرچ
1985-86	208	3,03,38,718روپے
1986-87	260	2,79,54,930روپے
1987-88	147	2,26,83,102روپے
1988-89	213	3,30,45,189روپے
1989-90	291	4,61,17,513روپے
1990-91	307	4,52,60,400روپے

تفصیل ضمیمہ الف میں ملاحظہ فرمائیں جو کہ ایوان کی میز پر پیش خدمت ہے۔

(ب) سال 86-1985ء تا 91-1990ء کے دوران ضلع کونسل فیصل آباد کی آمدن اور خرچ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال	کل آمدن	کل خرچ
1985-86	5,70,62,806روپے	5,57,48,548روپے
1986-87	5,71,90,734 //	5,85,03,107روپے

1987-88	//6,97,65,945	7,09,41,065روپے
1988-89	//8,77,18,300	9,93,22,291روپے
1989-90	//8,41,13,230	7,69,90,612روپے
1990-91	//10,61,92,887	9,68,65,139روپے

تفصیلات ضمیمہ "ب" میں موجود ہے۔ جو ایوان کی میز پر پیش خدمت ہے۔

پل کی تعمیر کے لیے رقم کی فراہمی

☆923- چودھری محمد اسلم کائرہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیراعلیٰ نے مراسلہ نمبر US(4) AA-81\ 90\6187 مورخہ 6 اکتوبر 1990ء کے ذریعہ کھاریاں چھاؤنی میں برساتی نالہ پر پل تعمیر کرنے کے لیے تخمینہ تیار کرنے کا حکم دیا تھا اگر ایسا ہے تو کیا متذکرہ تخمینہ تیار کر لیا گیا ہے اور یہ تخمینہ کتنی رقم کا ہے۔

(ب) کیا مذکورہ تخمینہ تیار کر کے وزیراعلےٰ کو بھجوا دیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو کس تاریخ کو ارسال کیا گیا اور اس پر وزیراعلےٰ نے کیا حکم جاری کیا تھا۔ کیا یہ تخمینہ 92-1991ء کے اے ڈی پی میں شامل کیا گیا ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) یہ حقیقت ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب کی طرف سے مذکورہ چٹھی کے حوالے سے برساتی نالہ کھاریاں چھاؤنی پر پل کی تعمیر کے سلسلہ میں ابتدائی تخمینہ تیار کرنے کا حکم دیا تھا۔ تخمینہ تیار کر لیا گیا ہے۔ جو کہ 29 لاکھ روپے مالیت کا ہے۔

(ب) مذکورہ تخمینہ تیار کر کے مورخہ 18 جون 1991ء کو بوساطت وزیر بلدیات و دیہی ترقی وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں برائے اطلاع و احکامات پیش کر دیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ حکم موصول ہونے پر مزید کارروائی کی جائے گی۔

سڑک پر سولنگ لگانا

☆968- ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیرہ رحمت میانہ تھٹھہ تحصیل و ضلع شیخوپورہ کی آبادی تقریباً چودہ سو افراد پر مشتمل ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شیخوپورہ مانگٹانوالہ روڈ سے مذکورہ دیہہ کا فاصلہ دو فرلانگ ہے اور اہل دیہہ کی آمدرفت اس کچی سڑک کے ذریعہ ہوتی ہے جس پر سولنگ نہ ہونے کی وجہ سے بارشوں کے دنوں میں اہل دیہہ کو سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ دیہہ کی کچی سڑک پر سولنگ کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

ترقیاتی سکیموں کی تکمیل کے لیے علاقہ کے اراکین صوبائی اسمبلی کو فنڈ مختص کیے گئے ہیں اور اگر متعلقہ ممبر اسمبلی اس سولنگ کی تعمیر کے لیے گرانٹ مہیا کریں تو سولنگ کی تعمیر کی جا سکتی ہے۔

مراکز کی صفائی کے لیے فنڈز مختص کرنا

☆1004- الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مراکز کے دفاتر کی صفائی کے لیے خاکروب کے لیے کوئی فنڈز فراہم کیے گئے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جہاں نئے مراکز قائم ہوئے ہیں اور دفتر کی عمارت بھی نہیں بنائی وہاں سکیل نمبر 1 کا خاکروب منظور کیا گیا ہے۔ جبکہ سابقہ مراکز جہاں کمپلیکس کی عمارت موجود ہے کوئی فنڈز مختص نہیں کیے گئے۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) جی ہاں۔

(ب) پنجاب کے 359 مراکز میں سے 108 مراکز میں سکیل نمبر 1 کے خاکروب کام کر رہے ہیں۔ ان 108 مراکز میں 70 نئے مراکز ہیں۔ باقی 35 پرانے مراکز ہیں جبکہ بقیہ 251 مراکز میں پارٹ ٹائم و جز وقتی، خاکروب کام کرتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ سکیل نمبر 1 کے خاکروب جو 108 مراکز میں کام کرتے ہیں فنڈز فراہم کیے گئے ہیں باقی جز وقتی خاکروب کے لیے ہیں۔

(ج) 389 مراکز میں 108 مراکز کے خاکروب کی پوسٹ باقاعدہ منظور شدہ اور ریگولر ہیں۔ جن کے لیے باقاعدہ ہر سال فنڈز فراہم کیے جاتے ہیں باقی 251 مراکز میں جز وقتی، وپارٹ ٹائم، خاکروب ہیں اور ان کے لیے ایک مخصوص رقم گورنمنٹ منظور کرتی رہی ہے۔ یہ رقم سال 90-1989ء تک فراہم کی جاتی رہی ہے۔ سال 91-1990 اور 92-1991ء میں یہ رقم فراہم نہیں کی گئی۔ کیونکہ محکمہ خزانہ پنجاب نے اس مد میں فنڈز کو منجمد کر دیا جونہی محکمہ خزانہ نے فنڈز مہیا کیے مراکز میں تقسیم کر دیے جائیں گے۔

بلوں کی ادائیگی کے لیے فنڈز مختص کرنا

☆1005۔ الحاج پیر ذوالفقار علی چشتی:۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مراکز کے لیے ٹیلیفون فراہم کیے گئے ہیں۔ مگر گزشتہ دو سال سے بلوں کی ادائیگی کے لیے کوئی گرانٹ بجٹ میں نہیں دی گئی۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا آئندہ فنڈز مہیا کیے جائیں گے۔ اگر نہیں

تو اسکی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) پنجاب کے 359 مراکز میں سے اکثر مراکز میں ٹیلی فون کی سہولت موجود ہے۔ لیکن ایسا کسی سال بھی نہیں ہوا کہ فنڈز فراہم نہ کئے گئے ہوں بجٹ میں مہیا شدہ رقم ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ پنجاب صاحبان کو ہر سال فراہم کر دی جاتی ہے وہ اپنے حساب سے جن مراکز میں ٹیلی فون موجود ہوتا ہے فنڈز فراہم کر دیتے ہیں۔

(ب) فنڈز ہر سال مہیا کئے جاتے ہیں جو فنانس ڈیپارٹمنٹ منظور کرتا ہے۔ آئندہ بھی منظور شدہ فنڈز کے مطابق مراکز کو فراہم کئے جاتے رہیں گے۔

نالیوں کی درستگی

☆1088۔ حاجی سکندر حیات بوسن۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹاؤن کمیٹی آنہ مشمولہ موضع ورن تحصیل وضع شیخوپورہ میں مقامی یونین کونسل کی وساطت سے نالیاں پختہ کی گئی تھیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ نالیوں کا شمالی حصہ جس میں مقامی جامع مسجد کا پانی گرتا ہے چند ماہ سے ایک شخص اللہ رکھا ولد برکت علی قوم راجپوت سکنہ دیہی ہذا بند کر رکھا ہے اور گندا پانی گلیوں میں نکل رہا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ شخص کے خلاف کارروائی کرنے اور نالیوں میں رکاوٹ دور کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اسکی وجوہات بیان کی جائیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔ اللہ رکھا ولد برکت علی قوم راجپوت ٹاؤن کمیٹی آنہ نے سول کورٹ

عدالت جناب نبی احمد چودھری سے حکم امتناعی حاصل کر رکھا ہے۔ مذکورہ شخص کا ایک دعویٰ خارج ہو چکا ہے گاؤں والوں نے حکم امتناعی کے خلاف درخواست عدالت سول جج دائر کی ہوئی ہے۔ جس کی آئندہ تاریخ پیشی 28/9/91 ہے جب تک حکم امتناعی خارج نہیں ہو جاتا۔ نالی بنانا ممکن نہ ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کے مرتکب افراد کیخلاف کارروائی کے لیے اقدام

27۔ نوابزادہ منصور احمد خان۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسٹر عبدالغفور ٹیکسیشن آفیسر ضلع کونسل مظفر گڑھ کو یکے بعد دیگرے کئی تبادلوں اور منسوخی کے بعد بالآخر بذریعہ احکامات سیکرٹری لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی حکومت پنجاب نمبری ایل سی ایس (انتظامیہ) 76/(13)1 مورخہ 4 اپریل 1990ء بطور ٹیکسیشن آفیسر ضلع کونسل مظفر گڑھ تعیناتی کی گئی۔ مسٹر عبدالغفور مذکور نے احکامات کی تعمیل میں مورخہ 5 اپریل 1990ء کو چیئرمین ضلع کونسل مظفر گڑھ کو حاضری رپوٹ پیش کر دی۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ چیئرمین ضلع کونسل مظفر گڑھ کی یہ استدعا کہ مسٹر ناظم حسین کی تعیناتی بطور ٹیکسیشن آفیسر ضلع کونسل مظفر گڑھ برقرار رکھی جائے بروئے احکامات محکمہ حکومت و دیہی ترقی حکومت پنجاب مورخہ 31 مئی 1990ء نہ صرف نامنظور کی گئی اور مسٹر ناظم حسین مذکور کو بھی فوری طور پر چارج چھوڑ کر گورنمنٹ کو حاضری رپورٹ پیش کرنے کو کہا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جزو (الف) و (ب) متذکرہ بالا میں حکومت کے احکامات کی چیئرمین ضلع کونسل مظفر گڑھ اور مسٹر ناظم حسین ملازم نے کوئی پرواہ نہ کی اور نافرمانی کے مرتکب ہوئے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جزو (ج) متذکرہ بالا میں نافرمانی کے مرتکب چیئرمین اور مسٹر ناظم حسین ملازم کے خلاف نہ تو کوئی انضباطی کارروائی عمل میں لائی گئی

بلحہ غیر قانونی مدت قیام کی تنخواہ کی ادائیگی کی گئی جبکہ احکامات کی تعمیل کرنے والے مستحق ملازم عبدالغفور مذکورہ کو عرصہ ایک سال سے تنخواہ سے محروم رکھا گیا ہے۔

(و) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مرتکبین کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے اور مسٹر عبدالغفور کو تنخواہ کی ادائیگی کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) درست ہے۔ مگر چیئرمین ضلع کونسل مظفر گڑھ نے بذریعہ چٹھی نمبری HCG-46-1244 مورخہ 7 اپریل 1990ء مسٹر عبدالغفور کو بطور ٹیکسیشن آفیسر ضلع کونسل مظفر گڑھ قبول کرنے سے معذوری ظاہر کی کیوں کہ موصوف کا سکیل نمبر 11 ہے جبکہ اسامی و ناظم حسین کی جگہ عبدالغفور کو تعینات کیا گیا مقامی سکیل نمبر 16 ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) حکومت کو بلدیات کے سربراہان کے جائز مطالبات ادارہ کی کارکردگی کو مدنظر رکھتے ہوئے ماننے پڑتے ہیں۔ بہر حال ناظم حسین ٹیکسیشن آفیسر کو ضلع کونسل مظفر گڑھ سے اگست 1990ء میں تبدیل کر دیا گیا تھا اور اس کی جگہ مورخہ 25 اگست 1990ء سے محمد آصف کو تعینات کر دیا ہوا ہے۔

(د) چونکہ ناظم حسین کو ضلع کونسل مظفر گڑھ سے تبدیل کر دیا گیا ہے لہذا اسکے اور چیئرمین کے خلاف محکمہ کوئی انضباتی کارروائی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہے جہاں تک عبدالغفور کو ادائیگی تنخواہ کا تعلق ہے عرض ہے کہ عرصہ 24/12/1989 تا 30/11/1990 کے لیے پنجاب لوکل گورنمنٹ بورڈ کے فنڈ سے اور عرصہ 1/12/1990 تا 11/1/1991 کیلئے ضلع کونسل راجن پور سے ادائیگی تنخواہ کی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

(و) ایضاً۔

کارپوریشن میں کوڑا کرکٹ کے سکپ اور کنٹینر کی تعداد

۔ میاں محمود احمد: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

۔) کیا یہ درست ہے کہ میٹرو پولیٹن کارپوریشن لاہور نے مختلف مقامات پر کوڑا کرکٹ ڈالنے کے لئے سکپ اور کنٹینر رکھے ہوئے ہیں اگر ایسا ہے تو ان کی کل تعداد کیا ہے اور کس فرم سے کتنی قیمت میں خریدے گئے۔

.) متذکرہ سکپ اور کنٹینر کارپوریشن کے کنٹرول میں موجود ہیں اور ان کو کہاں کہاں رکھا گیا ہے پوری تفصیل بیان کریں۔

) کیا یہ امر واقع ہے کہ جتنے سکپ اور کنٹینر ریکارڈ کے مطابق خرید کئے گئے اتنے کارپوریشن کے پاس موجود نہیں ہیں اور ریکارڈ میں زیادہ دکھائے گئے مگر موقع پر کم ہیں۔

اگر جزو (د) کا جواب اثبات میں ہے تو متعلقہ افسران واہلکاروں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

۔) یہ درست ہے کہ صفائی کے لئے کارپوریشن نے مختلف مقامات پر مندرجہ ذیل تعداد میں سکیپ اور کنٹینر رکھے گئے ہیں۔

سکیپ 521 عدد

کنٹینر 50 عدد

یہ سکیپ اور کنٹینر میسرز کولی ریٹو کنسلٹینٹ لمیٹڈ سے خریدے گئے ان کی قیمت مندرجہ ذیل ہے:۔

1 کل قیمت 521 عدد سکیپ= 53.95 لاکھ روپے

قیمت کنٹینر 50 عدد= 29.62 لاکھ روپے

) یہ لاہور کی مختلف جگہوں پر رکھے گئے ہیں۔ جن کی تفصیل علیحدہ لسٹ میں دی گئی ہے۔ جو کہ منسلک ہے۔

یہ درست نہ ہے کارپوریشن کے پاس ریکارڈ کے مطابق تمام سکیپ اور کنٹینر موجود ہیں اور لاہور کے مختلف مقامات پر رکھے گئے ہیں جن کی تفصیل علیحدہ لسٹ میں موجود ہے لہذا یہ کہنا کہ ریکارڈ میں زیادہ دکھائے گئے ہیں۔ مگر موقع پر

کم ہیں درست نہ ہے۔

(د) چونکہ جزو (ج) کا جواب نفی میں ہے لہذا کسی آفیسر اور اہلکار ان کے خلاف کارروائی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

ناقص مشینری کی خرید کی تحقیقات

35- میاں محمود احمد : کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازارہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کے ذمہ صفائی کا کام بھی ہے۔

(ب) اگر ایسا ہے تو پچھلے تین سالوں کے دوران صفائی کے لیے کون کون سی مشینری کہاں کہاں سے منگوائی اس پر الگ الگ کتنی کتنی لاگت آئی اور کس مقصد کے لیے کہاں کہاں کب سے استعمال ہو رہی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اکثر مشینری خراب ہو چکی ہے اور ورکشاپوں میں پڑی ہے۔ ایسی خراب مشینری کس کس ورکشاپ میں کھڑی ہے۔ کتنی کتنی لاگت سے کون کونسی جگہ سے خریدی گئی اور اس کی مرمت پر کتنا خرچ آیا ہے۔ ایسی تمام مشینری کی خرید کس کس افسر نے کی۔ خرید کا طریقہ کار کیا تھا کون کونسی فرم سے خریدی گئی۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ ناقص مشینری بھاری قیمت پر خریدی گئی جو بعد میں خراب ہو گئی ہے اگر ایسا ہے تو ایسے افسروں کے خلاف حکومت کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) درست ہے۔

(ب) پچھلے تین سالوں کے دوران مندرجہ ذیل مشینری خریدی گئی۔

مشینری	تعداد	قیمت	جہاں خریدی گئی
کمپیکٹر	11	225ء28لاکھ	جاپان
آرم رول	8	92ء74لاکھ روپے	جاپان

سکیپ	521	95ء53لاکھ روپے	پاکستان
کنٹینر	50	62ء29لاکھ روپے	پاکستان
ٹریکٹر	4	36ء10لاکھ روپے.	پاکستان
بلڈوزر	2	86ء53لاکھ روپے	جاپان

یہ تمام مشینری سارے لاہور شہر میں استعمال ہو رہی ہے۔ ان کے ذریعے صفائی کا کام ہو رہا ہے اور پچھلے تین سالوں سے اطمینان بخش طریقے سے کام کر رہی ہے۔

(ج) مندرجہ بالا مشینری بالکل چالو حالت میں 'اس میں سے کوئی مشینری بھی خراب نہیں ہوئی۔

(د) یہ درست نہ ہے۔

ڈاکٹر یونس مسیح عاقل فضل دین کی غیر قانونی تقرری کی تحقیقات

76۔ جناب ظفر اقبال چودھری: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے نئی تعیناتی پر پابندی لگا رکھی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ لوکل کونسل سروس میں سکیل نمبر اٹھارہ میں کسی ڈاکٹر کو تعینات نہیں کیا جا سکتا بلکہ یہ آسامی سکیل 17 سے ترقی ہی سے پر کی جا سکتی ہے۔

(ج) لوکل کونسل سروس رولز کے تحت تعیانی کے لیے ایک ضابطہ وضع کیا جا چکا ہے کہ پہلے اخبار میں اشتہار ہوگا پھر انٹرویو وغیرہ جس کے بغیر کسی قسم کی تعیاتی ممکن نہیں اور غیر قانونی ہے۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ ڈاکٹر یونس مسیح عاقل فضل دین کو سکیل 18ء میں بھرتی کر لیا گیا اور کسی ضابطہ کا خیال نہیں رکھا گیا۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ایسی شرائط کو نرم کرنے کا اختیار محض وزیر اعلیٰ کو ہے جن سے یہ شرائط نرم کروائے بغیر یہ تعیاتی عمل میں لائی گئی۔

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس تعیاتی کی تحقیقات کروانے اور مرتکبین کے خلاف تادیبی کارروائی کرنے اور متذکرہ ڈاکٹر سے اس عرصہ

کی تنخواہ کی وصولی کرنے کو تیار ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔ لیکن بھرتی کے قوانین مجریہ 1983ء کے قاعدہ نمبر 7 کے تحت جناب چیئرمین صاحب پنجاب لوکل گورنمنٹ بورڈ / سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کو چھ ماہ کے لیے عارضی بھرتی کا اختیار حاصل ہے۔

(د) ڈاکٹر یونس مسیح عاقل فضل دین کی تقرری عارضی طور پر ان کے اندرون اور بیرون ممالک میں تجربہ کی ساء پر کی گئی تھی۔

(ہ) درست نہ ہے۔ جناب سیکرٹری بلدیات صاحب قوانین بھرتی مجریہ 1983ء کے قاعدہ نمبر 23 کے تحت قانون میں رعایت دینے کے مجاز ہیں۔

(و) ڈاکٹر مذکور کی عمر مقررہ حد سے تقریباً ایک سال زائد ہونے کی وجہ سے اسے مورخہ 11-5-1991 سے ملازمت سے فارغ کر دیا گیا ہے اور اسے کسی قسم کی ادائیگی نہ کی گئی ہے۔

گورنمنٹ پنجاب لوکل بورڈ میں غبن کی دوبارہ تحقیقات کروانا

77- جناب ظفر اقبال چودھری: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پنجاب لوکل بورڈ میں لاکھوں روپے کا غبن ہوا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ آڈٹ کے بار بار اصرار کے باوجود متذکرہ اکاؤنٹ بدنیتی کی ساء پر سرکاری خزانہ میں نہیں رکھا گیا تھا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ نے 16 مئی 1985ء کو جزو (ب) میں مندرج امور کے بارے میں اس وقت کے سیکرٹری بورڈ سے جواب طلبی کی مگر لاحاصل بلکہ متذکرہ سیکرٹری کو اعلیٰ عہدوں پر تعینات کیا گیا۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ ایک معمولی کلرک کو سزا دلوانے کے بعد اس کیس کو ختم کر دیا

گیا جبکہ اصل مجرم سیکرٹری بورڈ تھا۔ جو کہ ہر ماہ کیش بک پر دستخط کرتا تھا۔

(ہ) اگر جزوہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بارے میں از سر نو تحقیقات کروانے اور غبن شدہ رقوم ملزمان سے وصول کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) درست ہے۔

(ب) نہیں۔ لوکل گورنمنٹ بورڈ کا خزانہ سے کوئی تعلق نہ ہے۔ اکاؤنٹس شیڈول بنک / مرکز قومی بچت میں رکھے گئے تھے۔

(ج) متعلقہ اہلکاران وافسران کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی کی گئی۔ محکمہ انٹی کرپشن کی عدالت سے ایک اہل کار جس پر جرم ثابت ہوا کو قانون کے مطابق سزا دی گئی جبکہ دیگر متعلقہ افسران کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جارہی ہے۔ جہاں تک ترقی کا سوال ہے متعلقہ آفیسر کو ترقی حکومت نے قانون اور قواعد کے مطابق دی ہے۔

(د) درست نہ ہے جیسا کہ پیرا (ج) سے ظاہر ہے کہ عدالت کی طرف سے جرم ثابت ہونے پر ایک اہلکار کو سزا دی گئی۔ جبکہ بقیہ ملزمان متعلقہ کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے۔

(ہ) جو اہلکار غبن میں ملوث پایا گیا۔ اس کو عدالت نے قانون کے مطابق سزا دی۔ بقیہ افسران کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جارہی ہے۔

سیکرٹریز یونین کونسلز / دیہی کارکنوں کو سلیکشن گریڈ دینا

89- جناب مخدوم سید محمد احسن شاہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے سرکاری ملازمین کو سلیکشن گریڈ دینے کا فیصلہ کر رکھا ہے اور قواعد کے مطابق سرکاری ملازمین کو سلیکشن گریڈ دے دیا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کے ملازمین کو سلیکشن گریڈ دے دیا گیا ہے۔ لیکن محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کے سرکاری ملازمین سیکرٹریز

یونین کونسلز اور یہی کارکنوں کو سلیکشن گریڈ نہیں دیا گیا حکومت ان کو سلیکشن گریڈ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہے تو کب تک ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) یہ درست ہے

(ب) یہ درست ہے

(ج) محکمہ ہذا کے تحرک پر محکمہ مالیات نے مطلع کیا تھا کہ سیکرٹری یونین کونسلز اور یہی کارکنان کو سلیکشن گریڈ دینے کا معاملہ التواء میں رکھا جائے۔ تاہم اگر ضرورت محسوس کریں تو اس زمرہ میں قومی پے کمیشن کمیٹی کی رپورٹ جاری کرنے کے بعد دوبارہ محکمہ مالیات کو اپنی سفارشات بھیجی جائیں اب چونکہ حکومت پاکستان نے نئے پے سکیل برائے ملازمین 1 تا 15 گریڈ لاگو کر دیے ہیں۔ لہٰذا محکمہ ہذا دوبارہ سیکرٹری یونین کونسلز اور یہی کارکنان کو سیکشن گریڈ دینے کے متعلق نظر ثانی کرنے کو تیار ہے۔

ڈویژنل سلیکشن کمیٹی کے اجلاس کا انعقاد

99- رانا اکرام ربانی: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) دسمبر 1988ء سے لے کر اب تک ڈویژنل سلیکشن کمیٹی لاہور کا اجلاس کیوں منعقد نہیں ہو سکا اور قواعد کے مطابق مذکور کمیٹی کا باقاعدہ اجلاس کتنے عرصے بعد ضروری ہے۔

(ب) مذکورہ کمیٹی کے اجلاس کے عدم انعقاد کے باعث ایل سی ایس کیڈر کے کتنے ملازمین کے کیس بسلسلہ موو اوور، ریگولر گریڈ، ترقی زیر التواء ہیں۔

(ج) دسمبر 1988ء سے لے کر اب تک ان ملازمین کے کیس کے تصفیہ نہ ہونے کی ذمہ داری کس شعبہ / آفیسر پر عائد ہوتی ہے۔

(د) کیا متعلقہ میٹنگ کے انعقاد کے لیے کوئی تاریخ مقرر کی گئی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو وہ کونسی تاریخ ہے ؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) دسمبر 1988ء سے لے کر اب تک ڈویژنل سلیکشن کمیٹی کا اجلاس اس لیے نہ ہو سکا۔ کیونکہ تصفیہ طلب کیسوں میں ملازمین کا سروس ریکارڈ نامکمل تھا۔ مذکورہ ریکارڈ مکمل کرانے کے لیے ہر ماہ چیف افسران بلدیہ ہائے کے اجلاس میں ہدایت کی جاتی رہی۔ مگر اس کے باوجود چند ملازمین کا ریکارڈ اب تک مکمل نہ ہو سکا۔ قواعد و ضوابط میں ڈویژنل سلیکشن کمیٹی کے اجلاس منعقد کرانے کے لیے عرصہ کا تعین نہ کیا گیا ہے۔ تاہم فیصلہ طلب معاملات کو مد نظر رکھتے ہوئے ڈویژنل سلیکشن کمیٹی کا اجلاس منعقد کیا جاتا ہے۔

(ب) اس وقت 37 (سینتیس) کیسوں میں ڈویژنل سلیکشن کمیٹی کی سفارشات کی ضرورت ہے جن میں سے 6 کیس ایسے ہیں۔ جن کا ریکارڈ ابھی تک نامکمل ہے۔

(ج) تصفیہ طلب کیسوں میں ڈویژنل سلیکشن کمیٹی کو متعلقہ افسران کے سروس ریکارڈ خصوصاً" سالانہ خفیہ رپورٹ کا ملاحظہ کرنا ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں افسران اور دفتروں سے رابطہ کیا گیا تاکہ سروس ریکارڈ مکمل کرایا جائے۔ لیکن باوجود کوشش کے یہ ریکارڈ مکمل نہیں ہو سکا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بہت سے کیسوں میں مختلف نوعیت کی انکوائریز جن میں بیشتر کا تعلق محکمانہ تحقیقات / کارروائی کے فیصلہ سے ہے۔ معرض التوا میں ہیں۔

(د) کمیٹی کی میٹنگ اکتوبر 1991ء میں منعقد کی جا رہی ہے۔

چودھری برادرز کنسٹرکشن کمپنی مظفر گڑھ کے کوائف

102- ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چودھری برادرز کنسٹرکشن کمپنی مظفر گڑھ کو کب رجسٹر کیا تھا اس کمپنی کے مالکان کے نام پتہ جات کیا ہیں۔ اس کمپنی کو کس لسٹ میں رجسٹرڈ کیا گیا۔ اور اس کا کل سرمایہ کتنا تھا۔

(ب) متذکرہ کمپنی کی رجسٹریشن سے لے کر آج تک اس کو کون کون سے منصوبوں کی تکمیل کے لیے ٹھیکہ جات الاٹ کیے ان منصوبوں کے نام اور دیگر مکمل تفصیلات فراہم کی جائیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) i۔ مذکور کمپنی کو سال 87-1986ء کے دوران رجسٹرڈ کیا گیا۔

ii۔ نام مالکان چودھری رشید احمد ولد علی محمد۔ سکنہ شریف بھیجڑہ تھانہ شاہ جمال تحصیل و ضلع مظفر گڑھ۔

iii۔ اس کمپنی کو کلاس "سی" میں رجسٹرڈ کیا گیا۔

iv۔ کمپنی کا کل سرمایہ بوقت رجسٹریشن دو ملین روپے تھا۔

(ب) متذکرہ کمپنی کو جن منصوبوں کی تکمیل کے لیے آج تک ٹھیکہ جات الاٹ کیے۔ ان منصوبوں کے نام اور دیگر مکمل تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی۔

سٹریٹ لائٹس کی فراہمی

108 - ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) رانجھا روڈ سمن آباد لاہور میں سٹریٹ لائٹ کی سہولت کب اور کس جگہ مہیا کی گئی تھی اور یہ لائٹ کس فرم یا فرد کی وساطت سے لگائی گئی تھیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ علاقہ میں تعداد سے بہت کم سٹریٹ لائٹس موجود ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی):

(الف) رانجھا روڈ سمن آباد میں سٹریٹ لائٹس کی سہولت مورخہ 1991-9-1 تا 1991-12-26 تک مختلف اوقات میں جناب میاں محمد عثمان ایم این اے حلقہ نمبر 98 کے فنڈز سے زیر نگرانی علاقہ کونسلر جناب چودھری محمد ابراہیم وارڈ مسٹر عبدالرحیم خان انچارج سٹریٹ لائٹس نے نصب کروائی تھیں۔

(ب) رانجھا روڈ پر کل 15 عدد پول نصب ہیں۔ اور ان پر پندرہ عدد لائٹس بھی لگی ہوئی ہیں۔ متذکرہ علاقہ میں تعداد پول کے مطابق سٹریٹ لائٹس نصب ہیں۔ جو کہ تمام روشن ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ جب آپ نے یہ الفاظ فرمائے ہیں

کہ "وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے" اس کے بعد وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی نے فرمایا کہ میں جتنے سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔ تو اس کے بعد ہی میں نے بات کرنی تھی۔ اگر ایسے ہے کہ اس کے بعد یہ سوال نہیں اٹھایا جا سکتا یا یہ بات نہیں کی جا سکتی تو پھر یہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر کس طرح سے رکھے جائیں گے۔

جناب سپیکر! رانا صاحب جب سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ اس پر تقریر شروع کر دیں۔ روایت یہ ہے اور طریق کار یہ ہے کہ جو سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے ہیں وہ ایوان کی ملکیت ہیں۔ آپ ان کو پڑھیں۔ اگر ان میں سے کسی سوال کا جواب غلط ہے تو آپ اس کی cognizance لیں۔ آپ اس کو take up کر سکتے ہیں۔ قواعد و ضوابط موجود ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو جوابات ایوان کی میز پر رکھے جائیں ان کو اس وقت لیا جائے جبکہ تحاریک استحقاق کو take up کرنا ہو۔ یا کال اٹینشن نوٹس کو take up کرنا ہو۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں قاعدہ 52 کے تحت یہ بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: فرمائیں۔

RANA SANAULLAH KHAN:

52. On every Sunday, the Speaker may, on two clear days's notice being given by a Member, allot one hour for discussion on a matter of suifficient public importance which has during the last week been the subject of a question, starred or un-starred.

Provided that the Sepaker may extend the time or sitting for that day by an hour.

جناب سپیکر: یہ آپ کون سے صفحے پر پڑھ رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: صفحہ نمبر 22 ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا: پوائنٹ آف آرڈر۔ وہ اس سوال کے بارے میں ہوتا ہے جو اسمبلی میں زیر بحث آ چکا ہو۔ اس پر ضمنی سوالات بھی ہو چکے ہوں۔ پھر اگر وہ سوال اہل ہو تو پھر 52(3) کے تحت اتوار کو ایک گھنٹہ بحث کروا سکتے ہیں۔ سوال تو ایوان میں زیر بحث ہی نہیں آیا۔ اس لیے 52 قاعدہ اس پر لاگو ہی نہیں ہوتا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! جب اس سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے پھر یہ اس طرح سمجھا جائے گا کہ یہ ایوان میں زیر بحث لایا جا چکا ہے اور ایوان کی میز پر رکھا جا چکا ہے۔ اس طرح تو جناب سپیکر! جتنے سوال زیر بحث آنے سے رہ جاتے ہیں ان کا تو کوئی وارث نہ ہوا۔

جناب سپیکر! آپ قاعدہ 52 کا حوالہ دے رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جو موہل صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا ہے کہ چونکہ یہ سوال ایوان میں زیر بحث نہیں لایا گیا اس لیے یہ اس زمرے میں نہیں آتا۔ میرا یہ کہنا ہے کہ جب اس سوال کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ آپ قاعدہ 52 پڑھیں کہ اس کی جو روح ہے وہ میرے خیال کے مطابق یہ ہے کہ جو سوال سارے ہاؤس کے لیے اہمیت کا حامل ہو جس سوال نے سارے ایوان کی توجہ حاصل کی اور معزز اراکین سمجھتے ہوں کہ یہ انتہائی اہمیت کا سوال ہے اور اس کے ضمنی سوال پر مزید بحث ہونی چاہیے، اس کا وہ مقصد حاصل نہیں ہو رہا تو اس کے لیے اتوار کو ایک گھنٹہ مخصوص کیا جا سکتا ہے یا اس کا وقت بڑھایا جا سکتا ہے تو میرے خیال میں جن سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے جاتے ہیں۔ وہ معیار پر پورے نہیں اترتے ان کو زیر بحث آنا چاہیے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا کہ قاعدہ 52 میں جہاں پر question, starred or unstarred یہاں پر dis-cuss or on table کا لفظ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! موہل صاحب اس میں آپ ذرا توجہ فرمائیے اس میں۔۔۔۔۔۔

میاں منظور احمد موہل: سب رول 2 جو ہے اور رانا صاحب کی بات کو منظور بھی کر لیا جائے

گو اس ہفتے کے لیے میرا نوٹس پہلے منظور ہو چکا ہے۔ اس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

Rule 52 (2) Such notices shall be considered by the Speake in the order in which they have been received, and when one such notice is admitted all other notices shall lapse.

جناب والا! میرا نوٹس آپ منظور کر چکے ہیں۔ اس کے بعد جتنے بھی نوٹس آئیں گے وہ lapse ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: اس میں آپ فکر نہ کریں آپ کا نوٹس منظور ہو چکا ہے اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ رانا ثناء اللہ صاحب کی بات میں مجھے اس صورت میں وزن نظر آتا ہے کہ 52 میں جہاں یہ آتا ہے کہ

allot one hour for discussion on a matter of sufficient public importance which has during the last week been the subject of a question starred or unstarred .

نشان زدہ سوالات کی تو یہ پوزیشن ہے کہ وہ ہاؤس میں آتے ہیں ان پر بحث ہوتی ہے۔ ان پر ضمنی سوالات ہوتے ہیں۔ اور غیر نشان زدہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیے جاتے ہیں ان پر ہاؤس میں بحث بھی نہیں ہوتی۔

اس کے آخری پیرے میں جو unstarred دیا گیا ہے کہ اگر غیر نشان زدہ سوال suffi-cient public importance کا حامل ہو تو اس پر بھی ایک گھنٹہ بحث کی جا سکتی ہے۔

رانا پھول محمد خان: اگر سپیکر چاہے تو پھر بحث کی جا سکتی ہے۔

میاں منظور احمد موہل: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب سپیکر! جی فرمایئے۔

میاں منظور احمد موہل: میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جس طرح وقفہ سوالات ختم ہوا

تو رانا صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا۔ یہ صورت حال نہیں بنتی وہ یہ بنتی ہے کہ جس طرح یہ کہا گیا کہ Speaker may, on two clear days' notice being given by a member... انہوں نے آپ کو نوٹس دینا ہے پھر آپ نے اس کو دیکھنا ہے کہ آیا یہ اہمیت عامہ کا ہوتا ہے تو پھر آپ دور کھیں گے at this stage آپ نہ یہ مسئلہ اٹھا سکتے ہیں اور نہ ہی اس کو take up کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس کا طریقہ کار طے شدہ ہے۔ میں نے جو کیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ ہاؤس میں وہ بات زیر بحث تھی تمام ممبران کی خواہش تھی اس لیے میں نے وہ کیا تھا۔ اس کا یہ حل ہو گا کہ یہ آپ کو بعد میں دیں اگر آپ مناسب سمجھیں تو پھر آپ اس کو take up کریں گے۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی فرمایے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جونہی وقفہ سوالات کا وقت ختم ہوا تو کوئی رکن یہ مطالبہ کرے کہ سوالات بڑے اہم ہیں، سپیکر صاحب اس کے لیے ایک گھنٹہ یا آدھ گھنٹہ یا جتنا بھی وقت درکار ہو بڑھا دیں۔ اگر سپیکر صاحب وقت بڑھا دیں پھر تو کوئی بات زیر بحث آسکتی ہے ورنہ نہ اس پر کوئی پوائنٹ آف آرڈر لاگو ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی بحث لاگو ہوتی ہے۔ اس وقت کسی نے یہ مطالبہ نہیں کیا اب اس کو زیر بحث نہیں لانا چاہیے۔

جناب سپیکر: شکریہ، جی، 42 پڑھیں۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب سپیکر! اگر وقفہ سوالات ختم ہو جائے تو پھر کوئی بھی ضمنی سوال نہیں کیا جا سکتا۔

> Rule- 42 If any question placed on the list of questions for answering on any day is not called for answer within the time available for answering questions on that day, the answer shall be laid on

the Table by the Minister concerned or the member.to whom the question is addressed and no oral answar shall be required for such as question nor shall any supplementary question be asked in respect thereof;....

Provided that if the Minister concerned is not-ready with the answer to that question the question shall be put for answer on the next day alloted for that Department

جناب یہ بڑا واضح ہے کہ جب سوال ایوان کی میز پر رکھ دیے جاتے ہیں تو اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر: جی میں نے یہی بات کی ہے کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جن سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے جاتے ہیں تو پھر اس پر کوئی سوال نہیں آ سکتا۔ لیکن 52 میں، میں رانا ثناء اللہ صاحب کی بات کو اہمیت دیتا ہوں اس میں یہ ہے کہ کوئی بھی سوال جو بڑی اہمیت کا حامل ہو جو discuss ہوا ہو یا discuss نہ ہوا ہو جو starred ہو یا unstarred ہو اس کے لیے ایک گھنٹہ مخصوص کیا جا سکتا ہے۔ یہاں پر جو لفظ unstarred کا آیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ unstarred سوال تو زیر بحث بھی نہیں آتا تو جو سوال زیر بحث نہیں آیا اس پر بھی ایک گھنٹہ مخصوص کیا جا سکتا ہے۔ اس سلسلے میں رانا ثناء اللہ صاحب کی بات بڑی relevant ہے۔ تو رانا صاحب آپ کیا ارشاد فرمانا چاہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ کی رولنگ کے بعد میں تو یہی گزارش کر رہا ہوں کہ یہ سوال 781 انتہائی اہمیت عامہ کا ہے وہاں پر غریب کسانوں سے جگا ٹیکس۔۔۔

جناب سپیکر: اس کا طریقہ کار یہی ہے کہ written form میں نوٹس دیں آپ-writ

ten form میں رول 52 کو quote کر کے سپیکر کو لکھ کر دیں کہ اس کے لیے ایک گھنٹہ مخصوص کیا جائے کہ یہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے توکل کی روایت کے مطابق۔۔۔

جناب سپیکر: آپ لکھ کر دیں مجھے۔

رانا ثناء اللہ خان: ٹھیک ہے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! میں اسی بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں بڑی اہم بات یہ ہے۔

Sir, the matter of sufficient public importance which has during the last week in the subject of the question

جو اتنی اہمیت کا حامل ہو جس کے بارے میں ہاؤس میں کوئی بات ہوئی ہو اس کے بارے میں نوٹس ear-mark کیا جا سکتا ہے۔ فرض کریں ایک سوال کا وزیر جواب دیتا ہے اور ضمنی سوالات آتے ہیں اس میں ایسا معاملہ ہے جو بڑی اہمیت کا حامل ہے اگر ہاؤس کو اس میں satisfaction نہیں ہوتی تو میرا خیال ہے کہ اس کے لیے وقت مقرر ہو سکتا ہے اس میں لکھا ہے کہ has been the subject matter of that question. جو سوال under discussion رہا ہو اس میں یہ بات ہے ہر سوال کے بارے میں نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تو اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

subject of a question starred or unstarred

تو زیر حث نہیں آ سکتا۔

وزیر مال: اگر unstarred question ہو تو زیر حث نہیں آ سکتا۔ اگر وہ زیر حث نہیں آتا تو معزز ممبر اسے پڑھے گا اگر اس میں اہمیت کی بات ہے تو پھر وہ اسی week میں سمجھے گا کہ اس میں وہ matter ہے تو پھر وہ آپ کو apply کرے گا لیکن نشان زدہ سوال میں اگر کوئی اہم مسئلہ ابھرتا ہے اس کے بارے میں سوال ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر: اس میں تو confusion والی کوئی بات نہیں ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں اس پر صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ متعلقہ حضرات موال صاحب نے' لودھی صاحب نے اپنی قابلیت کا اظہار کر دیا ہے بڑی سیدھی سی بات ہے صرف procedure پر اختلاف تھا کہ اس کو تحریری شکل میں Two clear days نوٹس پر ہو باقی جناب والا نشان زدہ یا غیر نشان زدہ کے بعد یہ بات clear ہو جاتی ہے کہ whether the question has been discussed in the house or and

MR.Taj Muhammad Khanzada: The Speaker has already given a ruling, then why are we wasting time?

جناب سپیکر: خان زادہ صاحب میں آپ کی بات کو درست تسلیم کرتا ہوں۔اب ہم نوٹس برائے طلبی توجہ کو لیتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ سوال نمبر 438 کا جو جواب وزیر موصوف نے دیا ہے سوالات کے جوابات میں صفحہ نمبر 18 میں لکھا ہوا ہے کہ:

"اس کے بعد پھر محکمہ خزانہ کو ایک تفصیلی خط مورخہ 17 جنوری 1991ء کو لکھا گیا اور آگے جناب یہ لکھتے ہیں کہ جس کے جواب میں محکمہ خزانہ نے بذریعہ مراسلہ مورخہ 9 جنوری 1991ء کو مطلع کیا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب اس میں مسئلہ کیا ہے؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ محکمہ بلدیات کی طرف سے جو لیٹر محکمہ خزانہ کو بھیجا گیا اس کی تاریخ مورخہ 17 جنوری 1991ء ہے اور اس کا جواب 9 جنوری 1991ء کو آگیا آخر یہ کیسے ممکن ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! میں نے تو اس مسئلے پر خاموشی اختیار کر لی تھی لیکن میرے دوست سید طاہر احمد شاہ معلوم نہیں کیا اگلوانا چاہتے ہیں بات تو بڑی سادہ سی ہے محکمہ لوکل گورنمنٹ 17 جنوری کو ایک لیٹر لکھتا ہے اور جس محکمے کو لکھا گیا وہ 9 جنوری کو

جواب دے دیتا ہے۔ یہ ان کا کمال ہے۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہونے کے بعد اس پر بات نہیں ہو سکتی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میں اس پر کوئی ضمنی سوال تو نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے ضمنی سوال نہیں ہے لیکن اب آپ ان سوالات کو کیسے take up کر سکتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! میرا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اس میں حقائق کی غلطی ہے طباعت کی غلطی ہے۔ اس کے متعلق پوائنٹ آف آرڈر تو اٹھایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب اس کے متعلق بھی ایک طریقہ کار ہے رولز آف پروسیجر کے مطابق آپ agitate کر سکتے ہیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہو گیا ہے اگر آپ کے مطابق کسی سوال کا جواب ناقص ہے تو آپ اسے otherwise take up کریں۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا! چونکہ میں حکومتی بنچوں پر بیٹھا ہوں اسی لیے وہ طریقہ کار نہیں اپنانا چاہتا مگر یہ بات میں ایوان کے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ یہ جو جواب دیا گیا ہے یہ حقیقت پر مبنی نہ ہے حقیقت کے برعکس ہے۔

نوٹس برائے طلبی توجہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب ہم نوٹس برائے طلبی توجہ take up کرتے ہیں۔ ڈاکٹر افضل اعزاز کی طرف سے نوٹس نمبر 1 ہے۔

پولیس اسٹیشن گلبرگ پر آرمی کے نوجوانوں کا حملہ

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پچھلے ماہ پولیس سٹیشن گلبرگ پر آرمی کے کچھ نوجوانوں نے انتقام لینے کے لیے حملہ کر دیا تھا اور پولیس اور آرمی کے مصلح افراد کے لڑائی جھگڑے سے اچھی خاصی بدنامی ہوئی۔ مالی نقصان کے علاوہ پولیس اور آرمی والوں کی عزت اور شہرت بری طرح متاثر ہوئی۔ کیا آپ بتانا پسند فرمائیں گے کہ اس واقعہ کی وجوہات کیا

تھیں۔

(ب) کیا اس واقعہ میں ملوث اور قصوروار افراد کو کوئی سزا ملی ہے؟

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! فاضل رکن کے نوٹس برائے طلبی توجہ کے ذریعے جس معاملے پر میری توجہ مبذول کروائی ہے۔ اس معاملے کا کچھ حصہ پہلے ہی اخبارات کی زینت بن چکا ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب اس بات پر اتفاق فرمائیں گے کہ بدقسمتی سے اس معاملے کے روپزیر ہونے پر نہ صرف میں نے اور حکومت پنجاب کے دوسرے ذمہ دار احباب نے بلکہ وفاقی حکومت اور قومی سلامتی کے اداروں کے ذمہ دار دوسرے احباب نے بھی اس کو سنجیدگی سے لیا ہے ہم نے اس کے تمام پہلوؤں پر سنجیدگی کے ساتھ غور و فکر بھی کیا ہے۔ ہماری یہ انتہائی کوشش ہوگی کہ آئندہ اس قسم کے معاملات روپزیر نہ ہوں۔ چونکہ اس سے امن و امان حال کرنے والے ادارں اور قومی سلامتی کے اداروں کے اراکین کے درمیان عوام میں کچھ اچھا تاثر نہیں پایا جاتا۔ چونکہ یہ معاملہ Law enforcing agencies اور قومی سلامتی کے ادارے کے ذمہ دار افراد کے درمیان تھا۔ جس کے بارے میں میں نے فاضل رکن کو یقین دلاتا ہوں اور آپ کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ عملی سطح پر ہم نے اس کے تمام پہلوؤں کو سنجیدگی سے دیکھا ہے اور کوشش کی ہے کہ آئندہ اس قسم کے واقعات روپزیر نہ ہوں مزید ر آں متعلقہ احباب نہ صرف غور کر رہے ہیں بلکہ ضرور اس کو منطقی نتیجے پر بھی پہنچائیں گے ان حالات میں فاضل رکن ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب سے استدعا ہوگی کہ یہ معاملہ حساس نوعیت کا ہے اور اسے مزید زیر بحث لاکر زیب داستان بنانے سے اس سے کچھ نکلنے کی جائے زیادہ الجھنے کے امکانات پیدا ہوں گے۔ جو نہ میں چاہتا ہوں نہ وفاقی اور صوبائی حکومت چاہے گی اور نہ ہی متعلقہ ادارے کے احباب چاہیں گے۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں فاضل رکن ڈاکٹر صاحب کی بھی یہی منشاء ہوگی۔ لہٰذا میں ڈاکٹر صاحب سے بھی استدعا کروں گا کہ وہ اس معاملے کی مزید تفصیلات کے لیے پریس نہ فرمائیں اور اس نوٹس برائے طلبی توجہ کو اس سے آگے نہ بڑھنے دیں میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: ٹھیک ہے میں اس پر اصرار نہیں کرتا۔ جس طرح کہ وزیر اعلیٰ نے یہ فرمایا کہ یہ معاملہ حساس نوعیت کا ہے مجھے یہ بھی توقع ہے کہ انشاء اللہ اس مسئلے کو خوش

اسلوبی سے طے کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ ڈاکٹر صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا وزیر اعلیٰ سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے سوال کا جواب مکمل نہیں دیا یہ سوال کے آخر میں یہ درج ہے کہ وہ اس واقعہ کی وجوہات ایوان میں بیان کریں اور اس کے ساتھ ہی میں قائد ایوان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے جو یہ فرمایا ہے کہ اس معاملے کو یہاں زیر بحث لا کر زیب داستان نہیں بنانا چاہیے۔ کیا اس معزز ایوان میں کسی معاملے کو زیر بحث لانا اسے زیب داستان بنانے کے مترادف ہے۔

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان): جناب سپیکر! جب کوئی تحریک اس ہاؤس میں پیش ہو اور متعلقہ وزیر کو حکم دیں کہ وہ اس کا جواب دے اور محرک بھی اس سے مطمئن ہو جائے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس تحریک کو واپس لے لیا گیا ہے۔ اس پر پھر کوئی مزید بحث نہیں ہو سکتی۔ کوئی ضمنی سوال نہیں ہو سکتا۔ کوئی پوائنٹ آف آرڈر بھی نہیں ہو سکتا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

یہ تحریک واپس ہو جانے کے بعد اس ہاؤس سے ختم ہو چکی ہے۔ لہٰذا میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ رانا صاحب کو اس پر مزید بحث کی اجازت نہیں ملنی چاہیے۔ اور نہ ہی اس سلسلے میں کوئی ضمنی سوال ہو سکتا ہے کیونکہ یہ کوئی سوال نہیں ہے۔ یہ ایک تحریک ہے۔ جو کہ اب ختم ہو چکی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ اب ایوان کی پراپرٹی ہے۔

وزیر امداد باہمی: جناب والا! جب کوئی چیز اس ہاؤس میں موجود نہ رہے تو پھر اس پر بحث نہیں کی جا سکتی اس کو withdraw یا مطمئن تصور کیا جا سکتا ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ: جناب والا! یہ جوبات کر رہے ہیں یہ کوئی رول بتائیں۔ کیونکہ سوال پڑھ دیا گیا ہے اور سوال کا جواب بھی ایوان میں دے دیا گیا ہے۔ یا تو جناب والا سوال پہلے withdraw کر لیا جاتا۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ یہ نوٹس برائے توجہ طلبی ہے جس پر ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب نے ایک سوال کیا تھا جس کا جناب وزیر اعلیٰ نے جواب دیا ہے۔ اس پر ڈاکٹر محمد افضل

اعزاز صاحب نے مزید سوال کرنا مناسب خیال نہیں کیا اور وہ اپنی نشست پر تشریف فرما ہو گئے اور جناب وزیر اعلیٰ کی بات سے مطمئن ہو گئے۔ اب سوال یہ ہے کہ رولز کے مطابق اس پر ضمنی سوالات کیے جا سکتے ہیں یا نہیں۔ رانا پھول محمد خان صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب ایک تحریک ہاؤس میں آئی، اس پر جناب وزیر اعلیٰ نے بات کی اور اس پر ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب نے سوال کیا اور وزیر اعلیٰ نے اس کا جواب دیا۔ اب جبکہ ڈاکٹر صاحب اس کو پریس نہیں کرتے تو پھر اس پر مزید کوئی ضمنی سوال نہیں ہو سکتا۔ اس سلسلے میں میاں منظور احمد موہل صاحب رولز کے حوالے سے اس ہاؤس کو assist کرنا چاہتے ہیں کہ اس پر ضمنی سوال ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا۔

میاں منظور احمد موہل: جناب والا! نوٹس برائے توجہ طلبی کے رولز 9 میں واضح لکھا ہوا ہے کہ:

> Rule 9: When the question has been answered any Member may ask such supplementary questions as may be necessary for elucidation of the answer but the Speaker shall disallow a supplementary question which is his opinion infringes any provision of the rules relating to the subject-matter and admissibility of such questions or otherwise in an abuse of the right of asking such question.

اب جناب والا! سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک سوال اٹھایا گیا اور اس کا جواب دیا گیا۔ اس میں جناب والا میں اسی رول 45 کا حوالہ دوں گا اس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

> Rule 45(q) It shall not-
>
> (III) seek information about matters are in their nature secret; or

جناب وزیر اعلیٰ نے واضح طور پر کہا ہے کہ یہ بات بڑی حساس ہے۔ اس سے ہاؤس میں اور ڈرامے بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ پوشیدہ ہے۔ اس لیے میرے نقطۂ نظر میں تو یہ ad-missible بھی نہیں ہونا چاہیے تھا۔ جناب والا! اب یہ آپ نے فیصلہ کرنا ہے کہ ان کا

سوال بنتا بھی ہے یا نہیں کیونکہ انہوں نے معلومات پوچھی ہیں کہ آپ وجوہات بتائیں۔ میرے خیال میں رانا صاحب نے جوبات کی ہے وہ ٹھیک ہے۔ان کو ضمنی سوال کا حق حاصل ہے لیکن اب یہ آپ نے بتانا ہے کہ آیا یہ ضمنی سوال بنتا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب اس کی وضاحت فرمائیں گے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: میری گزارش یہ ہے کہ جہاں تک رولز کا تعلق ہے اس میں کوئی ایسی چیز مانع نہیں ہے کہ میں ضمنی سوال نہیں اٹھا سکتا۔لیکن جب معزز وزیر اعلیٰ صاحب نے اس ایوان کے سامنے ساری پوزیشن رکھی اور یہ یقین دلایا کہ ہم اس مسئلے کو خوش اسلوبی کے ساتھ حل کر رہے ہیں اور ملکی سلامتی اور استحکام کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس پر مزید بحث نہ کریں اور اسے مؤخر کرنے کے لیے اس پر مزید سوالات نہ کریں۔اس لیے میری گزارش ہے کہ جب انہوں نے پورے ایوان کو یقین دہانی کروادی ہے کہ وہ اسے خوش اسلوبی کے ساتھ نمٹا رہے ہیں تو میں اس کے محرک ہونے کی حیثیت سے اس پر اصرار نہیں کرتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید چراغ اکبر شاہ: اس پر جناب والا! آپ کی رولنگ ضرور ہوگی کہ جب نوٹس برائے توجہ طلبی ایوان میں پیش ہوتا ہے اور اس کا جواب دے دیا جاتا ہے تو پھر محرک اسے واپس لینا چاہے تو آیا وہ اسے واپس لے سکتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو پھر کوئی معزز رکن اس پر ضمنی سوال کر سکتا ہے یا نہیں۔

دوسری بات جو کہ میاں منظور احمد موہل نے فرمایا ہے کہ اس میں کچھ پوشیدہ باتیں ہیں۔ میرے خیال میں یہ امن عامہ کی صورت حال کے بارے میں ہے اس میں کوئی ایسی پوشیدہ بات نہیں ہے۔اخبارات میں چھپا ہے ہر آدمی کو پتہ ہے کہ پنجاب کے کیا حالات ہیں۔اس لیے میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بات چھپی ہوئی ہو۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب تشریف رکھیں آپ نے اس نوٹس برائے توجہ طلبی پر جو کہ ڈاکٹر محمد افضل اعزاز نے دیا ہے اور وزیر اعلیٰ نے اس کا جواب دیا ہے میری رولنگ چاہی ہے۔کہ آیا اس پر کوئی ضمنی سوال ہو سکتا ہے یا نہیں۔ تو اس ضمن میں نوٹس برائے توجہ طلبی کے رولز واضح ہیں۔جو کہ ابھی موہل صاحب نے پڑھ کے سنائے ہیں رول 9 ہے:

Rule 9:When the question has been answered,

any Member may ask such supplementary questions as may be necessary for elucidation of the answer, but the Speaker shall disallow supplementary question which in his opinion infringes any provision of the rules.

تو اس میں کوئی ابہام نہیں ہے کہ اس کے بعد کوئی ضمنی سوالات کیے جا سکتے ہیں۔ یہ میری رولنگ ہے۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ اس پر ضمنی سوالات ہونے چاہئیں یا نہیں۔ اس صورت میں جبکہ قائد ایوان نے سوال کی اہمیت کے پیش نظر اور اس معاملے کی اہمیت کے پیش نظر ایوان میں یہ درخواست کی ہے کہ اس کو مزید زیر بحث نہ لایا جائے۔ تو آپ کو اس بارے میں اس بات کو اہمیت دینی چاہیے اور اس کو مناسب انداز میں دیکھنا چاہیے۔ ڈاکٹر محمد افضل اعزاز نے جس انداز میں اس کو take up کیا ہے، میرا بھی یہ ذاتی خیال ہے کہ رانا ثناء اللہ خان، سید چراغ اکبر اور دیگر اراکین حزب اختلاف اس معاملے کو اسی نظر سے دیکھیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: میں ڈاکٹر محمد افضل اعزاز کی واپسی پر انہیں مبارک باد دیتا ہوں۔ اور اس کے بعد کہوں گا کہ ضمنی سوال کرنا میرا حق ہے۔ اس لیے مجھے ضمنی سوال کرنے کی اجازت دی جائے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: جناب والا! میں ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی ڈاکٹر صاحب ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز: یہ ابھی رانا صاحب نے فرمایا کہ ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب کی واپسی پر، یہ ذرا انہوں نے پوری طرح وضاحت سے نہیں کہا کہ کہاں واپسی پر، یہ اس ہاؤس میں واپسی پر یا ان کے گھر کی طرف واپسی پر۔

اس میں میری گزارش یہ ہے کہ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے یہ سوال واپس نہیں لیا۔ لیکن وزیر اعلیٰ کی اس یقین دہانی پر کہ اس میں بعض ایسے مسائل آتے ہیں، اس میں بعض ایسے نکتے آتے ہیں، بعض ایسی باریکیاں ہیں جو کہ انتہائی حساس قسم کی ہیں اور یہ ملک کی سلامتی اور استحکام کے لیے بہتر نہیں ہیں۔ اور ہمیں ملک کی سلامتی اور استحکام زیادہ عزیز ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے پیش نظر اگر میں کوئی وضاحت چاہوں گا تو میں وزیر اعلیٰ کی خدمت میں خود حاضر ہو جاؤں گا اور علیحدگی میں ان سے ملوں گا۔ اور وہ مجھے اس بارے میں بڑی فراخ دلی کے ساتھ معلومات فراہم کر دیں گے۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب والا! گزارش صرف اتنی ہے کہ ہماری یہ واپسی return of she نہیں ہے بلکہ تارزن کی واپسی ہے۔

وزیر امداد باہمی: جناب والا! واپسی کا سوال تو تب پیدا ہوتا ہے جب کوئی دوسری طرف سے آئیں۔ ڈاکٹر صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب اور آئی جے آئی کے تمام اراکین نے ایک ہی ٹکٹ پر الیکشن لڑا ہے ہم تو بالکل اکٹھے ہیں واپسی اور علیحدگی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں نے ان کی کہاں پر واپسی کی بات کی ہے۔ دراصل صورت یہ ہے کہ حزب اختلاف کے بنچوں کے علاوہ سارا ہاؤس وزیر قانون کے اشاروں پر لگا ہوا ہے میں نے تو ان اشاروں کی واپسی کا ذکر کیا ہے کیونکہ آج جب وہ بات کر رہے تھے تو وزیر قانون انہیں اشارے کر رہے تھے۔ اور انہی اشاروں کے تابع انہوں نے یہ مؤقف اختیار کیا ہے جو کہ انہوں نے بعد میں فرمایا کہ میں ضمنی سوال نہیں کرتا۔ لہٰذا چیئر کی رولنگ بھی آگئی ہے۔ اس لیے میرا ضمنی سوال اور اس کا جواب بھی آنا چاہیے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اب اس میں جیسے آپ مناسب فرمائیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کے لیے گزارش کر رہا ہوں۔ انہوں نے دوسرا سوال کر کے وہ وقت بھی لے لینا ہے۔

MR. SPEAKER: Mr Khanzada is on a point of order.

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, we agree to the ruling as given out by you, but the importance of the call attention question should be adjudged by the House whether the matter under discussion is still in the interest of the country

or not and whether the disclosure made to answer the supplementary question is in the interest of the country or not the Legislature has the right to ask the questions but such questions which are to be answered, which are not to be given in a way of public property which can only be answered where there is nobody but the Members of the Assembly know that the secret could be kept. The person not less than the Chief Minister and Leader of the House is saying that such answers are not in the interest of the law and order and in coordination and cooperative of the two most important services of Pakistan, we should not insist on answers to those questions and I hope that your ruling is only applied to normal answers on call questions and not applicable to law and order.

جناب سپیکر: مجھے خان زادہ صاحب کی بات سے اتفاق ہے اور میں نے اس سے قبل معزز رکن کو اپنے نقطۂ نظر اور اپنی خواہش سے آگاہ کیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود اگر وہ اپنا ضمنی سوال کرنے پر بضد ہیں تو میں انہیں اجازت دیتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ قائد ایوان یہ فرمائیں کہ اس واقعے کی وجوہات کیا تھیں اور جو انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم ایسے اقدامات اٹھا رہے ہیں کہ آئندہ یہ واقعات نہ ہوں تو ان اقدامات کی جو تفصیل ہے اس سے ایوان کو آگاہ کریں۔

جناب سپیکر: اجازت نہیں دی جاتی۔ کوئی اور سوال؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس طرح کا جو واقعہ گوجرانوالہ میں پیش آیا، اس کے متعلق قائد ایوان اظہار خیال فرمائیں۔

جناب سپیکر: اجازت نہیں دی جاتی۔ کوئی اور ضمنی سوال؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔ کیا کوئی ممبر ایک وقت میں دو سے زیادہ

سوالات پوچھ سکتا ہے؟

جناب سپیکر: اس میں کوئی hard and fast rules نہیں ہیں۔ لیکن by and large دو تین سوالات ہو سکتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا تیسرا ضمنی سوال یہ ہے، جیسا کہ اس سوال میں پوچھا گیا ہے، ان واقعات میں جو افراد ملوث تھے ان کے خلاف جو کارروائی کی گئی ہے، انہیں جو محکمانہ سزائیں دی گئی ہیں قائد ایوان اس کے متعلق ایوان کو اطلاع مہیا کریں۔

جناب سپیکر: اجازت نہیں دی جاتی۔ اگلا سوال جناب فرید احمد پراچہ صاحب۔

میاں منظور احمد موہل: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جس طرح وقفہ سوالات ایک گھنٹے کا ہوتا ہے اسی طرح کال اٹینشن نوٹس میں بھی رول واضح ہے:

> Rule 5: The time for asking and answering such questions shall be the first 15 minutes of the sitting on Thursday after the recitation of the Holy Quran and 15 minutes immediately after the question hour on Monday.

وقفہ سوالات کے فوراً بعد پندرہ منٹ تک یہ ہو سکتا ہے۔ بارہ بج کر دو منٹ پر یہ کارروائی شروع ہوئی تھی۔ اب بارہ پچیس ہو گئے ہیں۔ چونکہ پہلے سوال جاری تھا، ضمنی سوالات جاری تھے، اس لیے میں نے نشان دہی نہ کی۔ جناب والا! وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے۔ وقفہ سوالات میں توسیع نہیں کی جا سکتی۔ آپ ویسے تو کسی بات میں بھی توسیع کر سکتے ہیں۔ لیکن وقفہ سوالات ایسا ہوتا ہے کہ جب آپ کہتے ہیں کہ ایک گھنٹہ تو ایک گھنٹہ ہی ہوتا ہے۔ جب آپ پندرہ منٹ کہیں تو پندرہ منٹ ہی ہوں گے۔ میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر: میاں منظور احمد موہل صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر رولنگ چاہی ہے کہ کال اٹینشن نوٹس کے لیے قواعد میں جو پندرہ منٹ ہیں کیا ان میں توسیع کی جا سکتی ہے؟ میں چاہوں گا کہ اس ضمن میں لاء منسٹر صاحب روشنی ڈالیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں درخواست کرتا ہوں کہ لاء منسٹر صاحب کو وضاحت کے لیے جو کہا گیا ہے، اس پر نظر ثانی فرمائیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: آپ کی وساطت سے گزارش ہے:

تلاش کرنے میں وقت کوئی نہیں ہوتی
میرا وہ گھر ہے جہاں روشنی نہیں ہوتی

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب والا! میں میاں منظور احمد مومل سے اتفاق کرتا ہوں۔ وقفہ سوالات پر جو قواعد لاگو ہوتے ہیں۔ وہی کال اٹینشن نوٹس پر بھی لاگو ہوں گے کیونکہ کال اٹینشن نوٹس کو بھی آپ نے سوال کی شکل دی ہوئی ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق وقت کے ضمن میں قواعد واضح طور پر مخصوص کیے ہوئے ہیں، وہی رولز اس پر بھی لاگو ہوں گے۔ جس طرح وقفہ سوالات کا ایک گھنٹہ ہے اسی طرح اس کے پندرہ منٹ ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اگر آپ قواعد کو معطل کر کے وقت میں مزید توسیع کرنا چاہتے ہیں تو یہ آپ کے اختیار میں ہے اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو وقت میں توسیع کر لیں۔ اس پر قائد ایوان کو اعتراض ہے اور نہ ہی مجھے ہے۔

راجہ خلیق اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ کال اٹینشن نوٹس پر جب منسٹر کا بیان آتا ہے تو اس پر سوال کیا جا سکتا ہے۔ لیکن مسٹر سپیکر، منسٹر کو مجبور نہیں کر سکتے کہ وہ آکر ان سوالات کا جواب دیں۔ یہی پروسیجر انڈیا اور دیگر پارلیمانی اداروں نے اختیار کیا ہوا ہے:

The Speaker cannot force the Minister to make reply of the questions... also the Chair cannot compel the Minister to answer each and every question or to answer those questions in a particular way.

جناب سپیکر: یہ مسئلہ تو زیر بحث ہی نہیں ہے۔ You are not relevant, I am sorry

سوال یہ ہے کہ کال اٹینشن نوٹس جس کو اس ایوان نے خود فریم کیا ہے وقفہ سوالات کے فوراً بعد پندرہ منٹ اس کے لیے مخصوص ہیں، تو کیا ان مخصوص کردہ پندرہ منٹ کے پیریڈ میں توسیع کی جا سکتی ہے؟

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر دوسری نوعیت کا ہے۔ کہ کیا

آپ کسی کو force کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ بات ہی نہیں ہے۔ اس میں relevant مسئلہ ہی نہیں ہے۔ It has not been discussed in the House.

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا! یہاں سوالات ہوئے ہیں۔

MR. SPEAKER: It has not been discussed.

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا! میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔

MR. SPEAKER: Raja Sahib you are not relevant. Please have your seat.

سید چراغ اکبر شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: آپ اس بارے میں کہنا چاہتے ہیں کہ 15 منٹ سے exceed کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

سید چراغ اکبر شاہ: جناب سپیکر! میں اسی بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ آپ فرید احمد پراچہ صاحب کو سوال پڑھنے کی اجازت دے چکے ہیں۔ آپ نے ان کا نام پکارا تھا تو اس لیے آپ ٹائم extend کر دیں کیونکہ یہ آپ کو اختیار ہے کہ آپ ٹائم extend کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں اس میں ٹائم extend کرتا ہوں اور فرید احمد پراچہ صاحب کو سوال پڑھنے کی اجازت دیتا ہوں۔

جھنگ کے سپرنٹنڈنٹ جیل زین العابدین کے قتل کے ملزموں کی گرفتاری کے لیے اقدامات

جناب فرید احمد پراچہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جھنگ کے سپرنٹنڈنٹ جیل زین العابدین عباسی کو مورخہ 20 مئی 1992ء کو بھرے بازار میں قتل کر دیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سفاکی و درندگی کے ساتھ ہونے والے اس قتل کے

ملزموں کو تاحال گرفتار نہیں کیا گیا۔ اور بعض بااثر افراد ملزموں کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ملزموں کی فوری گرفتاری اور مقدمہ کو فوری سماعت کی عدالت میں بھیجنے کے لیے اقدامات کر رہی ہے ؟

جناب سپیکر: جی۔ جناب چیف منسٹر۔

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! فاضل بھائی نے کال اٹینشن نوٹس پر جس معاملہ کی طرف اس ایوان کی توجہ مبذول کرائی ہے اس کی تفصیلات یہ ہیں کہ بدقسمتی سے 20 مئی کو زین العابدین عباسی صاحب مرحوم جو سپرنٹنڈنٹ جیل جھنگ تھے وہ رات کے وقت اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ جھنگ کے ایک بازار میں کھانا کھانے کے لیے تشریف لے گئے۔ اسی اثناء میں دو افراد سلیم فوجی اور اکرم قصائی اپنے دیگر ساتھیوں کے ہمراہ کلاشنکوفوں کے ساتھ وہاں موقع پر آگئے ان کا تعلق وہاں پر ایک مقامی تنظیم سے بیان کیا جاتا ہے۔ اور جن کے خلاف پہلے بھی سنگین مقدمات درج ہیں اور وہ مفرور ہیں۔ انہوں نے چند ایک باتوں کے بعد سپرنٹنڈنٹ جیل زین العابدین عباسی صاحب کو ان کے چار پانچ ساتھیوں میں سے pick up کیا اور جبر سے کلاشنکوفوں کے سائے میں ان کو اپنے ساتھ چلنے پر زور دیا۔ جو دوسرا ساتھی اکرم قصائی تھا وہ باقی صاحبان کی رکھوالی پر لگ گیا اور سلیم فوجی سپرنٹنڈنٹ جیل کو جبراً لے کر چل پڑا اور قریباً فرلانگ ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلے پر ان کو لے گیا۔ اکرم قصاب اور ان کے ساتھی ان کے پیچھے پیچھے چلتے گئے۔ فرلانگ ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلے پر سپرنٹنڈنٹ جیل نے آگے گلیوں وغیرہ میں جانے سے انکار کیا اور کہا کہ بتایے آگے مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہیں۔ سلیم فوجی کو اس بات پر گلہ تھا کہ وہاں پر کچھ ماہ ہوئے اسی کا ایک خطرناک ملزم حیدر سٹ جو سنگین جرائم میں ملوث ہے ان کو گرفتار کیا گیا تھا اور وہ اس وقت جھنگ جیل میں مقید ہے۔ یہ ان کے لیے غیر قانونی سہولتوں کا تقاضا ان سے کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ قانون سے باہر ایسے سنگین جرائم میں مبتلا ملزمان کو سہولتیں فراہم نہیں کی جاسکتیں کوئی فرلانگ ڈیڑھ فرلانگ کے فاصلے پر جب وہاں پر سپرنٹنڈنٹ جیل نے آگے جانے سے انکار کیا تو اس سلیم فوجی نے کلاشنکوف کے ذریعے برسٹ مار کر سپرنٹنڈنٹ جیل زین العابدین عباسی صاحب کو موقع پر ہی ہلاک کر دیا۔ 23 راؤنڈ ان کے جسم پر لگے ہیں۔ (ب) اس کے بعد یہ اور

اکرم اور اس کے باقی ساتھی جو مسلح تھے اس خوف و ھراس میں موقع سے فرار ہو گئے۔ پولیس نے ان پانچ افراد کے خلاف 302 اور دیگر دفعات کے تحت مقدمہ درج کیا ہے اور سلیم فوجی جو کہ بڑا خطرناک قسم کا مفرور اور عادی ملزم ہے۔ اور پہلے بھی اس کی گرفتاری کی بڑی کوششیں ہوتی رہی ہیں اس کے کئی ساتھی گرفتار ہوئے ہیں لیکن یہ ابھی تک گرفتار نہ ہو سکا۔ حکومت نے اس سلیم فوجی کی گرفتاری کے لیے چار لاکھ روپے کے انعام کا اعلان کیا ہے کہ اسے جلد از جلد ہر صورت میں عوام کے تعاون سے گرفتار کیا جا سکے۔ مرحوم زین العابدین عباسی سپرنٹنڈنٹ جیل جھنگ تھے یہ نوجوان تھوڑی سروس کا ہمارا اہل کار تھا۔ اس کے بچوں کی دیکھ بھال کے لیے حکومت نے پانچ لاکھ روپے کی رقم ادائیگی کے لیے فراہم کی یہ اور وزیر جیل خانہ جات جناب ثوانہ صاحب کی یہ سفارش بھی میرے پاس آئی ہے کہ جتنی تنخواہ وہ لے رہا تھا اس کی باقی عمر کی تنخواہ بھی بچوں کو فراہم کی جائے۔ کیونکہ اسے اپنی ذمہ داریوں کو سرانجام دینے کے جرم میں ہلاک کیا گیا ہے۔ انشاء اللہ میں اس پر بھی وزیر جیل خانہ جات کی سفارشات کی روشنی میں فیصلہ کر رہا ہوں اور اس کے خاندان کو جو وہ ماہانہ تنخواہ لے رہا تھا اس پانچ لاکھ روپے کی ادائیگی کے علاوہ وہ رقم بھی ان کے بچوں کو ملتی رہے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! جہاں تک ان کی گرفتاری میں کوششوں اور اس میں کچھ بااثر افراد کی مداخلت کا تعلق ہے میں فاضل رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ ایسے سنگین جرائم میں مبتلا مجرموں کے بارے میں کوئی سفارش مجھ پر قطعاً کارآمد ثابت نہیں ہو گی اور انشاء اللہ وقت بھی اس کا ثبوت فراہم کرے گا۔ تیسری بات یہ کہ یہ مقدمہ فوری سماعت کی عدالت کے حوالے کیا جائے۔ (ج) اس سلسلے میں کچھ افراد کو حکومت یعنی وہاں جھنگ کی پولیس نے زیر دفعہ 216 (الف) کے تحت جس کے تحت خطرناک قسم کے ملزمان کو پناہ دی جاتی ہے ان افراد کو باقاعدہ پرچے درج کر کے گرفتار کیا ہے۔ انشاء اللہ ہمیں امید ہے کہ ہم ایسے مجرموں کے لیے پنجاب کی زمین تنگ کریں گے اور ان کو جلد گرفتار کیا جائے گا۔ جہاں تک فوری سماعت کی عدالت میں یہ کیس بھیجنے کا تعلق ہے۔ یہ کلاشنکوف کے ذریعے واردات کی گئی ہے اگرچہ اس کا فیصلہ وفاقی حکومت کو جاتا ہے لیکن ہم اس کی سفارش یقینی طور پر کریں گے کہ ان کی گرفتاری کے بعد اس مقدمہ کی سماعت فوری سماعت کی عدالت کرے تاکہ انشاء

کے جو تقاضے ہیں وہ جلد از جلد پورے ہو سکیں۔ مجھے امید ہے کہ میرے بھائی ان تفصیلات کے بعد مطمئن ہوں گے اور اس پر یقین رکھیں گے کہ انشاء اللہ اس میں ہم کوئی کوتاہی نہیں کریں گے اور اپنی ذمہ داریوں کو پوری سنجیدگی کے ساتھ سرانجام دیں گے۔ شکریہ۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ سلیم فوجی اور دوسرے ملزم جو نامزد ہیں وہ جھنگ میں ہی موجود ہیں اور پولیس کو فون بھی کرتے ہیں اور پولیس کو ان کے ٹھکانوں کے بارے میں علم بھی ہے اس کے باوجود صرف خوفزدگی کی وجہ سے یا ڈر کی وجہ سے پولیس ان کے قریب نہیں جاتی اور غیر متعلقہ لوگوں کو پولیس وہاں پر گرفتار کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: جناب چیف منسٹر۔

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ سلیم فوجی کوششوں کے باوجود ابھی تک گرفتار نہیں ہو سکا۔ یہ بات تو درست ہے۔ یہ بات کہ اس کے لیے کوشش نہیں کی گئی یا اس کے خوف اور ڈر کی وجہ سے اس کو گرفتار نہیں کیا جاتا۔ میں محترم بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسی بات نہیں اور انشاء اللہ ایسی بات نہیں ہو گی۔ واقعہ یہ ہے کہ جھنگ اندرون شہر کو جن بھائیوں نے دیکھا ہے، اس کا محل وقوع کچھ ایسا ہے کہ چھوٹی چھوٹی تنگ و تاریک گلیاں ہیں اور وہ شخص جو ایک معروف تنظیم کا بڑا اہم رکن ہے اور میری معلومات کے مطابق میراں شاہ وزیرستان سے ان لوگوں نے تربیت حاصل کی ہے۔ جب پولیس ان گلیوں میں جاتی ہے تو وہ اتنی پیچیدہ سی ہیں۔ پیچ در پیچ کہ وہاں سے کسی دوسرے مکان یا چھت کو عبور کر کے کسی دوسری جگہ پر جانا بہت آسان ہے اور یہ بات پہلے بھی میرے نوٹس میں آئی ہے اور اس سلسلے میں ہم نے وہاں پر کئی افراد کو اسی صورت میں کوشش کر کے پکڑا ہے میں یقین دلاتا ہوں کہ ملزموں سے خوفزدہ ہونے والی بات نہیں ہے اور انشاء اللہ ایسا موقع نہیں آئے گا۔ جو کوئی بھی قانون کو ہاتھ میں لیتا ہے تو اس سلسلے میں پولیس اور حکومت کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرے گی اور اس راستے میں کوئی سفارش یا کوئی دباؤ انشاء اللہ حائل نہیں ہو گا۔

چودھری اصغر علی گجر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی ضمنی سوال چودھری اصغر علی گجر۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب قائد ایوان نے فرمایا ہے کہ ہم ایسے ظالموں کے لیے پنجاب کی زمین تنگ کر دیں گے تو میرا سوال یہ ہے کہ اس سے بیشتر جھنگ میں پانچ علمائے کرام کو ایک ہی وقت میں قتل کر دیا گیا تھا اور اس بات کو ایک عرصہ گزر گیا ہے۔ کیا ان ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جناب چیف منسٹر۔

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! میرے خیال میں یہ سارا معزز ایوان اس بات سے بخوبی آگاہ ہے کہ جھنگ بدقسمتی سے مصیبتوں کی نذر ہوا یہ پنجاب کا ایک بدقسمت شہر ہے اور اس میں ایک نہیں بلکہ گذشتہ دو سالوں میں کئی ایک ایسے ہی بڑے شدید قسم کے واقعات ہوئے ہیں حتیٰ کہ وہاں پر ہمارے ایک رکن قومی اسمبلی بھی ہلاک ہو گئے۔ جرائم کو روکنا اور مجرموں کو پکڑنا حکومت اور پولیس کی ذمہ داری ہے اور وہ پکڑے بھی جاتے رہتے ہیں اور اس وقت اس گینگ کے بہت سے افراد اور وہ جو پانچ علماء وہاں پر شہید ہوئے تھے ان کی بھی یہی صورت حال ہے کہ یہ آج کل کے ٹیکنالوجی اور ماڈرن دور کی ایک بدنصیبی یہ ہے کہ ملزمان

اتنے modernise weapons لے آتے ہیں اور اتنے تربیت یافتہ ہوتے ہیں کہ اگر اس میں چند منٹوں کا بھی فرق پڑ جائے تو پھر ان کو گرفتار کرنا خاصا مشکل اور دقیق ہو جاتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ بدقسمتی سے جب ایسے واقعات ہوتے ہیں ان پر پوری طرح سنجیدگی سے توجہ دی جاتی ہے۔ ملزمان پکڑے بھی جاتے ہیں اور اس کیس میں بھی سپرنٹنڈنٹ جیل کو جان سے مارنے کی وجہ بھی یہی ہے کہ ان کا ایک ملزم حیدر مٹ اسی سلیم فوجی کا ساتھی ہے۔ اس کی گرفتاری اور اس کے جیل میں ہونے ہی کے منظر اور پس منظر میں یہ واقعہ رونما ہوا۔ جہاں تک ان علماء کی ہلاکت کا تعلق ہے اس سلسلے میں ایسی صورت حال درپیش ہے کہ بعض اوقات تو ایسا ہوتا ہے کہ پرچہ نامزد ہی نہیں ہوتا اور جب پرچہ نامزد نہ ہو تو پھر صحیح ملزمان کو پکڑنے میں مزید مشکلات بھی درپیش ہوتی ہیں لیکن جیسے بھی حالات ہوں اس سلسلے میں

حکومت اور پولیس اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح سے انشاء اللہ نبھاتی رہے گی۔

حاجی عابد حسین: ضمنی سوال جناب سپیکر! ابھی قائد ایوان پانچ علماء کے بارے میں فرما رہے تھے تو اسی طرح میرے بڑے بھائی میاں اقبال حسین صاحب کو بھی آج سے تقریباً دس ماہ پہلے قتل کر دیا گیا تھا اور اس قتل میں جھنگ کی تفتیشی ٹیم نے ہمیں نام بھی بتا دیے تھے جبکہ ہم نے نامعلوم افراد کے خلاف پرچہ درج کروایا تھا۔ اب نام بھی بتا دیے گئے اور آج تک ان کو گرفتار نہیں کیا گیا اور وہ ملزمان ابھی بھی ہمارے شہر کے اندر کھلے پھر رہے ہیں۔ تو جناب قائد ایوان ہمیں بتائیں کہ وہ آج تک کیوں گرفتار نہیں ہوئے کیا مجبوری ہے؟ ان کو کیوں گرفتار نہیں کیا جاتا؟ وہ کون سی سازش اور وہ کون سے ہاتھ ہیں جو ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی جناب چیف منسٹر۔

وزیر اعلیٰ: جناب سپیکر! میں فاضل بھائی کا بڑا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے آج مجھے ایک بڑی خبر دی ہے اور تھوڑا سا مجھے گلہ بھی ہے کہ بھائی صاحب مجھے ماضی میں ملتے رہے ہیں لیکن آج تک انہوں نے مجھے ان ملزمان کی نشان دہی نہیں کی جن کا آج انہوں نے ایوان میں تذکرہ فرمایا ہے۔ میں شکر گزار ہوں گا کہ مہربانی کر کے سیشن کے ختم ہونے کے فوری بعد آپ مجھے آکر ملیں۔ مجھے ان کے نام بتایئے اور ہمارا ساتھ دیجیے۔ انشاء اللہ آپ کے ساتھ مل کر ہم ان کو کیفر کردار تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: جی شکریہ۔ ضمنی سوالات پر کوئی limit بھی ہونی چاہیے اور پندرہ منٹ کا جو ٹائم extend کیا ہے وہ بھی گزر گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے ٹائم extend کیا تھا تو آپ نے پندرہ منٹ کا ذکر نہیں کیا تھا۔ یہ unlimited time آپ نے extend کیا تھا تو اس لیے ہمیں ضمنی سوال کی اجازت ملنی چاہیے۔

جناب سپیکر: یہ درست ہے لیکن پھر بھی اگلے ہفتے پھر آنا ہے۔ یہ کوئی آج آخری دن نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ایک ضمنی سوال کی اجازت فرمائیں۔ اس سے زیادہ نہیں

کروں گا۔ میں پہلے بھی دو تین دفعہ اٹھا ہوں۔

جناب سپیکر: چودھری محمد فاروق صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔ یہ آخری ضمنی سوال ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! معزز قائد ایوان نے جھنگ شہر کو امن عامہ کے لحاظ سے بدقسمت شہر قرار دیا ہے تو اس ضمن میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس بدقسمت شہر کی قسمت سنوارنے اور امن عامہ کی حالی کے لیے حکومت کون سے ضروری اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی جناب چیف منسٹر۔

وزیر اعلیٰ: وہ تمام ضروری اقدامات جو کہ ایک منتخب حکومت کو لاء اینڈ آرڈر کی ذمہ داریاں پورا کرنے کے لیے کرنے چاہئیں وہ ہم کر رہے ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی کریں گے اور اس سلسلہ میں چودھری فاروق صاحب میری خصوصی رہنمائی فرما سکیں تو میں ان کا شکر گزار ہوں گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب، کیا یہ بہت ضروری ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اپوزیشن کی طرف سے تو ایک بھی سوال نہیں کیا گیا یہ سارے سوال تو سنسر شدہ ہیں۔

جناب سپیکر: جی ارشاد فرمایئے۔ یہ آخری سوال ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محترم وزیر اعلیٰ نے اپنے جواب میں تین مرتبہ اس بات کا ذکر فرمایا ہے کہ وہاں پر ایک مقامی تنظیم ہے جس کے یہ افراد ہیں اور انہوں نے یہ ساری کارروائی کی ہے تو میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس مقامی تنظیم کا نام لینے سے محترم وزیر اعلیٰ کیوں اتنے خوف زدہ ہیں وہ یہ بتائیں کہ وہ کون سی تنظیم ہے اور اس تنظیم کے خلاف حکومت پنجاب کیا کارروائی کر رہی ہے یا آئندہ کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ کوئی سوال بنتا نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ اسے disallow نہ کریں اور اس کا جواب آنے دیں۔ جناب والا! انہوں نے خود اپنے بیان میں فرمایا ہے کہ ایک تنظیم ہے یہ اس کے ارکان ہیں یہ ایک گینگ ہے اور یہ بڑے مسلح ہیں۔ انہوں نے اپنے جواب میں یہ بات تین مرتبہ کہی ہے اور میں اسی کے متعلقہ پوچھ رہا ہوں اور یہ بڑی relevant بات ہے۔ اگر جناب سپیکر! اسی طرح سے پہلے سے منظور شدہ سوالات ایوان میں put کیے جاتے ہیں تو پھر تو اس نوٹس برائے توجہ طلبی کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے پھر تو آپ اسے ختم کر دیں۔ آپ اس پورے chapter کو ہی disallow کر دیں۔

جناب سپیکر: شکریہ جناب وزیر اعلیٰ! اب نوٹس برائے طلبی توجہ کا وقت ختم ہوتا ہے ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پہلے مجھے بتا دیا جائے کہ میرے ضمنی سوال کا کیا بنا؟

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: رانا صاحب، آپ یہ سوال اگلی مرتبہ اگلے نوٹس برائے طلبی توجہ کے دن پیش کریں۔

اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ جی رانا اکرام ربانی صاحب۔

نشان زدہ سوال نمبر 221 کے غلط جواب کی فراہمی

رانا اکرام ربانی: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 25 ستمبر 1991ء کو پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں وقفہ سوالات کے دوران محکمہ مال و نوآبادیات کی طرف سے میرے نشان زدہ سوال نمبر 221 کے جواب میں ایوان کو بتلایا گیا کہ چونکہ معاملہ مذکورہ میں عدالت دیوانی کی طرف سے status- quo ہے۔ لہٰذا محکمہ اس معاملہ میں کارروائی کرنے سے قاصر ہے۔ جبکہ حقیقت حال یہ ہے کہ دیوانی عدالت میں درخواستوں کا فیصلہ ہونے کے بعد ڈیری فارمز کی انتظامیہ کی طرف سے زیر دفعہ 32/34 کارروائی کے لئے reminder لگوائے جاتے رہے اور اے۔ سی اوکاڑہ کے احکامات کے باوجود متعلقہ اہل کاروں نے نہ صرف کوئی

کارروائی کی بجہ ایوان میں غلط بیانی سے کام لیا گیا ایوان میں اس سوال کے جواب اور ضمنی سوال کے جواب میں درست جواب نہ دیا گیا۔ جس سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! جو جواب جناب وزیر مال کی طرف سے اس ایوان میں دیا گیا اس کے جزو (ب) میں یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ مطابق شکایت انتظامیہ ملٹری فارمز اور اہالیان دیہہ مربع نمبر 63 کے نمبرداروں کے مطابق واقع پلاٹ برائے سکول پر ناجائز قبضہ ہے۔ اور پھر آگے کہا گیا ہے کہ جب تک مقدمہ دیوانی کا فیصلہ نہیں ہو جاتا بے دخلی نہیں ہو سکتی۔ جناب سپیکر! یہ سوالات اس ایوان میں اس لیے دیے جاتے ہیں کہ جہاں کوئی بے قاعدگی ہو رہی ہو اس کی اصلاح ہو جائے اور حقیقت حال اس ایوان کے سامنے لائی جا سکے۔ جناب سپیکر! جو اس سارے مقدمہ کو deal کر رہے تھے ان کا بیان حلفی ہے کہ کسی عدالت میں اس قسم کا کوئی مقدمہ زیر سماعت نہ ہے اور نہ کوئی امر قانونی مانع ہے جناب سپیکر! اس صورت حال کو مسلسل الجھانے کی کوشش کی گئی ہے اس کے بعد جو چٹھی ملٹری فارمز ہیڈ کوارٹرز کی طرف سے بھجوائی گئی اس میں پھر یہ درخواست کی گئی۔

You are, therefore, requested to Kindly issue necessary instructions to the concerned staff for immediate action for demolishing the illegal construction.

آگے لوگوں کے نام لکھے ہوئے ہیں سکول کی تعمیر ایک عرصہ سے رکی ہوئی ہے حکومت کے ارکان اور آئی۔ جے آئی کے پسندیدہ ارکان اس پر قبضہ کر کے بیٹھے ہیں اور جناب والا! اس دیدہ دلیری سے بیٹھے ہیں کہ وہ ہر سوال کا جواب غلط دے رہے ہیں اس کے بعد نقل روزنامچہ واقعاتی ہے کہ آپ کے حکم کی تعمیل میں اسسٹنٹ کمشنر صاحب وہاں گئے اور یہ کیا وہ کیا جہاں پر ملٹری فارمز کی زمین ہے وہاں پر چک انچارج ایک عہدیدار ہوتا ہے۔ جو ملٹری فارمز کی انتظامیہ کی طرف سے اس چک کے معاملات کو handle کرتا ہے وہ بھی موقعہ پر تھا اور یہ میرے پاس اس چک کے انچارج عبدالرزاق ولد محمد خان کا بیان حلفی موجود ہے جس میں

اس نے کہا ہے کہ وہ مورخہ 11 جنوری 1992ء کو جو کارروائی بابت چک کی گئی نہ وہ موقعہ پر موجود تھا اور نہ ہی اسے اراضی متنازعہ کا موقعہ پر قبضہ دیا گیا جناب سپیکر جس وقت یہ سوال ایوان میں پیش کیا گیا تھا۔ اس وقت میرا یہ خیال تھا کہ چونکہ محکمہ نے ایوان کے سامنے جواب دینا ہے لہٰذا محکمہ صحیح جواب دے گا اور یہی روایت ہے۔ اور اس سے یہ جگہ بھی خالی ہو جائے گی اور یہاں سکول کی تعمیر ممکن ہو سکے گی۔ لیکن جناب سپیکر اس کو روکنے کے لیے مسلسل یہ سوال دیا گیا اور میں نے اس ضمنی سال میں واضح کیا۔ جناب والا! ہو سکتا ہے کہ ماضی میں اس کا جواب کسی وقت تیار ہو کر آیا ہو اور اس قسم کا مسئلہ عدالت میں زیر بحث ہو۔ لیکن اس وقت بھی یہی کہا گیا کہ یہ معاملہ دیوانی عدالت میں زیر بحث ہے۔ جناب سپیکر! اگر اسی طرح کی باتوں سے اس ایوان کا وقت ضائع کرنا مقصود ہو تو پھر ان تحاریک استحقاق کا کیا فائدہ؟ اس ایوان میں ہم اکٹھے ہوتے ہیں، سوالات کرتے ہیں اور تحریکیں پیش کرتے ہیں اگر ان کا یہی حشر ہونا ہے تو پھر یہ سب کچھ کرنے کا کیا فائدہ؟ جناب والا! ان حقائق کو چھپانے کی وجہ سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: وزیر مال صاحب! آپ ارشاد فرمایئے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے شاید یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے کہ ہم نے ان کو غلط جواب دیا ہے جس سے ان کے rights infringe ہوئے ہیں۔ ویسے تو I am responsible for that لیکن یہ اس وقت کی بات ہے جب میں بیرون ملک تھا اور میرے پارلیمانی سیکرٹری نے جواب دیا تھا۔ میں رانا صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا جو سوال انہوں نے کیا تھا اس کا جواب میرے پاس بھی موجود ہے۔ اس سوال میں ایک گاؤں 4/14۔ ایل کی بات کی گئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ: "کیا یہ امر واقعہ ہے کہ چک نمبر L-4/14 تحصیل و ضلع اوکاڑہ مربع نمبر 63 کلہ نمبر 12 میں ایک عدد سکول اور مسجد کا پلاٹ ہے۔"

جناب سپیکر! ہم نے اپنے جواب میں ان سے گزارش کی کہ یہ L-4/14 کی نہیں بلکہ L-4/13 کی بات ہے اور یہ گاؤں ملٹری فارم کے ایریا میں ہے اور L-4/14 کنٹونمنٹ کی حدود میں ہے اور اس پر ہمارا عمل دخل نہیں ہے۔ لیکن اصل میں رانا صاحب نے L-4/13

کی بات کی ہے جو کہ ملٹری فارم کا ایک گاؤں ہے۔ انہوں نے ہماری اجازت کے بغیر اپنے طور پر مسجد اور سکول کا ایک پلاٹ وہاں پر مخصوص کیا ہوا ہے۔ ہم نے ان کو lease out کیا ہوا ہے لیکن انہوں نے ایک پلاٹ وہاں پر رکھا ہوا ہے۔ تو جناب سپیکر! ہم نے جواب یہ دیا کہ L-4/14 میں نہیں بلکہ L-4/13 میں واقعی یہ صورت حال موجود ہے۔ اور اسی پلاٹ پر encroachers بیٹھے ہیں۔ یعنی ہمارا جواب تھا کہ "جی ہاں" کیونکہ محمد شریف یکے از ناجائز قابضان نے دعویٰ دیوانی دائر کیا۔ جس پر ملٹری فارم انتظامیہ نے عدالت کے سامنے اسے بے دخل نہ کرنے کی یقین دہانی کرائی۔ جناب والا یہ بات معزز ایوان کے علم میں ہوگی کہ سول کورٹ میں ایک تو status quo ہوتا ہے اور دوسرا جو متعلقین ہوتے ہیں وہ جج صاحب کے سامنے ویسے ہیں good faith وعدہ کرتے ہیں کہ ہم ان کو بے دخل نہیں کریں گے۔ اس میں ملٹری فارم انتظامیہ نے جج صاحب کے سامنے یہ under-standing دی کہ جب تک یہ دعویٰ چلتا ہے ہم ان کو بے دخل نہیں کریں گے۔ جناب سپیکر! ہم نے بھی یہی جواب دیا، ہم نے کسی جگہ پر status quo کی بات نہیں کی ہے۔ ہمارے جواب پر جناب والا ذرا غور فرمائیں کہ ملٹری فارم کی انتظامیہ نے جو کہ re-spondent تھی عدالت کے سامنے اسے بے دخل نہ کرنے کی یقین دہانی کرائی تاوقتیکہ مقدمہ دیوانی کا فیصلہ نہیں ہو جاتا بے دخلی نہیں ہو سکتی۔ ہم نے حقائق کے مطابق جواب دیا، کوئی concealment نہیں کی کہ بلکہ ہم نے good faith جواب دیا۔ جناب والا! اس پر میں technically بات بعد میں کروں گا۔ اس بارے میں آپ کی رولنگ اور ہمارے رولز بھی ہیں۔ میں اس پر insist تو نہیں کروں گا مگر میں کوشش کروں گا کہ اپنے بھائی کو مطمئن کر سکوں۔ جناب والا! جب 30-11-1991 کو سول جج سے ان کی اپیل خارج ہوئی تو انہوں نے ایڈیشنل کمشنر ریونیو کے پاس اپیل دائر کر دی۔ ایڈیشنل کمشنر ریونیو کے پاس اس درخواست کا فیصلہ 22-12-1991 کو ہوا۔ یعنی پہلے وہ سول جج کے پاس گئے پھر وہ ایڈیشنل کمشنر ریونیو کے پاس گئے اور ایڈیشنل کمشنر ریونیو 22-12-1991 کو فیصلہ کیا۔ اس کے بعد ہم نے اس پر act کیا اور 11-1-1992 کو دفعہ 32/34 کی کارروائی عمل میں لائی گئی۔ اور ہمارے جواب میں اس کارروائی کا رپٹ نمبر موجود ہے۔ لیکن جناب والا! encroachers نے اس کو ختم نہیں کیا بلکہ انہوں نے ممبر بورڈ آف ریونیو کے

پاس دعویٰ دائر کر دیا جو وہاں پر ابھی تک چل رہا ہے۔ ہم جو کارروائی کر سکتے تھے وہ کر دی لیکن جو subjudice معاملہ چل رہا ہے جب تک وہ طے نہیں ہو جاتا ہم کیسے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ان کے خلاف کارروائی کریں۔ جو کارروائی ہم کر سکتے تھے وہ ہم نے کی اور وہ ریکارڈ پر موجود ہے۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ ہم نے اپنے معزز ممبر کو خدانخواستہ mislead یا conceal نہیں کیا۔ اور مزید encroach-ers کو اٹھانے کے لیے جو بھی ہم کر سکے وہ کریں گے۔ اور میں ان کو direct کروں گا کہ جب مقدمہ ختم ہو جائے تو پلاٹ کو صاف کرایا جائے۔ یہ ہم نے good faith جواب دیا ہے کوئی concealment نہیں کی۔ چونکہ یہ عدالتی معاملہ ہے۔ اور اب معاملہ یہ چل رہا ہے کہ سینئر ممبر کے پاس انہوں نے اپیل کی ہے جس میں 20-2-1992 کو status quo جاری ہوا اور اب آئندہ پیشی 13-8-1992 ہے۔ جناب سپیکر! یہ جو عدالتی کیس چل رہا ہے ہم انشاء اللہ اس کی پیروی کریں گے اور کیس ختم ہونے کے بعد قابضین کو وہاں سے اٹھائیں گے۔ اور یہ ویسے بھی ہمارا purview ہے کہ ہم encroachers کو وہاں سے اٹھائیں۔ لہٰذا میں اپنے معزز بھائی سے درخواست کروں گا کہ ہم نے کوئی con-cealment نہیں کی بلکہ ہم نے in good faith جواب دیا ہے۔ اور اس کو اگر technically دیکھا جائے تو پھر بھی rule out ہوتا ہے لیکن اگر میرے معزز بھائی مطمئن ہوں تو میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم ان کے حسب منشاء اس پر act کریں گے۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! میں نے جو تفصیل short statement پر عرض کی تھی اس میں یہ پوچھا گیا تھا کہ محکمہ کے راستہ میں سکول کو vacate کرانے کے لیے کوئی ایسی legal hitch تو حائل نہیں ہے۔ جس کے جواب میں مجھے یہ چیزیں لکھ کر بھیجی گئی تھیں۔ جناب سپیکر! میرے پاس سٹیشن کمانڈر صاحب کی جو چٹھی ہے وہ بھی موجود ہے اور وہ رپٹ بھی جس کا وزیر صاحب حوالہ دے رہے ہیں۔ اور اگر وزیر صاحب توجہ فرمائیں تو اس رپٹ میں یہ لکھا ہے خالی رقبہ کا قبضہ حوالہ عبدالرزاق چک انچارج کر دیا گیا جبکہ میرے پاس جو بیان حلفی ہے اس میں لکھا ہے کہ کہ میں اس دن گاؤں میں موجود ہی نہیں تھا۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جو documents میرے پاس ہیں وہ شاید وزیر صاحب کے پاس نہیں ہیں یا پھر وزیر صاحب کے پاس جو کچھ ہے وہ میرے علم میں نہیں ہے۔ لہٰذا میں گزارش

کروں گا کہ جناب سپیکر! آپ اس کو پینڈنگ فرمالیں تاکہ میں وزیر صاحب سے مل کر دیکھ سکوں کہ حقائق کیا ہیں اور جناب سپیکر! اگر میں یہ سمجھوں گا کہ میں نے کسی غلط فہمی کی بنیاد پر یہ کہا ہے تو پھر مجھے اس کو واپس لینے پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن جناب والا! میرے پاس جو facts ہیں ان میں سٹیشن کمانڈر کی چٹھی اور جو باقی دوسرے کاغذات ہیں ان سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، اس کو pending کیا جاتا ہے۔ اب ملک اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کریں گے۔

ملک اقبال احمد لنگڑیال ایم پی اے کا نام کسی مشاورتی بورڈ میں ان کی رائے کے بغیر شامل کرنا

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ پنجاب حکومت کی طرف سے تمام اضلاع میں مختلف مشاورتی بورڈ تشکیل دیے گئے ہیں۔ میرے علم میں بات آئی ہے کہ میرا نام بھی کسی مشاورتی بورڈ میں دیا گیا ہے۔ جبکہ اس سلسلہ میں نہ کبھی مجھے بتلایا گیا ہے اور نہ پوچھا گیا ہے۔ جبکہ یہ میرا استحقاق ہے کہ اس سلسلہ میں میری رائے معلوم کی جائے اس طرح بغیر میرے علم میں لائے بغیر میری مرضی معلوم کیے۔ میرا نام کسی مشاورتی بورڈ میں دیے جانے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جتنے مشاورتی بورڈ بنائے گئے ہیں ان میں حکومت نے پالیسی کے طور پر تمام اراکین اسمبلی کو بلا لحاظ بورڈ ممبر رکھا ہے۔ اس لحاظ سے معزز ممبر کو بھی ممبر رکھا گیا ہے۔ میں تو نہیں سمجھتا کہ اس میں ان کے استحقاق کے مجروح ہونے کا پہلو نکلتا ہے۔ بلکہ اگر ان کو نہ رکھا جاتا تو شاید ان کے استحقاق کے مجروح ہونے کا پہلو نکلتا۔ اور یہ اعتراض فرما سکتے تھے کہ باقی لوگوں کو ان میں رکھا گیا ہے مجھے نہیں رکھا گیا

ہے۔ اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اگر وہ مناسب نہیں سمجھتے ہیں تو معذوری ظاہر کر دیں۔ کوئی بات نہیں ہے۔ حکومت نے جو دوسرے معزز اراکین اسمبلی کو اپنے حلقوں کی ترقیاتی سکیموں کے لیے پچاس پچاس لاکھ روپے دیے ہیں وہ ہمارے معزز اراکین اپوزیشن کو بھی دیے گئے ہیں۔ اس سلسلہ میں بھی میں اپنے بھائی لنگڑیال صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر وہ پیسے لینے میں بھی معذوری کا اظہار کریں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ اس سے استحقاق مجروح ہونے کا کوئی پہلو نہیں نکلتا۔ جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں بھی آپ نے فرمایا تھا کہ اس طریقہ سے تحریک استحقاق کی تضحیک کا پہلو نکلتا ہے جب ہم اس قسم کی باتیں تحریک استحقاق کے زمرے میں لے آتے ہیں تو اس سے اس ایوان کے وقار میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس سے عوام کی نظروں میں کوئی اچھا تاثر نہیں ابھرتا۔ شکریہ!

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب سپیکر! جو کچھ وزیر قانون نے فرمایا وہ صحیح نہ ہے۔ یہ جو فنڈز کا ذکر بار بار کرتے ہیں اور یہ جو شفقت اور مہربانی فرماتے ہیں خدانخواستہ ہم نے ان سے بھیک نہیں مانگی۔ جناب والا! یہ ایک اصول کی بات ہے۔ یہاں اسمبلی میں قائد ایوان نے یہ اعلان کیا تھا کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ اور ہم ان کو اس طرح سے لے کر چلیں گے کہ ان کو فنڈز بھی دیں گے اور باقی مراعات بھی جو باقی ممبران اسمبلی لیتے ہیں ان کو بھی دیں گے۔ تو اس طرح سے وزیر قانون صاحب کی طرف فنڈز کی فشش اور مہربانی ہوتی ہے وہ ہمیں اس طرح سے ملی ہے۔ یہ نہیں کہ ہم نے مطالبہ کیا تھا کہ ہمیں اگر آپ فنڈز دیں گے تو ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ جناب سپیکر! ساتھ اصولوں کا ہے۔ جہاں اصولوں سے اختلاف ہوگا تو ہم آج بھی کہتے ہیں کہ ہم اختلاف کریں گے۔ جہاں صحیح بات ہو گی تو ہم ان کا ساتھ بھی دیں گے۔ کمیٹیوں کا بھی اسی طرح کا معاملہ ہے۔ جب کمیٹیاں بنائی گئیں تو یہ بھی کوئی بھیک نہیں دی گئی بلکہ یہ ہمارا استحقاق بنتا ہے کہ ہمارے ساتھ بھی مشورہ کیا جائے۔ جہاں پورے ضلع کے ممبران اکٹھے ہوں اور اپوزیشن کا ضلع میں یا پورے ڈویژن میں ایک آدھ ممبر ہو اس سے بھی اگر مشورہ کر لیا جائے تو یہ کوئی جرم والی بات نہیں ہے یا کوئی بہت بڑی بات نہیں ہے۔ تو میرا یہ استحقاق بنتا ہے کہ ہم سے پوچھا جاتا کہ آپ کس بورڈ میں جانا چاہتے ہیں۔ یہ تو ایک اخلاقی بات ہے۔ جو وزیر قانون کو ناخوشگوار گزرا ہے۔ وہ اخلاقی طور پر بھی پوچھ سکتے تھے کہ ہم نے آپ کو مشاورتی بورڈ میں رکھنا ہے۔ آپ بتا دیں کہ

آپ کو کس بورڈ میں رکھا جائے۔ جناب والا! اگر ان کی مرضی ہے کہ ہم اس بورڈ میں نہ جائیں تو ہم ان کی یہ مرضی بھی پوری کر دیتے ہیں۔ ہم اس سے استعفیٰ دینے کو بھی تیار ہیں۔ یہ نہیں ہے کہ ہم ان کی فرش پر بیٹھے ہیں۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ استعفیٰ دے دیں تو ہم ابھی استعفیٰ دینے کو تیار ہیں۔ ابھی دیں گے اور اسی وقت دیں گے۔ جناب والا! ہمارا استحقاق بنا ہے کہ انہوں نے جو مشاورتی کمیٹیاں بنائی ہیں۔ ان کے سلسلہ میں ہم سے بھی مشورہ کرتے کہ ہم آپ کو اس کمیٹی میں رکھنا چاہتے ہیں۔ اور یقیناً ہمیں اس پر اعتراض بھی ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب، کیا مشاورتی بورڈ لاء منسٹر صاحب نے بنائے ہیں؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب والا! ہمیں نہیں پتا کہ کس نے بنائے ہیں۔ ہم نے تو اخبارات میں پڑھا ہے کہ میرا نام بھی مشاورتی بورڈ میں شامل ہے۔ نہ ہمیں یہ پتا ہے کہ کہاں میٹنگ ہوئی۔ کس نے میٹنگ بلائی۔ یہ وزیر قانون ہی بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے کس طرح یہ بورڈ بنائے ہیں۔ جناب والا! ہمیں ایک اور بات پہ بھی اعتراض ہے کہ اگر آئی جے آئی کے ممبران سے بھی نہ پوچھا جاتا تو پھر بھی کوئی بات نہیں تھی۔ جیسے وزیر قانون نے ابھی فرمایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے صحیح بات نہیں کی۔ جناب سپیکر! یہ جو بورڈ بنائے گئے ہیں یہ آئی جے آئی کے ممبران کی مرضی سے بنائے گئے ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ ان کو کون کون سے بورڈوں میں رکھا جائے۔ یہاں وزیر قانون فرماتے ہیں کہ وہاں بورڈ بنا دیے گئے، ہمیں اس کا علم بھی نہیں ہے۔ اگر اس طرح بنائے ہیں تو پھر بھی ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر ہمارے ضلع کی میٹنگ بلا کر بنائے گئے ہیں تو پھر ہمیں اعتراض ہے۔ مجھ سے رائے کیوں نہیں لی گئی کہ آپ نے کس بورڈ کا رکن بننا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اگر اجازت دیں تو میں مختصراً عرض کرتا کہ ہر بات کے اٹھانے کا ایک فورم ہوتا ہے۔ قائد حزب اختلاف اور حزب اختلاف کے اراکین ابھی چند روز پہلے اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ سے ملے تھے۔ ایسی چھوٹی موٹی باتیں کوئی ہوں یا انہیں کوئی شکایت ہو تو انہیں پیش کر کے ایسی باتوں کا ازالہ بڑی آسانی سے ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کو تحریک استحقاق کی بنیاد بنا دینا میں سمجھتا ہوں یہ مناسب بات نہیں ہے۔ شکریہ جناب والا!

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال: جناب سپیکر! وزیر قانون نے جو بات کہی ہے افسوس کی بات ہے کہ آج بھی وہ یہ بات نہیں مانتے کہ چلو جی ہم سے زیادتی ہوئی تو اس کو جانے دیں یہ بھی اخلاقی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ ہم سے غلطی ہوئی یا ہم نے بورڈ بناتے وقت آپ سے مشورہ نہیں کیا۔ کم از کم اپنی غلطی تو مان لیں میں اپنی تحریک استحقاق پر پھر زور دوں گا کہ میری تحریک استحقاق کو منظور کیا جائے اور اس کو استحقاق کمیٹی میں بھیجا جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: ملک صاحب، آپ کی اس تحریک استحقاق کو میں out of order قرار دیتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ معاملہ نہ رولز کے خلاف ہے نہ پالیسی کے خلاف ہے اور نہ ہی ان استحقاقات کے خلاف ہے جو پریولیج ایکٹ کے تحت آپ کو دیے گئے ہیں۔ کسی بھی لحاظ سے ان کی خلاف ورزی نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ قانون اور آئین کی خلاف ورزی ہے۔ اور یہ اتنا چھوٹا معاملہ ہے کہ ہاؤس کو اس کی cognizance دینا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ اتنا اہم اور معتبر ہاؤس اتنے چھوٹے چھوٹے معاملات کا نوٹس لے۔ ہمیں بلاشبہ ایسے چھوٹے چھوٹے معاملات کو اپنی تحریک استحقاق کا subject matter نہیں بنانا چاہیے۔

تحریک التوائے کار کو take up کر لیں۔ جناب فرید احمد پراچہ۔

قبضہ گروپ کی طرف سے گرین بیلٹ کے پلاٹوں پر قبضہ کر کے بھاری قیمت پر فروخت کرنا

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" لاہور کی 7 نومبر کی اشاعت میں قبضہ گروپ کی نئی چال کے عنوان سے خبر شائع ہوئی ہے۔ خبر کے مطابق لاہور میں فیصل ٹاؤن، اقبال ٹاؤن اور باغبانپورہ سمیت کئی علاقوں سے گرین بیلٹ کے پلاٹوں پر قبضہ کر کے کوٹھیوں میں شامل کر لیا گیا ہے اور ان پلاٹوں کو بھاری قیمت پر فروخت کیا جا رہا ہے۔ اور

اس تمام کارروائی پر متعلقہ سرکاری محکمے مکمل طور پر خاموش ہیں۔ یہ ایک تشویش ناک صورت حال ہے جو تقاضا کرتی ہے کہ اسمبلی کی معمول کی کارروائی ملتوی کر کے اس اہم مسئلہ کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: کیا وزیر ہاؤسنگ اس پر بات کریں گے ؟

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ تحاریک التوائے کار جو غالباً 18 نمبر تک ہیں ان میں ایسے واقعات کو لایا گیا ہے جو پچھلے اجلاس سے پہلے کے ہیں اور دوسرا یہ کہ پچھلے اجلاس میں ان واقعات پر تحریک التوائے کار کی شکل میں بحث ہو چکی ہے یہ معاملہ کل جب اٹھا تھا تو اس وقت کرسیٔ صدارت پر جناب ڈپٹی سپیکر صاحب تھے۔ تو انہوں نے اس سوال کا فیصلہ ملتوی کیا تھا کہ آیا ایسے واقعات ایسے معاملات جو پچھلے اجلاس سے پہلے کے ہوں اور تحریک التوائے کار کی صورت میں take up کیے جا چکے ہوں، وہ دوبارہ ایوان میں لائے جا سکتے ہیں یا نہیں۔

رانا اکرام ربانی: جناب سپیکر! آپ رولنگ دیں سوال یہ تھا کہ کسی بھی ایسے مسئلہ پر جس پر کوئی معزز رکن یہ سوچے کہ یہ تحریک التوائے کار کا موضوع بن سکتا ہے۔ تحریک التوائے کار کا ایک طریقہ ہوتا ہے کہ پچھلے سیشن میں وہ زیر بحث آئے یا وقت کم ہونے کی وجہ سے زیر بحث نہ آ سکے ان کی تعداد دو ہو یا سو وہ سب lapse ہو جاتی ہیں۔ تو میں نے جناب ڈپٹی سپیکر صاحب سے یہ گزارش کی تھی کہ اسی قسم کے معاملات سے ملتی جلتی جو تحاریک التوائے کار زیر غور ہوتی ہیں وہ بھی اجلاس ختم ہونے کے بعد lapse ہو جاتی ہیں تو آیا اس گزشتہ اجلاس سے پہلے کے جو واقعات ہیں وہ اس اجلاس میں تحریک التوائے کار کا موضوع بن سکتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میں نے کل بھی گزارش کی تھی کہ واقعات کا حوالہ تو پچھلا ہو سکتا ہے لیکن یہ واقعات حالیہ اور موجودہ واقعات ہیں ان میں کوئی ایسا واقعہ نہیں جو اس وقت جاری نہ ہو۔ یہ وہ واقعات ہیں جن کا تعلق روزمرہ کی زندگی

سے ہے اور ان مسائل سے ہے جن مسائل میں لوگ ابھی تک مبتلا ہیں اور اس کی وجہ سے پریشان ہیں۔ اس لیے یہ تحریک التوائے کار جو میں نے ایک نوٹس کے تحت لگوائی ہے اور اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے مجھے بروقت ایک کاپی بھی ملی ہے۔ اور اس کے مطابق ان کے بارے میں مطلع کیا گیا کہ جناب سپیکر نے ان کو پیش کرنے کے لیے قبول فرمالیا ہے۔ جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ان کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے تاکہ جو عوامی نوعیت کے مسائل ہیں ان کے بارے میں گفتگو ہو سکے۔

وزیر قانون: جناب والا! پیشتر اس کے کہ آپ فیصلہ فرمائیں اس سلسلے میں میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رانا اکرام ربانی صاحب نے ایک بہت ہی اہم مسئلہ کی نشان دہی کی ہے ہوتا یہ ہے کہ اس تحریک التوائے کار کی مقتضیات میں حال ہی کا واقعہ ہونا چاہیے۔ لہٰذا پچھلے اجلاس اور اس اجلاس کے درمیان حال ہی میں ہونے والے واقعات کا جو تقاضا ہے اس کے مطابق یہ تحریک التوائے کار ویسے ہی نہیں بنتی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو فوری طور پر معاملات ہوتے ہیں وہ ان معاملات کو take up کرنے کی وجہ سے وہ پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور ان کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے لیے اور بھی طریقے ہیں اس پر ہمارے بھائی سوال دے سکتے ہیں متعلقہ وزیر کو ذاتی طور پر مل سکتے ہیں اور راستے بھی ہیں صرف یہی نہیں کہ تحریک التوائے کار کے ذریعے معاملات حکومت کے نوٹس میں لائے جائیں۔ جناب والا! اگر حالیہ واقعات والی بات فیصلہ فرماتے وقت ذہن میں رکھیں کہ فوری نوعیت کے معاملات جن کے لیے تحریک التوائے کار بنائی گئی۔ لیکن وہ تقاضے پورے کرنے کے لیے اس معیار پر پورا اترے گا اور عوامی اہمیت کا بھی حامل ہوگا۔ کیونکہ وقت محدود ہوتا ہے اور اس محدود وقت میں ہم اگر فوری نوعیت کے معاملات کو ترجیح دیں تو وہ زیادہ مناسب ہوگا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: یہ معاملہ جو پوائنٹ آف آرڈر کے سلسلے میں اٹھایا گیا ہے تحریک التوائے کار کو پیش کرنے کے لیے اور جس میں یہ دریافت کیا گیا ہے کہ آیا تحریک التوائے کار اجلاس گزر جانے کے بعد بھی متعلقہ رہتی ہے اور وہ پیش کی جا سکتی ہے اور اس کا نوٹس دیا جا سکتا ہے تو اس سلسلے میں، میں یہ کہوں گا کہ تحریک التوائے کار کے بارے میں بنیادی بات یہ ہے کہ وہ واقعہ جو ہے وہ حال ہی میں وقوع پذیر ہوا ہے۔ اور recent occurrence کے

معاملے میں تحاریک التوائے کار پر سینکڑوں رولنگ ہیں، مختلف پریزائڈنگ آفیسرز کی رولنگ ہیں۔ اس میں ایک دن کا توقف تھا اس تحریک التوائے کار کو بھی رول آؤٹ کر دیا گیا ہے۔ ایک معزز رکن آئے ان کے حلقہ نیابت میں ایک واقعہ ہوا اور بڑی اہمیت کا حامل واقعہ ہوا، لیکن وہ آئے اور آکر نوٹس نہیں دیا اور ایک دن گزر گیا اور اس سے اگلے روز انہوں نے تحریک التوائے کار کے لیے نوٹس نہیں دیا تو سپیکر نے اسے rule out کر دیا۔ اگر یہ بڑی اہمیت کا حامل واقعہ تھا تو آپ کو اسی روز نوٹس دینا چاہیے تھا۔ لہٰذا اس میں جو recent occurrence کا معاملہ ہے اس میں relaxation کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کے رولز اجازت دیتے ہیں اور نہ ہی اس کی روایات اجازت دیتی ہیں۔

دیگر یہ ہے کہ اتنی اہمیت کا حامل واقعہ ہونا چاہیے، کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جناب سپیکر آپ ہاؤس کی ساری کارروائی کو روک دیں، جتنی بھی اہم کارروائی ہو رہی ہے۔ جتنی بھی قانون سازی ہو رہی ہے، کوئی بھی اہم کام ہو رہا ہے آپ ہاؤس کی ساری کارروائی کو روک دیں اور یہ ایک واقعہ جو انتہائی اہمیت کا حامل واقعہ ہے اس کو آپ سب سے پہلے take up کریں۔ یہ گورنمنٹ کے نوٹس میں آنا چاہیے، یہ پبلک کے نوٹس میں آنا چاہیے یہ relevant quarters کے نوٹس میں آنا چاہیے، لہٰذا تحریک التوائے کار کے لیے واقعہ کی اہمیت بے حد لازم ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس کو سب سے زیادہ اہمیت اس کی urgent nature کو دی گئی ہے لہٰذا اس سلسلے میں کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ پہلے اجلاس میں ایک تحریک التوائے کار زیر بحث آئی ہو یا اس کا نوٹس دیا گیا ہو اور وہ take up نہ ہوئی ہو تو دوسرے اجلاس میں اس کو take up کر لیا جائے اور اس کو متعلقہ قرار دیا جائے۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔

جناب فرید احمد پراچہ: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر یہی معاملہ ہے تو پھر پہلے مرحلہ پر ہی آپ کو اسمبلی سیکرٹریٹ کو اسی موقع پر ہی محرک کو مطلع کر دینا چاہیے تاکہ وہ اس کے مطابق تحریک التوائے کار پیش کر سکیں۔ ایک موقع پر آپ نے اسے قبول کر لیا اور اس کی نقول بھی آپ نے فراہم کر دیں اور اس کا نوٹس متعلقہ محکمہ جات کو بھی بھیج دیا اور اس کے بارے میں وہ ساری کارروائی آپ نے مکمل کر دی۔ اس کے اوپر آپ نے نمبر لگا دیے

تو اس کے بعد آپ جو یہ فرما رہے ہیں میں یہ گزارش کروں گا کہ یہی کام اس موقع پر ہو جائے تو یہ زیادہ انصاف کے تقاضے پورے کرتا ہے۔ لہٰذا آپ کو اسی وقت کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر: پراچہ صاحب اس میں یہ صورت ہے کہ اسمبلی سیکرٹریٹ وہ کسی تحریک التوائے کار کی admissibility پر فیصلہ کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ تحریک التوائے کار کی admissibility پر فیصلہ کرنے کا مجاز صرف سپیکر ہے۔ اس لیے یہ کیسے کر سکتے ہیں کہ ان کے پاس تحریک التوائے کار آئے اور یہ اپنے طور پر آپ کو آگاہ کر دیں کہ اسے en-tertain نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ان کی capacity سے باہر کی بات ہے۔ ہاں البتہ ایسی تحریک التوائے کار کو چیمبر میں ہی kill کر دینا چاہیے۔ ان کو ہاؤس میں بھی لانے کی اجازت نہیں دینی چاہیے۔ جو بہت پرانی ہے قصہ پارینہ ہے اس کو ہاؤس میں نہیں آنا چاہیے۔ کیونکہ وہ رولز کے بھی مطابق نہیں ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! آپ نے جا فرمایا۔ اس سے قبل بھی آپ نے ہاؤس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ شروع شروع میں کچھ لیک بھی ہوتی تھی اور انہیں موقع فراہم کیا جاتا تھا کیونکہ ممبران ابھی رولز آف پروسیجر سے پوری طرح آشنا نہیں ہیں، لہٰذا وہ اپنے علاقے کی نمائندگی فرما لیں۔ جناب والا! اس سلسلے میں رولز بھی واضح ہیں اور آپ کے اختیارات بھی واضح ہیں اگر آپ کرم فرمائی کریں تو کئی تحاریک استحقاق، اگر پھر کوئی نیا استحقاق نہ پیدا ہو جائے تو میں عرض کروں، بلکہ معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ کئی تحاریک روزانہ ایسی آ رہی ہیں جن کو چیمبر میں ہی kill ہو جانا چاہیے تھا شاید آپ کا دفتر آپ کے نوٹس میں نہیں لاتا اس ہاؤس کا custodian ہونے کے ناتے سے آپ کے بہت زیادہ اختیارات ہیں جو کوئی سوال تحریک التوائے کار، یا تحریک استحقاق جو قانون اور رولز کے دائرہ کار میں نہ آتی ہو اسے جناب والا! معذرت کرتے ہوئے یہ بھی تحریر فرما سکتے ہیں کہ یہ تو اسے قانونی اور اصولی دائرہ میں لایا جائے یا پھر اسے پیش ہی نہ کیا جائے تاکہ اس معزز ایوان کا وقت ضائع نہ ہو بعض اوقات کئی باتیں ایسی آتی ہیں جو غیر متعلقہ ہوتی ہیں ان پر بات ہوتی رہتی ہے اور اس سے ایوان کا وقت ضائع ہوتا ہے۔ آپ کی کرم فرمائی سے یہ مسئلہ آسانی سے حل ہو سکتا ہے آپ آئندہ کے لیے یہ ہدایات فرما دیں تو انشاء اللہ تعالیٰ کئی تحاریک استحقاق اپنی موت

آپ مر جائیں گی۔ جو صحیح ہوں گی اور قانون کے مطابق ہوں گی وہی اس ایوان میں پیش ہو سکیں گی۔

جناب سپیکر: شکریہ چیمہ صاحب۔ یہ تحریک التوائے کار پیش کی جا چکی ہے اس کا کون جواب دیں گے؟

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! آج نوٹس برائے طلبی توجہ کے دوران جس طرح سے آپ نے ضمنی سوالات کو disallow کیا ہے۔ میں محترم چیمہ صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ انہیں اب بھی گلہ ہے کہ ہم وفادار نہیں۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! میں آپ سے پوائنٹ آف آرڈر کی استدعا کروں گا۔ میں اس سلسلے میں ذاتی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! میرے الفاظ سے کسی کے دل کو ٹھیس نہیں پہنچے گی آپ صرف ایک منٹ کی اجازت دے دیں۔ انشاء اللہ میرے بھائی آئندہ کے لیے۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ صاحب نے بات آپ کے بارے میں نہیں کی میرے بارے میں کی ہے۔ آپ نے شاید اسے follow نہیں کیا۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! میں بھی اس ہاؤس کا ایک ادنیٰ رکن ہوں آپ ہمارے سپیکر ہیں پھر بھی میرا استحقاق بنتا ہے کہ آپ کے بارے میں بھی جو بات کہی گئی ہے اس کے بارے میں بھی کچھ عرض کرنے کی جسارت کروں۔

جناب والا! میری عرض صرف یہ ہے رول کچھ تھے واقعات کچھ تھے، ترجمہ کچھ تھا آپ کی رولنگ صادر ہونے کے بعد میرے محترم بھائی کو کوئی اختیار نہیں تھا کہ بار بار اٹھتے اور بار بار کوئی بات کرتے اور بار بار اس کا جواب وصول کرتے کہ یہ سوال نہیں بنتا۔ شاید یہ سیٹ وہ پرانی سیٹ ہے جس آدمی کا نام میں اس ایوان میں نہیں لینا چاہتا۔ میری یہ استدعا ہو گی کہ آپ رانا صاحب کی سیٹ تھوڑی سی آگے پیچھے کر دیں۔ کیونکہ اس سیٹ میں شاید کوئی پرانے جراثیم نہ ہوں، کیونکہ اس بناء پر میرے یہ بھائی بار بار اٹھ کھڑے ہوتے ہیں ویسے یہ بڑے زیرک آدمی ہیں۔ لہٰذا میری آپ سے پھر یہ گزارش ہے کہ صرف تھوڑا سا سیٹ کا ردوبدل

کر دیا جائے تو پھر انشاء اللہ وہ آپ کی رولنگ کی ہمیشہ تعمیل کریں گے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! یہ معزز ایوان۔۔۔۔

جناب سپیکر: غیر متعلقہ باتوں سے تحریک التوائے کار کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔

رانا اکرام ربانی: جناب والا! میں چند سیکنڈ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ جناب والا! چیمہ صاحب نے ان سیٹوں کا تذکرہ کیا ہے ماضی میں میرے قد سے بہت اونچی شخصیتیں یہاں پر تشریف فرما رہی ہیں۔ چیمہ صاحب شاید نہ سمجھتے ہوں ماضی کے حوالے سے جو باتیں کی جا رہی ہیں۔۔۔۔۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: میں نے آپ کے متعلق بات نہیں کی۔

رانا اکرام ربانی: میں یہ گزارش کروں گا کہ ماضی کے حوالے سے یہ باتیں نہ کی جائیں تو بہتر ہے۔ یعنی تبصرے نہ کیے جائیں۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ صاحب ہمارے ہاؤس کے نئے معزز رکن ہیں اور اپوزیشن بنچوں پر بیٹھ کر وہ contribute کرتے ہیں، محنت کرتے ہیں، تیاری کر کے آتے ہیں مجھے ان کی دلی طور پر قدر ہے۔ لیکن انہیں اس بات کا بھی خیال ہونا چاہیے کہ سپیکر کے conduct کو یا چیئر کے conduct کو criticise کرنا، نہ تو رولز اس بات کی اجازت دیتے ہیں اور نہ ہی پارلیمانی روایات اس کی اجازت دیتے ہیں۔ نہ ہی سپیکر اپنے conduct کو explain کرتا ہے۔ میں نے یہ رولنگ کیوں دی ہے؟ مجھے یہ رولنگ کیوں دینا پڑی۔ اس کی وضاحت کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ میں ان سے یہ توقع کرتا ہوں کہ آئندہ وہ اس معاملے میں احتیاط کا دامن تھامے رکھیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں چیمہ صاحب کی بات کے حوالے سے یہ بات کروں گا کہ ویسے تو وہ جتنی بہتر کارکردگی دکھا رہے ہیں حکومت کو چاہیے ان کا درجہ مشیر سے بڑھا کر وزیر بنا دیں۔ انہوں نے جتنی بھی بات کی ہے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی انہوں نے چیئر کے conduct کو disturb کیا ہے۔ بلکہ وہ تو یہاں تک چلے گئے ہیں کہ جیسے ایک سکول ماسٹر ہوں اور پڑھا رہے ہوں کہ آپ یہ بھی کر سکتے ہیں آپ نے یہ یہ نہیں کیا۔ تو ان کی بات کے جواب میں میں نے گزارش کی تھی کہ انہوں نے خود چیئر کے conduct کو disturb

کیا جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ رول کی خلاف ورزی ہے۔

شیخ محمد طاہر رشید: جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ رانا ثناء اللہ صاحب کو بالکل disturb نہ کریں۔ پیپلز پارٹی کے جس ونگ سے ان کا تعلق ہے ان کے ذمہ ہی یہ کام لگایا گیا ہے جو یہ اس ایوان میں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جناب لاء منسٹر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! آپ جس فہم و فراست، تدبر، اور حوصلے کے ساتھ اس ایوان کو conduct کر سکتے ہیں ہم سب اس پر بجا طور پر فخر کرتے ہیں۔ آپ کے ذمے ایک انتہائی مشکل کام ہے۔ میں نے اس بات کی ضرورت اس لیے محسوس کی کہ ابھی رانا ثناء اللہ خان کی بات کرنے سے دس منٹ قبل ہماری اپنی پارٹی کے ایک انتہائی معزز رکن سے میری بات ہو رہی تھی۔ وہ مجھے فرما رہے تھے کہ نوٹس برائے توجہ طلبی کا وقت پندرہ منٹ ہوتا ہے۔ آج سپیکر صاحب نے اس پر پورا ایک گھنٹہ صرف کروائی ہے۔ لگتا ہے کہ سپیکر صاحب آپ سے کچھ ناراض ہیں۔ جناب والا! آپ جس منصب پر بیٹھے ہیں اس کی حالت تو یہ ہے کہ:

اپنے بھی خفا مجھ سے، بیگانے بھی ناخوش
میں زہر ہلاہل کو کبھی کہہ نہ سکا قند

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! میں آپ کو یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اس چیئر کے تقدس کو برقرار رکھنے میں حزب اقتدار کی طرف سے جناب والا کو مکمل تعاون حاصل رہے گا۔ اور میں یہی توقع اپنے بھائیوں سے کرتا ہوں کہ وہ بھی مہربانی کر کے جو آپ کا عہدہ ہے اور جس طریقے سے حزب مخالف کو accommodate کرتے ہیں وہ خود دل سے اس بات کے شائق ہیں۔ لیکن صرف بر سبیل تذکرہ وہ اس قسم کی دل آزاری والی باتیں کر کے وہ اس ہاؤس کے تقدس میں کوئی اضافہ نہیں کرتے۔ آج ہم نے قانون سازی کے لیے بھی وقت رکھا ہوا ہے۔ اس ایوان کا اہم ترین فریضہ قانون سازی ہے۔ جناب والا! پونے دو بج چکے ہیں اور ہم ابھی تک قانون سازی شروع نہیں کر سکے۔ اگر ممکن ہو تو اس قسم کی باتوں سے گریز کیا جائے، اور اس معزز ایوان کا وقت غیر ضروری طور پر ضائع نہ کیا جائے۔ شکریہ۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: کیا اب اس پر بحث ہونی چاہیے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں پر لاء منسٹر نے یہ فرمایا ہے کہ آپ اس ہاؤس کو جس بہتر انداز میں conduct کر رہے ہیں بلاشبہ ہم بھی اس بات کے معترف ہیں اور اس پر ہم نے کبھی بھی کوئی ایسا اعتراض نہیں [illegible] نہ ہی کبھی کوئی ایسا تاثر دیا ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ محترم وزیر قانون نے ابھی یہ فرمایا کہ میرے پاس ایک رکن آئے اور انہوں نے یہ کہا کہ نوٹس برائے توجہ طلبی پر جواب کا وقت صرف پندرہ منٹ ہے۔ تو اتنا لمبا وقت ہو گیا ہے یوں لگتا ہے کہ سپیکر صاحب آپ سے ناراض ہیں۔ تو میں محترم وزیر قانون سے یہ گزارش کروں گا کہ جب قائد ایوان اس کے جواب کی تمہید 25 منٹ میں باندھتے ہیں اور اس کے بعد جواب شروع کرتے ہیں۔ اس کے بارے میں ان کا کیا خیال ہے۔ اس وقت انہیں یہ احساس نہیں ہوتا کہ سپیکر صاحب ہم سے بہت خوش ہیں۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو رہا ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! مجھے یہ عرض کرنا ہے کہ کل ایک تحریک التوائے کار کے بارے میں رولنگ دی تھی کہ وہ تحریک التوائے کار آج پیش کی جائے۔

جناب سپیکر: وہ کون سی؟

چودھری محمد فاروق: جناب والا! اٹک موضع چھب میں پولیس کی فائرنگ سے دو معصوم بچے قتل کر دیے گئے ہیں۔ اس کے بارے میں جناب والا آپ نے رولنگ دی تھی کہ وہ تحریک آج لائی جائے گی۔

جناب سپیکر: لیکن مجھے آج حاجی صاحب کی طرف سے یہ بتایا گیا ہے کہ وہ یہ تحریک التوائے کار پیش نہیں کرنا چاہتے۔

چودھری محمد فاروق: جناب سپیکر! میں اس کا محرک ہوں۔ آپ کے سیکرٹریٹ میں یہ تحریک موجود ہے۔ اگر حاجی صاحب اس تحریک کے محرک ہیں تو میں بھی اس تحریک کا محرک ہوں میں نے اس تحریک کو واپس لینے کی کوئی بات نہیں کی۔

حاجی ملک گلاب خان: جناب والا! میں نے صبح آپ سے مل کر یہ گزارش کی تھی کہ شاید

مجھے یہ مسئلہ واپس لینا پڑ جائے۔ جناب والا! میں اس تحریک التوائے کار کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ آپ اس کو مزید التواء میں ڈال دیں تاکہ اس پر کوئی فیصلہ ہو جائے۔ میں نے اس کی واپسی کا کوئی ذکر نہیں کیا میں نے تو یہ عرض کیا تھا کہ چیف منسٹر صاحب کے ساتھ میری بات ہوئی انہوں نے مجھے یقین دلایا ہے کہ انشاء اللہ انصاف ہو گا اور آپ کی مرضی کے مطابق فیصلے ہوں گے۔ آج انہوں نے ڈی آئی جی اور ایس پی کو بلایا ہوا تھا۔ میں اس ضمن میں عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ جب تک کوئی فیصلہ نہ ہو جائے آپ اس تحریک کو التواء میں رکھیں۔

جناب سپیکر: آپ کا خیال ہے کہ اس کو مؤخر رکھا جائے۔

حاجی ملک گلاب خان: جی ہاں جناب والا! اس کو مؤخر کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: ابھی یہ نہ تو take up ہوئی ہے اور نہ ہی اسے لینے کا کوئی فیصلہ ہوا ہے۔

چودھری محمد فاروق: جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے آپ نے فرمایا اور تحریک التوائے کار کے بارے میں وضاحت کی کہ یہ ایک ایسا معاملہ ہوتا ہے کہ جس کے لیے ہاؤس کی ساری کارروائی روک کر فوری طور پر اس معاملے کی نوعیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے زیر بحث لانے کی استدعا کی جاتی ہے۔ جناب والا! جہاں پر دو معصوم بچوں کی زندگیوں کا سوال ہو وہاں پر معاملہ التواء میں نہیں ڈالنا چاہیے بلکہ باقی کارروائی کو التواء میں ڈال کر اس معاملے کو زیر بحث نہیں لانا چاہیے۔ اس میں میری استدعا ہے اور آپ نے کل رولنگ بھی دی تھی، میں اس تحریک کا محرک ہوں اگر کوئی دوسرے محرک ساتھی کسی لحاظ سے، کسی دباؤ میں آکر اس معاملے کو زیر بحث لانا چاہتے تو جناب والا یہ پورے صوبے کا معاملہ ہے، دو معصوم بچوں کی زندگیوں کا معاملہ ہے۔ جناب والا جو لوگ زندگیوں کے محافظ بنے ہوئے ہیں انہوں نے ہی یہ زندگیاں چھین لیں، اس لیے میں اس معاملے میں تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔ براہ کرم مجھے یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: کل ایک صورت یہ تھی کہ جب حاجی صاحب نے یہ معاملہ ایوان میں پیش کیا اور خان زادہ تاج محمد خان صاحب نے ان کی حمایت کی، جب بڑے جذباتی انداز میں اس کی حمایت کی تو سارا ایوان متوجہ ہوا۔ اور اس وقت یہ sense بن گئی تھی کہ اس تحریک کو

بغیر باری کے لینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ تو اس صورت کے پیش نظر میں نے کہا تھا کہ ٹھیک ہم اس تحریک کو بغیر باری کے لینے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن آج حاجی صاحب نے فرمایا کہ ان کی حکومت کے ساتھ کچھ بات ہوئی ہے اور اس پر کچھ پیش رفت ہو رہی ہے اور یہ چاہتے ہیں کہ اس کو مؤخر کر لیا جائے۔ تو خان زادہ صاحب اس بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

جناب تاج محمد خانزادہ: جناب والا! کل جو کچھ میں نے کہا اور جو کچھ ہوا وہ بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ تھی کہ اتنے بڑے حادثے کے باوجود وزیر اعلیٰ کے علم میں یہ بات نہیں تھی۔ انہوں نے ہمیں اور اٹک کے سارے ممبران کو بلایا، اور انہوں نے کل ڈپٹی کمشنر، آئی جی، چیف سیکرٹری ان سب کو بلایا اور کہا کہ اتنا بڑا ظلم ہوا ہے اور آپ نے انہیں ان دو بچوں کی لاشوں پر انعامات دیے ہیں۔ آج انہوں نے وہاں ڈپٹی کمشنر کو، ڈی آئی جی کو بھیجا ہے اور آج شام سات 7:00 بجے ہماری ان سے میٹنگ ہے۔ اگر کسی کو یہ خیال ہے کہ ہم کسی کے دباؤ میں آگئے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور فاروق صاحب کو یہ پتہ ہونا چاہیے کہ سوائے خدا کے مجھے کوئی دباؤ کے نیچے نہیں لا سکتا۔ اگر ہمارے ساتھ انصاف نہیں ہوا تو انشاء اللہ ہم آپ کے سامنے آئیں گے خدا سے اور آپ سے انصاف مانگیں گے۔ بات یہ نہیں کہ ہم کسی سے ڈر گئے ہیں، ہم تو صرف آپ کو گواہ بناتے ہیں۔

جناب سپیکر: ان دونوں صاحبان کا اٹک ضلع سے تعلق ہے اور انہوں نے کل اس کو پیش کیا تھا۔ میرے خیال میں اس کو پینڈنگ رہنے دیں۔

چودھری محمد فاروق: جہاں تک خدا سے انصاف مانگنے والی بات ہے، ہمارا بھی خدا پر یقین ہے اور وہ انصاف دیتا ہے۔ کوئی مانگے یا نہ مانگے، خدا انصاف دیتا ہے۔ جناب سپیکر! جب کل آپ نے جناب لاء منسٹر سے بات کرنے کے لیے کہا تھا تو میں کل ہی ایوان کے نوٹس میں یہ بات لایا تھا کہ لاء منسٹر صاحب سے بات ہوگی، اس کے بعد یہ تحریک ایوان میں نہیں آسکے گی۔ آپ نے اس وقت یہ رولنگ دی تھی کہ میں ان کی معاونت کروں، تحریک ہم ایوان میں لائیں گے۔ آج تحریک ایوان میں زیر بحث لائی جائے گی۔ جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ کے تقدس اور وقار کے لیے اور اس ایوان میں بیٹھ کر آپ نے جس طرح سے

رولنگ دی اور ہمیں یہ بتایا کہ حکومت کی طرف سے کسی دباؤ کے بغیر یا میل ملاپ کر کے اس تحریک کو دبایا نہیں جائے گا اور یہ ایوان میں لائی جائے گی۔ اس لیے براہ کرم اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک حاجی گلاب خان صاحب اور خان زادہ صاحب پیش کرنا چاہتے تھے، اور ان کے ضلع سے متعلقہ ہے اور وہ concern feel کرتے تھے۔ چونکہ یہ بہت اہمیت کا مسئلہ ہے، ان کی وجہ سے میں نے کہا تھا کہ اس تحریک کو ہم ہاؤس میں پیش کریں گے۔ اب وہی چاہتے ہیں کہ اس کو ملتوی کر دیا جائے۔ تو معاملات کو قواعد کے مطابق چلانا ہے اور ہاؤس کی sense لے کر چلانا ہے۔ جو متعلقہ لوگ ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس کو ملتوی کر لیا جائے، تو میرے خیال میں اس کو ملتوی کر لیا جائے۔

چودھری محمد فاروق: میں اسی مسئلے پر بات کرنے لگا تھا کہ آپ نے مجھے روکا اور کہا کہ اس طریقے سے یہ تحریک لائی جائے۔ جناب سپیکر! میں اس مسئلے میں اپنے آپ کو con-cern feel کرتا ہوں۔ میں اسی صوبے کا باسی ہوں۔ میں اس صوبے کے ایک حلقے کے عوام کا نمائندہ ہوں۔ اس صوبے کے عوام کے ساتھ جہاں کہیں بھی ظلم ہو، اس اسمبلی میں بیٹھ کر میں ان کے لیے بات کر سکتا ہوں۔ اگر اس کو حل کرنے کی بات ہوتی ہے اور حاجی گلاب خان صاحب اور خان زادہ صاحب خاموش ہو جاتے ہیں یا حکومت کے دباؤ میں آجاتے ہیں۔۔۔۔ (قطع کلامیاں) جناب سپیکر! مجھے بات کرنے دی جائے۔ گجرات میں بھکھی کے مقام پر اپریل کے مہینے میں ایک ساتویں اور ایک نویں جماعت کے بچے کو گجرات پولیس نے قتل کر دیا۔ وہ معاملہ التواء میں پڑا ہے۔ ایک مہینہ گزر گیا ہے۔ اٹک میں پھر وہی پولیس والے، وہی وردی والے جو قانون کے محافظ بنے پھرتے ہیں دو معصوم بچوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ ٹی وی پر اعلان ہوتا ہے کہ انہوں نے مفروروں کو قتل کر دیا ہے، انہیں انعام دیا جائے۔ اتنا بڑا واقعہ ہو گیا۔ ٹی وی پر اشتہار لگتے ہیں۔ اخبارات میں خبریں آتی ہیں کہ ڈاکو قتل کر دیے گئے۔ آج اگر دو ممبران اس میں concern feel نہیں کرتے، اس کو التواء میں ڈالنا چاہتے ہیں تو یہ ان کا حق ہے۔ جناب سپیکر! میں اس تحریک کا محرک ہوں۔ اس کو آپ خلاف ضابطہ قرار دے سکتے ہیں۔ اگر آپ کسی وجہ سے چاہتے ہیں کہ یہ ایوان میں نہ آئے، آپ اس پر اپنی رولنگ دے دیں۔ لیکن بطور محرک اس بات پر ضد کرتا ہوں کہ

میں اس کو ایوان میں زیر بحث لانا چاہتا ہوں۔ آپ قواعد کے مطابق اپنا فیصلہ دیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اس میں قواعد کے مطابق فیصلہ ہونا چاہیے اور قواعد واضح ہیں کہ اگر آپ تحریک التوائے کار کو اس کی باری کے بغیر لانا چاہتے ہیں کیونکہ تحاریک التوائے کار کا تو ہمارے پاس ایک ڈھیر لگا ہوا ہے اور کوئی بھی تحریک التوائے کار اب آئے گی تو اسی ترتیب کے ساتھ آئے گی اور آخری نمبر پر آئے گی۔ ہمارے پاس کوئی 156 تحاریک التوائے کار ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار 157 نمبر پر آئے گی۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ اس کا نمبر نہ آئے۔ سب حضرات نے جو تحاریک التوائے کار دی ہیں، سب نے اپنی دانست میں انتہائی اہم واقعات کے حوالے ان میں دیے ہیں اور انہوں نے تحاریک التوائے کار پیش کی ہیں۔ اب اگر آپ چاہتے ہیں کہ کسی بھی تحریک التوائے کار کو بغیر اس کی باری کے لیا جائے تو اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اس کو ہاؤس کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ اور اگر ہاؤس چاہتا ہے کہ اس کو بغیر باری کے لیا جائے، باقی سب کو چھوڑ کر اس کو نمبر 1 پر لیا جائے تو میں اس کو لینے کے لیے تیار ہوں۔ کل میں نے محسوس کیا تھا کہ ان کی بات میں بڑا وزن ہے اور میں نے محسوس کیا تھا کہ سارا ہاؤس ان کی بات سے move ہوا ہے اور سارا ہاؤس چاہتا ہے کہ اس کو بغیر باری کے لیا جائے تو میں نے کہا تھا کہ ٹھیک ہے۔ ہم اگر چاہیں گے تو اس کو بغیر باری کے لیں گے۔ آج چودھری فاروق صاحب اس کے محرک بنے ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو ایوان کے سامنے پیش کروں اور ایوان کی sense لوں تو وہ میں قواعد کے مطابق لینے کو تیار ہوں۔ لیکن میں آپ کو مشورہ دوں گا کہ یہ اس کے ابتدائی محرک ہیں۔ اگر آپ محرک بھی ہیں تو آپ اس تحریک التوائے کار کو ان کے ساتھ شامل رکھیں اور وہ چاہتے ہیں کہ اس کو ملتوی کر دیا جائے یا مؤخر کر دیا جائے تو کوئی حرج والی بات نہیں۔

وزیر امداد باہمی: (رانا پھول محمد خان) پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ سے رولنگ چاہوں گا کہ اگر ایک تحریک التوائے کار اس ایوان میں پیش ہو جائے اور اس کی تائید کچھ اور لوگ بھی کرتے ہوں اور اس کو جائز بھی سمجھتے ہوں کیونکہ سب کو اس سے ہمدردی ہے۔ اگر اس کا محرک یہ چاہے کہ معاملہ میں نے اس لیے پیش کیا ہے کہ حکومت مجھے انصاف دے، اور وہاں بے انصافی ہوئی ہے۔ اس پر اگر محرک مطمئن ہو جائے اور وہ یہ چاہے کہ

حکومت کی یاددہانی تک یہ ملتوی کر دی جائے تو وہ ملتوی کر دی جانی مناسب ہوتی ہے، روایات یہ رہی ہیں۔ لیکن کسی دوسرے رکن کو اسی معاملے پر کوئی تحریک پیش کرنے کا حق نہیں پہنچتا۔ ایک ہی معاملے پر، جب وہ تحریک ہاؤس میں پیش ہو چکی ہو۔۔۔۔۔۔

چودھری محمد فاروق: ان کے پچ واپس نہیں ملیں گے۔

وزیر امداد باہمی: پچ ہم سب کے ہیں لیکن ایک معاملے پر دو تحاریک التوائے کار، اسی دن پیش ہوں یا ان ممبران کی طرف سے پیش ہوں، جب محرک مطمئن ہو جائے تو دوسری تحریک پیش نہیں ہو سکتی۔ میں جناب سے رولنگ چاہتا ہوں۔ جس وقت ایک تحریک التوائے کار اس ہاؤس کی پراپرٹی بن جائے، دوسری تحریک اس پر پیش نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر: میں اس تحریک التوائے کار کو حاجی گلاب خان صاحب اور خان زادہ صاحب کی درخواست پر ملتوی کرتا ہوں۔

جناب غلام سرور خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اسی طرح کی تحریک التوائے کار میں نے بھی کل اسمبلی سیکرٹریٹ کو دی ہے اور ابھی وقت کے مطابق بیس اور چوبیسویں تحریک التوائے کار بھی میری جناب سپیکر! میری درخواست یہ ہے کہ میں اپنی وہ تحاریک التوائے کار واپس لینا چاہتا ہوں اور ان کی جگہ یہ اہم نوعیت کا معاملہ جو حلقہ پی پی۔14 میں پیش آیا ہے، جس کے سلسلے میں چودھری فاروق صاحب بھی اپنی تحریک التوائے کار پیش کرنا چاہتے تھے، میں اپنی وہ تحریک التوائے کار پیش کرنا چاہتا ہوں اور اپنی دو تحاریک التوائے کار نمبر 23 اور 24 واپس لینا چاہتا ہوں۔ میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

وزیر قانون: تحریک التوائے کار کا وقت تو ختم ہو چکا ہے۔ چالیس منٹ ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے اور اجلاس کا وقت بھی ختم ہو رہا ہے۔

وزیر قانون: آدھا گھنٹا وقت بڑھا لیا جائے۔

جناب غلام سرور خان: جناب سپیکر! میں نے آپ کی رولنگ چاہی تھی کہ اگر میں اپنی کوئی تحریک التواء واپس لینا چاہوں اور اس کی جائے اپنی یہ تحریک التواء take up کروانا چاہوں تو پھر اس پر آپ کا فیصلہ کیا ہو گا۔ ایسا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جناب غلام سرور خان صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار واپس لے کر دیکھیے، پھر میں دیکھوں گا کہ دوسری آسکتی ہے یا نہیں۔۔۔۔ وزیر قانون صاحب نے ایک تحریک پیش کی ہے کہ ہاؤس کا وقت آدھا گھنٹہ بڑھا لیا جائے۔

راجہ خلیق اللہ خان: جناب والا! معزز ممبران ہر صورت وقت پر تشریف لایا کریں تاکہ جو وقت آپ مانگ رہے ہیں اس کی ضرورت نہ رہے۔

جناب سپیکر: میں آپ کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ ہم نے سارا پروگرام آج ترتیب دے دیا ہے۔ آپ تک وہ سارا شیڈول پہنچ چکا ہے کل سے ہم نے بروقت اجلاس شروع کرنا ہے۔ اگر نو بجے ہے تو آپ یہ سمجھیے کہ ٹھیک نو بجے میں انشاء اللہ یہاں آکر بیٹھ جایا کروں گا اور اس میں کسی قسم کا کوئی توقف نہیں ہوگا۔ آپ نو بجے سمجھیے اور دس بجے کو دس بجے سمجھیے۔ تو سردار صاحب! آج ہاؤس کا موڈ کچھ قانون سازی کے لیے مجھے نظر نہیں آتا آپ کے ساتھیوں کا موڈ قانون سازی کے لیے مجھے نظر نہیں آتا۔ تو اجلاس نو بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس)

منگل، 26- مئی 1992ء

(سہ شنبہ، 23- ذی القعد 1412ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 9 بج کر 10 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ
اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَالْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾
لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ
مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾

سورۃ النور آیات 37 تا 38

(یعنی ایسے) لوگ جن کو خدا کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت۔ وہ اس دن سے جب دل (خوف اور گھبراہٹ کے سبب) الٹ جائیں گے اور آنکھیں (اوپر چڑھ جائیں گی) ڈرتے ہیں ۝ تاکہ خدا ان کو ان کے عملوں کا بہت اچھا بدلہ دے۔ اور اپنے فضل سے زیادہ بھی عطا کرے۔ اور خدا جس کو چاہتا ہے بے شمار رزق دیتا ہے ۝

وما علینا الا البلاغ ۝

پوائنٹ آف آرڈر

کورم کا سوال

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! آپ نے کل بڑے اچھے انداز میں کہا تھا کہ نو بجے کو نو بجے ہی سمجھا جائے۔ لہذا ٹھیک نو بجے اجلاس شروع ہو جائے گا۔ لیکن نو بجے صرف چھ ممبران تشریف فرما تھے' اس کے بعد گھنٹیاں بجتی رہیں اور کچھ اور لوگ بھی آتے رہے۔ میں اس سلسلے میں یہ چاہوں گا کہ آپ کم از کم وزراء صاحبان کا تو نوٹس لیں اس وقت بھی صرف پانچ وزراء صاحبان تشریف فرما ہیں جب کہ موجودہ کابینہ کی تعداد بیس ہے۔ اسی طرح پارلیمانی سیکرٹری ہیں' مشیر ہیں' سٹینڈنگ کمیٹیوں کے چیئرمین ہیں۔ میں صرف ریکارڈ کو درست کرنے کے لیے اور آپ کی بات کی تقویت کے لیے یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھا رہا ہوں۔ اس لیے آپ اس کا نوٹس ضرور لیں نو بجے کا مطلب نو بجے ہی ہے دس بجے نہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ)

جناب سپیکر : شکریہ موہل صاحب۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ کے سوالات ہیں۔ میاں محمود احمد۔

فرخ آباد پارک کی دوبارہ تعمیر

☆209۔ میاں محمود احمد : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر لاکھوں روپے کی لاگت سے شاہدرہ میں فرخ آباد پارک تعمیر کیا گیا سیلاب سے اس پارک کو خاصا نقصان پہنچا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے کامران کی بارہ دری کا دورہ کیا اور حکم دیا کہ یہ پارک دوبارہ تعمیر کیا جائے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو وزیر اعلیٰ کے احکامات کی تعمیل ابھی تک کیوں نہیں کی گئی اور کیا حکومت متذکرہ احکامات کی تعمیل کا ارادہ رکھتی ہے

اور یہ پارک کتنی لاگت سے مکمل ہو گا اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) جز ہائے بالا کی روشنی میں مزید جواب درکار نہ ہے۔

نئے پارک بنانے کے لیے اقدام

☆210۔ میاں محمود احمد : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) میرے حلقہ میں محکمہ ہارٹیکچر ترقیاتی ادارہ لاہور کن کن پارکوں کی نگہداشت کر رہا ہے اور کون کون سے نئے پارک بنانے کا ارادہ ہے جن پارکوں کی نگہداشت کر رہا ہے ان پر ماہانہ کتنے اخراجات آتے ہیں الگ الگ تفصیل معہ سٹاف سامان (ناموں کے ساتھ) بتائی جائے اور جو نئے منصوبے شروع کیے ہیں یا کرنے کا ارادہ ہے ان کے نام معہ لاگت اور ان میں کیا کیا مہیا کرنا ہے اس وقت ملازمین عارضی اور مستقل مدت ملازمت کی تفصیلات کیا ہیں

(ب) نئے پارک کب شروع کیے جائیں گے اور کب تک مکمل کیے جائیں گے کیا پہلے سے تعمیر کردہ پارکوں میں داخلہ بذریعہ ٹکٹ ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) حلقہ پی پی 116 میں داتا نگر اوور ہیڈ برج محکمہ ہذا کی زیر نگرانی ہے۔ مذکورہ حلقہ میں علی پورہ (کچی آبادی) کا پارک زیر تعمیر ہے نیز جی۔ٹی روڈ سے مقبرہ جہانگیر کی سڑک دونوں اطراف گرین بیلٹ میں زیبائشی پودے لگا کر راستے کو آراستہ کرنا زیر منصوبہ مدی ہے مزید برآں مقبرہ کے مین گیٹ کے سامنے والا ہر دو جانب رقبہ وکار پارک کو خوبصورت بنانا مقصود ہے۔

جن پارکوں کی نگہداشت محکمہ ہذا کے ذمے ہے اس پر تقریباً دس ہزار روپیہ ماہانہ خرچ آتا ہے۔

مذکورہ پارک کی نگہداشت کے لیے مندرجہ ذیل مزدور یومیہ اجرت پر کام کرتے ہیں۔

۱۔ محمد یعقوب ولد محمد دین
۲۔ محمد یونس ولد محمد حسین
۳۔ خوشی محمد ولد علم دین
۴۔ محمد لطیف ولد عالم دین
۵۔ محمد یحییٰ ولد احمد دین
۶۔ محمد اکرم ولد محمد شریف
۷۔ مشتاق احمد ولد خورشید علی

مستقل اسٹاف

محمد حنیف (میٹ)

تفصیل سامان :۔

پانی دینے کے لیے پلاسٹک پائپ اور گھاس کاٹنے کے لیے مشین موقع پر ہر وقت استعمال میں ہے۔

علی پورہ کچی آبادی مستقل جوہڑ کو لیول کر کے پارک تعمیر کرنا مقصود ہے جس کو آہنی جنگلہ، مختلف اقسام کے پودہ جات پھول لگا کر مکینوں کے لیے سیر و تفریح کے لیے بہترین پارک بنانا درکار ہے۔

سات عارضی ملازمین (یومیہ اجرت پر) رکھے ہوئے ہیں اور مستقل ملازم کوئی نہ ہے۔ صرف ایک میٹ مستقل ہے۔

اوور ہیڈ برج تکمیل ہو چکا ہے اور علی پورہ کچی آبادی کا پارک زیر تعمیر ہے جس میں ناجائز تجاوزات ہیں۔ نیز وہاں پر سیوریج ڈالا جا رہا تھا جو کہ بروقت کام مکمل ہونے میں رکاوٹ ہے بہر حال ان تمام تر رکاوٹوں کو محکمہ ہذا دور کرنے میں کوشاں ہے۔

(ب) نئے پارکوں کے تخمینہ اخراجات اوائل مراحل میں ہیں جس کے بارے میں حتمی

تاریخ نہیں دی جا سکتی اور ان پارکوں پر فی الحال کوئی داخلہ ٹکٹ نہ ہے۔

ہاؤسنگ سکیموں پر اخراجات کی تفصیل

☆362۔ رانا اکرام ربانی : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) صوبہ بھر میں ترقیاتی اداروں اور محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے 1977ء سے لے کر تاحال کون کون سی ہاؤسنگ سکیمیں تیار کیں' ان سکیموں پر آنے والے اخراجات پلاٹوں کی تعداد اور رقبہ کی تفصیلات سال وار کیا ہیں۔

(ب) متذکرہ سکیموں میں سے کتنی سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں؟ کتنی پر کام جاری ہے۔ اور ان کی تکمیل کب تک ہو گی۔

(ج) نئی سکیموں کی تفصیلات کیا ہیں اور ان پر ہونے والے اخراجات کا تخمینہ کیا ہے اور ان سکیموں میں پلاٹوں کی تعداد کیا ہے۔

(د) تکمیل شدہ سکیموں میں سے کتنی سکیموں کے پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا کام مکمل ہو چکا ہے اگر نہیں تو کتنے پلاٹ خالی ہیں۔ مکمل تفصیلات فراہم کی جائیں۔

(ہ) تکمیل شدہ سکیموں میں سے کتنے پلاٹ بذریعہ قرعہ اندازی الاٹ کیے گئے کتنے پلاٹ وزیر اعلیٰ و دیگر مجاز اتھارٹی کی سفارش پر الاٹ کیے گئے ایسے افراد کے نام پتے اور تفصیلات کیا ہیں اور کن وجوہات کی بناء پر بغیر قرعہ اندازی پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی گئی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) ترقیاتی اداروں محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے 1977ء سے لے کر تاحال 105 ہاؤسنگ سکیموں پر کام کیا ہے۔ ان سکیموں کے نام' ان پر آنے والے اخراجات' پلاٹوں کی تعداد اور رقبہ کی تفصیلات سال وار تتمہ "الف" پر ہے (تتمہ الف ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)

(ب) متذکرہ سکیموں میں سے 57 سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں اور 48 پر کام جاری ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ زیر تکمیل سکیمیں تین سال تک مکمل ہو جائیں گی۔

تفصیلات تتمہ الف پر ملاحظہ فرمائیں (تتمہ الف ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)۔

(ج) نئی سکیموں کی تفصیلات ممشمول پلاٹوں کی تعداد اور اخراجات کا تخمینہ تتمہ ب پر لف ہے (تتمہ ب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)۔

(د) تکمیل شدہ سکیموں میں سے بارہ سکیموں پر پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا کام مکمل ہو چکا ہے تکمیل شدہ سکیموں پر پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیل تتمہ ج پر قابل ملاحظہ ہے (تتمہ ج ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)

(ہ) تکمیل شدہ سکیموں میں 36,721 پلاٹ بذریعہ قرعہ اندازی 2,854 وزیر اعلیٰ کوٹہ اور 4,176 دیگر مجاز اتھارٹی کی سفارش پر الاٹ کیے گئے جن کی مکمل تفصیلات تتمہ ج پر لف ہیں (تتمہ ج ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)

رانا اکرام ربانی : جناب والا! میں اپنا ضمنی سوال اس قرار داد کے حوالے سے کروں گا جو اس ایوان میں صوبائی اسمبلی پنجاب کے سیکرٹریٹ کے ملازمین کے لیے پاس کی گئی تھی میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کوئی سکیم جس میں صوبائی اسمبلی کے ملازمین کے لیے جگہ مختص کی گئی ہو یا اس سلسلے میں کوئی ہاؤسنگ سکیم بنائی جا رہی ہو یا زیر غور ہو؟

جناب سپیکر : آپ نے سوال follow کیا ہے؟ ارشاد فرمائیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! سوال تو یہ تھا کہ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ میں کتنی ہاؤسنگ سکیمیں مکمل کی گئی ہیں' اس کا جواب ہم نے بڑا تفصیل سے دیا ہے۔ جہاں تک ضمنی سوال کا تعلق ہے اس کے بارے میں عرض کروں گا کہ جیسا کہ جناب والا کے علم میں بھی ہے کہ پنجاب اسمبلی کے ملازمین کے لیے ہاؤسنگ سکیم بنانے کے لیے ہماری ایک کمیٹی کا اجلاس آپ کی سربراہی میں اسمبلی چیمبر میں ہوا تھا اور اس کمیٹی کی سفارشات کو ہم نے جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں بھی پیش کیا تھا اور جناب والا کے پاس بھی موجود ہیں۔ اس سلسلے میں جوں ہی ہمیں حکومت کی طرف سے کوئی ہدایت موصول ہوئی ہم اس پر فوری عمل کریں گے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ محکمے کی طرف سے اس میں کوئی تاخیر نہیں ہو گی۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب اسمبلی کی ایک

متفقہ قرار داد تھی اور اسمبلی کی قرار داد کی جو حیثیت ہے اس نقطۂ نظر سے وزیر موصوف کا بیان بہت ہی کمزور ہے اور اسی سلسلے میں ایک ضمنی سوال میں کرنا چاہتا ہوں کہ قرار داد کو پاس ہوئے چار سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور اسی سلسلے میں ایک تحریک استحقاق میں نے پیش کی تھی اس کے لیے ایک کمیٹی بھی بنی تھی اور اس کو بھی ایک سال ہو گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس دوران عملی پیش رفت کیا ہوئی ہے؟ ہمیں واضح طور پر اس کی عملی پیش رفت بتائی جائے۔

جناب سپیکر: وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! جیسا کہ فرید احمد پراچہ نے پوچھا ہے کہ اس پر عملی پیش رفت کیا ہوئی ہے؟ میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ جناب والا کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی تھی۔ اس کے minutes ہم نے ضرور بھیجے تھے اس کی جو صحیح صورت حال ہے اس کا مجھے اس وقت علم نہیں ہے کہ وہ معاملہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے پاس ہے یا کسی اور کے پاس ہے لیکن ہمارے آفس میں وہ معاملہ ابھی تک نہیں پہنچا۔ اس سلسلے میں میرا جواب صرف یہ ہے کہ جیسے ہی حکومت کی طرف سے ہمیں کوئی ہدایت موصول ہو گی تو ہمارے محکمے کی طرف سے کوئی تاخیر نہیں ہو گی۔ ہم اس سلسلے میں باقی سکیموں کو چھوڑ کر بھی ترجیحی بنیادوں پر اسمبلی سیکرٹریٹ کی سکیم کو مکمل کریں گے۔ لیکن جیسے ہی ہمیں ہدایات ملیں گی' جیسے ہی ہمیں پیسے ملیں گے ہم اس پر عمل درآمد شروع کر دیں گے۔ ہماری طرف سے کوئی دیر نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: اس میں پیسوں کا تو سوال نہیں ہے۔ جس بارے میں یہ سوال رانا اکرام ربانی کی طرف سے اٹھایا گیا اور اس پر جناب فرید احمد پراچہ نے ضمنی سوال کیا۔ اس میں تو صرف گورنمنٹ کی طرف سے اس ہاؤسنگ سکیم کی منظوری کی ضرورت ہے اور بلاشبہ انہوں نے یہ جائز point out کیا ہے کہ اس سکیم کے لیے میٹنگ ہوئی اس میں طے ہوا اور اس کو ایک سال کا عرصہ ہو گیا ہے۔ پھر آپ فرما رہے ہیں کہ حکومت کی طرف سے آپ کو کوئی ہدایت موصول ہو گی۔ کیا آپ اپنے آپ کو گورنمنٹ نہیں سمجھتے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ: جناب والا! اس میں کوئی شک نہیں کہ میں بھی

گورنمنٹ کا ایک حصہ ہوں۔ لیکن ہمارے ڈیپارٹمنٹ نے جو کام کرنا ہے ہمیں پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جو ہدایات ملیں گی کہ آپ فلاں فلاں سکیم بنائیں تو ہم بنانے کے لیے تیار ہیں۔ تمام ہاؤسنگ سکیموں میں گورنمنٹ ملازمین کا کوٹہ ہوتا ہے جس کے تحت یہ ملازمین بھی apply کر سکتے ہیں۔ گورنمنٹ بھی اس بات پر متفق ہے اور جناب لاء منسٹر صاحب بھی اس میٹنگ میں موجود تھے۔ ہماری طرف سے منسٹر صاحبان کی طرف سے یا گورنمنٹ کے کسی شعبے کی طرف سے کسی نے بھی اس پر disagree نہیں کیا۔ سب نے کہا ہے کہ یہ سکیم بننی چاہیے۔ اس پر اعتراضات یہ آئے تھے کہ اگر آج یہ کالونی ایک ڈیپارٹمنٹ کے لیے بناتے ہیں تو کل کوئی دوسرا ڈیپارٹمنٹ آ جائے گا۔ چونکہ اسمبلی کی متفقہ قرار داد تھی اور اس سلسلے میں ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ preferential treatment کے طور پر ان ملازمین کو ہاؤسنگ سکیم میں پلاٹ ملنے چاہئیں' چاہے یہ ہاؤسنگ سکیم independent بن جائے یا اگر جناب وزیر اعلیٰ اجازت دے دیں تو پہلے والی ہاؤسنگ سکیم میں اسے adjust کر لیں گے۔ مجھے اس بارے میں قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ میں تو اسے support کروں گا کہ اسمبلی ملازمین کے لیے ایک ہاؤسنگ سکیم ضرور بننی چاہیے اور یہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے بننی چاہیے۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب ضمنی سوال کریں گے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : میرے پاس جو اعداد و شمار ہیں اس کے مطابق جوہر ٹاؤن سبزہ زار میں چھ ہزار پلاٹس خالی پڑے ہیں اور وہاں پر ہائی کورٹ بار اور ڈسٹرکٹ بار کو بھی پلاٹ دیئے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کی طرف سے ایک سمری وزیر اعلیٰ کی خدمت میں پیش کی جا چکی ہے لیکن اس کے باوجود غریب ملازمین جو دن رات یہاں مشقت کرتے ہیں محنت کرتے ہیں اور اسمبلی کی خدمت کرتے ہیں ان کو مسلسل چار سال سے نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنے کی جسارت کروں گا کہ وہ ازراہ کرم یہ بتائیں کہ کیا ان کا یہ حق ہے یا نہیں۔ ان کے پاس کسی رہائشی سکیم میں مکان یا جگہ نہیں ہے اور وہ بے چارے غریب ملازمین اتنی دور دور سے آتے ہیں' کرایہ خرچ کرتے ہیں' پھر اتنی محنت کرتے ہیں مہربانی کر کے یہاں پر اقرار کیا جائے کہ انہیں ترجیحی بنیادوں پر معاوضے کے طور پر رہائشی سکیم میں جلد از جلد کب جگہ دی جائے گی؟

جناب سپیکر : منسٹر ہاؤسنگ پلیز۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! ہماری طرف سے ایک سمری جناب چیف منسٹر کو گئی ہوئی ہے جوں ہی وہ واپس آئے گی اور پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ اس کے ساتھ agree کر کے ہمیں پیسے دے گا تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا ہم یہ سکیم بہت جلد شروع کر دیں گے۔ باقی جو فاضل محرک فرما رہے ہیں کہ سبزہ زار ٹاؤن میں یا جوہر ٹاؤن میں اتنے پلاٹس دستیاب ہیں۔ اس بارے میں جناب والا آج ہی ایک سوال آگے آ رہا ہے کہ ان پلاٹس کی جوہر ٹاؤن میں قرعہ اندازی ہونی تھی تو وہ ہو چکی ہے۔ سبزہ زار ٹاؤن میں ابھی قرعہ اندازی نہیں ہوئی۔ لیکن ان دونوں سکیموں میں زیادہ تر پلاٹس exemption سے متعلقہ ہیں اور وہ مالکان زمین کو جائیں گے۔ بہت تھوڑے پلاٹس ایسے تھے جن کی قرعہ اندازی ہونی تھی۔ جیسے کہ فاضل محرک نے فرمایا ہے کہ ان غریب ملازمین کا حق ہے۔ میں ان سے متفق ہوں کہ یہ غریب ملازمین کا حق ہے اور انہیں دوسری ہاؤسنگ سکیم میں جہاں دوسرے ملازمین apply کرتے ہیں وہاں یہ apply کریں اگر قرعہ اندازی میں ان کو مل جاتا ہے تو ان کی قسمت ہے۔ لیکن خاص طور پر اسمبلی کے ملازمین کے لیے جو قرار داد اسمبلی میں پاس ہوئی تھی میں اس سلسلے میں جناب وزیر اعلیٰ کے پاس جا کر اس مسئلے کو حل کروانے کی کوشش کروں گا اور مجھے امید ہے کہ چیف منسٹر صاحب کی طرف سے یہ سمری مثبت انداز میں واپس آئے گی اور ہم انشاء اللہ اس سکیم کا اعلان کر دیں گے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : میں نے یہ گزارش کی تھی کہ ازراہ کرم یہ بتایا جائے کہ ان سکیموں میں سے جو کہ خالی پڑی ہیں ان ملازمین کو کب تک پلاٹ الاٹ کیے جائیں گے ؟ کوئی یقین دہانی تو ہو۔ کیونکہ اسے کم از کم چار سال تو ہو چکے ہیں اگر اس معاملے کو اسی طرح مزید التواء میں رکھا گیا تو یہ معاملہ کھٹائی میں پڑتا رہے گا اور ہمیں اس کی کوئی مثبت صورت نظر نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب چاہتے ہیں کہ concrete lines پر کوئی deadline ان کے لیے مقرر کی جائے۔ منسٹر ہاؤسنگ اس سلسلے میں کیا ارشاد فرماتے

ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! جن چھ ہزار پلاٹس کا ذکر کیا گیا ہے میں اس سلسلے میں عرض کر چکا ہوں کہ جوہر ٹاؤن میں جتنے پلاٹس کی قرعہ اندازی ہونا تھی وہ مکمل ہو چکی ہے۔ سبزہ زار ٹاؤن میں ابھی اس کے سیکنڈ فیز کی ری پلاننگ ہو رہی ہے وہاں ابھی قرعہ اندازی نہیں ہوئی۔ لیکن جتنے اسمبلی کے ملازمین ہیں وہاں پر اتنے پلاٹس دستیاب نہیں ہیں۔ قرعہ اندازی میں تو جو بھی آدمی بحیثیت ملازم ملازمت والے کوٹہ میں یا اوپن قرعہ اندازی کے کوٹہ میں چلا جائے تو یہ اس کی قسمت ہے کہ اسے پلاٹ مل جائے۔ جن پلاٹس کا ذکر کیا گیا ہے ان میں اکثر پلاٹس ایسے ہیں جو exemption سے متعلقہ ہیں اور وہ مالکان زمین کو واپس جاتے ہیں۔ چیف منسٹر صاحب کا جو کوٹہ تھا اس کی بھی الاٹمنٹ ہو چکی ہے' سبزہ زار میں کچھ ہو چکی ہے اور کچھ پلاٹس کی قرعہ اندازی باقی ہے۔ لیکن میں اس معزز ہاؤس کی پہلی قرار داد کا اور تمام اراکین کی رائے کا احترام کرتے ہوئے یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہم نے جناب وزیر اعلیٰ کے پاس جو سمری ارسال کی ہے اس کا پیچھا کروں گا اور اس معزز ایوان کو اس سے آگاہ کروں گا کہ اس میں کیا دیر ہے' کیا مشکلات ہیں۔ میری یہ قطعاً رائے نہیں ہے کہ ملازمین کی علیحدہ کالونی نہیں بننی چاہیے بلکہ یہ ضرور بننی چاہیے ان کا جس طرح independent سیکرٹریٹ ہے اسی طرح ان کی inde-pendent کالونی ہونی چاہیے اور اس کالونی میں ان سب کو پلاٹس ملنے چاہئیں۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے مشورہ کر کے اسی اجلاس میں اس ہاؤس کو مطلع کر دوں گا۔

جناب سپیکر : جی جناب ارشاد حسین سیٹھی۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی : جناب والا! وزیر موصوف نے جس انداز میں اس کی وضاحت کی ہے۔ میں اس بارے میں اپنے ضمنی سوال میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چار سال کے دوران محکمہ ہاؤسنگ نے بہت سی سکیمیں بہت سے شہروں میں نہ صرف develop کی ہیں بلکہ وہاں لوگوں کو ہزاروں کی تعداد میں پلاٹس بھی الاٹ کیے ہیں اور جناب والا صرف ملازمین کے لیے جس انداز میں جناب وزیر موصوف نے جواب دیا ہے کہ ہم اس پر غور کر رہے ہیں کہ land owners کے لیے بھی پلاٹس ہوں۔ جناب والا! گورنمنٹ کسی بھی ہاؤسنگ سکیم کے لیے جب بھی کوئی زمین acquire کرتی ہے land owners

سب سے پہلے اپنا کوٹا لے جاتے ہیں۔ اگر جگہ موجود ہے تو صرف اور صرف وزراء صاحبان نے ایسے کاموں کے لیے رکھی ہے اور مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں' کہ یہاں پوری تفصیلات موجود ہیں کہ جن جن لوگوں کو انہوں نے پلاٹس الاٹ کیے ہیں جس انداز سے یہ کوٹے مقرر کر کے فائلوں کے پیچھے بھاگتے ہیں۔ جناب والا ایک دن میں ہی پلاٹ کو منتخب کرنا اور اسی دن اس کی الاٹمنٹ کرنا' یہاں پر ایسے بے شمار cases موجود ہیں۔ جب ملازمین کی باری آتی ہے تو وزیر موصوف یہ کہتے ہیں کہ ہم نے چار سال میں اس سمری کے پیچھے جانا ہے جس کا جواب ابھی تک ان کے پاس نہیں آیا۔ جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو بقایا پلاٹس بھی ہیں وہ ملازمین کو نہ دینے کی خاطر اس کو delay کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ جتنے بھی پلاٹوں کی نشان دہی کی ہے سبزہ زار سکیم کے فیز سیکنڈ میں point out کر کے ان کے لیے مخصوص کر دیے جائیں کہ یہ آج کے بعد متفقہ قرار داد کے مطابق اسمبلی کے ملازمین کو دیے جائیں گے۔ اس کے علاوہ کسی اور کو نہیں دیے جائیں گے اور اس بارے میں وزیر موصوف کو یقین دہانی کروانی چاہیے۔ یہ اسمبلی کا بھی استحقاق بن گیا ہے کہ اسمبلی نے متفقہ طور ایک قرار داد پاس کی ہے جس کے لیے جناب وزیر موصوف نے یہ رویہ اختیار کیا ہے۔

جناب سپیکر : جی منسٹر ہاؤسنگ۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! یہ یقیناً اسمبلی کا استحقاق ہے اور میں بھی اپنے آپ کو اسمبلی کا ایک حصہ سمجھتا ہوں لہذا یہ میرا بھی استحقاق ہے۔ سب سے پہلے ہم نے یہ قرار داد پاس کی اور پھر حکومت نے میٹنگ کی۔ مجھے وزیر بنے ابھی ڈیڑھ سال ہوا ہے اور مجھے یاد ہے کہ جناب والا! کی سربراہی میں اسمبلی چیمبر میں میٹنگ ہوئی تھی اور اس میٹنگ کے جو minutes ہم نے جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں بھیجے ہیں۔ اس بارے میں اسی اجلاس میں جناب وزیر اعلیٰ سے discuss کر کے آپ کو مثبت انداز میں جواب دوں گا تاکہ ہم اسمبلی کے ملازمین کی مدد کے لیے کچھ نہ کچھ کر سکیں اور جیسے فاضل محرک فرما رہے ہیں کہ محکمے نے بے شمار ہاؤسنگ سکیمیں بنائی ہیں تو اس میں کوئی شک نہیں کہ لاہور سے باہر جہاں state land دستیاب تھی بعض جگہوں پر ہاؤسنگ سکیم بنی۔ لیکن لاہور کا مسئلہ باقی شہروں سے بالکل مختلف ہے۔ ایک تو یہاں state land دستیاب

نہیں ہوتی اور جہاں ہم نے زمین ear mark کی تھی وہ جناب والا! کے علم میں بھی ہے۔ اس کی acquisition proceedings اور باقی معاملات کو طے کرنا اچھا خاصا لمبا process ہے۔ لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ میں جناب وزیر اعلیٰ اور جناب سپیکر سے مل کر اس مسئلے کو sort out کرنے کی کوشش کروں گا۔ جیسے کہ ہمارے باقی اراکین کو اسمبلی ملازمین کے ساتھ ہمدردی ہے آپ یقین جانے کہ ہماری ہمدردی میں بھی کسی percentege کی کمی نہیں ہے ہمارا بھی ان کے ساتھ ویسا ہی رابطہ ہے ہم چاہتے ہیں کہ ان غریب ملازمین کو پلاٹ ملیں۔ آج چونکہ میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ میں یہ بتا سکوں کیونکہ سوال سے بھی یہ بات واضح نہیں تھی کہ یہ بات پوچھی جائے گی۔ تو میں آج یہ commitment دیتا ہوں کہ اسی اجلاس میں جناب وزیر اعلیٰ اور جناب سپیکر پنجاب اسمبلی سے مل کر اس مسئلے کو حل کراؤں گا اور کسی مثبت انداز میں آپ کو جواب دوں گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : مجھے اس سوال کے سلسلے میں رانا اکرام ربانی کی طرف سے قاعدہ 52 کے تحت ایک نوٹس موصول ہوا ہے کہ یہ سوال بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اسمبلی ملازمین کی رہائشی کالونی کے سلسلے میں غیر ضروری تاخیر ہوئی ہے اور اس میں معزز اراکین اسمبلی یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہاں جو ایک متفقہ ریزولیوشن اختیار کیا گیا اس کی violation ہو رہی ہے وہ چاہتے ہیں کہ اس پر بحث کی جائے اور میں اس کو accept کرتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس کے لیے کب وقت رکھا جائے؟ اس کے لیے دو دن کا نوٹس چاہیے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! اس سلسلے میں کم از کم دس بارہ دن کا وقت دیں۔

جناب سپیکر : ہم آپ کو پورا وقت دیتے ہیں آئندہ اتوار کے دن تو بحث کے لیے سوال منظور ہو چکا ہے اس سے اگلے اتوار کے دن اس پر بحث کے لیے ایک گھنٹے کا وقت مخصوص کیا جاتا ہے۔ اتوار کو عموماً اجلاس سہ پہر کو ہوتا ہے۔ ذرا پروگرام دیکھ کر بتائیں کہ اس اتوار کو کس وقت اجلاس ہو گا؟

راجہ خلیق اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! جناب وزیر اعلیٰ سے کہا جائے کہ وہ اس دن ایوان میں موجود ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ وزیر competent نہیں ہیں۔ جب تک اوپر سے اجازت نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر : میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں اور منسٹر ہاؤسنگ یا تو پوری اتھارٹی کے ساتھ ایوان میں تشریف لائیں گے یا جناب وزیر اعلیٰ سے درخواست کریں گے کہ وہ ایوان میں تشریف لائیں۔ چودھری صاحب! آپ اس سلسلے میں جناب وزیر اعلیٰ سے میٹنگ کیجئے گا۔ اس پر پوری تیاری کیجئے۔ آنے والے اتوار کے بعد اگلے اتوار کے دن اس پر ایک بجے سے دو بجے تک بحث کریں گے اور آپ پوری اتھارٹی کے ساتھ تشریف لائیں اور اس بارے میں حکومت کے نقطۂ نظر کی وضاحت کریں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : ٹھیک ہے۔ جناب والا! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں جناب وزیر اعلیٰ سے discuss کروں گا یا تو وہ خود تشریف لائیں گے یا میں پوری تیاری کر کے آؤں گا۔

جناب سپیکر : آپ انھیں request کریں۔ اب اس پر مزید ضمنی سوالات کی ضرورت نہیں ہے۔

لائبریریوں کی تعداد کی تفصیل

☆363 ۔ رانا اکرام ربانی : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) صوبہ بھر میں ترقیاتی اداروں اور محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے ماتحت اداروں کی لائبریریوں کی تعداد کیا ہے اور ان میں کتنی کتنی کتابیں موجود ہیں ہر ایک لائبریری کی مکمل تفصیل ضلع وار کیا ہے۔

(ب) سال 1977ء سے تاحال متذکرہ لائبریریوں پر کس قدر رقوم خرچ کی گئیں اور ان میں ہر شعبہ اور محکمہ کی لائبریری کی ترتیب وار تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) صوبہ بھر میں محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل اینڈ اینوائرنمنٹل پلاننگ کے ماتحت اداروں اور ترقیاتی اداروں میں کل 10 لائبریریاں ہیں اور ان لائبریریوں میں موجود کتابوں کی تفصیل ضمیمہ "الف" میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) سال 1977ء سے تاحال مذکورہ 10 لائبریریوں پر 1,22,563.45 روپے خرچ کیے گئے۔ ہر شعبہ اور محکمہ کی لائبریری کی ترتیب وار تفصیلات ضمیمہ "الف" میں منسلک کر دی گئیں ہیں۔

ضمیمہ الف

محکمہ	لائبریریوں کی تعداد	کتابوں کی تعداد	اخراجات (سال 1977ء سے تاحال)
پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ (نارتھ زون)	ایک عدد	1585	2636 روپے
			لائبریریوں کے اخراجات 1977 سے تاحال
ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ پنجاب لاہور	2	1186	525 - 14
1۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	ایک عدد	901	1977ء سے اب تک 9 عدد کتابیں خریدی گئیں جن پر 501 روپے لاگت آئی۔
2۔ واسا (LDA) لاہور	"	241 ٹیکنیکل کتابیں 108 عدد جنرل "67	سال 1977ء سے واسا کی لائبریری پر اب تک کوئی رقم خرچ نہیں کی گئی کیونکہ یہ تمام کتابیں واسا کو مختلف اداروں نے تحفہ کے طور پر دی تھیں۔

محکمہ	لائبریریوں کی تعداد	ایڈمنسٹریشن کتابوں کی تعداد	خراجات (سال 1977ء سے تاحال)
		26 " کی کتابیں بیعنگ تجارت 40 " اکاؤنٹ 241 عدد	
فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی فیصل آباد	ایک لائبریری بنانے کی تجویز زیر غور ہے۔	222	29,816/70 روپے
واسا (FDA) فیصل آباد	ایک عدد	340	1518,40/- روپے
ملتان ترقیاتی ادارہ ملتان	ایک عدد	402	30,310/- روپے
راولپنڈی ترقیاتی ادارہ	ایک عدد	51	4418,50 روپے
گوجرانوالہ ترقیاتی ادارہ	لائبریری موجود نہ ہے۔	تاہم محکمہ میں 60 قانونی کتب موجود ہیں	9400/- روپے

ادارہ تحفظ ماحول محکمہ	1 لائبریریوں کی تعداد	1۔ کتابیں کتابوں کی تعداد	44,490/- تقریباً اخراجات (سال 1977ء سے تاحال)
پنجاب		338 2۔رپورٹیں 158 3۔کیٹالاگ 14 4۔مقالے 12 5۔مختلف صنعتوں18 کی فہرستیں 6۔ تحقیقی مقالے25 7۔ قانون کی کتابیں 180 8۔رسالے 10 کل تعداد۔ 593	
مری امپرووومنٹ ٹرسٹ مری	ایک عدد	144	1948 روپے

رانا اکرام ربانی : ضمنی سوال جن لائبریریوں کی انہوں نے تفصیل دی ہے ' کیا ان کو maintain کرنے کے لیے لائبریرین بھی رکھے گئے ہیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! دس لائبریریاں ہمارے پاس موجود ہیں اور یہ کوئی اتنی بڑی بڑی نہیں ہیں کہ ہمیں خاص طور پر لائبریرین کی ضرورت پڑے۔ میری اطلاع کے مطابق ان دس لائبریریوں میں بہت تھوڑی تھوڑی کتابیں ہیں اور کتابوں کی کل مالیت ایک لاکھ بائیس ہزار پانچ سو تریسٹھ روپے پینتالیس پیسے بنتی ہے اور یہ ہمارے محکمے کے تمام wings میں موجود ہیں۔ کوئی پبلک ہیلتھ انجینئرنگ میں ہیں کوئی ہاؤسنگ میں ہیں' کوئی اتھارٹی میں ہیں۔ ان کے لیے ہمیں فی الحال لائبریرین کی ضرورت نہیں ہے اگر ضرورت پڑی تو ہم یقیناً اس کے لیے بندوبست کریں گے۔

رانا اکرام ربانی : جناب سپیکر! کسی بھی محکمے یا ادارے میں لائبریری کی اہمیت کے پیش نظر ان لائبریریوں میں کتابوں کی جو تعداد بتائی گئی ہے کیا وہ خود اس سے مطمئن ہیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! میں اس تعداد سے بالکل مطمئن ہوں۔ میرا اپنا محکمہ ہے اور میں نے پوری تسلی کے بعد یہ جواب ایوان کو مہیا کیا ہے۔ ان کتابوں کی تعداد سے میں مطمئن ہوں۔ اگر کوئی کمی بیشی ہے یا فاضل رکن کچھ اور pin point کرنا چاہیں تو میں اس کے مطابق بھی عمل درآمد کرنے کو تیار ہوں۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! وزیر موصوف نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ کتابوں کی تعداد سے مطمئن ہیں' جب کہ انھیں بھی موقع ملا ہو گا دنیا بھر میں مفاد عامہ کے جتنے ادارے ہیں ان میں بہت اچھی اچھی لائبریریاں موجود ہوتی ہیں اور ان میں دنیا بھر کے جو بھی ترقیاتی اداروں سے متعلقہ کام ہیں اس بارے میں تمام اچھی کتب جمع کی جاتی ہیں۔

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! ضمنی سوال براہ راست ایک مخصوص سوال ہوتا ہے یہ نہیں کہ کوئی تقریر شروع کر دی جائے اور پھر بعد میں کہہ دیا جائے کہ میرا ضمنی سوال یہ ہے

جناب سپیکر : پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ فرید احمد پراچہ مخصوص سوال فرمائیں گے۔

جناب فرید احمد پراچہ : میرا مخصوص ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور ترقیاتی ادارہ میں ایک لائبریری موجود ہے جس کے لیے 1977ء سے لے کر آج تک صرف نو کتابیں خریدی گئی ہیں جن پر -/501 روپے لاگت آئی ہے۔ کیا 1977ء سے لے کر اب تک دنیا میں ترقیاتی اداروں سے متعلق صرف نو ہی ایسی کتابیں آئی ہیں یا یہ ایسی قابل ذکر ہیں کہ جن کو خریدنا اور جن کو شامل کرنا کافی سمجھا گیا ہے یا ان کے علاوہ بھی ریسرچ کا کام دنیا میں ہوا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی لائبریری میں کتابوں کی تعداد 901 ہے اور 1977ء سے لے کر اب تک نو کتابیں خرید کی گئی ہیں جن کی مالیت -/501 روپے ہے۔ پراچہ صاحب فرمارہے ہیں کہ ترقیاتی اداروں میں کتابوں کی تعداد زیادہ ہونی چاہیے۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ ہمارے پاس کوئی مخصوص فنڈ نہیں ہوتے جن سے ہم یہ کتابیں خریدیں ہمیں یقیناً اچھی اور بہتر کتابوں کی ضرورت ہے لیکن ان کتابوں کی ضروریات کو ہم ایسے پورا کرتے ہیں کہ جو انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ یا انجینئرنگ کونسل ہے لوگ وہاں سے کتابیں منگوا لیتے ہیں ان سے استفادہ کرتے ہیں اور پھر واپس کر دیتے ہیں۔ ضرورت تو ہمیں یقیناً ہے اور اگر ہمیں کوئی سپیشل گرانٹ مل جائے تو پھر ہم ان لائبریریوں کو مزید maintain بھی کریں گے' لائبریرین بھی رکھیں گے۔

چودھری محمد فاروق : جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا وزیر موصوف ان نو کتابوں کے نام بتانا پسند فرمائیں گے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! یہ نیا سوال بنتا ہے۔ ان کتابوں کے نام بتانے کے لیے سوال میں نہیں کہا گیا۔ اگر فاضل رکن نیا سوال دے دیں تو ان نو کتابوں کے تو کیا' ہم تمام کتابوں کے نام بتانے کو تیار ہیں۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! لائبریریوں سے متعلق سوال تھا اور وزیر موصوف نے خود بتایا کہ نو کتابیں خریدی گئیں ہیں۔ جب چودہ سالوں میں صرف نو کتابیں خریدی جائیں تو کم از کم وزیر موصوف کو ان کتابوں کے ناموں کا تو علم ہونا چاہیے۔ جواب میں ذکر موجود ہے کہ نو کتابیں خریدی گئیں۔ وہ کون سی خریدی گئیں؟

جناب سپیکر : یہ تو ظاہر ہے کہ وزیر صاحب نے یہ کتابیں نہیں خریدیں۔ اس لیے میرے خیال میں وہ ان کتابوں کے نام بتانے کی پوزیشن میں نہیں ہوں گے چودھری محمد فاروق آپ کوئی اور ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد فاروق : جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتا ہوں کہ کیا میرا یہ ضمنی سوال out of order ہے یا invalid ہے؟

جناب سپیکر : اس کے لیے fresh question درکار ہے۔ اس پر کوئی اور ضمنی سوال ہے؟ نہیں ہے۔ اگلا سوال۔

پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیل

☆525 ۔ خان غلام سرور خان : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) سال 1985ء سے 28 فروری 1991ء تک صوبہ میں کس کس ایم۔پی۔اے' ایم۔این۔اے اور سینیٹرز صاحبان کو پلاٹ (رہائشی' کمرشل) الاٹ کیے گئے اور ہر پلاٹ کی قیمت کتنی وصول کی گئی۔

(ب) سال 1985ء سے 28 فروری 1991ء تک کتنے ایم۔پی۔اے' ایم۔این۔اے اور سینیٹر صاحبان کی سفارش پر ان کے رشتہ داروں کو مختلف مقامات پر رہائشی اور کمرشل پلاٹ الاٹ کیے گئے مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) الاٹمنٹ پالیسی میں ایم۔پی۔اے / ایم۔این۔اے اور سینٹر صاحبان کے لیے کوئی علیحدہ کوٹہ مخصوص نہ ہے ۔ جس کی وجہ سے یہ بتانا ممکن نہ ہے کہ صوبہ میں کن کن منتخب ارکان کو 1985ء سے لے کر 1991ء تک پلاٹ الاٹ کیے گئے تاہم فاضل رکن کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے محکمہ ہاؤسنگ نے اپنی حتی المقدور کوشش کی اور صوبہ میں جن ایم۔پی۔اے / ایم۔این۔اے اور سینیٹر صاحبان کو 1985ء سے فروری 1991ء تک رہائشی یا کمرشل پلاٹ الاٹ کیے

گئے ان کی فہرست تیار کی جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے تاہم واضح رہے کہ یہ فہرست حتمی نہ ہے اور اس میں کمی بیشی کا احتمال ہے

(ب) گورنمنٹ کن پالیسی کے مطابق ہاؤسنگ سکیموں میں الاٹ بذریعہ قرعہ اندازی یا بذریعہ نیلامی الاٹ کیے جاتے ہیں تاہم چیف منسٹر صاحب کے صوابدیدی کوٹہ سے الاٹمنٹ چیف منسٹر صاحب کے احکامات کے تحت کی جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں جتنے احکامات / خطوط وصول ہوتے ہیں۔ ان میں سے کسی میں بھی یہ تحریر نہیں ہوتا ہے کہ یہ احکامات کسی ایم۔پی۔اے / ایم۔این۔اے یا سینیٹر صاحب کی سفارش پر ہوتے ہیں۔ اس لیے محکمہ ہاؤسنگ کے لیے ناممکن ہے کہ ایسی کوئی حتمی فہرست تیار کر سکے۔ اس سلسلہ میں پوری کوشش کے بعد ایک فہرست مرتب کی گئی ہے۔ جو فلیگ B پر ہے۔

جناب سپیکر : اس سوال کا جواب لمبا ہے۔ یہ پڑھا ہوا تصور ہو گا۔ کوئی ضمنی سوال ؟

خان غلام سرور خان : جناب سپیکر! میرے سوال کا مکمل جواب نہیں دیا گیا۔ اس سلسلے میں کافی لمبی لسٹ بنتی تھی۔ وزیر موصوف خود بھی اس سہولت سے مستفید ہو چکے ہیں لیکن ان کا اپنا نام بھی اس لسٹ میں نہیں ہے۔ جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ یہ لسٹ نامکمل ہے اور misprint بھی ہے۔ مکمل جواب کے لیے اس سوال کو دوبارہ کسی سیشن میں لایا جائے۔

جناب سپیکر : اس میں کون سی چیز نامکمل ہے ؟

خان غلام سرور خان : جناب سپیکر! جو ٹوٹل لسٹ دی گئی ہے۔ اس میں تقریباً 74 نام ہیں جو پڑھے جا رہے ہیں۔ جبکہ 1988ء تا 1990ء کی اسمبلی میں اسمبلی کے تقریباً 90 فیصد فاضل اراکین نے پلاٹ حاصل کیے تھے۔ صوبہ پنجاب سے تعلق رکھنے والے 70 فیصد ایم این اے حضرات نے پلاٹ حاصل کیے تھے صوبہ پنجاب سے تعلق رکھنے والے 50 فیصد سینیٹر حضرات نے پلاٹ حاصل کیے تھے۔ لیکن یہاں لسٹ میں صرف 74 اشخاص کی تفصیل بتائی گئی ہے کہ 74 اشخاص کو پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں اور فلاں فلاں سکیم میں الاٹ کیے گئے ہیں۔ ایک تو یہ لسٹ نامکمل ہے اور دوسرا اس کے صفحات 20,19

22, 21 اور 23 پڑھے ہی نہیں جا رہے۔

جناب سپیکر : جی وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و فیزکل پلاننگ : جناب والا! اس سلسلے میں عرض ہے کہ فاضل ممبر نے جو بات مجھ سے پوچھی ہے وہ یہ کہ کن کن ایم پی اے' ایم۔این اے اور سینیٹر صاحبان کو 1985ء سے 1991ء تک پلاٹ الاٹ کیے گئے ان کے نام بتائیں۔ جناب والا! جیسا کہ جواب میں ہم نے واضح کیا ہے کہ جب ایم پی اے' ایم این اے یا سینیٹر صاحبان کو پلاٹ الاٹ ہوتے ہیں یا ہوئے ہوں تو ان میں اکثر اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ یہ نہیں لکھا جاتا یعنی درخواست گزار یہ نہیں لکھتا کہ میں ایم پی اے ہوں یا ایم این اے ہوں یا ممکن ہے کہ وہ اپنے نام پر نہ ہو کسی اور کے نام پر ہوں۔ ہم نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ فہرست حتمی نہ ہے۔ کوشش کی گئی ہے اور جس حد تک ہمیں اطلاع ملی ہے جس حد تک ہمارے ریکارڈ سے ہمیں پتا چلا ہے کہ فلاں فلاں ممبر صاحب نے پلاٹ لیا ہے اور اس کے نام کے آگے انہوں نے لکھا ہو کہ میں ایم پی اے ہوں یا ایم این اے ہوں یا سینیٹر ہوں۔ تو اس کے مطابق ہم نے یہ لسٹ بنا دی ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ مفصل جواب دیا جائے تو میں اس ہاؤس کی اطلاع کے لیے یہ عرض کروں گا کہ یہ ڈیپارٹمنٹ کے لیے ممکن نہیں ہے کہ ہم مفصل جواب اس صورت میں دے سکیں کہ فلاں فلاں پلاٹ فلاں ایم پی اے نے لیے۔ ان کی درخواستوں پر اگر یہ لکھا ہوا ہو کہ یہ ایم پی اے ہیں۔ یہ ایم این اے ہیں یا یہ سینیٹر ہیں تو یقیناً ہم اس کا جواب دینے کے لیے تیار ہیں۔ چونکہ درخواستوں پر لکھا ہی نہیں گیا اور اگر انہوں نے اپنے نام پر لیا بھی ہو تو اس کے آگے جتنی دیر وہ نہ لکھیں تو ہمیں کیا پتا کہ وہ ایم پی اے ہیں سینیٹر ہیں یا ایم این اے ہیں تو میں آج یہ categori-cally جواب دے رہا ہوں کہ ہمارے لیے یہ ممکن نہیں جیسے کہ ہم یہ لسٹ فراہم کر سکیں۔ کیونکہ ان کے ناموں کے آگے لکھا نہیں گیا اور ہمیں ان کا پتا نہیں کہ واقعی یہ پلاٹ کسی ایم پی اے کے نام ہے یا کسی اور کے نام ہے۔ اسی طرح ان کے عزیز و اقارب کے بارے میں پوچھا گیا ہے تو ان کی سفارش پر جن لوگوں کو پلاٹ ملے ان کی بھی لسٹ ہم نے مہیا کی ہے اس میں بھی ہمارا یہی جواب ہے کہ کسی ایم پی اے' ایم این اے یا سینیٹر کے رشتے دار کو کوئی پلاٹ ملے یا ان کی سفارش پر پلاٹ ملے تو جس حد تک ہمیں معلوم ہو سکا

ہے ہم نے وہ لسٹ بھی مہیا کی ہے لیکن یہ لسٹ بھی ہم پوری مہیا نہیں کر سکتے اس لیے کہ ان سفارشات کے ساتھ یا چیف منسٹر صاحب کی طرف سے کوئی لیٹر آئے تو اس پر یہ نہیں لکھا ہوا ہوتا کہ یہ فلاں ایم پی اے کی سفارش پر ہم دے رہے ہیں۔ تو ہمارے پاس جو ریکارڈ تھا اس کے مطابق ہم نے فہرست مہیا کر دی ہے اور اس کے آخر پر ہم نے لکھا ہے کہ یہ فہرست حتمی نہیں ہے۔ اس میں کمی بیشی کا امکان ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر فاضل ممبر چاہیں تو بے شک ہمارے ساتھ بیٹھ کر بات چیت کر لیں ہم ریکارڈ منگوا لیتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ہمارے لیے یہ ممکن نہیں ہو گا کہ ہم ہر آدمی کے بارے میں آپ کو بتا سکیں۔

خان غلام سرور خان : جناب سپیکر! جہاں تک میری معلومات ہیں وہ میں عرض کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ میں ہر ممبر' ہر حلقہ نیابت کی فائل موجود ہے۔ ممبر چاہے اپنے لیے استدعا کرتا ہے چاہے اپنے کسی عزیز و اقارب کے لیے گزارش کرتا ہے بلکہ جو بھی خط و کتابت وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ کے ساتھ اس ممبر کی ہوتی ہے اس کی ایک فائل موجود ہے اور اس فائل سے تمام تفصیلات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ وزیر موصوف نے یا متعلقہ محکمہ نے جان بوجھ کر کچھ پردہ نشیوں کے نام پوشیدہ رکھے ہیں۔ میں اپنے طور پر بیٹھ کر یہ تسلی نہیں کرنا چاہتا۔ میں فاضل ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ کون کون سے لوگ ہیں جو اس سہولت سے مستفید ہوئے ہیں۔ اس لیے میرے سوال کا جو جزو (ب) ہے اس میں میں نے رشتہ داروں اور عزیز و اقارب کو جو الاٹ منٹ ہوئی ہے اس بارے میں بھی سوال کیا ہے اور وزیر موصوف خود تسلیم کرتے ہیں کہ یہ فہرست حتمی نہیں ہے۔ میری یہی استدعا اور میرا یہی ضمنی سوال ہے کہ حتمی فہرست اس ہاؤس میں پیش کی جائے۔ آیا یہ حتمی فہرست پیش کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! اس سلسلے میں ہمیں کوئی چیز چھپانے کی قطعاً ضرورت نہ ہے۔ ان کی یہ اطلاع ٹھیک ہے کہ چیف منسٹر ہاؤس میں ہر فاضل ممبر کی ایک فائل موجود ہے اور اس کے مطابق جو آرڈرز جاری ہوتے ہیں۔ اس کا فائل میں ریکارڈ ہوتا ہے لیکن میں جناب والا! وزیر اعلیٰ ہاؤس کی بات نہیں کر رہا۔ میں اپنے محکمہ سے متعلقہ جواب دے سکتا ہوں۔ اگر وزیر اعلیٰ ہاؤس سے متعلقہ کوئی جواب لینا ہے تو وہ جناب چیف منسٹر سے لیں۔ میں تو جواب دینے کی پوزیشن میں نہیں ہوں اور جو ہمارے پاس

ریکارڈ آتا ہے اس میں یہ نہیں لکھا ہوتا کہ یہ فلاں ممبر کی سفارش ہے اور میرا جواب اب بھی یہی ہے کہ ہم مزید کوشش کریں تو ممکن ہے کہ کوئی نہ کوئی اور نام ہمیں مل جائیں۔ لیکن یہ ممکن نہیں ہو گا کہ ہم صحیح فہرست ان کو دے سکیں۔ کیونکہ نہ ہمیں ان کے عزیز و اقارب کا پتا ہے اور نہ ہمیں ان کی سفارشات کا پتا ہے اور نہ یہ پتا ہے کہ فلاں ممبر کے ذریعے یہ پلاٹ الاٹ ہوا ہے اور اگر کوئی ایسی بات ممکن ہے تو یہ صرف وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ بتا سکتا ہے لیکن میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر محمد افضل اعزاز ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : جناب والا! مہربانی۔ جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) میں لکھا ہے کہ ---- اور ہر پلاٹ کی کتنی قیمت ادا کی گئی یا وصول پائی۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں جن کی نامکمل فہرست اس جواب میں درج ہے۔ آیا ان سے کوئی قیمت بھی وصول کی گئی یا دے اللہ کے نام پر بابا۔ تو کیا یہ اللہ کے نام پر تقسیم نہیں کیے گئے۔ مفت میں یا ان کی قیمت بھی وصول کی گئی؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! اگر فاضل ممبر اسے احتیاط سے پڑھتے تو ہم نے ہر پلاٹ کے آگے اس کی قیمت لکھی ہے اس کی نوعیت لکھی ہے اور اس سکیم کا نام لکھا ہے۔

میاں منظور احمد موہل : ضمنی سوال جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ضمیمہ (الف) میں نمبر 13 پر کرنل نصیر احمد ایم پی اے ایک کنال ایریا ڈویلپمنٹ سکیم راولپنڈی ' اور اسی طرح نمبر 14 پر راجہ جاوید اخلاص ایم پی اے ہے آگے جو ضمیمہ (ب) ہے اس کا صفحہ نمبر 22 ہے اس میں نمبر 1 پر مسٹر ارم نصیر ولد کرنل نصیر احمد آگے ایم۔ پی۔ اے نہیں لکھا نمبر 2 پر قیصر عباس ولد راجہ اخلاص خان جاوید نہیں لکھا ۔ تو کیا یہ انہی کے فرزند ارجمند ہیں کہ ایم پی اے نے خود بھی ایک ایک کنال کا پلاٹ لیا ہو اور ان کے بچوں کو بھی ایک ایک کنال کا پلاٹ الاٹ ہوا ہو ۔ کیا یہ انہی کے فرزند ہیں؟ کیونکہ آگے تخصیص نہیں ہے۔ یعنی ضمیمہ (الف) اور ضمیمہ (ب) کو آپ ملاحظہ کر لیں۔

جناب سپیکر : منسٹر ہاؤسنگ پلیز۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب سپیکر! فاضل ممبر کا جو سوال ہے یہ ظاہراً ایسے لگتا ہے کہ یہ صحیح ہو گا لیکن مجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ یہ ان کے بیٹے یا بیٹیاں ہیں یا ممکن ہے کہ ان کے کوئی اور بھی عزیز و اقارب ہو سکتے ہیں لیکن ان کے ناموں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کے بیٹے' بیٹیاں ہوں گے۔

راجہ خلیق اللہ خان : جناب سپیکر اجازت ہے ؟

جناب سپیکر : جی راجہ خلیق اللہ خان فرمایئے۔

راجہ خلیق اللہ خان : جناب جو منسٹر صاحب نے جواب دیا ہے مجھے اس سلسلے میں ایک شعر یاد آگیا ہے کہ۔

کتنے معصوم ہیں کس سادگی سے پوچھتے ہیں
کیا تمہیں میری کسی بات پہ رونا آیا
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو پلاٹوں کی ایک لوٹ سیل کی گئی ہے یہ کس کوٹے سے کی گئی ہے جبکہ وزیر اعلیٰ کا کوٹہ صرف 10 فیصد ہے اور پلاٹوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ یہ کس کوٹے سے لوگوں کو اس طرح سے پلاٹ بانٹیں گئے ہیں اور سیاسی مراعات کے طور پر دیئے گئے ہیں ؟

جناب سپیکر : منسٹر ہاؤسنگ پلیز۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! یہ جو لوٹ مار کا ذکر کیا گیا ہے یہ میں سمجھتا ہوں کہ فاضل ممبر نے صحیح بات نہیں کی۔ رہائش کیلیے اگر کوئی آدمی استدعا کرے اور جناب وزیر اعلیٰ اس کو پلاٹ الاٹ کریں تو یہ کوئی لوٹ مار والی بات نہیں ہے یہ اس کا حق ہے اور جناب وزیر اعلیٰ کی صوابدید پر ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ کا کوٹہ ہے اور وزیر اعلیٰ نے اپنے کوٹہ میں رہتے ہوئے یہ پلاٹ الاٹ کیے ہیں اور اگر کبھی انہیں اپنے کوٹہ سے تجاوز بھی کرنا پڑے تو یہ ان کے دائرہ اختیار میں ہے کہ وہ اپنے کوٹہ سے تجاوز کر کے قواعد و ضوابط میں نرمی کر کے بھی پلاٹ الاٹ کر سکتے ہیں۔ یہ جو لوٹ مار والی بات ہے میں سمجھتا

ہوں کہ یہ ان معزز ممبران کی بھی توہین ہے اور فاضل ممبر کو یہ بات بھی نہیں کہنا چاہیے تھی کیونکہ جو آدمی رہائش کے لیے کوئی پلاٹ لے۔ ہاں اگر کوئی ایک پلاٹ لے' دو لے لیے۔ بیچنے شروع کر دیے اور پھر یہ کمرشل بزنس بنا لیا تو پھر تو یہ کہہ سکتے ہیں لیکن اگر کوئی رہائش کے لیے لیتا ہے تو یہ ہر ممبر کا حق ہے ہر شہری کا حق ہے اور چیف منسٹر صاحب کی یہ صوابدید ہے ان کا اختیار ہے۔ وہ دے سکتے ہیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : ضمنی سوال۔

جناب سپیکر : ملک اقبال احمد خان لنگڑیال صاحب ضمنی سوال۔۔۔۔۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ فاضل وزیر نے جو یہ بات ارشاد فرمائی ہے یہ بات حقائق کے منافی ہے اور اس بارے میں جو میں نے تبصرہ کیا تھا وہ حقائق کے عین مطابق ہے اس سوال کے جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ 31 ہزار' 35 ہزار اور 90 ہزار سے زیادہ کو پلاٹ دیئے گئے ہیں جس کی قیمت 25, 25 لاکھ روپیہ ہے اور ایک ایک ایم پی اے کے آگے 4, 4 پلاٹوں کی تفصیل ہے یعنی ایک تو رہائشی پلاٹ ہوا لیکن 4 پلاٹ لینے کا کیا جواز ہے اور یا یہ وزیر موصوف بیان کر سکتے ہیں کہ ان میں سے کتنے لوگوں نے اپنے پلاٹوں پر اس معاہدے کے مطابق انہوں نے مکان تعمیر کیا ہوا ہے میں یہ عرض کروں گا کہ شاید ایک آدمی نے بھی اس پلاٹ پر مکان تعمیر نہیں کیا ہے اور وہ پلاٹ بھاری منافع پر فروخت کر دیئے گئے ہیں اور یہی وہ سیاسی رشوت ہے جس سے لوگوں کو اپنے ساتھ رکھا جاتا ہے۔

جناب سپیکر : ملک صاحب ضمنی سوال ہے؟

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جی جناب۔

جناب سپیکر : ارشاد فرمایئے۔ آخری ضمنی سوال ہے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان میں سے کتنے پلاٹ فروخت کر دیئے گئے ہیں اور کتنے پلاٹوں پر انہوں نے رہائش مکانات بنا لیے ہیں؟

جناب سپیکر : تازہ سوال دیں۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب کا ہے۔

پلاٹوں کی تفصیل

☆726 ۔ ڈاکٹر سید خاور علی شاہ : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ترقیاتی ادارہ کے زیر انتظام و انصرام جوہر ٹاؤن لاہور اور سبزہ زار لاہور میں کتنے فیز مقرر کیے گئے تھے اور ہر فیز میں کل کتنے پلاٹ تھے۔ ہر سکیم میں مجموعی پلاٹوں کی علیحدہ علیحدہ تعداد کیا ہے۔

(ب) متذکرہ سکیموں میں ازروئے قانون گورنر یا وزیر اعلیٰ کا کتنا کوٹہ مقرر تھا اور بذریعہ قرعہ اندازی کتنے پلاٹ الاٹ ہونے مقصود تھے۔

(ج) متذکرہ سکیموں میں بذریعہ قرعہ اندازی کتنے پلاٹ الاٹ ہوئے اور کتنے گورنر یا وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی کوٹہ سے الاٹ کیے گئے۔ مکمل تفصیلات علیحدہ علیحدہ فراہم کی جائیں۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سکیموں میں گورنر یا وزیر اعلیٰ نے زیادہ تر پلاٹ اپنی صوابدید کے تحت الاٹ کیے ہیں۔

(ہ) ہر دو سکیموں میں مکمل پلاٹوں کی تعداد کیا ہے۔ کتنے الاٹ کیے گئے ہیں۔ ہر پلاٹ کا نمبر رقبہ نما و پتہ الاٹ کنندہ کا نام و عہدہ کیا ہے علاوہ ازیں اس وقت کتنے پلاٹ خالی ہیں۔ خالی پلاٹوں کے نمبر رقبہ وغیرہ کیا ہے نیز کن کن سرکاری محکموں صحافیوں وکلاء یا دیگر کن کن سرکاری نیم سرکاری و پرائیویٹ تنظیموں کو ایک سے زائد پلاٹ کی صورت میں الاٹ کیے گئے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف)	محمد علی جوہر ٹاؤن فیز ون	12067	
	محمد علی جوہر ٹاؤن فیز ٹو	12961	کل پلاٹ 24988
	سبزہ زار فیز ون	5445	
	سبزہ زار فیز ٹو	3956	کل پلاٹ 9401

(پ) فیز II کی دوبارہ منصوبہ بندی زیر غور ہے۔

دونوں سکیموں میں گورنر کوٹہ 5% تھا۔ یہ کوٹہ مارشل لاء انسٹرکشن 23 کے تحت تھا اور دونوں سکیموں میں وزیر اعلیٰ کوٹہ 20% ہے۔

بذریعہ قرعہ اندازی جوہر ٹاؤن 1262 پلاٹ

بذریعہ قرعہ اندازی سبزہ زار 775 پلاٹ

(ج) بذریعہ قرعہ اندازی الاٹ شدہ پلاٹ جوہر ٹاؤن 1262

بذریعہ قرعہ اندازی الاٹ شدہ پلاٹ سبزہ زار NIL

گورنر اور وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی کوٹہ

سے الاٹ شدہ جوہر ٹاؤن گورنر کوٹہ 115

جوہر ٹاؤن وزیر اعلیٰ کوٹہ 1066

ٹوٹل 1181 پلاٹ

سبزہ زار گورنر کوٹہ NIL

وزیر اعلیٰ 340

اس کے علاوہ 1000 پلاٹ وزیر اعلیٰ نے سبزہ زار سکیم میں وکلاء کو ڈسٹرکٹ بار ہائی کورٹ بار کو دیئے۔

تفصیلات کی لسٹ پہلی ہی لف کر دی گئی ہے۔

(د) درست نہ ہے تفصیلات لف ہیں (تتمہ "الف")

(ہ) ہر دو سکیموں میں مکمل پلاٹوں کی تعداد 24988 جوہر ٹاؤن

9401 سبزہ زار

کل تعداد 34389

الاٹ شدہ پلاٹوں کی تعداد 2443 1181 گورنر / وزیر اعلیٰ کوٹہ

جوہر ٹاؤن 1262 بذریعہ قرعہ اندازی

کل تعداد 2443

الاٹ شدہ پلاٹوں کی تعداد سبزہ زار 1340 وزیر اعلیٰ 340

سبزہ زار وکلا کو دیئے گئے پلاٹ 1000

500 ڈسٹرکٹ بار ہائی کورٹ بار 500

تفصیل پہلے ہی دے دی گئی ہے۔

خالی پلاٹوں کی تعداد جوہر ٹاؤن 6184 دونوں فیزوں میں

12-5-91 تک سبزہ زار 926 فیزون

دوسرے فیز میں منصوبہ مندی جاری ہے۔ اس لیے حتمی فہرست برائے خالی پلاٹ پیش نہیں کی گئی۔ تاہم اگر فیز ٹو کی سابقہ تعداد پلاٹ 3956 کو مد نظر رکھا جائے تو کل پلاٹ 3956 - 1340 - 2616 باقی رہ جاتے ہیں۔

خالی پلاٹ

جوہر ٹاؤن فیز I

ایک کنال :	247
12 مرلے :	278
7 مرلے :	4
5 مرلے :	401
	973

جوہر ٹاؤن فیز۔ II

ایک کنال :	276
12 مرلے :	667
7 مرلے :	509
5 مرلے :	3100
3 مرلے :	209
	5211

فیز I اور II کا میزان 6184

خالی پلاٹ سبزہ زار فیز۔ I

ایک کنال :	120
12 مرلے :	428
7 مرلے :	350
5 مرلے :	15

3 مرلے : 13

ٹوٹل 926

فیز۔ II

کل خالی پلاٹ 2612

فیز۔ II کے بارے میں خالی پلاٹوں کی تفصیلات اس لیے نہیں دی جا رہی کیونکہ پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ اس فیز کی دوبارہ منصوبہ بندی ہو رہی ہے۔ 2612 خالی پلاٹوں کی تعداد سابقہ منصوبہ بندی کے تحت دی گئی ہے اور منصوبہ بندی اب تبدیل کی جا رہی ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ سبزہ زار سکیم فیز ٹو میں سے ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کو خصوصی طور پر 500 پلاٹ دیئے گئے ہیں ہر الاٹی کی تفصیل پہلے ہی جواب کے ساتھ لف کر دی گئی تھی۔ اس طرح ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کو 500 پلاٹ الاٹ کیے ہیں۔ معاہدہ کی رو سے ہائی کورٹ بار اپنے ممبران کو یہ پلاٹ از خود تقسیم کرے گی۔ ہائی کورٹ بار کی طرف سے تقسیم کی تفصیلات فراہم نہیں کی گئیں ہیں۔

تختہ "الف"

جوہر ٹاؤن فیز I	12067	
جوہر ٹاؤن فیز II	12921	24988
وزیر اعلیٰ کوٹہ 10% کے حساب سے فیز I		1207
وزیر اعلیٰ کوٹہ 10% کے حساب سے فیز II		1292
کل تعداد :		2499 پلاٹ

وزیر اعلیٰ کی طرف سے الاٹ شدہ : 1066

گورنر کوٹہ فیز I جوہر ٹاؤن

گورنر کوٹہ فیز II جوہر ٹاؤن فیز I 603

5% کے حساب سے فیز II 646

ٹوٹل 1249

گورنر کی طرف سے الاٹ شدہ	115	
سبزہ زار سکیم فیز I کل پلاٹ	5445	
سبزہ زار سکیم فیز II کل پلاٹ	3156	1401

فیز II کی دوبارہ منصوبہ بندی آج کل جاری ہے۔

وزیر اعلیٰ کوٹہ فیز I 10% کے حساب سے : 544

وزیر اعلیٰ کوٹہ فیز II 10% کے حساب سے : 394 938

وزیر اعلیٰ کی طرف سے فیز I میں الاٹ شدہ پلاٹ 340

وزیر اعلیٰ کی طرف سے فیز II میں الاٹ شدہ پلاٹ NIL

تاہم وزیر اعلیٰ نے فیز II میں ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن اور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کو 500 + 500 =1000 پلاٹ الاٹ کیے ہیں۔ وکلاء کے علاوہ گروپ کی شکل میں کسی اور ادارے کو پلاٹ الاٹ نہیں کیے گئے ہیں۔

جناب سپیکر : سوال نمبر 726 کا جواب پڑھا گیا تصور ہو گا۔ کوئی ضمنی سوال۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ : جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب جز (ب) میں انہوں نے بتایا ہے کہ جوہر ٹاؤن میں گورنر کوٹہ سے 115 پلاٹ تقسیم کیے گئے ہیں اور وزیر اعلیٰ کے کوٹہ سے 1066 پلاٹ تقسیم کیے گئے ہیں۔ 5 فیصد گورنر صاحب کا کوٹہ ہے اور 10 فیصد وزیر اعلیٰ صاحب کا کوٹہ ہے کیا گورنر صاحب نے کم پلاٹ دیئے ہیں یا وزیر اعلیٰ صاحب نے دیئے ہیں۔

جناب سپیکر : منسٹر ہاؤسنگ پلیز۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! جس بات کا فاضل ممبر نے ذکر کیا ہے اس کے لیے عرض ہے کہ گورنر صاحب نے اپنے کوٹہ سے کم پلاٹ الاٹ کیے ہیں جنکی تعداد 115 ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے اپنے کوٹہ میں سے 1066 پلاٹ الاٹ کیے ہیں اور یہ بھی انہوں نے اپنے کوٹہ سے کم الاٹ کیے ہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ : ضمنی سوال۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر خاور علی شاہ ضمنی سوال۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ : جناب سپیکر! فیز 2 ' جوہر ٹاؤن میں انہوں نے 3 مرلہ کے 209 پلاٹ' 5 مرلہ کے 3100 پلاٹ' 7 مرلہ کے 509 پلاٹ' 12 مرلہ کے 667 پلاٹ اور ایک کنال کے 276 پلاٹ' ٹوٹل 5211 پلاٹ تحریک کیے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کہ جیسا کہ آپ اگلے اتوار کا بتا رہے ہیں کیا ان پلاٹوں میں سے کچھ ہمارے اسمبلی کے جو ملازمین ہیں ان کو بھی دیئے جا سکتے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! یہ بات میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہاں قرعہ اندازی کے جو پلاٹ تھے ان کی مکمل قرعہ اندازی ہو چکی ہے اور ان پلاٹوں کی تعداد 1262 تھی۔ اب جوہر ٹاؤن اور سبزہ زار ٹاؤن میں زیادہ تر پلاٹ ایسے ہیں جو مالکان زمین کو جن کی زمین acquire کی گئی تھی جس پر یہ سکیمیں بنائی گئیں ان کو ملنے ہیں اور ابھی بے شمار کیسز ایسے ہیں جو settle کرنے باقی ہیں اور ان زمین کے پلاٹ کو دے کر اگر کوئی پلاٹ بچ جائیں اور اگر ہم حکومتی سطح پر کوئی فیصلہ کر لیں کہ ان پلاٹس کو اسمبلی کے ملازمین کو دینا ہے تو مجھے اس میں بھی کوئی آڑ نہیں ہے اور اگلے اتوار کو جو ہم بحث کریں گے تو میں بہتر پوزیشن میں اس وقت ہوں گا کہ آپ کو اسمبلی کی اطلاع کے لیے جواب دے سکوں کہ آیا ہم ان کو یہاں الاٹ کر سکتے ہیں یا کوئی نئی سکیم بنا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ : جناب سپیکر! انہوں نے اس سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ یہ پلاٹ بنایا ہیں۔ جب انہوں نے کہا ہے کہ بنایا ہیں تو پھر یہ اب یہ ارشاد فرما رہے ہیں کہ ابھی cases ہم نے decide کرنے ہیں اگر decided cases کرنے تھی تو پھر بنایا پلاٹوں کی لسٹ دینے میں انہیں ذرا احتیاط سے کام لینا چاہیے تھا۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! یہ ہم نے جو اسمبلی اطلاع کے لیے ٹوٹل کیا ہے یہ یقیناً درست ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جیسے ڈاکٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ لسٹ دینے میں احتیاط کرنی چاہیے تھی۔ میں بڑے یقین اور وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ ہماری لسٹ درست ہے لیکن جیسے میں عرض کر چکا ہوں کہ exemption کے معاملات کو deal کرنا اتنا آسان نہیں ہے کہ جس طرح ہم بات کر لیں اسی طرح یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ اب بے شمار لوگ جنکی زمین acquire کی گئی ہے اور روز چکر لگاتے ہیں پھرتے

ہیں کیونکہ ان کی زمین acquire کی گئی ہے اور انہیں exemption کے پلاٹ دیئے جائیں۔ اس ضمن میں کچھ قانونی تقاضے ہوتے ہیں جن کے پورے ہونے میں دیر لگ جاتی ہے اور یہ جن پلاٹوں کا ہم نے ذکر کیا ہے انہیں سے بیشتر پلاٹ exemption میں جانے ہیں۔ ان میں اور کوٹے بھی تو ہوں گے مثلاً وکلا کا کوٹہ' صحافیوں کا کوٹہ' ملازمین کا کوٹہ' یہ بھی ہوں گے ان کی بھی قرعہ اندازی ہوتا ہے لیکن ان میں بڑا حصہ exemption کا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ : جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کے سلسلے میں یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ جو پلاٹ قرعہ اندازی کے ذریعے الاٹ ہوتے ہیں اور جو وزیر اعلیٰ اپنے کوٹہ سے الاٹ کرتے ہیں کیا ان کی کوئی شرائط بھی ہوتی ہیں کہ ان کو کتنے عرصہ تک بیچا نہیں جا سکتا اور کتنے عرصہ میں اسپر مکان بنایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر : منسٹر ہاؤسنگ پلیز۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! یقیناً جو پلاٹس الاٹ ہوتے ہیں ان کی کچھ شرائط اور کچھ قیود ہوتی ہیں کہ جس آدمی کو یہ پلاٹ الاٹ ہوتا ہے اس نے اسے اتنے عرصے میں بنانا ہوتا ہے اگر وہ نہیں بناتا تو پھر اس پر سرچارج لگایا جاتا ہے بعض اوقات تو یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر کوئی بندہ پلاٹ پر عمارت تعمیر نہیں کرتا تو اسے کینسل بھی کرنا پڑتا ہے باقی جو انہوں نے فرمایا ہے اس کا ایک طریقہ کار ہے باقاعدہ ہم cyclostyled forms دیتے ہیں اور ان پر الاٹمنٹ ہوتی ہیں لوگ درخواستیں دیتے ہیں اور ان پر سب کچھ لکھا ہوتا ہے کہ اس بندے نے کتنی مدت میں اسے بنانا ہے اور اس کے کتنے پیسے ہیں کتنی مدت تک وہ بندہ اس پلاٹ کو بیچ نہیں سکتا یہ سب کچھ ان فارمز پر لکھا ہوتا ہے اور ہم اس کے مطابق عمل درآمد کرواتے ہیں اس کے علاوہ ہمارے فاضل ممبر اور کوئی تفصیل چاہیں گے تو میں وہ بھی دینے کو تیار ہوں مگر طریقے کار اسی فارم میں لکھا ہوتا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ : جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ الاٹ شدہ پلاٹ اور وہ پلاٹ جو discretionary quota میں سے دیا جاتا ہے ان کو کتنے عرصے تک بیچا نہیں جا

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! ممکن ہے کہ میں صحیح نہ بتا سکوں لیکن یہ بات ہے کہ جو ہم فارمز دیتے ہیں ان پر یہ تمام کچھ درج ہوتا ہے کہ اتنے عرصے تک وہ اسے بیچ نہیں سکتا اور اتنے عرصے میں اس نے اسے بنانا ہوتا ہے اگر وہ نہیں بنائے گا تو اس پر اتنا سرچارج لگے گا اور اتنا جرمانہ ہو گا لیکن جناب والا! میں اسمبلی کی اطلاع کے لیے صحیح طور پر نہیں بتا سکتا کہ وہ کتنے عرصے تک اس پلاٹ کو نہیں بیچ سکتا کیونکہ فاضل ممبر صاحب نے یہ سوال میں بھی نہیں پوچھا تھا اور اس کے لیے میں نے تیاری بھی نہیں کی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر : جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ صوابدیدی کوٹے کے بارے میں بہت ساری باتیں یہاں پر ہوئی ہیں اور بہت سارے ممبران نے اظہار خیال کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اکثریت اس بات کے خلاف ہو گی کہ صوابدیدی کوٹے میں سے غرباء کو اس قسم کے پلاٹس الاٹ کیے گئے ہیں۔ جناب والا! جب یہ بات اخبار میں آئے گی تو یہ پنجاب کے عوام کے لیے بھی بڑی حیرانی کی بات ہو گی۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر صاحب' اس سے آپ کا ضمنی سوال کیا بنتا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر : جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان پلاٹوں کی الاٹ منٹ سے اس ایوان کا وقار مجروح ہوتا ہے اس حوالے سے کیا وزیر موصوف وزیر اعلیٰ کو اس ایوان کے جذبات پہنچائیں گے اور تحریک کریں گے کہ آئندہ وہ اپنے صوابدیدی کوٹے میں سے اس قسم کی الاٹمنٹ نہ کریں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! صوابدیدی کوٹے کا ذکر کیا گیا ہے یہ تو وزیر اعلیٰ صاحب کی discretion ہے وہ جس کو چاہیں پلاٹ دے سکتے ہیں جو بھی بندہ ان سے ڈیمانڈ کرے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو مختلف اضلاع میں دورے پر جانا ہوتا ہے وہاں بھی لوگ پیش ہو سکتے ہیں اور وہ ان کو الاٹ کر دیں گے یہ purely ان کی صوابدید ہے۔ اور جن غرباکا ذکر کیا گیا ہے۔ تو جناب والا! میں معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ اگر اس بات کو اچھالنے لگ گئے تو پھر ان غرباء میں سے ڈاکٹر صاحب سے متعلقہ لوگوں

کو یہ پلاٹس الاٹ ہوئے ہیں اور ان کو ملے ہیں اور اگر ہم ان غربا کی لسٹ مہیا کر دیں یا مہیا ہو جائے جو پچھلے دور میں انہیں الاٹ ہوئے تھے۔ تو پھر یہ بڑی معیوب سی بات ہو گی۔ جناب والا! ہمارے لیے ممکن نہیں ہے کہ ہم سو فیصد اطلاع دے سکیں۔ لیکن اگر ان غربا کی لسٹ ہم مہیا کر دیں تو پھر کم از کم انہیں شرمندگی ہو گی۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جو کچھ ہمارے متعلق یہاں بتایا ہے میں یہ پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ان میں ہمارے کسی ممبر کا نام شامل نہیں ہے اور اگر ہے تو ہم اپنے لیے یہ باعث شرم سمجھتے ہیں اور ہم پورے وثوق سے اس ایوان میں یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم میں سے کسی نے پلاٹ جیسی کوئی بھی مراعات حاصل نہیں کیں۔ اگر حاصل کی گئی ہیں تو وہ لسٹ میں شامل کی جائیں اور اگلی مرتبہ اس ایوان میں لسٹ پیش کی جائے۔

جناب سپیکر : ملک محمد ذاکر۔

پلاٹوں کی تفصیل

☆727۔ ملک محمد ذاکر : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ترقیاتی ادارہ لاہور کے زیر انتظام و انصرام جوہر ٹاؤن لاہور اور سبزہ زار لاہور میں کتنے فیز مقرر کیے گئے تھے اور ہر فیز میں کل کتنے پلاٹ تھے ہر سکیم میں مجموعی پلاٹوں کی تعداد علیحدہ علیحدہ کیا ہے۔

(ب) متذکرہ سکیموں میں ازروئے قانون گورنر یا وزیر اعلیٰ کا کتنا کوٹہ مقرر تھا اور بذریعہ قرعہ اندازی کتنے پلاٹ الاٹ ہونے مقصود تھے۔

(ج) متذکرہ سکیموں میں بذریعہ قرعہ اندازی کتنے پلاٹ الاٹ ہوئے اور کتنے گورنر یا وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی کوٹہ سے الاٹ کیے گئے مکمل تفصیلات علیحدہ علیحدہ فراہم کی جائیں۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سکیموں میں گورنر یا وزیر اعلیٰ نے زیادہ تر پلاٹ اپنی صوابدید کے تحت الاٹ کیے ہیں۔

(ہ) ہر دو سکیموں پر مکمل پلاٹوں کی تعداد کیا ہے۔ کتنے الاٹ کیے گئے ہیں ہر پلاٹ کا نمبر رقبہ نام و پتہ الاٹی الاٹ کنندہ کا نام و عہدہ کیا ہے۔
علاوہ ازیں اس وقت کتنے پلاٹ خالی ہیں۔ خالی پلاٹوں کے نمبر رقبہ وغیرہ کیا ہے نیز کن کن سرکاری محکموں' صحافیوں' وکلاء و دیگر کن کن سرکاری نیم سرکاری و پرائیویٹ تنظیموں کو ایک سے زائد پلاٹ گروپ کی صورت میں الاٹ کئے گئے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) محمد علی جوہر ٹاؤن فیز I 12067 کل پلاٹ 24988
" " " II 12961
سبزہ زار فیز I 5445 کل پلاٹ 940
II 3956

(ب) فیز II کی دوبارہ منصوبہ بندی زیر غور ہے۔
دونوں سکیموں میں گورنر کوٹہ 5 فیصد تھا۔ یہ کوٹہ مارشل لاء انسٹرکشن 23 کے تحت تھا اور دونوں سکیموں میں وزیر اعلیٰ کوٹہ 10% ہے۔
بذریعہ قرعہ اندازی جوہر ٹاؤن 1262 پلاٹ
بذریعہ قرعہ اندازی سبزہ زار 775 پلاٹ۔

(ج) بذریعہ قرعہ اندازی الاٹ شدہ پلاٹ جوہر ٹاؤن = 1262
بذریعہ قرعہ اندازی الاٹ شدہ پلاٹ سبزہ زار = NIL
گورنر اور وزیر اعلیٰ کے صوابدیدی کوٹہ الاٹ شدہ

جوہر ٹاؤن گورنر کوٹہ	115
جوہر ٹاؤن وزیر اعلیٰ کوٹہ	1066
ٹوٹل	1181 پلاٹ
سبزہ زار گورنر کوٹہ	NIL
سبزہ زار وزاعلیٰ کوٹہ	340

اس کے علاوہ 1000 پلاٹ وزیر اعلیٰ نے سبزہ زار سکیم میں وکلاء کو ڈسٹرکٹ

بار ہائی کورٹ بار کو دیئے تفصیلات کی لسٹ پہلی ہی لف کر دی گئی ہے۔

(د) درست نہ ہے تفصیلات لف ہیں تتمہ "الف"

(ہ) ہر دو سکیموں میں مکمل پلاٹوں کی تعداد = 24988 جوہر ٹاؤن

= 9401 سبزہ زار

کل تعداد 34389

الاٹ شدہ پلاٹوں کی تعداد 2443

جوہر ٹاؤن 1181 گورنر / وزیر اعلیٰ کوٹہ بذریعہ قرعہ اندازی

1262 بذریعہ قرعہ اندازی

2443

الاٹ شدہ پلاٹوں کی تعداد 1340 وزیر اعلیٰ 340

سبزہ زار وکلاء کو دیئے گئے پلاٹ 1000

تفصیل پہلے ہی دے دی گئی ہے۔ 500 ڈسٹرکٹ بار۔ ہائی کورٹ بار 500

خالی پلاٹوں کی تعداد جوہر ٹاؤن 6184 دونوں فیزوں میں

12-5-91 تک سبزہ زار 926 فیز۔I

دوسرے فیز میں منصوبہ بندی جاری ہے۔ اس لیے حتمی فہرست برائے خالی پلاٹ پیش نہیں کی گئی۔ تاہم اگر فیز II کی سابقہ تعداد پلاٹ 3956 کو مد نظر رکھا جائے۔

تو کل خالی پلاٹ 3956 - 1340 = 2616 باقی رہ جاتے ہیں۔

خالی پلاٹ جوہر ٹاؤن فیز۔I

ایک کنال = 247

12 مرلے = 278

7 مرلے = 47

5 مرلے = 401

کل میزان 973

جوہر ٹاؤن فیز۔ II	ایک کنال	276 =
	12 مرلے	667 =
	7 مرلے	509 =
	5 مرلے	3100 =
	3 مرلے	209 =
	کل میزان	5211

فیز۔ I اور II کا میزان =6184

خالی پلاٹ سبزہ زار فیز I

ایک کنال	120
12 مرلے	428
7 مرلے	350
5 مرلے	15
3 مرلے	13
ٹوٹل	926

فیز ٹو

کل خالی پلاٹ 2612

فیز II کے بارے میں خالی پلاٹوں کی تفصیلات اس لیے نہیں دی جا رہی کیونکہ پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے اس فیز کی دوبارہ منصوبہ بندی ہو رہی ہے۔ 2613 خالی پلاٹوں کی تعداد سابقہ منصوبہ بندی کے تحت دی گئی ہے اور منصوبہ بندی اب تبدیل کی جا رہی ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے سبزہ زار سکیم فیز II میں سے ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کو خصوصی طور پر 500 پلاٹ دیئے گئے ہیں۔ ہر الاٹی کی تفصیل پہلے ہی جواب کے ساتھ لف کر دی گئی تھی۔ اس طرح ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کو 500 پلاٹ الاٹ کیے ہیں۔ معاہدہ کی رو سے ہائی کورٹ بار اپنے ممبران کو یہ پلاٹ از خود تقسیم کرے گی۔ ہائی کورٹ بار کی طرف سے تقسیم کی تفصیلات فراہم نہیں کی گئیں ہیں۔

تتمہ "الف"

جوہر ٹاؤن فیز I	12067	
جوہر ٹاؤن فیز II	12921	
کل میزان	24988	
وزیر اعلیٰ کوٹہ 10% کے حساب سے فیز I	1207	
فیز II	1292	
کل تعداد	2499 پلاٹ	
وزیر اعلیٰ کی طرف سے الاٹ شدہ =	1066	
گورنر کوٹہ فیز I جوہر ٹاؤن	603	
گورنر کوٹہ فیز II جوہر ٹاؤن	646	
5% کے حساب سے		
ٹوٹل	1249	
گورنر کی طرف سے الاٹ شدہ	115	
سبزہ زار سکیم فیز I کل پلاٹ	5445	
سبزہ زار سکیم فیز II کل پلاٹ	3956	9401

فیز II کی دوبارہ منصوبہ بندی آجکل جاری ہے۔

وزیر اعلیٰ کوٹہ فیز I 10% کے حساب سے	= 544	
وزیر اعلیٰ کوٹہ فیز II 10% کے حساب سے	= 394	938
وزیر اعلیٰ کی طرف سے فیز I میں الاٹ شدہ پلاٹ	= 340	
وزیر اعلیٰ کی طرف سے فیز II میں الاٹ شدہ پلاٹ	= NIL	

تاہم وزیر اعلیٰ نے فیز II میں ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن اور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کو 500 + 500 = 1000 پلاٹ الاٹ کیے ہیں۔ وکلاء کے علاوہ گروپ کی شکل میں کسی اور ادارے کو پلاٹ الاٹ نہیں کیے گئے ہیں۔

پلاٹوں کی تفصیل

☆728۔ چودھری نوازش علی چیمہ : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ترقیاتی ادارہ لاہور کے زیر انتظام و انصرام جوہر ٹاؤن لاہور سبزہ زار لاہور میں کتنے فیز مقرر کیے گئے تھے اور ہر فیز میں کل کتنے پلاٹ تھے ہر سکیم میں مجموعی پلاٹوں کی تعداد علیحدہ علیحدہ کیا ہے۔

(ب) متذکرہ سکیموں میں ازروئے قانون گورنر یا وزیر اعلیٰ کا کتنا کوٹہ مقرر تھا اور بذریعہ قرعہ اندازی کتنے پلاٹ الاٹ ہونے مقصود تھے۔

(ج) متذکرہ سکیوں میں بذریعہ قرعہ اندازی کتنے پلاٹ ہوئے اور کتنے گورنر یا وزیر اعلیٰ کے صوابدید کوٹہ سے الاٹ کیے گئے مکمل تفصیلات علیحدہ علیحدہ فراہم کی جائیں۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سکیموں میں گورنر یا وزیر اعلیٰ نے زیادہ تر پلاٹ اپنی صوابدید کے تحت لاٹ کیے ہیں۔

(ہ) ہر دو سکیموں میں مکمل پلاٹوں کی تعداد کیا ہے۔ کتنے الاٹ کیے گئے ہیں ہر پلاٹ کا نمبر رقبہ نام و پتہ الاٹی الاٹ کنندہ کا نام و عہدہ کیا ہے علاوہ ازیں اس وقت کتنے پلاٹ خالی ہیں۔ خالی پلاٹوں کے نمبر رقبہ وغیرہ کیا ہے نیز کن کن سرکاری محکموں، صحافیوں وکلاء یا دیگر کن کن سرکاری نیم سرکاری و پرائیویٹ تنظیموں کو ایک سے زائد پلاٹ گروپ کی صورت میں الاٹ کیے گئے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف)

محمد علی جوہر ٹاؤن فیز I	12067	
محمد علی جوہر ٹاؤن فیز II	12961	کل پلاٹ 24988
سبزہ زار فیز I	5445	
سبزہ زار فیز II	3956	کل پلاٹ 9401

(ب) فیز II کی دوبارہ منصوبہ بندی زیر غور ہے۔

دونوں سکیموں میں گورنر کوٹہ 5 فیصد تھا یہ کوٹہ مارشل لاء 23 کے تحت تھا اور دونوں سکیموں میں وزیر اعلیٰ کوٹہ 10 فیصد ہے۔

بذریعہ قرعہ اندازی جوہر ٹاؤن 1262 پلاٹ

بذریعہ قرعہ اندازی سبزہ زار 775 پلاٹ

(ج) بذریعہ قرعہ اندازی الاٹ شدہ پلاٹ جوہر ٹاؤن 2 1262

بذریعہ قرعہ اندازی الاٹ شدہ پلاٹ سبزہ زار NIL

گورنر اور وزیر اعلیٰ کے صوابدی کوٹہ الاٹ شدہ

جوہر ٹاؤن گورنر کوٹہ 115

جوہر ٹاؤن وزیر اعلیٰ کوٹہ 1066

ٹوٹل 1181 پلاٹ

سبزہ زار گورنر کوٹہ NIL

سبزہ زار وزیر اعلیٰ کوٹہ 340

اس کے علاوہ 1000 پلاٹ وزیر اعلیٰ نے سبزہ زار سکیم میں وکلاء کو ڈسٹرکٹ بار ہائی کورٹ بار کو دیئے۔

تفصیلات کی لسٹ پہلے ہی لف کر دی گئی ہے۔

(د) درست نہ ہے تفصیلات لف ہیں بتمہ "الف"

(ہ) ہر دو سکیموں میں مکمل پلاٹوں کی تعداد 24988 جوہر ٹاؤن

9401 سبزہ زار

کل تعداد 34389

11 الاٹ شدہ پلاٹوں کی تعداد 2443 1181 گورنر اور وزیر اعلیٰ کوٹہ

جوہر ٹاؤن 1262

2443

الاٹ شدہ پلاٹوں کی تعداد سبزہ زار 1340 وزیر اعلیٰ 340

وکلاء کو دیئے گئے پلاٹ 1000

500 ڈسٹرکٹ بار۔ ہائی کورٹ بار 500

تفصیل پہلے ہی دے دی گئی ہے۔

خالی پلاٹوں کی تعداد	جوہر ٹاؤن	6184	دونوں فیزوں میں
12-5-91 تک	سبزہ زار	926	فیز۔I

دوسرے فیز میں منصوبہ بندی جاری ہے۔ اس لیے حتمی فہرست برائے خالی پلاٹ پیش نہیں کی گئی۔ تاہم اگر فیز II کی سابقہ تعداد پلاٹ 3956 کو مدنظر رکھا جائے تو کل خالی پلاٹ 3956 - 1340 = 2616 باقی رہ جاتے ہیں۔

خالی پلاٹ جوہر ٹاؤن فیز۔I

ایک کنال	= 247
12 مرلے	= 278
7 مرلے	= 47
5 مرلے	= 401
	973

جوہر ٹاؤن فیز۔II

ایک کنال	= 276
12 مرلے	= 667
7 مرلے	= 509
5 مرلے	= 3100
3 مرلے	= 209
	5211

فیزI اور II کا میزان 6184

خالی پلاٹ سبزہ زار فیز۔I

ایک کنال	= 120
17 مرلے	= 428
7 مرلے	= 350
5 مرلے	= 15

3 مرلے = 13

926

فیز۔ II

کل خالی پلاٹ 2612

فیز۔ II کے بارے میں خالی پلاٹوں کی تعداد اس لیے نہیں دی جا رہی کیونکہ پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ اس فیز کی دوبارہ منصوبہ بندی ہو رہی ہے 2612 خالی پلاٹوں کی تعداد سابقہ منصوبہ بندی کے تحت دی گئی ہے اور منصوبہ بندی اب تبدیل کی جا رہی ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ سبزہ زار سکیم فیز۔ II میں ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن کو خصوصی طور پر 500 پلاٹ دیے گئے ہیں۔ ہر الاٹی کی تفصیل پہلے ہی جواب کے ساتھ لف کر دی گئی تھی۔ اس طرح ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کو 500 پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں۔ معاہدہ کی رو سے ہائی کورٹ بار اپنے ممبران کو یہ پلاٹ از خود تقسیم کرے گی۔ ہائی کورٹ بار کی طرف سے تقسیم کی تفصیلات فراہم کی گئیں ہیں۔

تتمہ ''الف''

جوہر ٹاؤن فیز۔ I	12067	
جوہر ٹاؤن فیز۔ II	12921	24988
وزیر اعلیٰ کوٹہ 10% کے حساب سے فیز۔ I		1207
وزیر اعلیٰ کوٹہ 10% کے حساب سے فیز۔ II		1292
کل تعداد		= 2499 پلاٹ

وزیر اعلیٰ کی طرف سے الاٹ شدہ 1066

گورنر کوٹہ فیز۔ I جوہر ٹاؤن

گورنر کوٹہ فیز۔ II جوہر ٹاؤن فیز۔ I 603

5% کے حساب سے فیز۔ II 646

ٹوٹل 1249

گورنر کی طرف سے الاٹ شدہ 115

سبزہ زار سکیم فیز۔I کل پلاٹ 5445

سبزہ زار سکیم فیز۔II کل پلاٹ 3956 9401

فیز۔II کی دوبارہ منصوبہ بندی آجکل جاری ہے۔

وزیر اعلیٰ کوٹہ فیز۔I 10% کے حساب سے = 544

وزیر اعلیٰ کوٹہ فیز۔II 10% کے حساب سے = 394 938

وزیر اعلیٰ کی طرف سے فیز۔I میں الاٹ شدہ پلاٹ 340

وزیر اعلیٰ کی طرف سے فیز۔II میں الاٹ شدہ پلاٹ NIL

تاہم وزیر اعلیٰ نے فیز۔II میں ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن اور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کو 500 + 500 = 1000 پلاٹ الاٹ کیے ہیں وکلاء کے علاوہ گروپ کی شکل میں کسی اور ادرے کو پلاٹ الاٹ نہیں کیے گئے ہیں۔

جناب سپیکر : یہ سوالات بالکل اسی قسم کے ہیں جس طرح کا ڈاکٹر خاور علی شاہ صاحب نے دیا تھا اور اس پر جواب بھی آچکا ہے اور اس سوال پر ضمنی سوالات بھی آچکے ہیں۔ ان سوالات کے جوابات بھی وہی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کرنی چاہتا ہوں کہ یہ تینوں سوال جن میں سے ایک ان سے پہلے پوچھا گیا ہے ان سب کی ایک ہی نوعیت ہے اور وزیر ہاؤسنگ کا جواب کہ 'اگر ہم وہ لسٹ فراہم کر دیں جن غرباء میں ان کے نام بھی آتے ہیں جس کے لیے انہوں نے جماعت اسلامی کے ممبران کی طرف اشارہ کیا ہے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ دیدہ دانستہ طور پر اس لسٹ کو مکمل نہیں کیا گیا اور ایوان میں مکمل لسٹ پیش نہیں کی اور یہ بات ان کے علم میں ہے کیونکہ انہوں نے خود فرمایا ہے کہ اگر ہم پیش کر دیں تو پھر آپ کو شرمندگی ہو گی تو اس سے جناب سپیکر ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا ان تینوں سوالات کو ملتوی کیا جائے اور وزیر موصوف سے یہ کہا جائے کہ وہ لسٹ مکمل کر کے اس ایوان میں پیش کریں۔

جناب سپیکر : آپ کا مطلب ہے کہ ایوان کا استحقاق مجروح ہونے کے نتیجے میں سوالات کو ملتوی کر دیا جائے؟

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! وزیر موصوف نے مکمل لسٹ فراہم نہیں کی اور مکمل لسٹ اس لیے فراہم نہیں کی گئی کیونکہ وہ کہہ رہے ہیں کہ اگر ہم پیش کر دیں تو آپ کو شرمندگی ہو گی اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ لسٹ ان کے علم میں ہے۔ اسے انہوں نے کیوں پیش نہیں کیا یا پھر وہ اس کی وضاحت فرما دیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : جناب سپیکر! میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ ان کو ایک ہفتہ دے دیجیے اور وہ اس ہفتے کے اندر اندر ان تمام اصحاب کے نام بتائیں جن کے بارے میں انہوں نے اس ایوان میں غلط بیانی کی ہے اور یہ لسٹ اس ایوان میں پیش کی جائے۔

جناب سپیکر : اس پر کوئی اور صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! اس سوال کے جزو (ہ) میں یہ جو فرمایا گیا ہے کہ 4196 پلاٹس تین' چار' پانچ اور سات مرلہ کے ابھی باقی ہیں تو جناب والا میرا سوال یہ ہے کہ ان باقی پلاٹوں کی موجودگی اور وزیر اعلیٰ کے کوٹے کی موجودگی کے باوجود تین مرلہ کے پلاٹوں کے سلسلے میں بیوگان اور غریبوں کی درخوستیں ایل۔ڈی۔اے کو جاتی ہیں لیکن ایل۔ڈی۔اے کی طرف سے ان کو ایک چٹھی موصول ہو جاتی ہے چاہے اس بارے میں سی۔ایم ڈائریکٹو بھی کیوں نہ ہو کہ کوئی پلاٹ باقی نہیں ہے اور اگر کوئی نئی سکیم نکلے گی تو آپ کو پلاٹ دیا جائے گا تو اس جواب کی روشنی میں اس خط کی نوعیت کیا ہے؟ اور کیا یہ دانستہ جھوٹ جو محکمے کی طرف سے بولا جا رہا ہے غریبوں کے ساتھ ایک سنگین مذاق نہیں ہے؟

جناب سپیکر : جی پراچہ صاحب' آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! اس ایوان میں یہ اعتراف کیا گیا ہے کہ پلاٹس بھی موجود ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب کا کوٹہ بھی موجود ہے اس کے باوجود اگر کسی غریب آدمی کی درخواست جاتی ہے تو ایل۔ڈی۔اے کی طرف سے مسلسل ایک چٹھی ملتی ہے کہ تین مرلہ کا کوئی بھی پلاٹ موجود نہیں ہے تو جناب والا میرا سوال یہ ہے کہ یہ چٹھی کیوں جاری کی جاتی ہے جبکہ پلاٹس موجود ہوں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! اس سلسلے میں ایک تو میں یہ عرض کر چکا

ہوں کہ قرعہ اندازی والے پلاٹوں کی قرعہ اندازی ہو چکی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب کا صوابدیدی کوٹہ اب بھی موجود ہے لیکن جناب والا ان دونوں سکیموں میں exemption سے متعلقہ اتنے مسائل ہیں اور ہم نے categorically یہ فیصلہ کیا ہے کہ جب تک ہم ان exemption سے متعلقہ کیسوں کو نہیں نمٹائیں گے اس وقت تک نہ وزیر اعلیٰ صاحب کوئی پلاٹ الاٹ کریں اور نہ ہی ہم مزید قرعہ اندازی کریں گے کیونکہ اس سکیم میں بہت سے مالکان کی زمین ملوث ہے اور ان کی ایک ایک یا دو' دو کنال زمین لی گئی ہے اور ہم نے ان کو exemption دینا ہے تو جناب والا! ہم نے احتیاط کے طور پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ پہلے ہم exemption کے کیسوں کو نمٹائیں گے پھر اس کے بعد آگے چلیں گے۔

سیوریج سسٹم درست کرنے کے لیے اقدام

☆756۔ ڈاکٹر سید خاور علی شاہ : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رائیونڈ روڈ سمن آباد لاہور سے ملحقہ آبادی کے گٹر عرصہ دراز سے اوور فلو ہو رہے ہیں خاص کر رائیونڈ روڈ تو اب جوہڑ کی شکل اختیار کر چکی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اہل علاقہ نے متذکرہ علاقہ میں سیوریج بچھانے کے لیے متعدد بار اعلیٰ افسران کی خدمت میں عرض داشت پیش کی ہیں مگر اعلیٰ افسران نے اس سلسلے میں کوئی اقدامات نہیں کیے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس تساہل کے ذمہ دار کے خلاف کارروائی نہ کرنے کی وجوہات بیان کی جائیں نیز کیا حکومت اس علاقہ میں سیوریج کا نظام درست کروانے کو تیار ہے اگر نہیں تو وجوہات بیان کریں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) یہ درست ہے لیکن اس کی وجہ یہ ہے کہ رائیونڈ روڈ اور اس سے ملحقہ آبادیاں نشیب میں واقع ہیں اور یہ آبادیاں کسی منصوبہ بندی کے بغیر وجود میں آئی ہیں لہٰذا جب محلی بند ہوتی ہے یا ڈسپوزل سٹیشن میں کوئی عارضی فنی خرابی یا بارش ہو

تو کبھی کبھار پانی سیور سے اوور فلو ہونے کی شکایت موصول ہوتی ہیں جس کو فوری طور پر دور کر دیا جاتا ہے۔

(ب) یہ درست نہیں بلکہ اس علاقے کی شکایت کو مد نظر رکھتے ہوئے واسا نے عالمی بنک کے تعاون سے ایک بڑا سیور لگانے کا جامع منصوبہ بنایا ہے جس پر ایک کروڑ روپے لاگت آئے گی۔ اس کی منصوبہ بندی کر لی گئی ہے اور ٹینڈر بھی طلب کر لیے گئے اور اس پر اگلے مالی سال یعنی 92-1991ء میں عمل در آمد کیا جائے گا۔

(ج) جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں نہ ہے کیونکہ حکومت نے اس علاقہ میں بڑا سیور لگانے کے اقدامات کا آغاز کر دیا ہے اور اس سیور کے مکمل ہوتے ہی اس علاقہ میں سیور کے اوور فلو ہونے کی شکایت کا ازالہ ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ : جناب والا! میں یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے اس سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ رانجھا روڈ پر بارشوں میں پانی اکٹھا ہو جاتا ہے تو اس کے انتظام کے لیے کتنے عرصے میں وہاں پر پمپ لگوا دیں گے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! اس سوال کے جواب میں ذکر کیا گیا ہے کہ نشیبی علاقوں میں بعض اوقات بارشوں کے دنوں میں پانی کھڑا ہو جاتا ہے اور بارش کے بعد pumps لگا کر اس پانی کو dispose of کر دیا جاتا ہے بعض اوقات قدرتی طور پر پانی ندی نالوں میں بہہ جاتا ہے تو اس کے جواب جزو (ج) میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ہم نے بڑے سیوریج پر کام شروع کر دیا ہے جو ان کی ڈیمانڈ تھی اور چونکہ اس سیوریج پر کام شروع ہے اور یہ یقیناً میعاد کے اندر ختم ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ : جناب والا! میں آپ کے توسل سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ایک کروڑ کی لاگت سے یہ سیوریج کب تک مکمل ہو گا۔ کیا وزیر موصوف کوئی تاریخ بتا سکتے ہیں یا یہ اس موجودہ rainy season میں مکمل ہو جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! مقررہ تاریخ دینا تو میرے لیے ممکن نہیں

ہوگا لیکن ہمارا جو طریق کار ہے اس کے مطابق ٹینڈر طلب کیے گئے ہیں اور وہاں پر کام شروع ہو چکا ہے اور میں یہ بتا سکتا ہوں کہ ہم نے یہ طے کیا ہے کہ اس کام کو کم از کم ایک سال میں مکمل ہونا ہے۔ لیکن اس علاقے کے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے جناب وزیر اعلیٰ اور میں نے یہ ہدایات دی ہیں کہ جتنی جلد ممکن ہو سکے اس کام کو مکمل کیا جائے اور جہاں تک موجودہ برسات کا تعلق ہے اس بارے میں تو میں کوئی commitment نہیں کر سکتا کہ اس riany season میں یہ کام مکمل ہو جائے گا۔

صاحبزادہ پیر سید محمد بنیامین رضوی : پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر!

جناب سپیکر : سید محمد بنیامین صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

صاحبزادہ پیر سید محمد بنیامین رضوی : جناب سپیکر! مجھے وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ سے یہ دریافت کرنا ہے کہ علامہ اقبال ٹاؤن کے سکندر بلاک میں میرا ایک چھوٹا سا گھر ہے۔ میرے گھر کے ساتھ ایک دس کنال کا پلاٹ ہے۔ جسے ایل۔ڈی۔اے نے پولی کلینک کے لیے مخصوص کیا ہوا ہے اور اس پر میٹریل بھی آچکا ہے۔☆☆☆

آف آرڈر یہ ہے جناب والا کہ ایک تو اس طرح سے تحریر پڑھی نہیں جا سکتی اور دوسری بات یہ کہ جب ایک فاضل رکن یہاں ایوان میں موجود نہیں ہیں تو ان کے بارے میں سوالات کرنا اور جواب دینا درست نہیں ہے۔ چونکہ متعلقہ معزز ممبر سوال کی تشریح و توضیح کے لیے موجود نہیں ہیں۔

لہذا جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس سوال اور اس کے جواب کو آپ کارروائی سے حذف فرما دیں اور اسے آئندہ کسی اور موقع پر رکھیں۔ تاکہ متعلقہ فاضل ممبر اس پر جواب دے سکیں۔ جناب والا : اسے pending کیا جائے۔

صاحبزادہ پیر سید محمد بنیامین رضوی : جناب سپیکر! میں نے کوئی ☆☆☆☆☆

جناب ارشاد حسین سیٹھی : جناب سپیکر! ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جناب سپیکر : آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

جناب ارشاد حسین سیٹھی : جناب سپیکر! ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جناب سپیکر : آرڈر پلیز آرڈر پلیز۔

شیخ محمد طاہر رشید : جناب سپیکر! ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جناب ارشاد حسین سیٹھی : جناب سپیکر! ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جناب سپیکر : آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

دراصل یہاں اس ہاؤس میں جب ایک معزز رکن موجود نہیں تھے تو ان کے بارے میں یہاں اس انداز میں ضمنی سوال آنا ہی نہیں چاہیے تھا جو معزز رکن اپنے آپ کو defend کرنے کی پوزیشن میں ہاؤس میں موجود نہ ہوں تو ان کی عدم موجودگی میں ان کے بارے میں اس انداز سے ضمنی سوال نہیں آنا چاہیے تھا اور نہ ہی ایسے سوال کو en-courage کرنا چاہیے تھا۔ لہٰذا اس بارے میں یہ کہوں گا کہ جب متعلقہ معزز رکن ہاؤس میں موجود ہوں گے تو ان کی موجودگی میں اگر کوئی صاحب اس بات کو اٹھانا چاہیں تو بے شک اٹھائیں تاکہ وہ اس کا جواب دینے کی پوزیشن میں ہوں اور میں اس بات پر اتفاق کرتا ہوں معزز رکن کی عدم موجودگی میں جو کارروائی یا باتیں یہاں ہوئیں ان کو میں اس

☆(حکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے)

کارروائی سے حزف کرتا ہوں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب سپیکر! میں آپ سے اس سلسلہ میں رولنگ چاہوں گا کہ کوئی مشیر جو سرکاری عہدیدار ہوتا ہے آیا وہ بھی کسی وزیر سے سوال کر سکتا ہے یا نہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب سپیکر! اگر مجھے اجازت دیں تو میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : جناب وزیر قانون اس بارے میں ارشاد فرمائیں کہ کوئی مشیر برائے وزیر اعلیٰ بھی کسی وزیر سے وقفہ سوالات میں سوال کر سکتے ہیں اور ضمنی سوال دے سکتے ہیں؟

وزیر قانون : جناب والا! جی ہاں کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر : جناب رانا پھول محمد اس بارے آپ کیا ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر امداد باہمی : جناب سپیکر! روایات تو یہی رہی ہیں کہ پارلیمانی سیکرٹری اور مشیر صاحبان ضمنی سوال نہیں کیا کرتے۔ قانون کے مطابق کیا ہے میں نہیں کہہ سکتا کیونکہ میں نے قواعد کو دیکھا نہیں ہے۔ لیکن جناب والا! روایات یہ ہیں کہ جو ممبر سرکاری ممبر تصور ہوتے ہیں وہ ضمنی سوال کرنے کے مجاز نہیں ہوتے۔

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : جی میاں صاحب! آپ ارشاد فرمائیے۔

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر! جو ایڈوائزر ہیں وہ ہمارے Rules of Procedure میں بھی نہیں ہیں اور نہ ہی اس بارے میں قانون میں کوئی ایسی بات ہے۔ صرف منسٹر اور پارلیمانی سیکرٹری کے بارے میں ہے کہ منسٹر اور پارلیمانی سیکرٹری سوال نہیں کر سکتے۔ ایڈوائزر پر ہمارے Rules of Procedure میں کوئی پابندی نہیں ہے اور رانا صاحب نے روایت کی جو بات کی ہے میرے خیال میں اس دور سے پہلے کبھی ایڈوائزر ہوا ہی نہیں کرتے تھے اور نہ ہی ان کو ابھی تک Rules of Procedure میں کوئی جگہ ملی ہے اس لیے میں وزیر قانون کے جواب سے اتفاق کرتا ہوں کہ ایڈوائزر سوال کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر وسیم صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر : جناب سپیکر! میاں منظور احمد موہل نے جو توضیح پیش کی ہے اس حوالہ سے میں درخواست کروں گا کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو ایوان کے یہ جذبات پہنچائے جائیں کہ ان تمام مشیران کو برخاست کیا جائے۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر صاحب! آپ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر : جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ جس طرح موہل صاحب نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ رولز آف پروسیجر میں مشیران کی کوئی حیثیت نہیں ہے لہذا اس حوالہ سے ان کے عہدے جو ہیں وہ withdraw کیے جائیں۔

جناب سپیکر : میں اس مسئلہ میں رولنگ بعد میں دوں گا۔

اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے اور بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے جائیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سیوریج لائنوں کو مکمل کرنا

☆859۔ جناب محمد حنیف چودھری : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیاں فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ راولپنڈی نے بارہ سال قبل جو سیوریج لائنیں پورے شہر میں بچھائی تھیں وہ نہ تو صحیح معنوں میں مکمل ہیں اور نہ ہی میونسپل کارپوریشن کے ہینڈ اوور کی گئیں ہیں اور اس طرح قوم کا کروڑوں روپے کا سرمایہ ضائع ہو گیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اسے مکمل کروا کر میونسپل

کارپوریشن کے سپرد کرنے کو تیار ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) سیوریج اینڈ ڈرینج سکیم راولپنڈی فیز I (پارٹ ون) مطابق حکومت پنجاب نمبر I-SO (PHE) II.26/70 بتاریخ 27-3-1971 کو منظور ہوئی تھی جس کی تخمینہ لاگت 37.30 لاکھ روپے تھی۔ یہ کام مکمل کروانے کے بعد محکمہ نے 1979ء میں میونسپل کارپوریشن راولپنڈی کے حوالے کر دیا گیا تھا جس کے بعد سے اب تک میونسپل کارپوریشن گلیوں اور محلوں میں سیوریج لائنیں بچھا کر مین سیوریج لائن میں ڈال کر چلا رہی ہے۔

عارضی اور مستقل ملازمین کی تفصیل

☆970۔ خان غلام سرور خان : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) اس وقت محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے کتنے ملازمین کتنے عرصہ سے ورک چارج پر ہیں اور کس کس عہدہ پر کام کر رہے ہیں۔

(ب) 1985 سے 1991 تک کتنے ملازمین کو کس کس کیڈر میں ریگولر کیا گیا جو ملازمین ریگولر نہ ہو سکے اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل اینڈ اینوائرنمنٹل پلاننگ کے ذیلی اداروں میں کام کرنے والے ورک چارج ملازمین کی مکمل تفصیل ضمیمہ الف پر لف ہے۔ (ضمیمہ الف ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے)

(ب) 1985 سے 1991 تک ریگولر کیے جانے والے ملازمین اور ریگولر نہ ہونے والے ملازمین کی مکمل تفصیل معہ وجوہات ضمیمہ ب پر ملاحظہ فرمائیں۔

ضمیمہ ب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ میں افسران کی ترقیاں

☆1068۔ ملک محمد دین : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے

کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے کچھ افسران کے خلاف محکمہ رشوت ستانی نے مقدمات درج کر رکھے ہیں اگر ایسا ہے تو ان افراد کے نام ' عہدہ مکمل پتہ کیا ہیں۔ مکمل تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ رشوت ستانی میں ایف۔ آئی۔ آر درج ہونے کے بعد کچھ افسران کی ترقیاں بھی ہوئی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ایسے افراد کے نام اور عہدے کیا ہیں فہرست ضلع وار فراہم کی جائے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

محکمہ ہذا میں موصولہ اطلاعات کے مطابق صورت حال یہ ہے۔

(الف) محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے زیر انتظام کام کرنے والے مندرجہ ذیل اداروں کے افسران کے خلاف محکمہ انسداد رشوت ستانی نے مقدمات درج کر رکھے ہیں جن کی تفصیل تتمہ الف پر درج ہے۔ جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے زیر نگرانی کام کرنے والے اداروں میں ایسا کوئی افسر نہ ہے جس کے خلاف محکمہ انسداد رشوت ستانی میں ایف۔ آئی۔ آر درج ہونے کے باوجود ترقی دی گئی ہو۔

پنجاب کے ترقیاتی اداروں میں تقرریاں

☆1070۔ ملک محمد دین : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے ترقیاتی اداروں میں تقرریوں پر پابندیوں کے باوجود تقرریاں ہوئی ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کتنے افراد کی تقرریاں ہوئیں ان کے عہدے پتہ جات مستقل یا ایڈ ہاک' نام' ترقیاتی ادارے کا نام علیحدہ علیحدہ مکمل تفصیلات ادارہ وار فراہم کی جائیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے زیر انتظام کام کرنے والے صرف لاہور ترقیاتی ادارہ ایل۔ ڈی۔ اے میں ملازمتوں پر تقرریوں پر پابندی کے بعد صرف ایڈ ہاک پر کام کرنے والے 21 ملازمین کو ریگولر کیا گیا ہے۔ جن کی تفصیل تتمہ الف پر لف ہے۔ جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) علاوہ ازیں اسی ادارہ میں 59 مختلف اسامیوں پر تقرریاں حکم وزیر اعلیٰ پنجاب قوانین میں نرمی اور ترمیم کر کے عمل میں لائی گئی ہیں جن کی تفصیلات تتمہ ب پر لف ہیں۔ جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

تاج پورہ ہاؤسنگ سکیم میں سروئیرز کی تعیناتی

☆1117 ۔ ملک احمد علی اولکھ ۔ کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

الف۔ تاج پورہ ہاؤسنگ سکیمیں سال 1983 سے سکیم کی تکمیل تک ایل ڈی اے کے کس کس اہلکار کو بطور سروئیر وہاں مقرر کیا گیا نام بتائے جائیں۔

ب۔ آیا یہ امر واقع ہے کہ مذکورہ سکیم میں تعینات سروئیرز اچھی شہرت کے حامل نہ تھے اور ان کے خلاف علاقے کے مکینوں کی جانب سے رشوت خوری اور بدعنوانی کی شکایات کی گئیں۔

ج۔ اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت نے متعینہ سروئیرز کے خلاف کوئی محکمانہ کارروائی کی ہے اگر جواب اثبات میں ہو تو اس کی تفصیل بتائی جائے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) مطلوبہ نام مندرجہ ذیل ہیں۔

مسٹر خالد چودھری' مسٹر محمد اسلم' مسٹر عبدالرحیم' مسٹر عبدالغفور کوثر مسٹر محمد الفت اور محمد اسلام ان کے بعد مسٹر عبدالغفور کوثر کو تعینات کیا گیا اور آج کل محمد اسلام سروئیر کا کام کر رہا ہے۔

(ب) ایسی کوئی شکایت متعلقہ شعبہ کے نوٹس میں نہیں ہے۔
(ج) جواب (ب) بالا کی روشنی میں مزید جواب کی ضرورت نہ ہے۔

وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ اور وزیر اعلیٰ ہاؤس کے ملازمین کو پلاٹوں کی الاٹمنٹ

☆1162۔ حاجی سکندر حیات بوسن : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

یکم اگست 1990 سے لے کر آج تک وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ اور وزیر اعلیٰ ہاؤس کے کتنے ملازمین کو صوبہ پنجاب کی کن کن رہائشی سکیموں میں پلاٹ الاٹ کیے گئے۔ پلاٹ حاصل کرنے والوں کے نام اور عہدے کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

یہ سوال وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ اور وزیر اعلیٰ ہاؤس کو ضروری معلومات حاصل کرنے کے لیے بھجوایا گیا تھا ابھی تک صرف لاہور میں واقع ہاؤسنگ سکیموں کے متعلق تفصیلات موصول ہوئی ہیں جن کی فہرست تتمہ ''الف'' پر لف ہے بقیہ تفصیلات کا ابھی انتظار ہے جونہی مزید تفصیلات موصول ہوں گی معزز ایوان میں پیش کر دی جائیں گی۔

تتمہ ''الف''

نمبر شمار	نام	عہدہ	سکیم	سائز پلاٹ
1۔	شاہد حسن راجہ	ایڈیشنل سیکرٹری	ایم اے جوہر ٹاؤن	1 کنال
2۔	سلیم اختر عباسی	ڈپٹی سیکرٹری	ایم اے جوہر ٹاؤن	1 کنال
3۔	سلیم حسن آصف کیپٹن ریٹائرڈ	ڈپٹی سیکرٹری	ایم اے جوہر ٹاؤن	1 کنال
4۔	محمد عثمان	سی ایس او	ایم اے جوہر ٹاؤن	1 کنال
5۔	ذوالفقار احمد	انڈر سیکرٹری	ایم اے جوہر ٹاؤن	10 مرلہ
6۔	محمد مشتاق	انڈر سیکرٹری	ایم اے جوہر ٹاؤن	10 مرلہ

7۔	شاہد محمد راجہ	سیکشن آفیسر	ایم اے جوہر ٹاؤن	10 مرلہ
8۔	محمد سلیمان	سیکشن آفیسر	ایم اے جوہر ٹاؤن	10 مرلہ
9۔	منصور احمد	سیکشن آفیسر	ایم اے جوہر ٹاؤن	10 مرلہ
10۔	خورشید علی زیدی	سیکشن آفیسر	ایم اے جوہر ٹاؤن	10 مرلہ
11۔	خاور مہدی	رابطہ آفیسر	ایم اے جوہر ٹاؤن	10 مرلہ
12۔	سید ہادی حسن رضوی	پی آر او	ایم اے جوہر ٹاؤن	10 مرلہ
13۔	شاہد احمد	انفرمیشن آفیسر	ایم اے جوہر ٹاؤن	10 مرلہ
14۔	محمد فاروق احمد	سپرنٹنڈنٹ گیراج	ایم اے جوہر ٹاؤن	5 مرلہ
15۔	نذیر احمد	پرائیویٹ سیکرٹری	ایم اے جوہر ٹاؤن	5 مرلہ
16۔	غلام محی الدین بھٹی	"	سبزہ زار	2 مرلہ
17۔	ملک کمال الدین	"	جوہر ٹاؤن	5 مرلہ
18۔	اقبال انجم	سی۔اے	سبزہ زار سکیم	7 مرلہ
19۔	محمد الیاس	سی۔اے	جوہر ٹاؤن	5 مرلہ
20۔	ذوالفقار علی	سی اے	ایم اے جوہر ٹاؤن	5 مرلہ
21۔	محمود احمد قریشی	سٹاف آفیسر	ایم اے جوہر ٹاؤن	1 کنال
22۔	سہیل شہزاد احمد	سٹینوگرافر	ایم اے جوہر ٹاؤن	2 مرلہ
23۔	محمد امین گوندل	سٹینوگرافر	ایم اے جوہر ٹاؤن	2 مرلہ
24۔	زاہد حسین	سٹینوگرافر	ایم اے جوہر ٹاؤن	2 مرلہ
25۔	محمد اشرف	سٹینوگرافر	گوجر پورہ	2 مرلہ
26۔	حافظ محمد فاروق	سٹینوگرافر	گوجر پورہ	2 مرلہ
27۔	محمد اکرم خیال	سٹینوگرافر	ایم اے جوہر ٹاؤن	5 مرلہ
28۔	محمد یوسف احمد	اسسٹنٹ	جوہر ٹاؤن	5 مرلہ
29۔	اعجاز انور	اسسٹنٹ	جوہر ٹاؤن	7 مرلہ
30۔	الطاف حسین	اسسٹنٹ	جوہر ٹاؤن	5 مرلہ
31۔	مبشر احمد	اسسٹنٹ	سبزہ زار	7 مرلہ

32۔	محمد شریف آصف	اسسٹنٹ	سبزہ زار	7 مرلہ
33۔	شیخ معصوم احمد	اسسٹنٹ	سبزہ زار	7 مرلہ
34۔	فرمان علی	اسسٹنٹ	سبزہ زار	7 مرلہ
35۔	عبدالشکور شاہد	اسسٹنٹ	سبزہ زار	7 مرلہ
36۔	محمد اکبر	اسسٹنٹ	ایم اے جوہر ٹاؤن	2 مرلہ
37۔	حسن اعجاز	اسسٹنٹ	گوجر پورہ	2 مرلہ
38۔	محمود احمد	اسسٹنٹ	تاج پورہ سکیم	7 مرلہ
39۔	امجد علی	کلرک		2 مرلہ
40۔	ندیم حسن ٹی او	کلرک	نشتر کالونی	2 مرلہ
41۔	مبشر احمد	کلرک		2 مرلہ
42۔	محمد عادل	کلرک	ایم اے جوہر ٹاؤن	2 مرلہ
43۔	محمد انور	کلرک	ایم اے جوہر ٹاؤن	2 مرلہ
44۔	رشید احمد	کلرک	تاج پورہ	5 مرلہ
45۔	محمد یونس	کلرک	گوجر پورہ	2 مرلہ
46۔	عبدالحمید	کلرک	ایم اے جوہر ٹاؤن	5 مرلہ
47۔	نجیب احمد	کلرک	ایم اے جوہر ٹاؤن	2 مرلہ
48۔	اللہ رکھا	کلرک	گوجر پورہ	2 مرلہ
49۔	محمد علی بٹ	کلرک	ایم اے جوہر ٹاؤن	2 مرلہ
50۔	غفور احمد	کلرک	گوجر پورہ	2 مرلہ
51۔	مبشر حسن	ڈرائیور	تاج پورہ	2 مرلہ
52۔	انور مسیح	ڈرائیور	جوہر ٹاؤن	2 مرلہ
53۔	کرامت علی شاہ	ڈرائیور	جوہر ٹاؤن	2 مرلہ
54۔	محمد اسلم	ڈرائیور	جوہر ٹاؤن	2 مرلہ
55۔	محمد مشتاق	ڈرائیور	تاج پورہ	
56۔	نیاز احمد	ڈرائیور	تاج پورہ	

57۔	حاجی مظہر حسن اعوان	ڈرائیور	ایم اے جوہر ٹاؤن	5 مرلہ
58۔	محمد بشیر خان	ڈرائیور	گوجر پورہ	2 مرلہ
59۔	شریف حسن	ڈرائیور	گوجر پورہ	2 مرلہ
60۔	عنصر محمود	ڈرائیور	سبزہ زار	2 مرلہ
61۔	اسلم علی	ڈرائیور	سبزہ زار	2 مرلہ
62۔	محمد رفیق	نائب قاصد	تاج پورہ	2 مرلہ
63۔	طالب حسین	نائب قاصد	گوجر پورہ	2 مرلہ
64۔	یونس صابر	نائب قاصد	تاج پورہ	2 مرلہ
65۔	نیاز احمد	نائب قاصد	جوہر ٹاؤن	2 مرلہ
66۔	مستقیم بیگ	نائب قاصد	گوجر پورہ	2 مرلہ
67۔	عبد الغفار	نائب قاصد	جوہر ٹاؤن	2 مرلہ
68۔	عبد الحمید	نائب قاصد	گوجر پورہ	2 مرلہ
69۔	محمد رفیق بیگ	نائب قاصد	تاج پورہ سکیم	2 مرلہ
70۔	محمد ساجد	نائب قاصد	جوہر ٹاؤن	2 مرلہ
71۔	محمد یاسین	نائب قاصد	نشتر کالونی	2 مرلہ
72۔	کمال الدین	ویٹر	ایم اے جوہر ٹاؤن	5 مرلہ
73۔	احمد صابر	ویٹر	ایم اے جوہر ٹاؤن	3 مرلہ
74۔	غلام علی	پورچ اردلی	گوجر پورہ	3 مرلہ
75۔	کبلا خان	پورچ اردلی	گوجر پورہ	3 مرلہ
76۔	محمد افضل	کلینر	گوجر پورہ	3 مرلہ
77۔	محمد طالب نذیر	کلینر	گوجر پورہ	3 مرلہ
78۔	محمد صابر	نائب قاصد	سبزہ زار سکیم	3 مرلہ
79۔	محمد طفیل	ویٹر	ایم اے جوہر ٹاؤن	3 مرلہ

توسیع منصوبہ آب رسانی کے لیے مزید فنڈز کی فراہمی

☆1231- چودھری محمد اسلم کائرہ : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نشان زدہ سوال نمبر1046 جس کا جواب ایوان میں 29 ستمبر 1991 کو دیا گیا تھا کہ حوالہ سے بیان کریں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ نے 3.32 لاکھ روپیہ کا تخمینہ لگا کر منظوری کے لیے حکومت کو پیش کر دیا تھا۔

(ب) کیا فنڈز کی منظوری ہو چکی ہے اگر ہو چکی ہے تو اس منصوبہ پر کب تک کام شروع کر دیا جائے گا اگر نہیں تو وجہ ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) یہ حقیقت ہے کہ محکمہ نے توسیعی منصوبہ آب رسانی برنالی کے لیے 3.32 لاکھ روپے کا تخمینہ چیئرمین ضلع کونسل گجرات کو برائے انتظامی منظوری بھجوا دیا ہوا ہے۔

(ب) اس منصوبہ کے لیے فنڈز کی فراہمی حکومت کے پاس زیر غور ہے جو کہ موجودہ مالی سال میں نئی سکیموں کے لیے مختص شدہ مجموعی رقم سے کیا جائے گی۔

واٹر سپلائی سکیموں میں تاخیر کے مرتکبین کے خلاف کارروائی

☆1266 ۔ جناب محمد بشارت راجہ : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) راولپنڈی تحصیل میں واٹر سپلائی سکیمیں دھاماں سیداں۔ قائد اعظم کالونی اور شکریال کب منظور ہوئیں اور تاحال ان پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان سکیموں کے تخمینہ جات کی فنی منظوری ابھی تک نہیں ہوئی جس کی وجہ سے کام متاثر ہو رہا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مطابق قواعد منصوبہ کی منظوری اور تخمینہ کی تیاری کے فوراً بعد فنی منظوری کام شروع کرنے سے قبل لینا ضروری ہوتی ہے لیکن ان سکیموں میں ایسا نہ کیا گیا ہے اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(د) کیا حکومت نے اس غفلت کے ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی کی ہے اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) دھاماں سیدان اور قائد اعظم کالونی دونوں واٹر سپلائی سکیمیں فروری 1990 میں منظور ہوئیں اور واٹر سپلائی سکیم شکریال کی منظوری سترہ فروری 1990 میں ہوئی اور تاحال ان پر مندرجہ ذیل رقوم خرچ ہوئیں۔

1۔ واٹر سپلائی سکیم دھاماں سیداں 20.113 لاکھ

2۔ واٹر سپلائی سکیم قائد اعظم کالونی 9.30 لاکھ

3 ۔ واٹر سپلائی سکیم شکریال 17.30 لاکھ

(ب) واٹر سپلائی سکیم دھاماں سیداں اور قائد اعظم کالونی کی فنی منظوری حال ہی میں ہوئی ہے جبکہ واٹر سپلائی سکیم شکریال کی فنی منظوری 28 جنوری 1991 کو ہو چکی ہے اور اس پر کام جاری ہے۔

(ج) جی ہاں۔ کام شروع کرنے سے قبل فنی منظوری لینا ضروری ہوتا ہے لیکن واٹر سپلائی سکیم دھاماں سیداں اور قائد اعظم کالونی سکیم میں فنی منظوری میں دیر ضروری فنی تفصیلات کے نتائج حاصل کرنے کی وجہ سے ہوئی ہے اب ان سکیموں کی فنی منظوری ہو چکی ہے اور واٹر سپلائی سکیم شکریال پر کام بھی جاری ہے۔

(د) فنی منظوری میں دیر غفلت کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ دیر فنی تفصیلات کے نتائج حاصل کرنے کے لیے جو مطالعاتی کام (جیسا کہ Trail Bore Hydrologi-cal Servey اور پانی کی زیر زمین مقدار کے متعلق معلومات درکار تھیں یہ سب Time consuming Processes تھے ان کی وجہ سے ہوئی ہے جس میں مجوزہ زمین کا حصول بھی شامل ہے۔ لہٰذا کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں بنتی۔

گندے نالے کی تعمیر کے لیے اقدامات

☆1267 ۔ ملک محمد ذاکر : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک 16 ایٹ لی آر میاں چنوں میں نکاسی آب کے لیے جو مین نالا چودھری غلام رسول کے گھر کی جانب تعمیر کیا گیا تھا۔ ٹوٹ پھوٹ چکا ہے اور گندے پانی کا نکاس نہیں ہو رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک نالا کی از سر نو تعمیر کر دی جائے گی اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) یہ درست ہے کہ چک 16 ایٹ لی آر مین میں نالا کا تھوڑا حصہ ٹریکٹر ٹرالیاں گزرنے کی وجہ سے ٹوٹ گیا تھا جس کی مرمت کر دی گئی ہے اور پانی کا نکاس تسلی بخش طریقے سے ہو رہا ہے۔

(ب) اس کا جواب جزو (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

حلقہ نمبر 117 میں نکاسی آب کا پروگرام

☆1271 ۔ جناب ارشاد حسین سیٹھی : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بارشی موسم میں پی پی 117 مصری شاہ و سن پورہ اور فیض باغ کی آبادیوں میں کئی کئی گھنٹے دو سے چار فٹ تک پانی کھڑا رہتا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت عوام کی پریشانی کے ازالہ کے لیے وہاں نکاسی آب کے لیے کیا پروگرام رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں اور اگر ہاں تو ان منصوبہ جات کی تفصیل مہیا کی جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) یہ درست ہے شمالی لاہور کا علاقہ نشیب میں واقع ہونے کی وجہ سے بارش کے دنوں میں اپنی کا یہاں رکنا ایک فطری عمل ہے لیکن جوں ہی بارش ختم ہوتی ہے پانی ڈسپوزل پمپوں کے ذریعے نکال دیا جاتا ہے۔

(ب) عوام کی پریشانی اور تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے مصری شاہ اور دوسرے شمالی علاقوں سے عالمی بنک کے تعاون سے پی یو ڈی پی کے تحت واسا نے ایک عظیم منصوبہ بنایا ہے جس میں اس علاقہ سے نکاسی آب کا پروگرام بھی شامل ہے۔ اس پر ڈیزائن کا کام شروع کر دیا گیا ہے جو جون تک مکمل ہو جائے گا بعد ازاں ڈیزائننگ کی حتمی منظوری کے بعد اس پر فوری عمل درآمد شروع ہو جائے گا۔

وسن پورہ سکیم کی تکمیل

☆1275۔ جناب ارشاد حسین سیٹھی : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ایریا ڈویلپمنٹ سکیم وسن پورہ نمبر 2 پر محکمہ نے کل کتنی رقم خرچ کی ہے۔ رقبہ کا خسرہ نمبر کیا ہے اور ریکوائر شدہ جگہ کا کل رقبہ موقع پر کیا ہے۔

(ب) سکیم سے اب تک پلاٹوں کی فروخت سے کتنی آمدن حاصل ہوئی ہے اور کل بقایا رقم کتنی ہے کیا تمام پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں۔

(ج) کس سال میں سکیم تیار کی گئی تھی اور اب کتنے سالوں میں بقایا کام مکمل ہو گا۔

(د) ریگولر الاٹی ۔ تجاوز کنندگان اور لینڈ اونرز کو دیئے گئے افراد کے ناموں کی فہرست معہ پلاٹ نمبرز مکمل تفصیلات کے ساتھ مہیا کی جائے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) ایک کروڑ پندرہ لاکھ ' چھیالیس ہزار دو سو چوہتر روپے۔ تین موضع جات۔ باغانوالہ' کھوئی میراں اور کوٹ خواجہ سعید کی زمین کے جو خسرہ جات ایریا ڈویلپمنٹ سکیم 2 وسن پورہ لاہور کے لیے ایکوائر کیے گئے کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے اور نوٹیفیکیشن ہائے کی کاپیاں ملاحظہ فرمائیں۔

تتمہ الف۔

باغانوالہ	کھوئی میراں	کوٹ خواجہ سعید
186 من	1 تا 3	1768
192تا 187	9 تا 11	1813 تا 1773

192/1	13 تا 30	1827 تا 1830
193 تا 195	33	
197 تا 208		
353 تا 308	112 تا 152	

سکیم کے منظور شدہ نقشہ کے مطابق کل رقبہ 82 ایکٹر 4 کنال اور 18 مرلے ہے۔

(ب) رہائشی پلاٹوں کی قیمت اصل ذر کی صورت میں مبلغ =/44,62,248 روپے وصول ہوئے۔

رہائشی پلاٹوں کی قیمت اصل ذر کی صورت یں مبلغ =/70,83,026 روپے تاحال واجب الوصول ہیں۔ رہائشی پلاٹوں کی تفصیل بابت الاٹمنٹ و ناجائز قبضہ جات کے لیے ملاحظہ فرمائیں جواب جزو "د" میں۔

(ج) ایریا ڈویلپمنٹ سکیم نمبر 2 وسن پورہ منظور شدہ PC-I کے مطابق سال 1972-74ء میں شروع کی گئی تھی اور سال 1982-83 ء میں مکمل ہوئی۔ مورخہ 20 اپریل 1983ء کو لاہور میٹرو پولیٹن کارپوریشن کو برائے main-tenance حوالے کر دی گئی ہے۔

(د) ایریا ڈویلپمنٹ سکیم 2 وسن پورہ لاہور کے رہائشی پلاٹوں کی بڑی تعداد سابقہ مالکان اراضی کو الاٹ کی گئی ہے۔ صرف 4 پلاٹ برقبہ 10 مرلے گورنر کوٹہ سے الاٹ ہوئے اور 411 پلاٹ برقبہ 3.50 مرلے کچی آبادی شاہدرہ وغیرہ سے مستقل کیے گئے سیلاب زدگان کو الاٹ کیے گئے۔ ان تمام الاٹیوں کا نام مع پلاٹ نمبر پر ڈویژنل فہرست تتمہ (ب) میں شامل ہیں۔ الاٹمنٹ ریکارڈ جو دفتر ہذا میں موجود ہے۔ کی پڑتال سے مختلف رقبوں کے 180 رہائشی پلاٹ بلاشک و شبہ ناجائز قبضہ میں پائے گئے۔ فہرست ملاحظہ فرمائیں تتمہ 'ج' علاوہ ازیں مختلف رقبوں کے 434 رہائشی پلاٹوں کا کوئی الاٹمنٹ ریکارڈ دفتر ہذا میں موجود نہ ہے (فہرست تتمہ 'ت') ان ناجائز قابضین کو بذریعہ نوٹس شائع کردہ اخبارات ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اپنے قبضہ کے بارے میں دستاویزات پیش کریں۔ صرف 116 افراد نے درکار دستاویزات داخل کیے ہیں اور باقی ماندہ ناجائز قابضین

دستاویزات وغیرہ دکھانے سے گریزاں ہیں۔ ناجائز قابضین کی حتمی فہرست کی تیاری کے لیے کام جاری ہے۔ حکومت پنجاب نے پالیسی وضع کی ہے کہ جن ناجائز قابضین نے قابل رہائش مکان تعمیر کر لیے ہیں کہ ناجائز قبضہ کو عوض ادائیگی تفریزی قیمت =/5,000 روپے فی مرلہ کے حساب سے ریگولر کر دیا جائے (تفریزی قیمت =/10,000 سے کم کر کے 5,000 روپے فی مرلہ کی گئی ہے) اس پالیسی کی تعمیل میں مختلف رقبوں کے 64 رہائشی پلاٹ ریگولر کیے جا چکے ہیں اور ان کو مالکانہ حقوق کی منتقلی کا کام جاری ہے ان 64 پلاٹوں کی فہرست ملاحظہ فرمائیں بر تتمہ 'پ' یہ بات قابل ذکر ہے کہ متذکرہ مراعات کے باوجود ناجائز قابض دستاویزات دکھانے اور واجبات جمع کرانے سے پس و پیش کرتے ہیں۔

لو انکم سکیم کے تحت پلاٹوں کی الاٹمنٹ

☆1301۔ جناب ممتاز علی چودھری : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) لو انکم ہاؤسنگ سکیم کا مطلب کم آمدنی والے لوگوں کے لیے ہے یا صاحب جائیداد لوگوں کے لیے۔

(ب) اگر low income scheme کم آمدنی والے لوگوں یا پاکستان بھر میں کوئی جائیداد نہ رکھنے والے لوگوں کے لیے ہے تو میرے سابقہ سیشن میں سوال نمبر 71 کے جواب میں محکمہ ہاؤسنگ نے جو الاٹی صاحبان کی لسٹ ایوان میں پیش کی ہے ان میں اکثر لوگ دولت مند اور صاحب جائیداد ہیں جن کا میں ایوان میں ثبوت پیش کر سکتا ہوں اور اگر میں ثبوت پیش کروں تو کیا وزیر موصوف ان کی low incoem scheme میں الاٹمنٹ منسوخ فرما دیں گے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) low incoem scheme کا مطلب بنیادی طور پر کم آمدنی والے لوگوں کے لیے پلاٹ مہیا کرنا ہے۔

(ب) جب کسی ہاؤسنگ سکیم میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے لیے درخواستیں وصول کی جاتی ہیں تو درخواستوں کے ساتھ ایک بیان حلفی لیا جاتا ہے جس کا متن ذیل ہے۔

1۔ میں پاکستان کا شہری ہوں میرا وطن (ڈومی سائل پنجاب) ضلع۔۔۔۔ ہے

2۔ میری ماہانہ آمدنی صرف دو ہزار روپے ہے۔

3۔ میں / میری زوجہ زیر کفالت بچے پنجاب کے کسی شہری علاقہ میں کسی قطعہ مکان کے مالک نہیں ہیں اور نہ ہی مجھے یا انہیں پنجاب میں کسی شہری رہائشی ہاؤسنگ سکیم میں کوئی قطعہ مکان الاٹ ہوا ہے۔

4۔ میں ملک دشمن سماج سرگرمیاں یا کسی سنگین جرم میں سزا یافتہ نہیں ہوں۔

محکمہ ہاؤسنگ بیان حلفی کو مدنظر رکھ کر الاٹمنٹ کر دیتا ہے یہ درست ہے کہ حلف نامے کے غلط ثابت ہونے پر متعلقہ پلاٹ کو محکمہ منسوخ کر سکتا ہے۔

اگر سوال کنندہ غیر مستحق افراد کی نشاندہی کرے تو حسب ضابطہ ان کی الاٹمنٹ کی منسوخی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔

حلقہ 156 میں آہنی بورڈز کی تنصیب

☆1304 ۔ جناب ممتاز علی چودھری : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سال 90-1989ء میں حلقہ نمبر 156 میں بے شمار آہنی بورڈ (منصوبہ آب رسانی) سابقہ ایم پی اے نے اپنی نمائش کے لیے سڑکوں پر آویزاں کروائے جن کی لاگت لاکھوں روپے بنتی ہے اگر ایسا ہے تو ان کی ادائیگی متعلقہ محکمہ نے کی۔ اگر ہاں تو کس ہیڈ سے ادائیگی کی گئی۔

(ب) میرے حلقہ 156 کی سب ڈویژن پبلک ہیلتھ انجینئرنگ رینالہ خورد میں آج تک کتنے ایس۔ڈی۔او صاحبان کی ٹرانسفر کی گئی اور ایس۔ڈی۔اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کن کن صاحبان کی سفارش پر تعینات کیے اور اس کے متعلق مقامی ایم پی اے کا کیا عمل دخل ہے اگر عرصہ چھ ماہ میں بے شمار تبادلہ کیے گئے تو ایسا

کیوں کیا گیا تفصیلاً بتایا جائے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر نے صوبائی اسمبلی حلقہ نمبر 156 میں تعمیر کیے جانے والے منصوبہ جات برائے فراہمی آب نکاسی آب پر آہنی بورڈ سال 90-1989ء میں نصب کیے تھے جن کی کل تعداد 34 عدد تھی اور ان پر مجموعی لاگت 87160 روپے آئی تھی۔ جو کہ منصوبہ جات کے تخمینوں کی مد متفرق سے ادا کی گئی۔ یہ کہنا درست نہ ہے کہ آہنی بورڈ متعلقہ ایم۔پی۔اے کی تشہیر کے لیے نصب کیے تھے بلکہ یہ عوام الناس کو تعمیر وطن پروگرام کے منصوبہ جات کی لاگت تاریخ اجراء تکمیل سے آگاہ وغیرہ کے لیے نصب کیے تھے۔

(ب) پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سب ڈویژن رینالہ خورد یکم جولائی 1986 میں قائم کی گئی تھی اور اس سب ڈویژن میں اب تک مندرجہ ذیل ایس ڈی او صاحبان تعینات کیے گئے۔

نام ایس ڈی او	عرصہ
1۔ محمد یونس قریشی	1-7-86 تا 11-11-86
2۔ تنویر احمد ملک	11-11-86 تا 3-3-88
3۔ سلمان اختر	10-3-88 تا 18-9-89
4۔ محمد یونس چوہان	18-9-89 تا 27-7-91
5۔ خالد حسین شاہ	28-7-91 تا 5-10-91
6۔ شفقت علی	6-10-91 تا حال

جہاں تک گزشتہ چھ ماہ میں رینالہ خورد سب ڈویژن میں تبادلوں کا تعلق ہے تو مندرجہ بالا پوزیشن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ صرف دو ایس۔ڈی او صاحبان کے تبادلے کرائے ہیں۔

خورشید احمد پرواز کا تبادلہ

☆1383۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

خورشید احمد پرواز ایس ڈی او یزمان کا مارچ 1991ء تا دسمبر 1991ء کتنی بار تبادلہ ہوا اور کتنی بار منسوخ کیا گیا اور ایسا کرنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

خورشید احمد پرواز ایس ڈی او یزمان کا تبادلہ متذکرہ مدت میں صرف ایک مرتبہ 12-11-1991 کو ہوا اور بعد ازاں منسوخ کیا گیا۔

رانجھا روڈ سمن آباد میں لاہور میں نل بچھانا

☆1384 ۔ حاجی سکندر حیات بوسن : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت نے رانجھا روڈ سمن آباد لاہور سے ملحقہ آبادیوں میں پانی کے نل بچھائے ہوئے ہیں اور یہاں کے مکینوں نے اپنے گھروں میں سرکاری نل لگوا رکھے ہیں۔

(ب) آیا یہ امر واقع ہے کہ متذکرہ علاقہ کی گلیوں میں جو نل بچھائے گئے ہیں وہ علاقہ کے مکینوں کی ضروریات پوری نہیں کرتے اور پانی کا پریشر بہت کم ہے جس کی وجہ سے یہاں کے مکینوں کے گھروں میں برائے نام پانی آتا ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ علاقہ کی گلیوں میں بچھائے گئے پانی کے نل کا پریشر بڑھانے کے لیے اقدامات کر رہی ہے تفصیلاً بتایا جائے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) یہ درست ہے کہ علاقہ رانجھا روڈ سمن آباد لاہور سے ملحقہ آبادیوں میں نل بچھائے ہوئے ہیں اور پانی کی فراہمی واسا کے ذمہ ہے۔

(ب) اس علاقہ میں جو پانی کے نل بچھائے گئے ہیں وہ مکینوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کافی ہیں جہاں تک پانی کے پریشر کا تعلق ہے وہ اس لیے کم ہے کہ لوڈ

شیڈنگ اور محلی کے وولٹیج کی کمی بیشی سے واسا کے ٹیوب ویلوں کی کارکردگی متاثر ہوئی ہے اور پانی کا پریشر صحیح نہیں بن پاتا۔ مزید برآں واسا کو اس علاقے میں پانی کی مقدار اس لیے بھی کنٹرول کرنا پڑتی ہے کہ اس علاقے کے نشیب میں ہونے کی وجہ سے گندہ پانی سیوریج سے باہر آ جاتا ہے واسا نے اب اس جگہ 18 انچ قطر سے لے کر 66 انچ قطر تک کا سیوریج بچھانے کا آغاز کیا ہے جو اپریل 1993ء تک مکمل ہو جائے گا۔ اس کے بعد یہاں پانی کا پریشر مزید بڑھا دیا جائے گا۔

(ج) پانی کا پریشر بڑھانے کے لیے واسا نے دو نئے ٹیوب ویل زبیدہ پارک اور قادر پارک میں لگا دیئے ہیں۔ ان دونوں ٹیوب ویلوں سے پانی کا پریشر مطلوبہ معیار کے مطابق ہو گیا ہے۔ البتہ سیور مکمل ہونے کے بعد پانی کی مقدار میں مزید اضافہ کر دیا جائے گا۔

خورشید احمد پرواز ایس ڈی او کا تبادلہ

☆1390۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

خورشید احمد پرواز ایس ڈی او پبلک ہیلتھ کا تبادلہ یزمان سے لودھراں مارچ 1991ء تا جنوری 1992ء کتنی بار ہوا اور کتنی بار منسوخ کیا گیا اور ایسا کرنے کی وجہ کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

مذکورہ ایس ڈی کا یزمان سے لودھراں تبادلہ متذکرہ مدت کے دوران دو دفعہ ہوا اور دونوں بار منسوخ کیا گیا۔ مذکورہ احکامات انتظامی امور کی بنا پر کیے گئے۔

الاٹیوں کو متبادل پلاٹ کی عطائیگی

☆1396۔ جناب فرید احمد پراچہ : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ نے سال 1985ء میں چوکی

میں ایک رہائشی سکیم شروع کی تھی جس کے لیے پلاٹوں کی قرعہ اندازی اور نیلام سال 1987ء میں کیا گیا تھا اور پلاٹوں کی قیمت کا ایک بڑا حصہ الاٹیوں سے وصول کر لیا گیا ہے نیز بہت سے پلاٹوں کا قبضہ بھی دے دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ بالا سکیم چوکی شوگر ملز کے سامنے واقع ہے جس کی وجہ سے اس رہائشی کالونی کا مکمل ہونا غیر یقینی ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ الاٹیوں کو متبادل پلاٹ یا مناسب معاوضہ دینے کے لیے کوئی اقدامات اٹھا رہا ہے اور کیا محکمہ ان کارکنوں کے خلاف جنہوں نے غلط جگہ کالونی کے لیے تجویز کی اور غلط منصوبہ بندی کوئی کارروائی کر رہا ہے جن کی وجہ سے حکومت اور لوگوں کی کافی رقم ضائع ہو گئی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) یہ درست نہ ہے کہ چوکی سکیم سال 1985ء میں شروع ہوئی۔ بلکہ اس سکیم کی منظوری کے لیے مورخہ 78-5-23 کو ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی قصور جس کے چیئرمین ڈپٹی کمشنر قصور تھے۔ ان کی سربراہی میں اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل اراکین کمیٹی نے شرکت فرمائی۔

1۔ ایگزیکٹو انجینئر پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ قصور

2۔ ایگزیکٹو انجینئر پراونشل بلڈنگ ڈویژن قصور

3۔ ایڈمنسٹریٹر میونسپل کمیٹی قصور و چوکی

4۔ ڈپٹی ڈائرکٹر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ لاہور اتفاق رائے سے جگہ برائے ایریا ڈویلپمنٹ سکیم چوکی متصل شوگر مل لاہور ملتان روڈ منظور ہوئی۔ (نقل کارروائی اجلاس مورخہ 78-5-23 منسلک ہے)

اس سکیم پر عملی طور پر کام سال 1982ء میں شروع ہوا اور 1985ء میں ہر کام پایہ تکمیل تک پہنچا۔ اس وقت کی الاٹمنٹ پالیسی کے تحت عوام الناس کو 128 پلاٹس بذریعہ قرعہ اندازی الاٹ کر دیئے گئے۔

(ب) یہ درست ہے کہ سکیم ہذا شوگر مل سے متصل ہے اور ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی نے

اس مل کی مناسبت سے (سائٹ سیکشن) کی منظوری دی تھی۔ مکانات کی تعمیر متصل شوگر ملز کالونی کا واقع ہونا نہیں ہے۔ بلکہ واپڈا کے محلی کے کنکشن نہ دینے کی وجہ سے یہ غیر معمولی دلچسپی الاٹیوں میں پائی جاتی ہے۔

(ج) الاٹیوں کی متبادل پلاٹ یا مناسب معاوضہ دینے کے بارے میں محکمہ کے ہاں کوئی تجویز زیر غور نہ ہے اور نہ ہی یہ سکیم شوگر ملز کی وجہ سے ختم کی جا رہی ہے بلکہ شوگر ملک کی وجہ سے اس کے متصل سکیم منظور کی گئی تھی اور عوام الناس کو تمام پلاٹ الاٹ ہو چکے ہیں۔ پانی چالو نہ کرنے کی وجہ سے تعمیرات نہ ہو سکیں۔ واپڈا اتھارٹی سے محلی کے کنکشن کے ضمن میں بات چیت ہو رہی ہے انشاء اللہ اسی مالی سال میں سکیم کو واپڈا سے محلی کا کنکشن دے کر سکیم کو چالو کر دیا جائے گا۔

Subject: MINITUES OF THE MEETING OF DISTRICT HOUSING COMMITTEE AND IS THE OFFICE OF THE DEPUTY COMMISSIONER, KASUR ON 23-5-1978.

A meeting of the District Housing Committee, Kasur was held in the office, of the Deputy Commissioner, Kasur on 23-5-1978 to discuss the following matters:-

A. Selection of revised site for Area Development Scheme Kasur,

B. Selection of site for Area Development Scheme Pattoki.

In view of the fact that no Government Land is available in Kasur and the Topography of the Area is such that a plain tract of Land is not available adjacent to the Town itself. The Deputy Commissioner proposed that since the future Development of the Town is towards the fact of Lahore.

Kasur Road 50 Acres of Prviate land on Kotlohi Road be acquired for the purpose of Low Income Housing Scheme. The Location of this price of land is such that it would become part of the Town of Kasur within the next few years. Another advantage would be that the Severage, Disposel would easily be handled in view of the Rohi Nallah passing behind the proposed site. The proposed site will also be near to Government Officees residences and the proposed site of District Hospital, Kasur.

C. Selection of Site for Area Development Scheme Pattoki.

The matter of Selection of site at Pattoki was discussed at length. It was falt that efforts should be made to encourage the explanaion of the Town towards Lahore site where a huge Sugar Mill has been constructed recently. In view of the fact that the location of Sugar Mill will by itself create enough demand for Low Income Housing Scheme in its vicinity alongwith the advantage, that state Land owned by the Provincial Government is readily available in the Area, It was decided that Low Income Housing Scheme be located in the approximaty or the Sugar Mills, Pattoki. The meeting was also informed that the Municipal Committee, Pattoki is extendig its Municipal limits to a point beyond the Pattoki Sugar Mill. Thus the proposed site though away

from the present Town will fall within the Municipal limits of Pattoki.

Approved.

Deputy Director/Secretary,
District Housing Committee,
Kasur.

1. Chairman/Deputy Commissioner,
   District Kasur,
2. Exective Engineer, Public Health Division, Kasur at Lahore.
3. Executive Engineer Provincial Building Division, Kasur at Lahore.
4. Administrator, Municipal Committee,
   Kasur.
5. Administrator, Municipal Committee,
   Pattoki.

محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ کے اہلکاروں کی تبدیلی

☆1410۔ جناب علی حسن رضا قاضی : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ میں وزیر موصوف کے حلف لینے سے 31 دسمبر 1991ء تک کتنے اہلکاروں کے ٹرانسفر کے احکامات جاری کیے یا ان احکامات کو جاری کرنے کی منظوری دی۔

(ب) ان احکامات میں سے کتنے احکامات پر عملدرآمد ہوا۔ کتنے احکامات کو ہائی کورٹ یا کسی اور عدالت نے غیر قانونی قرار دے دیا۔

(ج) ایسے احکامات کی تفصیلات کیا ہے جو ٹرانسفر آرڈر جاری کیے اور پھر خود ہی ان کو

منسوخ کر دیا اور کتنے احکامات پر عمل در آمد نہیں ہو سکا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ میں مذکورہ وقت میں کل 256 اہلکاروں کی ٹرانسفر کے احکامات جاری کیے گئے۔

(ب) مزکورہ 256 احکامات میں سے 201 پر عمل در آمد ہوا اور صرف 2 احکامات پر عدالت نے عمل در آمد روک دیا۔

(ج) ایسے احکامات کی تفصیل جو ٹرانسفر آرڈر جاری کرنے کے بعد خود ہی منسوخ کر دیے گئے کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ کل 55 احکامات پر عملدر آمد نہ ہو سکا۔

ضلع لودھراں میں واٹر سپلائی سکیموں کی بندش

☆1411۔ جناب احمد خان بلوچ : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ واہی نانج واٹر سپلائی سکیم اور کاٹھ گڑھ واٹر سپلائی سکیم تحصیل و ضلع لودھراں تقریباً دو سال سے منظور شدہ ہیں اور ان دونوں سکیموں کے لیے جٹ بھی دو سال سے منظور شدہ ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ٹیوب ویل کے بور بھی ہو چکے ہے اور پائپ وغیرہ بھی پہنچ چکے ہیں اگر ہاں تو مذکورہ دونوں سکیموں کے بند ہونے کی وجوہ کیا ہیں اور انہیں کب تک مکمل کیا جائے گا۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) یہ درست ہے کہ منصوبہ دیہی آب رسانی موضع واہی نانج مالیتی 29 لاکھ حکومت پنجاب نے بذریعہ چٹھی نمبری SO(PH) III-II/86 مورخہ 31-12-89 منظور کیا اور دیہی آب رسانی سکیم کاٹھ گڑھ مالیتی 13.47000/- لاکھ ڈویژنل ڈویلپمنٹ سب کمیٹی ملتان نے بذریعہ چٹھی نمبری DDP/DDSC.40/796 مورخہ 30-9-90 منظور کیا۔

صرف آب رسانی منصوبہ کاٹھ گڑھ کے لیے گزشتہ تین سال 90-1989ء تا 92-1991ء میں رقوم مہیا کی گئیں۔ جبکہ منصوبہ آب رسانی واہی نالج کے لیے ابھی تک کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔

(ب) مہیا کردہ رقم برائے منصوبہ آب رسانی کاٹھ گڑھ کے مطابق موقع پر صرف اے۔سی پائپ حکومت کی منظور شدہ کمپنی سے حاصل کیا گیا۔ لیکن ٹیوب ویل بور نہیں کیا گیا۔ متعلقہ ممبر صوبائی اسمبلی جناب احمد خاں بلوچ نے بذریعہ چٹھی نمبر 298 مورخہ 29-1-91 کو سات اضافی آبادیوں کو اسی منصوبہ میں شامل کر کے ترمیم شدہ انتظامی منظوری حاصل کرنے کے لیے کہا۔ جس کے مطابق 2472000/- لاکھ کا اسٹیمیٹ تیار کیا گیا۔ جس کی منظوری ڈویلپمنٹ سب کمیٹی ملتان کو دینی مقصود ہے۔ اسی وجہ سے موقع پر کام بند کرنا پڑا۔

مالکان اراضی کی قیمت کی ادائیگی

☆1500۔ جناب ایس اے حمید : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ماڈل ٹاؤن سکیم نمبر 2 کا نوٹیفکیشن کب جاری ہوا۔

(ب) کیا حکومت نے ان مالکان کو زمین کی قیمت ادا کر دی ہے۔ جن سے زمین حاصل کی گئی تھی اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور حکومت اس منصوبہ کو کب تک پایہ تکمیل تک پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم کا نوٹیفکیشن ایل ڈے اے ایکٹ 1975ء کی زیر دفعہ 18 کے تحت 30 جنوری 1976ء کو جاری ہوا۔

(ب) زمین ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کی ملکیت تھی۔ توسیعی سکیم میں تمام سہولتیں مہیا کر دی گئی ہیں ہر قسم کے لین دین کا مسئلہ ختم ہو چکا ہے اور سکیم پایہ تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔

مفاد عامہ کے لیے مخصوص پلاٹوں کی الاٹمنٹ

*1508۔ میاں محمود الرشید : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ ایل ڈی اے نے کریم بلاک سکندر بلاک اور عمر بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں مفاد عامہ کے لیے مختص پلاٹوں کو رہائشی پلاٹوں میں تبدیل کر کے انہیں فروخت و exempt کرنا شروع کر دیا ہے اگر ایسا ہے تو کس قانون اور ضابطہ کے تحت کیا گیا ہے۔

(ب) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے متذکرہ علاقہ میں پلاٹوں کی تبدیلی سے متعلق تفصیلی رپورٹ طلب کی ہے اگر ایسا ہے تو اس رپورٹ کی نقل ایوان میں پیش کی جائے اور اس میں ایل ڈے اے کے کون کون سے افسران ملوث ہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد)

(الف) یہ درست ہے کہ مختص پلاٹوں کو رہائشی پلاٹوں میں مجاز حکام کے احکامات کی روشنی میں تبدیل کیا گیا جو کہ قانون اور ضابطہ کے تحت ہے سکیم میں رد و بدل یا تبدیلی کے متعلق اختیارات کی کاپی لف ہے۔

یہ کہنا درست نہ ہے کہ ان پلاٹوں کو فروخت کیا جا رہا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

10. The Authority may, by general or special orders, delegate to the Director Genral or a Committee constituted under section 12, or a member, or an officer of the Authority, any of its powers, duties, or functions under this Act, subject to such conditions as it may think fit to impose.

11. The Authority may appoint such officers, advisors, experts, consultants and employees, as it considers necessary for the efficient performance of its functions on such terms and conditions as it may deem fit.

12. The Authority may constitute such financial, technical and advisory committees as may be deemed necessary for carrying out the purposes of this Act and such committees shall exercise such powers and perform such functions as may be delegated or assigned to them by the Authority.

CHAPTER IV

Preparation and Execution of Schemes

13. (1) The Authority shall, in such form and in such manner as may be prescribed, prepare schemes for the area or any part thereof.

(2) All schemes prepared by the Authority shall be submitted to the Government for its approval, except those schemes, the provisional estimated cost of which does not exceed Rs. 10 lacs or for which no loan or grant is required from the Govenrment.

(3) The Authority shall publish the sanctioning of any scheme in the official. Gazette and shall forthwith proceed to execute the scheme.

(4) The publication of a sanction under sub-section (3), shall be conclusive evidence that the scheme has been duly framed and sanctioned.

(5) No planning or development scheme shall be prepared by any person or local body or Govern-

ment agency within the area except its the concurrence of the Authority.

14. Any scheme prepared under this Act may, at any time, be amended or modified by the Authority in the same manner as may be prescribed for the preparation of a scheme.

پولیس پوسٹ کے لیے مخصوص پلاٹ کی الاٹمنٹ

*1509۔ میاں محمود الرشید : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پلاٹ نمبر 7-NIL-BI ٹاؤن شپ لاہور پولیس پوسٹ کی تعمیر کے لیے مخصوص کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ وزیر ہاؤسنگ کے تحریری حکم پر مندرجہ بالا پلاٹ محمد دین نامی شخص کو پلاٹ نمبر 513-2-CI کے بدلے الاٹ کر دیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) یہ درست نہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سیکٹر بی ون بلاک NIL لاہور ٹاؤن شپ سکیم میں پلاٹ نمبر 7 رہائشی مقصد کے لیے (سکیم کے نقشہ میں) مختص ہے جس کا رقبہ 4.5 مرلہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

قلیل المہلت سوال

مولانا حفظ الرحمان نوادرات

*1639۔ رانا اکرام ربانی : کیا وزیر اطلاعات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور میوزیم میں' مولانا حفظ الرحمان collection

موجود ہے۔ اگر ایسا ہے تو ان کی طرف سے عطیہ کیے گئے نوادرات کی مارکیٹ ویلیو کیا ہو گی اور ان کی کل تعداد کیا ہے۔

(ب) کیا اس کے عوض ان کو کبھی معاوضہ دیا گیا۔

(ج) کیا اس collection میں سے اہم چیزیں خود برد کر لی گئی تھیں۔

(د) کیا حکومت ان کی خدمات کے اعتراض میں یونیورسٹی کی سطح پر کوئی انعام / میڈل دینے کو تیار ہے؟

وزیر اطلاعات و ثقافت (جناب سلیم اقبال) :

(الف) جی ہاں موجود ہے۔

عجائب گھر میں رکھے ہوئے نوادارت کی مارکیٹ ویلیو نہیں لگائی جاتی۔ مولانا حفظ الرحمان کے نوادارت کی کل تعداد ڈیڑھ ہزار کے لگ بھگ ہے۔

(ب) اس کے عوض ان کو کوئی معاوضہ نہیں دیا گیا تھا اور نہ ہی اس کا انہوں نے کوئی مطالبہ کیا تھا۔

(ج) جی نہیں۔ اس ذخیرہ کی تمام چیزیں محفوظ ہیں۔

(د) عجائب گھر کو دیئے گئے عطیات پر کوئی انعام / میڈل نہیں دیا جاتا۔ اس کے برعکس عطیات دینے والے اس بات کو قابل فخر سمجھتے ہیں کہ عجائب گھر نے ان کا عطیہ قبول کر لیا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ڈیپوٹیشن پر تین سال سے زائد عرصہ تعیناتی کی وجوہات

81۔ ملک محمد دین : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) پنجاب کے ترقیاتی اداروں میں تعینات ایسے ملازمین جو متذکرہ اداروں میں ڈیپوٹیشن پر تعینات ہیں ایسے ملازمین کے نام ادارہ محکمہ اور عرصہ تعیناتی کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈیپوٹیشن کا عرصہ تعیناتی 3 سال ہوتا ہے اگر ایسا ہے تو

کتنے آفیسر / ملازمین ہیں۔ جن کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد ہے ہر ایسے آفیسر / ملازمین کا نام اور عرصہ تعیناتی علیحدہ علیحدہ معہ وجوہات کیا ہے۔

(ج) ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ایسے آفیسر یا ملازمین جن پر محکمہ انسداد رشوت ستانی کے تحت پرچہ درج ہوا اور آج تک کیا کارروائی ہوئی معہ نام و عہدہ ادارہ کا نام کیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) پنجاب کے ترقیاتی اداروں میں ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ملازمین کے نام و ادارہ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل ضمیمہ 'الف' میں ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) جی ہاں! ڈیپوٹیشن کا عرصہ تعیناتی تین سال ہوتا ہے ایسے آفیسر / ملازمین جن کا عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد ہے ان کا نام' عرصہ تعیناتی معہ وجوہ ضمیمہ 'ب' ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) متذکرہ اداروں میں ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ملازمین میں سے کسی پر بھی انسداد رشوت ستانی کے تحت پرچہ درج نہ ہوا ہے تاہم صرف عمر حیات گوندل ڈائرکٹر انجینئرنگ' راولپنڈی ترقیاتی ادارہ کے خلاف پرچہ محکمہ انسداد رشوت ستانی میں درج ہوا تھا جو کہ بعد میں خارج ہو گیا۔

لیبر ویلفیئر کالونی کی تعمیر

103۔ شیخ محمد طاہر رشید : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایم ڈی اے نے لیبر ویلفیئر کے لیے قاسم پور کالونی میں کوئی پلاٹ مختص کیا ہے اگر ایسا ہے تو کیا اس پر کوئی عمارت تعمیر کرنا مقصود ہے اور اس کی عمارت کتنی منزلہ ہو گی نیز متذکرہ پلاٹ کے مشرق' مغرب' شمال اور جنوب میں کونسی عمارتیں ہیں۔

(ب) کیا اسی الاٹمنٹ کی منسوخی کے لیے کوئی درخواست محکمہ میں زیر غور ہے اگر ہے

تو اس پر کب تک فیصلہ صادر فرمایا جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) یہ درست ہے کہ عزت مآب وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم نمبر 9430 مورخہ 18-10-88 کے تحت (نقل سمری لف ہے) میسرز تاج ورکز انسٹی ٹیوٹ (رجسٹرڈ) کو قاسم پور کالونی کچی آبادی میں ایک پلاٹ برقبہ 7-2 الاٹ کیا گیا ہے۔

یہ درست ہے کہ اس پلاٹ پر لیبر ہال تعمیر کیا جانا مقصود ہے۔

متذکرہ بالا لیبر ہال کی عمارت حسب تجویز انسٹی ٹیوٹ مذکورہ بالا چار منزلہ ہو گی۔

مجوزہ پلاٹ لیبر ہال کے شمال میں گلی سولنگ مسجد واقع ہے مشرق کی جانب گلی سولنگ و گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول اور گورنمنٹ گرلز انٹرمیڈیٹ کالج ممتاز آباد' غربی جانب بہاولپور روڈ اور جنوب میں سڑک سولنگ جو کہ گورنمنٹ گرلز انٹرمیڈیٹ کالج ممتاز آباد کو جاتی ہے اور نہر واقع ہے۔

(ب) الاٹمنٹ ہذا کی منسوخی کے لیے ادارہ ہذا میں الاٹمنٹ / رجسٹرڈ کے بعد کوئی درخواست زیر تجویز نہ ہے۔ لہذا ادارہ ہذا اس ضمن میں مزید کوئی فیصلہ کرنے سے قاصر ہے۔

Subject:- CONSTRUCTION OF LABOUR HALL QASIM MIR COLONY, MULTAN.

The Chief Minister, Punjab, on a summary moved by the Housing, Physical & Environmental Planning Department on the above subject (Annexure `A') was pleased to order in para is as under:-

> "The request of the Labour Union is genuine and I do not grudge them the allotment of the plot . But I would first like to know who was re-

sponsible for making this irregular allotment".

2. The case was explained by the Housing, Physical & Environmental Planning Department and the Chief Minister, Punjab on the same summary finally ordered in para 11 as under:-

> "We may allow them to construct Labour Hall on the site. For this, the Labour Department may take further necessary action. At the same time disciplinary action may also be initiated against the officers who made the illegal allotment."

3. The matter was, therefore, referred to the Director General, Multan Development Authority with the request that in implementing the decision of the Chief Minister as aforesaid the land in question may be transferred and handed over to M/s. Taj Workers Education Institute (Regd) Multan. However, the Director General, Multan Development Authority has not so for implemented the orders and has desired that permission of the Board of Revenue for transferring the said area to M/s. Taj Workers Education Institute with or without cost may be conveyed.

4. M/s. Taj Workders Education Institute, Multan is a Society duly registered under the Societies Registration Act, 1860, a copy of the certificate is placed at Annexure 'B'. The land in question measuring 2 kanals 7 marlas will be uti-

lized by the Society to consturct Labour Hall and allied buildings with a view to imparting special education and training to the workers.

5. It is proposed that the land in question may be transferred to M/s. Taj Workers Education Institute (Regd) Multan, at the reserve price. Multan Development Authority may, however, recover the cost of development as being done from other allottees in the colony.

Submitted for approval.

(FARID UD DIN AHMAD)

Secretary Lahore Punjab

MINISTER FOR LABOUR PUNJAB

CHIEF MINISTER PUNJAB

7. Chief Minister has seen and has approved as in para 5 ante.

(NAWID AHSAN)

SECRETARY TO CHIEF MINISTER

CHIEF SECRETARY

MINISTER FOR LABOUR

SECRETARY LABOUR CC: SECY. HP & EP

ایل ڈی اے میں بے قاعدگیوں کی تحقیقات

109۔ رانا اکرام ربانی : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم نے ایل ڈی اے کے معاملات کی چھان بین کے بعد ایک رپورٹ وزیر اعلیٰ کو پیش کی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس رپورٹ میں کچھ افسران کے خلاف بے قاعدگیوں کے الزامات عائد کرتے ہوئے کارروائی کرنے کی سفارش کی گئی تھی۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ رپورٹ کی نقول اور اس پر کی گئی کارروائی کی تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد)

(الف) یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کی معائنہ ٹیم نے حال ہی میں ایل ڈی اے کے ایگزیمینشن برانچ کے معاملات کی چھان بین کے بعد ایک رپورٹ وزیر اعلیٰ کو پیش کی تھی۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ اس رپورٹ میں مندرجہ ذیل اہلکاران کے خلاف بے قاعدگیوں کے الزامات عائد کر کے کارروائی کرنے کی سفارش کی گئی تھی۔

1۔ شفیع ارشد ڈائرکٹر لینڈ ڈویلپمنٹ
2۔ چودھری عبدالمجید ڈپٹی ڈائرکٹر ایگزیمیشن
3۔ نجف عباس سیال لینڈ ایکوزیشن کلکٹر
4۔ شوکت علی بھٹی نائب تحصیلدار
5۔ مبارک علی نائب تحصیلدار
6۔ محمد یحییٰ قانون گو
7۔ احمد دین قانون گو

8۔ عبدالغفار پٹواری

9۔ شوکت علی پٹواری

10۔ حنیف باجوہ اکاؤنٹس کلرک

(ج) اس رپورٹ پر جناب وزیر اعلیٰ کے احکام کے مطابق ایل ڈی اے کے مندرجہ بالا اہلکاران کو معطل کیا جا چکا ہے۔ ان میں سے چودھری عبدالمجید ڈپٹی ڈائرکٹر ایگزیمپشن اور نجف عباس سیال لینڈ ایکوزیشن کلکٹر کی خدمات چونکہ مستعار لی گئی تھیں لہذا اس سلسلے میں مجاز حکام (competent authority) نے انہیں معطل کر کے کارروائی شروع کر دی ہے مزید یہ کہ جناب حفیظ اللہ اسحٰق (رکن بورڈ آف ریونیو) کو افسر مجاز (authorised officer) مقرر کیا گیا ہے جو تحقیقات کر رہے ہیں رپورٹ مزید کارروائی کے لیے افسر مجاز کو ارسال کر دی گئی ہے۔

رانجھا روڈ سمن آباد میں بڑا سیوریج بچھانا

123۔ حاجی سکندر حیات بوسن : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رانجھا روڈ سمن آباد لاہور سے ملحقہ آبادیوں میں سیوریج کا نظام درست نہ ہے اور جو سیوریج کافی عرصہ پہلے بچھایا گیا تھا وہ بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر ناکافی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اہل علاقہ نے متذکرہ علاقہ میں بڑا سیوریج بچھانے کے لیے متعدد بار اعلیٰ افسران کی خدمت میں عرضداشت پیش کی ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس علاقہ میں بڑا سیوریج بچھانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے۔

(ج) حکومت نے اس علاقے میں بڑا سیور بچھانے کے لیے عالمی بنک کے تعاون سے تقریباً 80 لاکھ روپے کی مالیت کا منصوبہ بنایا ہے۔ جس پر کام شروع ہو چکا ہے اور اس کی تکمیل 1993ء تک متوقع ہے۔

خراب پانی کو قابل استعمال بنانا

139۔ چودھری شوکت داؤد : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایف ایف سی کی کھاد فیکٹری صادق آباد کے قریب واقع ہے اور اس کا کیمیکل اجزاء ملا ہوا خراب پانی آدم صحابہ ڈسٹری بیوٹری کی برجی نمبر 104-103 کے مقام پر نہر میں ڈالا جاتا ہے جو فصلوں کو سیراب کرنے کے ساتھ ساتھ انسانوں کے پینے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب آثبات میں ہو تو آیا حکومت اس کے سدباب کے لیے کوئی کارروائی کر رہی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چودھری نذیر احمد) :

(الف) درست ہے۔

(ب) ادارہ تحفظ ماحول پنجاب نے حال ہی میں ایف ایف سی کھاد فیکٹری کے ضائع شدہ پانی اور آدم صحابہ ڈسٹری بیوٹری (نہر) کے نمونہ جات کا اپنی لیبارٹریز میں تجزیہ کیا ہے فیکٹری کے ضائع شدہ خارج ہونے والے پانی میں دو اجزاء اہم ہیں۔ ایک سلفیٹ (SO4) جس کی مقدار ای پی اے پنجاب کے مقرر کردہ معیار سے تھوڑی سی زیادہ پائی گئی دوسرا جزو نامیاتی آلودگی (BOD) جس کی مقدار ای پی اے پنجاب کے مقرر کردہ معیار سے کم پائی گئی۔ تاہم گندے پانی کو ادارہ تحفظ ماحول کے معیار کے مطابق صفائی کی ذمہ داری فیکٹری مذکورہ پر عائد ہوتی ہے چونکہ معیار کی حتمی منظوری ابھی حکومت پاکستان سے نہیں ملی۔ لہذا سزاؤں کا عمل شروع نہیں کیا گیا۔ ادارہ تحفظ ماحول پنجاب فیکٹریوں کو صرف مشورہ دینے کی پوزیشن میں ہے۔

نتیجتاً مذکورہ فیکٹری کو یہ تجویز کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنے ضائع شدہ خارج ہونے والے پانی کی مزید ٹریٹمنٹ (صفائی) کر کے ادارہ ہذا کے معیار کی حدود میں لائے۔ علاوہ ازیں محکمہ انہار کو یہ لکھا جا رہا ہے۔ کہ اسے کینال اور ڈرینج (CANNAL AND DRAINAGE) پنجاب کا ترمیمی ایکٹ 1975ء کے سیکشن 20 کے تحت بغیر ٹریٹمنٹ کے شہری یا صنعتی ضائع شدہ خراب پانی کو اپنی نہروں میں ڈالنے کی اجازت نہیں دی جانی چاہیے۔

جناب سپیکر : جی خان زادہ صاحب۔

جناب تاج محمد خان زادہ : جناب والا! رانا پھول محمد خان صاحب نے سرکاری اور غیر سرکاری ممبر کی بات کی ہے۔ وہ ذرا اس کی وضاحت کریں کہ سرکاری کون ہے اور غیر سرکاری کون ہے تاکہ ہمیں بھی پتا چلے کہ ہم کون سی category میں ہیں۔

وزیر امداد باہمی (رانا پھول محمد خان) : جو خان زادہ صاحب نے فرمایا اس کے جواب میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سرکاری ممبر وہ ہیں جو ایم پی اے کی مراعات سے محروم ہوتے ہیں۔ ان کو مراعات حکومت کی طرف سے دی جاتی ہیں۔ غیر سرکاری ممبر وہ ہیں جو بطور ایم پی اے ٹی۔اے / ڈی اے وصول کرتے ہیں۔ جب نوٹیفکیشن ہو جائے اور مشیروں کو مراعات دے دی جائیں تو وہ سرکاری ممبر تصور ہوں گے۔ سرکاری ممبر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر سکتا ہے لیکن ضمنی سوالات وغیرہ نہیں کر سکتا۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب سپیکر! مجھے اجازت دی جائے میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : جی چودھری صاحب' فرمایئے!

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! فاضل ایڈوائزر نے بات کی ہے۔ میں نے اس سلسلہ میں جواب دیا ہے اور میں نے کہا ہے کہ چونکہ وہ فاضل ممبر اس وقت ہاؤس میں موجود نہیں ہیں۔ بلکہ وہ اس ملک میں بھی موجود نہیں ہیں۔ وہ آئیں تو میں اس تحریک پر بھی بحث کروں گا اور اس کا جواب بھی دوں گا لیکن جو سیٹھی صاحب نے فرمایا ہے کہ قبضہ گروپ کے بڑے سربراہ یہ ہیں تو جناب والا! میں اس ہاؤس میں معزز ایوان کی

اطلاع کے لیے عرض کروں گا کہ خدانخواستہ نہ میں قبضہ گروپ کا سربراہ ہوں اور نہ میرے پاس الاٹمنٹ کی پاورز ہیں کہ میں کسی رشتہ دار کو یا کسی اور کو پلاٹ الاٹ کر دوں۔ انشاء اللہ جو میں جواب دوں گا وہ ریکارڈ کے ساتھ ہو گا اور پھر میں ان سے پوچھوں گا کہ یہ بتائیں کہ یہ کیا ہوا ہے۔ انہوں نے خواہ مخواہ مجھے چھیڑنے کی کوشش کی ہے اور انشاء اللہ میں اس کا جواب دوں گا اور جب بھی آپ اس کے لیے وقت مقرر کریں گے میں اس کا جواب دوں گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز۔ سید چراغ اکبر شاہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب والا! میں نے تو پوائنٹ آف آرڈر اس وقت اٹھایا تھا جب وزیر موصوف تقریر کر رہے تھے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس قاعدے کے تحت انہوں نے یہ تقریر کی ہے۔ جب وزراء ہی قواعد کی پرواہ نہیں کرتے تو عام ممبران سے کیا توقع کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر : آپ نے خیال نہیں کیا۔ انہوں نے ذاتی وضاحت کے نکتے پر بات کرنے کی اجازت لی ہے۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب والا! آپ ٹیپ چلا کر دیکھ لیں۔ انہوں نے نکتہ ذاتی وضاحت کی کوئی بات نہیں کہی۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : آپ نے درست فرمایا کہ انہیں یہ کہنا چاہیے تھا کہ میں نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے درست فرمایا۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا! میں نے نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کی ہے اور میں اب بھی واضح کرتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ میں ریکارڈ کے ساتھ جواب دوں گا اور میں دیکھوں گا کہ یہ کیا میرے سامنے لاتے ہیں اور میں کیا ان کے سامنے لاتا ہوں۔

جناب سپیکر : رانا ثناء اللہ خان پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب والا! گزارش یہ ہے کہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کوئی واردات اس وقت پکڑی جاتی ہے جب اس واردات کے ملزمان کی آپس میں نااتفاقی ہو

جائے۔ جناب سپیکر! قبضہ گروپ پورے ملک پر مسلط ہے اور پورے ملک کے لیے عذاب بنا ہوا ہے۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ قبضہ گروپ کے ارکان میں کوئی نااتفاقی پیدا ہو گئی ہے تو جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ اس پر 'منڈا منڈا' نہ ڈالیں اور اس معاملہ کو بحث کے لیے رکھیں تاکہ صحیح چہرے سامنے آسکیں۔

جناب سپیکر : وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے اب درخواست ہائے رخصت پیش کی جاتی ہیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر : اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

جناب سیٹھ سورتا رام

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست جناب سیٹھ سورتا رام رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ بڑا بھائی فوت ہو گیا ہے لہذا میں اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ برائے کرم ایک ہفتہ کی رخصت منظور فرمائیں۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں شوکت علی لالیکا

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں شوکت علی لالیکا رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

''اسلام و علیکم مجھے پانچ دن مورخہ 24-5-92 سے 28-5-92 تک اسمبلی میں حاضر نہیں ہو سکتا ۔ برائے مہربانی میری چھٹی کی درخواست منظور فرمائی جائے۔،،

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری نور محمد تارڑ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چودھری نور محمد تارڑ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"سلام ممنون ! میں مورخہ 23-5-92 کو حج کی سعادت حاصل کرنے کے لیے مکہ مکرم جا رہا ہوں۔ لہذا مجھے رخصت عنائیت فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ایم ناصر خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ایم ناصر خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Dear Sir,

This is to inform you that Mr. M. Nasir Khan, MPA, had to leave for UK because her Mother-in-Law died in London.In view of the above, it may not be possible for him to attend the forthcomming Punjab Assembly Session due to start next week.

It is, therefore, requested that he may be execused for not attending this Session.

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمود الرشید صاحب

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں محمود الرشید صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Respected Sir,

I want to bring your kind notice that I am going to Europe and USA by 8th May 1992. I shall come back to Pakistan by 10th of June that is why I shall not be able to attend the next Assembly session. I request you to grant in leave.

I shall be very thankful.

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

جناب احمد خان بلوچ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست احمد خان بلوچ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

"گزارش ہے کہ میں فریضہ حج ادا کرنے جا رہا ہوں۔ اس لیے آئندہ ہونے والے سیشن میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ برائے مہربانی پورے اجلاس کی چھٹی منظور فرمائی جائے"۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر : اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ جناب فرید احمد پراچہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! میں نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں کل یہاں ایوان میں محترم ڈاکٹر افضل اعزاز نے محترم قائد ایوان کی خواہش پر ملکی مفاد اور اس کی بہتری میں جس انداز میں ایک نوٹس توجہ طلبی پر اصرار نہیں کیا تھا۔ اس کو اخبارات نے اس انداز میں رنگ دینے کی کوشش کی ہے۔ کہ جس طریقے سے اخبارات میں سرخیاں لگائی گئیں۔ ''کہ،، مسلم لیگ اور جماعت اسلامی میں انڈر سٹینڈنگ کا مظاہرہ،، میں اس سلسلہ میں نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ پارلیمانی روایات کا ایک حصہ ہے۔ اس کے تحت ڈاکٹر افضل اعزاز نے بہتر جذبے اور قومی مفاد میں بات کی اس سے ہمارے اخبار نویس خبر نکالنے کی کوشش نہ کریں۔ ہم نے سوچ سمجھ کر اسلامی جمہوری اتحاد سے علیحدگی اختیار کی ہے اور اس بارے میں ہم پورا انشراح صدر رکھتے ہیں اور انشاء اللہ اپنے اس کردار کو ایوان کے فلور پر بھی اور عوام کے پاس جا کر پورے طور پر ادا کریں گے۔ اس ضمن میں جو بات میں نے کی تھی اس بارے میں بھی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے عوام کی طرف واپسی کی بات کی ہے کہ پیپلز پارٹی کی طرف واپسی she کی واپسی ہے ہماری عوام کی طرف واپسی ٹارزن کی واپسی ہے۔ میں اس وضاحت کے ساتھ جناب سپیکر آپ سے استدعا کروں گا کہ ہماری گزارش آپ اپنے توسط سے اخبار نویسوں کو پہنچائیں کہ وہ رنگ آمیزی دینے اور خبر نکالنے کی کوشش نہ کریں۔ بلکہ جو حقائق ہیں ان کے مطابق اخبارات پیش کریں۔

جناب سپیکر : آرڈر پلیز ' آرڈر پلیز۔ میرے خیال میں فرید احمد پراچہ کی یہ وضاحت

اخبارات میں چھپ جانی چاہیے۔

شیخ محمد طاہر رشید : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر' پراچہ صاحب نے آج یہ تسلیم کر لیا کہ وہ باضابطہ طریقے سے اسلامی جمہوری اتحاد سے علیحدگی اختیار کر چکے ہیں تو جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے فرید احمد پراچہ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کب تک مستعفی ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ وہ عوام کے سامنے دوبارہ مینڈیٹ حاصل کر کے ایوان میں عزت واحترام کے ساتھ تشریف لائیں۔،،

جناب سپیکر : یہ وقفہ سوالات نہیں ہے اس لیے میں شیخ طاہر رشید کو فرید احمد پراچہ سے سوال دریافت کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : جناب سپیکر' پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر صاحب! اب میرے خیال میں اس کی ضرورت نہیں ہے۔ پراچہ صاحب نے بڑی وضاحت کے ساتھ بات کر دی ہے۔ ان کی وضاحت کو اخبارات میں مناسب جگہ ملنی چاہیے۔ انہوں نے آپ کے ایماء پر بھی اور خود بھی بات کر لی ہے۔ میرے خیال میں اس پر اکتفا کرنا چاہیے۔ اب رانا اکرام ربانی اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

شیخ محمد طاہر رشید : جناب والا! میں نے کل ایک تحریک التوائے کار دی تھی۔

جناب سپیکر : sorry یہ تحریک استحقاق کا وقت ہے پہلے ہم تحاریک استحقاق کو take up کریں گے اور اس کے بعد تحاریک التوائے کار کو take up کریں گے۔ رانا اکرام ربانی صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی فرمایئے۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! فرید احمد پراچہ صاحب نے جو اپنا وضاحتی بیان ایوان میں دیا ہے اور اس میں انہوں نے پیپلز پارٹی کا بھی ذکر کیا ہے تو میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر : آپ یہ بات پوائنٹ آف آرڈر پر نہیں کر سکتے نکتہ وضاحت پر بات کر

سکتے ہیں۔ آپ کے بارے میں انہوں نے بات کی ہے اگر آپ اس میں کوئی وضاحت کرنا چاہتے ہیں تو نکتہ وضاحت پر کر سکتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان : شکریہ جناب سپیکر! میں نکتہ وضاحت پر بات کرتا ہوں جناب سپیکر! انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ وہ جو کردار ادا کرنا چاہتے ہیں وہ کردار ادا کریں گے اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے پیپلز پارٹی کی واپسی اور اپنی واپسی کا ذکر کیا ہے۔ تو میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اسلامی جمہوری اتحاد کو باقاعدہ چھوڑا ہے یا بے قاعدہ چھوڑا ہے۔ ابھی تو 90 دن کا وقت پورا نہیں ہوا اس دوران رجوع ہو سکتا ہے اگر انہوں نے کل والا رجوع مسترد کر دیا ہے تو ابھی دو موقعے اور ہیں 90 دن کے بعد معاملہ ہو گا۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : جناب سپیکر! میں اس کے جواب میں عرض کروں گا کہ :

جناب سپیکر : میرے خیال میں رانا اکرام ربانی صاحب کی تحریک استحقاق کو take up کریں۔ رانا اکرام ربانی صاحب آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

سوال نمبر 473 کے جزو 'ب، اور 'ج، کے غلط جواب کی فراہمی

رانا اکرام ربانی : جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 7 اکتوبر 1991ء کے منعقدہ اجلاس میں وقفہ سوالات کے دوران میرے ایک نشان زدہ سوال نمبر 473 کے جواب میں محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کی طرف سے جزو ''ب،، اور جزو ''ج،، کا غلط جواب ایوان میں مہیا کیا گیا۔ جبکہ حقیقت حال یہ ہے کہ ضلع قصور میں ٹیکس وصول کرنے والے کوڈ نمبر ایک اور کوڈ نمبر دو کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے بالترتیب مبلغ 30 روپے اور مبلغ 60 روپے وصول کرتے ہیں۔ (رسیدات ساتھ لف ہیں)

ایوان میں جو بات کہی جائے جو بیان دیا جائے جو جواب مہیا کیا جائے اس معزز ایوان کے تقدس کے پیش نظر اسے درست ہونا چاہیے اور درست سمجھا بھی جاتا ہے۔ لیکن محکمہ ہذا کی طرف سے حقائق چھپانے کی کوشش سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز

ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں نے اسے تحریک استحقاق کے ساتھ کچھ رسیدات جو صارفین کی طرف سے مجھے مہیا کی گئیں تھیں ان کی فوٹو سٹیٹ کاپیاں اس لیے ساتھ لگائی تھیں کہ شاید یہ معاملہ اس ایوان میں زیر بحث آنے سے پہلے حل ہو جائے گا۔ لیکن مجھے یہ تحریک استحقاق اس لیے پیش کرنا پڑی کہ لوگوں نے دوبارہ مجھے رسیدات مہیا کیں کہ وصولی اسی طرح تفصیل بتائے بغیر ہو رہی ہے اس پر کوڈ نمبر ایک اور کوڈ نمبر دو کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے اور یہ تفصیل نہیں بتاتے کہ یہ ٹیکس اور ڈیوٹی جو ہم نے لگائی ہے یہ کس مد میں لگائی ہے اور اس کے بعد دوبارہ یہی جواب ایوان میں پیش کیا گیا ہے۔ جناب والا! یہ درست نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ تاکہ اس معاملہ کی نشان دہی ہو سکے کہ جب یہ رسیدات موجود ہیں تو اس کے باوجود محکمہ نے اس ایوان میں غلط جواب کیوں دیا ہے؟

جناب والا! ایوان میں غلط جواب فراہم کرنے کی روایت اسی صورت میں بند ہو سکتی ہے کہ اس مسئلے کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر : رانا صاحب! یہ سوال take up نہیں ہوا تھا اس کو ملتوی کر دیا گیا تھا۔ یہ سوال اب آیا ہے اب take up ہوا۔ میں سیکرٹریٹ کو کہوں گا کہ اس کی کاپی آپ کو مہیا کریں یہ کل take up ہوا۔ یہ تحریک استحقاق اس لحاظ سے نہیں بنتی کہ یہ سوال ابھی کل آیا ہے اس سوال کے مطابق اگر آپ اس کو دیکھیں کہ اس پر تحریک استحقاق بنتی ہے تو آپ اسے پیش کریں۔ یہ سوال take up نہیں ہوا تھا۔ ابھی یہ کل آیا ہے اگر آپ دیکھتے ہیں کہ اس سوال کا جواب غلط ہے تو آپ دوبارہ اس پر تحریک استحقاق پیش کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اس تحریک استحقاق میں substance نہیں ہے۔ لہذا اسے out of order قرار دیا جاتا ہے۔

تحریک استحقاق نمبر 15 'الحاج اخلاق احمد صاحب۔

ہارس اینڈ کیٹل شو کے "اسلام آباد انکلوژر،، میں مجسٹریٹ / اے سی کی ایم پی اے سے بد سلوکی

الحاج اخلاق احمد : جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور

فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 3-3-92 کو میں معہ چودھری خادم حسین ایم پی اے اور مہر دوست محمد لالی' ایم پی اے' ہارس اینڈ کیٹل شو میں ٹیٹو شو دیکھنے کے لیے فورٹریس سٹیڈیم گیا۔ ہم تینوں کے پاس ''اسلام آباد انکلوژر،، کے پاس تھے۔ ہم وہاں اس مقصد کے لیے مختص نشستوں پر بیٹھ گئے تو تھوڑی دیر بعد وہاں ایک آدمی آیا جس کے متعلق بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مجسٹریٹ / اے سی ہے اس نے آتے ہی ہمیں کہا کہ آپ یہ سیٹیں خالی کر دیں ہم نے وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ یہ ہمارے افسران کے لیے ہیں ہم نے کہا کہ ہم بھی پاس لے کر آئے ہیں ہم نے بھی ٹکٹ خریدا ہوا ہے ان کرسیوں پر reserve کی کوئی چٹ نہیں لگی ہے ہم بیٹھ گئے ہیں اگر آپ کے افسر آ گئے تو ہم دوسری نشستوں پر چلے جائیں گے مگر اس نے کہا کہ ایم پی اے کیا چیز ہے ہمارے افسر بڑے آدمی ہیں۔ آپ فوراً نشست خالی کر دیں اور وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں نے اس آدمی کو سمجھایا مگر وہ بضد رہا اور اس نے تحکمانہ انداز میں کہا کہ کرسی خالی کر دیں ورنہ اٹھا کر باہر پھینک دیں گے۔ اس مسئلہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس مسئلہ کو بحث کے لیے کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اس واقعہ کے گواہ چودھری خادم حسین اور مہر دوست محمد لالی' ایم پی اے ہیں۔

جناب سپیکر : وزیر قانون و پارلیمانی امور۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! میں اس سلسلہ میں اپنے بھائی سے یہ گزارش کروں گا کہ مہربانی فرما کر اپنی تحریک استحقاق کو مؤخر کروا لیں۔ میں کل اور پرسوں بھی ان سے بات کرنا چاہتا تھا لیکن ان سے میری ملاقات نہ ہو سکی۔ جو جواب میرے پاس محکمے کی طرف سے آیا ہے میں اس کی وضاحت چاہتا تھا تاکہ پہلے میں خود اس سے مطمئن ہو جاؤں۔ اس کے بعد میں اس کا جواب پیش کرنے کی پوزیشن میں ہوں گا آپ بھی مہربانی فرما کر اسے مؤخر کر دیں پھر میں اس کا جواب دینے کے لیے زیادہ بہتر پوزیشن میں ہوں گا۔

جناب سپیکر : جناب اخلاق صاحب آپ کا کیا خیال ہے؟

جناب اخلاق احمد : جناب والا! میرا تو خیال ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے' یہ اس تحریک استحقاق کو مؤخر کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ دھکے تو انہوں نے ہمیں دیے اب یہ کیا چاہتے ہیں کہ وہ ہمیں جوتے لگائیں تو پھر ہمارا استحقاق مجروح ہو گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب اس سلسلے میں تین چار وزیر میرے پیچھے لگے ہوئے ہیں کہ ڈی سی صاحب خود تشریف لائے ہیں۔ یہ ہماری عزت کو کچھ نہیں سمجھتے اور ڈی سی صاحب کا آنا ان کے لیے بڑا باعث عزت ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

لہذا میری یہ استدعا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو فوری طور پر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ جناب والا! ہر بات کی ایک حد ہوتی ہے ایک ایم پی اے جاتا ہے اور اس کو دھکے دے کر باہر نکال دیا جاتا ہے اس کی بھی کوئی عزت ہے۔

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I would like to say some thing.

جناب سپیکر : خانزادہ صاحب! ابھی اس پر بحث کا آغاز نہیں ہوا۔

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: The matter concerns the honour of a public representative. So, it should not be taken so lightly. Today, he has been thrown out. Tomorrow, you will be thrown out. If you represent us then you should be very serious about the matter as result of which three honourable members were thrown out of their seats by an A.C. According to protocol, an MPA is above the 22 cadre in the Province. Here, even a Deputy Secretary is given preference over an MPA. this matter should not be taken lightly. The man should be called here before the Assembly asked to explain why he behaved in such a degrading manner. We

cannot let off a Junior officer who treats three honourable members of the Punjab Assembly in such a slighting way. The Leader of House, Mr. Dreshak, should call this man to-morrow and ask him to explain why did he do this and, in the mean time, we should keep the matter pending.

جناب سپیکر : وزیر قانون صاحب! الحاج اخلاق احمد اس تحریک استحقاق کو موخر کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہیں ان کا اصرار ہے کہ اسے آج ہی ٹیک اپ کیا جائے۔ اب اس بارے میں آپ کچھ فرمانا چاہیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! میں پہلے ایم پی اے ہوں اور بعد میں وزیر ہوں اگر میرے بھائی حاجی اخلاق احمد صاحب یا خان زادہ صاحب کا یہ تاثر ہے کہ میں بلاوجہ کسی کو defend کرنے کی کوشش کر رہا ہوں تو یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ ان کی عزت میری عزت ہے۔ جس طرح یہ فرما رہے ہیں کہ آج ان کے ساتھ ہوا ہے کل ان کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ پرسوں خانزادہ صاحب کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ جناب والا! میرے ساتھ بھی ایسا ہو سکتا ہے ۔ لیکن جناب والا! ہم نے یہاں پر اچھی روایات کو جنم دینا ہے جناب سپیکر! یہاں پر وہ آدمی اپنے آپ کو defend نہیں کر سکتا۔ اپنا نقطہ نظر پیش نہیں کر سکتا اور انہوں نے اگر مجھے چند ایک چیزیں بتائی ہیں اور میں تین دن سے کوشش کر رہا ہوں کہ حاجی اخلاق احمد صاحب سے میں اپنے طور پر پہلے بات کر لوں تاکہ پہلے میں اپنے آپ کو مطمئن کر لوں۔ اس کے باوجود بھی وہ مجھے مطمئن نہیں ہونے دینا چاہتے اور بلڈوز کر کے میرے بھائی اس بات پر اصرار کرتے ہیں کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ لیکن-It will be set ting a very bad precedent. ایک آدمی جو اپنا دفاع نہیں کر سکتا۔ انہوں نے مجھے ایک بات آکر بتائی ہے اس بارے میں' میں صرف تصدیق کروانا چاہتا تھا۔ اس کے لیے تین دنوں سے میں کوشش کر رہا ہوں کہ میں ان کے ساتھ رابطہ قائم کر لوں۔ اب یہ میں آپ پر چھوڑتا ہوں کہ آپ جس طرح مناسب سمجھیں کر لیں مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (چودھری پرویز الٰہی) : جناب والا! ہارس اینڈ کیٹل شو کے حوالے سے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہارس اینڈ کیٹل شو میں چونکہ میں ہر وقت ہی وہاں پر موجود ہوتا تھا۔ وہاں پر بھی انہوں نے مجھ سے یہ شکایت کی تھی میں نے فوری طور پر متعلقہ افسران کو بلوایا اور انہیں عزت کے ساتھ میں نے خود وہاں پر ٹھہرایا۔

جناب اخلاق احمد خان : جناب والا! میں نہایت معذرت کے ساتھ آپ کے توسط سے عرض کروں گا کہ چودھری پرویز الٰہی صاحب غلط بات کر رہے ہیں اور سو فیصد غلط بات کر رہے ہیں۔ جب ہمارے ساتھ یہ سلوک ہوا۔ ہم وہاں سے نیچے گئے اور جا کر چھ پیغامات ان کو بھیجے لیکن یہ عامر سلطان چیمہ صاحب کو بھیج رہے تھے۔ میں نے کہا نہیں آپ خود ہمارے ساتھ بات کریں۔ پھر یہ چار پیغامات کے بعد تشریف لائے اور ہم نے ان سے کہا کہ یہ ہمارے ساتھ بد تمیزی ہوئی ہے انہوں نے کہا کہ آپ کو سیٹیں دے دیتے ہیں ہم نے کہا کہ ہم سیٹیں لینے کے لیے نہیں آئے اور اب ہم یہ پروگرام نہیں دیکھیں گے۔ آپ کی بہت مہربانی ہم صرف آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتے تھے کہ ہمارے ساتھ یہ سلوک ہوا ہے۔ یہ غلط بات کر رہے ہیں کہ انہوں نے ہمیں وہاں ٹھہرایا تھا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب والا! یہ اکیلے نہیں تھے۔ چودھری خادم صاحب اگر ہاؤس میں موجود ہوتے تو وہ اس بات کی گواہی دیتے کہ میں نے خود ان کے ساتھ بات کی اور بڑے پیار سے انہیں سمجھایا کہ وہاں پر چیف گیسٹ جتنے بھی آتے ہیں میں ان سب کا گیٹ پر استقبال کرتا ہوں اور یہ میری ڈیوٹی میں شامل تھا اور وہاں سے میں ہل نہیں سکتا تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کے لیے علیحدہ سیٹیں لگوا دیتا ہوں وہاں پر آپ بیٹھیں اور انشاء اللہ عزت کے ساتھ آپ کو ٹھہراتے ہیں۔ اس کے بعد تھوڑی دیر کے لیے یہ بیٹھے تھے میں نے ان سے یہ بھی کہا کہ میں آپ کو وہیں پر ٹھہراؤں گا جہاں سے آپ کو اٹھایا گیا ہے انہوں نے کہا نہیں وہاں پر اب ہم نے نہیں بیٹھنا۔ اب ہم نیچے بیٹھ جائیں گے۔

جناب سپیکر : حاجی اخلاق احمد صاحب اس مسئلہ میں وزیر قانون صاحب کچھ باتوں کی تصدیق چاہتے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو اسے موخر کر دیا جائے۔ آپ اسے مؤخر کرنا

چاہتے ہیں یا نہیں چاہتے۔

الحاج اخلاق احمد : جناب والا! میں اسے موخر کروانا نہیں چاہتا۔

جناب سپیکر : تو ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : جناب والا! میری صرف گزارش یہ ہے کہ یہاں عوامی نمائندوں کے ساتھ آئے روز اس قسم کا توہین آمیز سلوک ہوتا رہتا ہے لیکن ہم وزیر قانون کو اس روز بد سے بچانا چاہتے ہیں جب ان کے ساتھ بھی اس قسم کا حشر ہو گا۔ ہم آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرتے ہیں کہ اس سے بچنے کے لیے اس تحریک استحقاق کو مؤخر نہ کیا جائے بلکہ اس متعلقہ افسر کو بلایا جائے اور اس کے بعد پوری طرح ان کی تسلی کے مطابق جواب طلبی کی جائے۔

جناب سپیکر : شکریہ ' میں اس تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دیتا ہوں اور اس بارے میں آپ کیا چاہتے ہیں کہ اسے استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجا جائے ؟

آوازیں : ------ جی ہاں۔

جناب سپیکر : جب تحریک استحقاق باضابطہ قرار دے دی جائے۔ تو پھر ہاؤس کے کسی ممبر کی طرف سے باضابطہ موشن آنی چاہیے کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو مجلس قائمہ برائے استحقاقات کے سپرد کریں بدیں ہدایت کہ دو ماہ کے اندر اندر تحقیقات کر کے اپنی رپورٹ اس ایوان میں پیش کرے۔

آوازیں : جناب جلدی رپورٹ آنی چاہیے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز ' آرڈر پلیز۔

اس تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے استحقاق کمیٹی اس تحریک استحقاق پر ایک مہینے کے اندر اندر اپنی رپورٹ اسی ایوان میں پیش کرے۔

سید چراغ اکبر شاہ : جناب والا! میں اس معزز ایوان کے اراکین کی خدمت میں یہ

گزارش کروں گا کہ ☆☆☆☆☆☆☆☆

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : سید چراغ اکبر صاحب نے زیادتی کی ہے اور یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں اور سید چراغ اکبر سے یہ کہوں گا کہ وہ آئندہ اس قسم کے الفاظ استعمال کرنے سے گریز کریں۔

شیخ طاہر رشید : جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ پیپلز پارٹی کے کتنے ارکان اسمبلی ہیں جن کو ایک مخصوص ونگ کے ٹکٹ پر منتخب کروا کے اس معزز ایوان میں بٹھایا گیا ہے اور ان کے مقاصد کیا ہیں؟ اسمبلی کے اندر بیٹھ کر جس ہنڈیا میں کھاتے ہیں اسی میں چھید کرتے ہیں۔ جناب والا جس ایوان کے میں بیٹھ کر یہ عوام کی نمائندگی کرتے ہیں یہ لوگ اس ایوان کے وقار کو مجروح کرتے ہیں یہ آخر کیا چاہتے ہیں؟

وزیر امداد باہمی : جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کی توہین ہوئی ہے اور اس معزز ایوان کا رکن ہونے کی حیثیت سے جھرلو کے ذریعے آنے والی اسمبلی میں وہ خود بھی شمار ہوتے ہیں۔ اس لیے میں ان سے باادب گزارش کروں گا کہ وہ اعلان کر کے اس جھرلو والے ہاؤس سے باہر تشریف لے جائیں۔ اگر ان میں غیرت ہے' اگر ان میں سوچ ہے' اگر ان میں عقل ہے تو ان کو اپنے آپ کو جھرلو کے ذریعے آنے والا نہیں کہنا چاہیے۔ انہوں نے چونکہ تمام معزز ایوان کو یہ کہا ہے لہذا میں ان سے استدعا کروں گا کہ یہ انسانیت' غیرت اور اخلاق کا تقاضا ہے کہ وہ اعلان کرنے کے بعد پریس کانفرس بلا کر اس اسمبلی کو جھرلو کے ذریعے آنے والی اسمبلی قرار دیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز۔ یہ معاملہ ختم ہو چکا ہے اور میں سید چراغ اکبر شاہ کے الفاظ کارروائی سے حذف کر چکا ہوں اور میں یہ کہہ چکا ہوں کہ وہ آئندہ اس قسم کے الفاظ کے استعمال سے گریز کریں۔ یہ نہایت نامناسب بات ہے اور کوئی ایسی بات جو اس اسمبلی کے

*** (حکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کیے گئے)

وقار کے منافی ہو۔ جس میں آپ خود بیٹھے ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کے اپنے لیے بھی باعث ہتک ہے۔ اگر آپ اس اسمبلی کی ہتک کی کوئی بات کریں گے تو یہ آپ کی اپنی ہتک اور آپ کی اپنی بے عزتی کے مترادف ہو گا۔ اس لیے مجھے امید ہے کہ آپ آئندہ احتیاط کریں گے۔

وزیر امداد باہمی : جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ شاہ صاحب بڑے جہاں دیدہ' سمجھدار اور تعلیم یافتہ رکن ہیں۔ وہ کم از کم اپنی اس اسمبلی کی برادری سے اپنے ان الفاظ پر معذرت تو کر لیں یا پھر ان کو ہاؤس سے باہر نکالا جائے۔ وہ اس ہاؤس میں نہیں بیٹھ سکتے جو ہاؤس جمہور کے ذریعے وجود میں آیا ہو اس میں بیٹھنے کا ان کو کوئی حق نہیں ہے۔

شیخ محمد طاہر رشید : ان کو اس ہاؤس میں ضرور معذرت کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ حل ہو چکا ہے اس کو نئے سرے سے اوپن کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ رانا اکرام ربانی خان پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کریں گے۔

رانا اکرام ربانی : جناب والا! میرے محترم ساتھی نے ایک بات کی۔ ان کا اپنا ایک نقطہ نظر تھا۔ آپ نے اس پر ہاؤس کے نگران کی حیثیت سے اپنی رولنگ ارشاد فرما دی اور وہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیئے گئے۔ اب میں آپ کی وساطت سے ان معزز اراکین سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس وقت آپ کی رولنگ آگئی تو وہ الفاظ کارروائی سے حذف ہو گئے۔ اس کے بعد اس ہاؤس میں وزراء نے اور اراکین نے جس طرز عمل کا مظاہرہ کیا ہے کیا اس اسمبلی کی شان میں اضافہ ہوا ہے۔ کیا انہوں نے اس سے اس معزز ایوان کے احترام میں اضافہ کیا ہے۔ ہم نے پریس میں بیٹھے ہوئے دوستوں کو اور لابی میں بیٹھے ہوئے دوستوں کو کیا تاثر دیا ہے۔ جناب والا! جب آپ نے ایک رولنگ دے دی اور وہ الفاظ کارروائی سے حذف کر دیے اس کے بعد سینئر ممبر کی طرف سے ایسا طرز عمل نہیں ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر : جناب غلام سرور خان تحریک استحقاق نمبر 16۔

جناب غلام سرور خان : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو

اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ۔
آج مورخہ 11 مارچ 1992ء کو میں نے قائد حزب اختلاف کے پرائیویٹ سیکرٹری کو کہا کہ ڈائرکٹر جنرل لوکل گورنمنٹ مسٹر کاشف مرتضیٰ سے ٹیلی فون پر میری بات کروائیں۔ چنانچہ جب پرائیویٹ سیکرٹری نے ان کا نمبر ملایا تو ڈائرکٹر جنرل لوکل گورنمنٹ کے پی اے غلام محمد سے پوچھا کہ کیا کاشف مرتضیٰ صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ تو اس نے کہا کہ ہاں دفتر میں بیٹھے ہیں۔ ان سے کہا گیا کہ ان سے لائن ملا دیں۔ تو اس نے پوچھا کہ کون بات کرے گا۔ تو قائد حزب اختلاف کے پرائیویٹ سیکرٹری نے اسے بتایا کہ غلام سرور خان ایم پی اے بات کریں گے۔ چنانچہ اس نے کاشف مرتضیٰ کو بزر کیا۔ اس کے بعد کاشف مرتضیٰ صاحب کے پی اے نے کہا کہ غلام سرور خان کو پہلے لائن پر لائیں۔ تو قائد حزب اختلاف کے پرائیویٹ سیکرٹری نے اس کو بتایا کہ ایم پی اے کا بھی ایک مقام ہوتا ہے اس لیے آپ ڈی جی صاحب کو لائن پر لائیں۔ جناب غلام محمد نے دوبارہ ڈی جی صاحب کو بزر کیا۔ چند لمحوں بعد مسٹر غلام محمد نے بتایا کہ ڈی جی صاحب دفتر میں تشریف نہیں رکھتے۔ ڈائرکٹر جنرل لوکل گورنمنٹ نے لائن پر پہلے آنے پر اپنی توہین سمجھی اور اپنے پی اے کی معرفت کہلوا دیا کہ وہ دفتر میں موجود نہیں ہیں۔ حالانکہ پی اے نے دو مرتبہ بزر کیا جو فون پر صاف سنائی دی۔ اس طرح ڈائرکٹر لوکل گورنمنٹ نے ٹیلی فون پر میری بات نہ سن کر بطور رکن اسمبلی نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہذا اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر : اگر آپ مناسب سمجھیں تو مختصر بیان دیں ویسے تو یہ self explanato-ry ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری لوکل گورنمنٹ : جناب والا! فاضل ممبر نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان کے آپریٹر نے ٹیلی فون کیا تو غلام محمد جو کہ کاشف مرتضیٰ صاحب کا آپریٹر ہے اس نے ٹیلی فون اٹھایا اور انہوں نے کہا کہ میں ٹیلی فون پر بات کرواتا ہوں۔ انہیں معلوم تھا کہ کاشف مرتضیٰ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس سے چار پانچ منٹ قبل وہ جا چکے تھے لیکن آپریٹر کو معلوم نہیں تھا۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ ان کو آپ پہلے لائن پر لائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں بات کرواتا ہوں۔ جب

انہوں نے رنگ دی تو پتہ چلا کہ مرتضیٰ صاحب جا چکے ہیں تو انہوں نے واپسی رنگ پر کہا کہ وہ پانچ چھ منٹ قبل جا چکے ہیں۔ یہ اس طرح سے غلط فہمی ہوئی ہے۔ اگر وہ خود کہتے کہ میں بات کرنا پسند نہیں کرتا یا وہ کوئی ایسی بات کر دیتے جس سے ان کی تحریک استحقاق بن جاتی۔ صرف اور صرف دونوں آپریٹروں کی بات ہوئی ہے اور دونوں میں غلط فہمی پیدا ہوئی ہے۔ اگر انہوں نے بات نہ کرنی ہوتی تو آپریٹر نہ کہتا کہ میں بات کرواتا ہوں اور خود ہی آپریٹر نے کہہ دیا کہ وہ پانچ منٹ پہلے جا چکے ہیں۔ حقیقت کا انہیں علم نہیں تھا کہ وہ جا چکے ہیں یا اور وہ میٹنگ میں چلے گئے۔ یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں ممبران چاہے حزب مخالف کے ہوں یا حزب اقتدار کے ہوں ان کا استحقاق واقعی مجروح نہیں ہونا چاہیے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ افسران ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں۔ میں خود بھی ان سے ملا اور معلوم کیا انہوں نے کہا کہ میں جانتا ہوں ممبران کی جو قدر اور عزت ہے وہ میرے سامنے ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے رنگ ہی نہیں کی گئی مجھے پتہ ہی نہیں ہے۔ میں تو جا چکا تھا اس کے بعد انہوں نے غالباً رنگ کی ہے۔ اس لیے جناب والا یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

جناب غلام سرور خان : جناب والا! میں اتفاق سے 1985ء سے ایوان کا رکن چلا آ رہا ہوں اور اتفاق سے انہی بنچوں پر سیٹ نمبر 258 پر ہی بیٹھا ہوں میں نے ہمیشہ ہر سرکاری اہلکار کی چاہے وہ درجہ چہارم کا ملازم ہی کیوں نہ ہو عزت کی ہے لیکن مجھے نہایت افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ یہ لوگ ہمیں صرف حزب مخالف کا ممبر سمجھتے ہوئے proper respect نہیں دیتے۔ اس سے پہلے بھی میں نے دو تین مرتبہ خود کاشف مرتضیٰ صاحب سے ٹیلی فون پر بات کرنے کی کوشش کی' میں نے ذاتی طور پر ان کا نمبر ڈائل کیا تو پی اے صاحب نے مجھے حکم دیا کیونکہ وہ پی اے صاحب ہیں اس لیے ہم انہیں پی اے صاحب کہیں گے۔ انہوں نے مجھے حکم دیا کہ ٹھیک ہے بات کرواتا ہوں۔ بعد میں ان سے پوچھ کر جواب دیا گیا کہ کاشف مرتضیٰ صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ جناب سپیکر! اس میں میری بے عزتی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری نہیں اس معزز ایوان کی بے عزتی ہے۔ اگر کوئی سرکاری ملازم کسی معزز رکن کی بات ہی سننا پسند نہیں کرے گا تو عوامی مسائل کے حل میں اس کی کیا مدد کرے گا؟ میری تحریک استحقاق ہر لحاظ سے جائز بنتی ہے۔ میں نے دو تین دفعہ کاشف مرتضیٰ سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن

انھوں نے جان بوجھ کر میری بات سنی ان سنی کر دی۔ لوکل گورنمنٹ کے پارلیمانی سیکرٹری لطیف مغل صاحب کو اس بات کا پورا علم نہیں' میں دو تین دفعہ پہلے کاشف مرتضیٰ کے آفس جا کر مل چکا ہوں۔ میری لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ تمام سکیمیں رکوائی گئی ہیں اور اس تحریک استحقاق کو پیش کرنے پر کاشف مرتضیٰ صاحب نے میرے وہ پچیس لاکھ روپے withdraw کیے ہیں جو کہ وزیر اعلیٰ صاحب کے صوابدیدی فنڈ سے ملنے تھے۔ وہ پچیس لاکھ کا چیک آج بھی کاشف مرتضیٰ کے پاس ہے اس تحریک استحقاق پر میرے خلاف انتقامی کارروائیاں بھی شروع کی جا رہی ہیں۔ میرے حلقے کے عوام متاثر ہو رہے ہیں۔ تعمیر وطن کے نام پر پونے دو سالوں میں جو پروگرام شروع کیا گیا تھا۔ ڈی' جی لوکل گورنمنٹ کی وجہ سے میرے وہ پروگرام آگے نہیں بڑھ سکے۔ میری استدعا ہو گی کہ میری ٹیلی فون کال نہ سننے پر' میرے ساتھ تعاون نہ کرنے پر اور میرے خلاف انتقامی کارروائی کرنے پر میری اس تحریک استحقاق کو منظور کیا جائے اور استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق میں مخصوص بات ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے فاضل دوست یہ کہنا چاہتے ہیں کہ یہ تحریک استحقاق specific نہیں ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میری یہ تحریک استحقاق specific ہے۔ میں ڈی جی لوکل گورنمنٹ سے بات کرنا چاہتا تھا اور انھوں نے میری بات سنی ان سنی کر دی۔

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : میاں صاحب! میرا خیال ہے کہ اب اس کو نمٹائیں۔

میاں منظور احمد موہل : میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات نہیں ہے کہ استحقاق بنتا ہے یا نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ افسران' سی ایس پی یا ڈی جی ایم گروپ' ڈی سی لیول کے یا کمشنر چاہتے ہیں کہ پہلے ایم پی اے لائن پر آئے۔ وہ پہلے لائن پر نہیں آنا چاہتے۔ یہ ہے اصل حقیقت اور میں کہتا ہوں کہ اس سے اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہمارا استحقاق زیادہ ہے۔ ہمارا عہدہ ان سے زیادہ ہے۔ انھیں لائن پر آنا چاہیے لیکن اب تک انتظامیہ سے ہم یہ بات تسلیم نہیں کرا سکے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ پہلے لائن پر

آئیں۔ اسی بات پر وہ غصے ہو گئے کہ پہلے مجھے لائن پر کیوں لاتے ہیں؟ اس لیے کہ دیا کہ وہ دفتر میں نہیں ہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ ہر جگہ یہی بات ہوتی ہے۔

جناب سپیکر : یہ مسئلہ کہ لائن پر کسے پہلے آنا چاہیے اور کسے پہلے نہیں آنا چاہیے۔ کیا ہمیں اسمبلی میں اس مسئلے کو زیر بحث لانا چاہیے؟ ٹھیک ہے' آپ کا وقار' آپ کا احترام اور آپ کا مقام اپنی جگہ پر مسلمہ ہے اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ کیا اتنے petty matters کو ہمیں اسمبلی میں زیر بحث لانا چاہیے؟ میں غلام سرور خان سے کہوں گا کہ وہ میرے پاس تشریف لائیں۔ میں اس تحریک استحقاق کو زیر التواء رکھتا ہوں اور ہم اس مسئلے کو حل کریں گے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! میں آپ سے استدعا کرتا رہا کہ مجھے موقع دیں۔ میں اس کی admissibility پر بات کرنا چاہتا تھا۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس معزز ایوان کی اطلاع کے لیے ایک ہی نکتہ جناب پارلیمانی سیکرٹری سے دریافت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : اب یہ بات نہیں ہونی چاہیے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! یہ اس معزز ایوان کے وقار کے لیے' اس کے تقدس کے لیے اور اس کے ارکان کے لیے بہت اہم مسئلہ ہے کیونکہ تحریک استحقاق ہی ارکان اسمبلی کے پاس ایک ہتھیار ہے۔

جناب سپیکر : میں اس تحریک استحقاق کو مؤخر کر چکا ہوں۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کیجئے۔ میں آپ کو اجازت دیتا ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر سے above چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ منتخب نمائندگان کے اس معزز اور مقتدر ایوان کا وقار اور مقام کی بالادستی اس کے ممبران کے وقار اور مقام کی بالادستی سے ہی قائم رکھی جا سکتی ہے۔ بے شک ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہ petty matter ضرور ہے لیکن ہمیں اس کو دیکھنا پڑے گا کہ order of precedence میں ارکان اسمبلی یا منتخب نمائندگان کا کیا مقام ہے اور پبلک سرونٹس کا اس کے مقابلے میں کیا مقام ہے۔ بے شک ہم اس بات پر توجہ

نہیں کرتے اور ہم اس کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ہم آئے دن جیسوں افسران کو فون کرتے ہیں اور ان کے پی اے صاحبان ہمیں لائن پر پہلے لاتے ہیں اور اس کے بعد افسران لائن پر آتے ہیں۔ ہم اس پر توجہ نہیں کرتے کیونکہ یہ traditions ہیں۔ جب تک وقت کے ساتھ ساتھ یہ جمہوری ادارے مستحکم نہیں ہوں گے۔ اس وقت تک ہمیں اس نظام کی خرابیوں کے ساتھ سنجیدگی سے deal کرنا ہے۔ لیکن جناب سپیکر! اس معزز ایوان میں جب بھی کوئی رکن اسمبلی اپنے استحقاق کی خاطر' اپنے آئینی اور قانونی وقار اور مقام کی خاطر کوئی تحریک استحقاق پیش کرتا ہے نہ صرف ہمارے ملک کی پارلیمان میں بلکہ میرے علم و یقین کے مطابق دنیا بھر کی پارلیمانوں میں اراکین اسمبلی کے استحقاق کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ میرا مشاہدہ ہے کہ جب بھی اس معزز ایوان میں کوئی تحریک استحقاق پیش ہوتی ہے تو حکومت کی طرف سے اس کی مخالفت شروع کر دی جاتی ہے۔ حالانکہ چاہیے تو یہ کہ جب کوئی رکن اسمبلی معزز ایوان میں بیان دیتا ہے کہ اس کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو کیا آفت ٹوٹ پڑے گی۔ کیا آسمان گر پڑے گا۔ کیا زمین پھٹ جائے گی اگر اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ جس افسر پر الزام لگایا گیا ہے اگر اس کا قصور نہیں ہے تو انکوائری کر کے اس کو ختم بھی کیا جا سکتا ہے۔ جناب والا! اس طریقے سے اگر ہم اراکین اسمبلی کے جائز استحقاقات اور جائز مراعات کو consider نہیں کریں گے قاعدے اور قانون کے مطابق استحقاق کمیٹی کے سپرد کر کے اس کی چھان بین نہیں کرائیں گے تو میں یہ کہوں گا کہ اراکین اسمبلی کی جائز قانونی اور آئینی بالا دستی قائم کرنے میں ناکام رہیں گے۔

جناب سپیکر : شکریہ شاہ صاحب۔ مغل صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

جناب ایم لطیف مغل : میں ایک ذاتی وضاحت کرنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر : آپ براہ کرم تشریف رکھیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر : اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ جناب فرید احمد پراچہ صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 6 ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ : نمبر 5 کا جواب نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر : نمبر 5 تو rule out ہو چکی ہے۔ نمبر 6 کی کاپی فاضل محرک کو دی جائے۔

جناب غلام سرور خان : جناب سپیکر! اس پر آپ رولنگ دے چکے ہیں کہ یہ تحاریک take up نہیں کی جائیں گی' کیونکہ پچھلے سیشن سے پہلے یہ تحاریک التوائے کار لی گئی تھیں۔ تحریک التوائے کار کے معاملے میں recent occurrence ہونا چاہیے۔ یہ معاملہ فوری نوعیت کا نہیں بنتا۔

جناب سپیکر : یہ پہلے سیشن میں آ چکی ہے؟

جناب فرید احمد پراچہ : اس پر کوئی بحث نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر : بحث نہیں ہوئی' لیکن پہلے سیشن میں یہ آئی ہے؟

جناب فرید احمد پراچہ : اس کے لیے نیا نوٹس دیا گیا تھا۔

جناب سپیکر : سیکرٹری اسمبلی بتائیں۔

جناب سپیکر : جی پراچہ صاحب!

خان غلام سرور خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اس پر کل بھی آپ نے فیصلہ دیا تھا کہ یہ تحریک التوائے کار take up نہیں کی جا سکتی۔

جناب سپیکر : یہ آپ درست فرماتے ہیں کہ تحاریک ہائے التوائے کار جو urgent nature کی نہیں ہیں۔ جو پرانی ہیں ان کو ہم چیمبر میں disallow کریں گے تاکہ دوسری تحاریک التوائے کار جو well in time آئی ہیں اور جو urgent nature کی ہیں ان کو take up کیا جا سکے۔ تو کل سے انشاء اللہ تعالیٰ میں اس پر عمل کروں گا کہ جو تحاریک ہائے التوائے کار urgent nature کی نہیں ہیں اور جو بہت دیر سے آئی ہیں ان کو چیمبر میں disallow کر دیں گے اور آپ کو inform کر دیں گے۔ چونکہ آج میں نے ان کو inform نہیں کیا اس لیے میں ان کو پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں، لیکن ابھی یہیں فیصلہ کر دیا جائے گا۔

ملک میں غیر یقینی صورت حال پیدا کی جا رہی ہے۔ جناب سپیکر پنجاب اسمبلی کے اس بیان کے اثرات

جناب فرید احمد پراچہ : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''پاکستان،، 26 نومبر 1991ء میں سپیکر پنجاب اسمبلی جناب میاں منظور احمد وٹو کا یہ بیان شائع ہوا ہے کہ ملک میں غیر یقینی صورت حال پیدا کی جا رہی ہے چونکہ سپیکر ایک ذمہ دار حیثیت رکھتے ہیں اور ان کے بیان کو ہمیشہ سنجیدہ نوعیت دی جاتی ہے اس لیے اسمبلی کی غیر یقینی صورت حال اور اس کے اسباب کا جاننا بہت ضروری ہے نیز کسی بھی غیر یقینی صورت حال کا اثر خود اسمبلی کے وجود پر بھی پڑ سکتا ہے اس لیے اس صورت حال کا بروقت نوٹس لینا اور اس کا سدباب کرنا ازبس ضروری ہے۔ اس لیے گزارش ہے کہ اسمبلی کی کارروائی کو معطل کر کے اس اہم واقعہ کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر : یہ 26 نومبر 1991ء کا واقعہ ہے اور بہت دیرینہ ہے اس لیے میں اس کو disallow کرتا ہوں تحریک التوائے کار نمبر 7 جی فرید احمد پراچہ صاحب!

مقبوضہ کشمیر میں کشمیریوں پر بھارتی فوج کے مظالم

جناب فرید احمد پراچہ : میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ پاکستان کی 27 نومبر 1991ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ مقبوضہ کشمیر میں 400 طلبہ کو زندہ جلا دیا گیا۔ نیز بھارتی فوجیوں نے 2900 خواتین کی عصمت دری کی اور گمشدہ افراد کی تعداد 60 ہزار ہے۔ یہ ایک تشویشناک خبر ہے۔ بھارتی درندے مظلوم کشمیریوں پر مظالم کی انتہا کر رہے ہیں اور وادی کشمیر ان مظالم سے لہو لہو اور دھواں دھواں ہے۔ مسلمان ہونے کے ناتے ہم ان مظالم پر خاموش نہیں رہ سکتے۔ یہ معاملہ تقاضا کرتا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی معطل کر کے اس اہم مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر : یہ معاملہ بہت اہمیت کا حامل ہے لیکن یہ recent occurrence نہیں ہے۔ یہ 27 نومبر 1991ء کے روزنامہ پاکستان کی اشاعت میں refer کیا گیا ہے اور دوسرا یہ کہ یہ single specific matter نہیں ہے۔ اس لیے میں اس تحریک التوائے کار کو out of order قرار دیتا ہوں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جناب ڈاکٹر محمد افضل اعزاز پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ 27 نومبر کے بعد اسمبلی کا اجلاس صرف دو دن کے لیے ہوا اور اس کے بعد یہ پہلا اجلاس ہو رہا ہے اسے آپ اس بنیاد پر رد نہیں کر سکتے کہ یہ بہت پرانا واقعہ ہے اس لیے ہم اسے زیر بحث نہیں لا سکتے۔ آپ ریکارڈ اٹھا کر دیکھئے کہ اگر اسمبلی کا اجلاس ہوتا ہی نہیں تو ایسے ضروری امور، ایسی تحاریک ہائے التوائے کار کو ہم اسمبلی میں کیسے زیر بحث لا سکتے ہیں؟

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! ابھی یہ مظالم جاری ہیں ہندوستان میں بڑے واقعات اسی طرح سے ہو رہے ہیں۔ اس لیے یہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم اس بارے میں غور کریں اور ایک متفقہ قرار داد اسمبلی کی طرف سے آنی چاہیے۔

جناب سپیکر : قرار داد تو آ سکتی ہے قرار داد سے تو آپ کو کسی نے نہیں روکا۔ آپ قرار داد لائیں۔ میں اسے entertain کروں گا۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب والا! قرار داد ہماری طرف سے نہیں بلکہ پوری اسمبلی کی طرف سے ہو۔

جناب سپیکر : آپ اس کو لائیں۔ آپ دوسرے معزز اراکین سے بھی رابطہ کر لیں۔ قرار داد تو آپ لا سکتے ہیں۔

خان غلام سرور خان : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جناب غلام سرور خان پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

خان غلام سرور خان : جناب سپیکر! کشمیر میں جو انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں ہو

رہی ہیں اس پر گذشتہ اجلاس میں ایک قرار داد اسی ایوان نے منظور کر کے بھجوا دی تھی۔ اس موضوع پر مزید کوئی قرار داد پیش کرنے کا مناسب وقت نہیں ہے۔

جناب سپیکر : یہ درست ہے۔ جب وہ قرار داد آئے گی تو اس کو entertain کیا جائے گا کہ پچھلے اجلاس میں یہ قرار داد آئی ہے اب آنی چاہیے یا نہیں آنی چاہیے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : جناب سپیکر! ایک قرار داد کے بعد دوسری قرار داد آ جاتی ہے تو مجھے توقع ہے کہ غلام سرور خان کے ساتھ ہندوستان کے تعلقات خراب نہیں ہوں گے۔

جناب سپیکر : تحریک التوائے کار نمبر 8۔ جناب فرید احمد پراچہ۔

خان غلام سرور خان : جناب سپیکر! میرے فاضل دوست ڈاکٹر محمد افضل اعزاز نے ابھی مجھے غلام سرور اعوان کے نام پر پکارا ہے۔ میں ان کی اصلاح کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میرا نام صرف غلام سرور ہے اور دوسرا ہندوستان کے ساتھ تعلقات کی انہوں نے بات کی ہے اکثر جماعت اسلامی کے تعلقات رہے ہیں اور جماعت اسلامی نے تو پاکستان بننے کی بھی مخالفت کی تھی۔ اس لیے میرے اور میری پارٹی کے قطعاً تعلقات ہندوستان کے ساتھ نہیں ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! میں نکتہ وضاحت پر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اسی طرح ایوان کے اندر مباحثے ہونے ہیں تو ان مباحثوں کا ہم سے بہتر کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ اس بارے میں ہم پورے طور پر جرأت اظہار بھی رکھتے ہیں۔ اس لیے اگر وہ اپنی وضاحت کرنا چاہتے ہیں تو وہ کریں کہ ہندوستان کے ساتھ ان کے تعلقات کی نوعیت کیا ہے اور کس انداز سے ہے لیکن اگر اس کو وہ الزامات اور جواب الزامات کی صف میں ڈالنا چاہتے ہیں تو اس صف میں ہم جواب بڑی اچھی طرح سے دے سکتے ہیں اور اگر اسے آپ نے مباحثے میں بدلنا ہے تو یہ مباحثہ بھی ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر : ہم تو ویسے یہ سمجھتے تھے کہ آپ کی نشستیں قریب ہو جانے سے آپ اچھے پڑوسیوں کا ثبوت فراہم کریں گے۔ لیکن آپ تو قریب آ کر بالکل سوکنوں کی طرح اظہار کر رہے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 8 ہے۔ جی فرید احمد پراچہ صاحب!

نظام پولیس کی اصلاح کے لیے تشکیل کردہ کمشن کی سفارشات کو ٹھکانے لگا دینا

جناب فرید احمد پراچہ : میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جنگ 22 نومبر میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ پولیس نظام میں اصلاحات کی سفارشات ٹھکانے لگا دی گئیں ہیں۔ یہ خبر تشویش ناک ہے پولیس نظام کی اصلاح کے لیے کمیشن وزیر اعظم پاکستان نے خود وضع کیا تھا اور اس کے کئی اجلاس بھی ہو چکے ہیں۔ پولیس کے مظالم سے ستائے ہوئے عوام بھی بے چینی سے پولیس نظام میں اصلاح کے منتظر ہیں۔ اس خبر سے ان کے اضطراب میں اضافہ ہوا ہے۔ پنجاب اسمبلی اپنے ایک اجلاس میں پولیس نظام میں اصلاح پر ٹھوس تجاویز پیش کر چکی ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اب اس اہم خبر کو زیر بحث لایا جائے اور اس سلسلے میں اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

جناب سپیکر : جی۔ جناب لودھی صاحب! آپ اس بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں۔

وزیر مال (جناب محمد ارشد خان لودھی) : جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں گزارش یہ کروں گا کہ یہ تحریک التوائے کار بھی اخباری خبر کی بنیاد پر put کی گئی ہے اور اس کے بعد یہ ٹھیک نہیں ہے کہ جو سفارشات اس بارے میں آئی تھیں ان کو شائد ختم کر دیا گیا ہے یا ان پر implement نہیں کیا گیا۔ اس میں حقائق یہ ہیں کہ مرکزی کابینہ میں 11-8-1991 کو فیڈرل گورنمنٹ کا ایک فیصلہ ہوا جس میں جناب وزیر اعظم پاکستان نے preside کیا اور انہوں نے ایک کمیٹی تشکیل دی headed by Home Minister اور ان کو یہ کہا گیا کہ آپ یہ سفارشات تیار کریں۔ اور اس کمیٹی نے جناب سپیکر پہلے 31 سفارشات تیار کیں۔ لیکن ان 31 سفارشات کو implement کرنے کے لیے ایک ارب 85 کروڑ 66 لاکھ روپے کی ضرورت تھی۔ اس کے بعد پھر کابینہ میٹنگ ہوئی اور اس کو revise کیا گیا اور 31 سفارشات کو کٹ شارٹ کر کے 23 سفارشات میں ڈھالا گیا لیکن جب 23 سفارشات کی بات آئی تو پھر اس میں financial constraints

آڑے آئے۔ اس کے بعد پھر 23 کو 13 کی شکل دے دی گئی اور 13 سفارشات کو ہوم منسٹر کی سربراہی میں منظور کیا گیا۔ پھر وفاقی کابینہ نے اس کو منظور کیا۔ اس کی آج کل implementation ہو رہی ہے۔ پولیس کی ریفارمز کے لیے لاء اینڈ آرڈر کو main-tain کرنے کے لیے' اس کی بہتری کے لیے ان سفارشات کی implementations ہو رہی ہے۔ اس میں وہ سفارشات ہیں جس میں financial constraint نہیں ہیں۔ جس میں ہمارے اخراجات نہیں اٹھیں گے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کو improve کرنے کے لیے اگر پیسے کی ضرورت ہے تو اس پر نہ لگایا جائے۔ اس سال پھر اس مد میں پیسے رکھے جا رہے ہیں۔ میں یہ جواب ہاؤس کی تسلی کے لیے دے رہا ہوں لیکن It pertains to Federal Government. It pertains to Na-tional Assembly. ٹیکنیکل معاملات کو پس پردہ ڈالتے ہوئے میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر رہا ہوں کہ 13 سفارشات آج کل نافذ ہو رہی ہیں۔ اس میں سب سے پہلی یہ تھی کہ تھانوں کی حدود کی حد بندی کرنا بہت ضروری تھا۔ سالہا سال سے ان کی حد بندی اسی طرح چلی آ رہی تھی اور جو آبادی میں اضافہ ہوا ہے۔ مسائل بڑھے ہیں اور جرائم زیادہ ہوئے ہیں اس کی وجوہات یہ بھی تھیں کہ اس کی حد بندی نہیں کی گئی تھی۔ اب اس کی از سر نو حد بندی شروع ہے اور جیسے میرے دوست کو شاید علم ہو کہ لاہور کی حد بندی ہو چکی ہے۔ یہاں پر نئے پولیس سٹیشن معرض وجود میں آ چکے ہیں اور اس حد بندی کو within that limit کیا جا چکا ہے۔ پولیس رولز کے تحت تھانے کی حد بندی 150 مربع گز کے radius میں ہونی چاہیے۔ پنجاب کے تمام پولیس سٹیشنوں کو 150 مربع گز کے radius میں confine کیا جا رہا ہے اور اس کی implementation ہو رہی ہے اس کے بعد یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایس ایچ او صاحبان ہمیشہ جرائم کی con-cealment کرتے تھے جب بھی کبھی heinous crime commit ہوتا تھا تو اس کو دوسرے جرم میں ڈالنے کی کوشش کرتے تھے یا پرچہ درج نہیں کرتے تھے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ جب کسی تھانے میں جرائم میں اضافہ ہوتا تھا تو ایس پی اس کی پوچھ گچھ کرتا تھا لیکن ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جتنی بھی رجسٹریشن ہو' جس قسم کے بھی جرائم commit ہوں ان کو ضرور درج رجسٹر ہونا چاہیے۔ اس کی ایف آئی آر درج ہونی

چاہیے اور اس میں ایس پی صاحبان اور ڈی آئی جی صاحبان کو ہدایت کر دی گئی ہے کہ وہ اس پر ایکشن نہیں لیں گے کہ فلاں تھانے میں جرائم میں اضافہ ہوا ہے اس کی بھی im-plementation ہو رہی ہے اور ہدایت تمام متعلقہ افسران کو دی جا چکی ہے اور اس میں ایک بہت بڑی تبدیلی یہ لائی گئی ہے کہ جب کبھی heinous crime جس کی سزا دس سال یا دس سال سے زیادہ ہو اس کو سپیشل رپورٹ لکھوائی جاتی ہے لیکن آج تک ایس پی متعلقہ نے کبھی اپنے ہاتھ سے اس سپیشل رپورٹ کو ریکارڈ نہیں کیا تھا۔ حکومت پنجاب نے ان کو پابند کیا ہے کہ وہ خود اپنے قلم سے کرائم رجسٹر میں اس کا اندراج کرے گا۔ اس کا مطلب یہ ہو گا کہ جب وہ سپیشل کرائم رپورٹ درج کرے گا تو یہ heinous crime اس کے نوٹس میں آئے گا اور اس heinous crime کی بیخ کنی کے لیے پھر He will be held responsible for that یہ بھی اس میں ترمیم کر دی گئی ہے اور یہ آج کل implementation ہو رہی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : پوائنٹ آف آرڈر رانا ثناء اللہ خان۔

رانا ثناء اللہ خان : جناب سپیکر! وزیر موصوف لودھی صاحب تحریک التوائے کار کے جواب کے احاطہ سے آگے جا رہے ہیں۔ یہ گورنمنٹ پالیسی بیان کر رہے ہیں جس روز لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی تو اس روز اگر یہ پالیسی بیان کریں تو زیادہ مناسب ہو گا۔ آج یہ تحریک التوائے کار کی limit کے مطابق بیان دیں تاکہ دیگر تحریک التواء بھی ہاؤس میں پیش کی جا سکے اس طرح سے تو سارا وقت ان کے جواب کی نذر ہو جائے گا۔

وزیر مال : جناب سپیکر! میں رانا ثناء اللہ خان کا مشکور ہوں۔ میں تو پہلے ہی یہ کہہ رہا تھا کہ یہ پنجاب اسمبلی سے متعلقہ نہیں ہے۔ یہ ایک ٹیکنیکل معاملہ ہے۔ میں سپیکر صاحب سے گزارش کروں گا کہ it should be ruled out.

مسودات قانون

(غیر سرکاری ارکان کی کارروائی)

جناب سپیکر : جی بس یہی کافی ہے خان صاحب۔ تو یہ تحریک التوائے کار 22 نومبر کے

ایک 'جنگ' اخبار کی اشاعت کے حوالے سے پیش کی گئی ہے اور یہ کوئی suggestive قسم کی تحریک التوائے کار ہے۔ اس کی فوری نوعیت بھی نہیں ہے۔ اس لیے میں اسے خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔ تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی شروع کرتے ہیں۔ اس میں خان زادہ تاج محمد کی طرف سے تحاریک استحقاق نمبر 24 اور نمبر 41 کی سفارشات سابق پی سی ایس افسران کی شرائط ملازمت کے بارے میں ایک تحریک ہے تو خان زادہ صاحب اس کو پیش نہیں کرتے تھے۔ یہ واپس لی گئی تصور ہو گی۔

ہمارے پاس غیر سرکاری بل ہیں۔ میاں محمود احمد صاحب کی طرف سے ایک بل ہے تو میاں صاحب آپ اپنی سیٹ پر تشریف نہیں رکھتے۔ آپ اپنی سیٹ سے یہ بل پیش کریں۔

میاں محمود احمد : جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ وزیر قانون دریشک صاحب کے ساتھ میری میٹنگ ہوئی ہے۔ ہمارا یہ خیال ہے کہ اس کو اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر ملتوی کر دیا جائے تاکہ ہم اپنے طور پر بیٹھ کر ایک کمیٹی کی صورت میں اس کو sort out کر لیں پھر اس کے بعد اس کو پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر : نہیں یہ sort out آپ نے بل کو کرنا ہے یا دریشک صاحب کو کرنا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمود احمد : جناب سپیکر! میں نے تو بل پیش کیا تھا۔ میرے دو بل ہیں لیکن منسٹر لاء کی طرف سے اس خواہش کا اظہار کیا گیا ہے کہ محکمہ زراعت محکمہ قانون اور ہم آپس میں بیٹھ کر اس کو زیادہ بہتر طریقے سے دیکھ کر اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر پیش کریں۔

جناب سپیکر : میاں صاحب! اس کی دو ہی صورتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ آپ اسے پیش کریں اور دوسری صورت یہ ہے کہ آپ اسے پیش نہ کریں۔ اس کو ملتوی کرنے کی روایات نہیں ہیں اور نہ ہی قوانین اس کی اجازت دیتے ہیں وزیر قانون سے آپ کی بات ہو چکی ہے اگر وہ اس کو دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر آپ اس کو پیش نہ کریں۔

It will be taken as withdrawn.

میاں محمود احمد : جناب سپیکر! کیا یہ ممکن نہیں ہے اگر آپ تھوڑا سا وقت دے دیں تو ہم اس پر تھوڑا سا غور کر لیں؟

جناب سپیکر : وزیر قانون صاحب کیا ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون : جناب والا! اس سلسلے میں میری یہی گزارش ہے کہ میں نے میاں صاحب سے عرض کی تھی کہ میں' محکمہ زراعت والے اور محکمہ قانون والے اکٹھے ہو کر اس پر تفصیل سے بات کر لیتے ہیں اس کے بعد اگر اس بل کو دوبارہ لانے کی ضرورت پڑے گی تو پھر ہم اسے دوبارہ لے آئیں گے میں نے بھی ان سے یہی عرض کیا تھا کہ رولز کے مطابق اسے pending کرنا ممکن نہ ہو گا اور میں نے ان سے یہ گزارش کی تھی کہ اگر ہم اتفاق کرتے ہیں تو پھر اکٹھے جناب سپیکر سے درخواست کریں گے اور ہم اسے کسی اور پرائیویٹ ممبرز ڈے پر لے آئیں کیونکہ ابھی ہمارے تین یا چار پرائیویٹ ممبرز ڈے ہیں اور ہم کسی نہ کسی دن اسے take up کرا لیں گے اس سلسلے میں میری آپ سے اور آپ کے توسل سے اپنے فاضل ممبر کی خدمت میں یہ عرض ہے کہ آپس میں ہم بات کر لیں گے اور اگر یہ بل دوبارہ پیش کرنا ہو گا تو پھر اسے دوبارہ پیش کر دیں گے۔

جناب سپیکر : میاں صاحب! ٹھیک ہے اسے دوبارہ بھی take up کیا جا سکتا ہے۔ آپ کو اب اسے یا تو پیش کرنا ہو گا یا پھر اسے واپس لینا ہو گا۔

میاں محمود احمد : جناب سپیکر! کیا یہ ممکن ہے کہ میں اسے پیش کر دوں اور اسے پھر ڈسکشن میں لیا جائے۔

جناب سپیکر : یہ آپ کا اپنی پارٹی کے ساتھ arrangement ہے۔ اب آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ کیا آپ اسے واپس لیتے ہیں؟

میاں محمود احمد : ٹھیک ہے جی۔ میں اسے دوبارہ کسی اور پرائیویٹ ممبرز ڈے پر پیش کروں گا۔

جناب سپیکر : چونکہ میاں صاحب اسے پیش نہیں کرتے ہیں اس لیے یہ اب واپس لیا ہوا تصور ہو گا۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ایک بل

کا mover ایوان میں موجود نہ ہو تو وہ automatically pending نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر : جی نہیں۔ mover موجود نہ ہو تو وہ بل pending نہیں ہوتا۔ اگلا بل جناب فرید احمد پراچہ صاحب کی طرف سے ہے۔

مسودہ قانون (خاتمہ و تدارک) فحاشی فحش نگاری مصدرہ 1991ء

جناب فرید احمد پراچہ : جناب والا! میں یہ تحریک پیش کروں گا کہ

"مسودہ قانون (خاتمہ و تدارک) فحاشی و فحش نگاری مصدرہ 1991ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :

"مسودہ قانون (خاتمہ و تدارک) فحاشی و فحش نگاری مصدرہ 1991ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

وزیر قانون : جناب سپیکر! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : وزیر قانون صاحب اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ پراچہ صاحب اس سلسلہ میں کیا آپ کچھ فرمانا چاہیں گے ؟

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ کوئی بھی بل جو پرائیویٹ ممبر کی طرف سے دیا جائے اس کو محض اس نقطۂ نظر سے رد نہیں کرنا چاہئے کہ یہ پرائیویٹ ممبر کی طرف سے دیا گیا ہے اور نہ ہی اس بناء پر اس کی مخالفت کرنی چاہیے۔ جناب والا! میں نے بڑی محنت سے اس مسودہ قانون کو تیار کیا جس کے چھ صفحات ہیں او یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے فحاشی اور فحش نگاری کے تدارک اور اس کے خاتمے کے لیے یہ مسودہ پیش کیا گیا ہے اور یہ بڑا ہی اہم معاملہ ہے یہ اسی طرح سے ہے جس طرح سے آگ لگی ہوئی ہو اور آگ لگنے سے صرف اسی گھر کا معاملہ نہیں ہوتا جس گھر کو آگ لگی ہوئی ہو بلکہ وہ تمام محلے کا بھی مسئلہ ہوتا ہے جہاں تک وہ آگ پھیل سکتی ہے اور سب کو مل کر اس کو بجھانا چاہیے اور اس کا تدارک کرنا چاہیے۔ یہاں اب فحاشی، فحش نگاری اور الیکٹرونک میڈیا کے ذریعے سے ہماری نوجوان نسل کو تباہ و برباد کرنے کے لیے یہ سازش ہو رہی ہے اس لحاظ سے یہ بہت ہی اہم ہے اور اب تو یہ معاملات اس سے بھی آگے

بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ تو جناب والا! میں اس بارے میں اپنے محترم وزیر قانون سے عرض کروں گا کہ وہ اس بارے میں دھیمے دل سے سوچیں اور اپنی صحیح سوچ کا مظاہرہ کریں اور اس بات کو دیکھیں کہ۔

تازہ ہوا کے شوق زندیان شہر
اتنے نڈر نہ بنو کہ دیوار گر پڑے

جناب والا! یہ پوری قوم کا معاملہ ہے یہ جس طرح سے فحاشی پھیلتی چلی جا رہی ہے آپ اخبارات اٹھائیں تو جناب اس میں ایک بڑی ہی رنگین تصویر شائع ہو گی اور اس کے ساتھ خبر صرف اتنی ہو گی کہ شازیہ کہتی ہے کہ مجھے ہلکے رنگ پسند ہیں یہ وہ خبر ہے جس کو دینے کے لیے پورے چوکٹے کے اندر ایک پورے صفحے کی تصویر دی جاتی ہے تو جناب والا! یہ کونسی صحافت ہے اور جناب ٹیلیویژن سے جو پروگرام نشر ہو رہے ہیں اور اسی طرح سے جو ویڈیو سنٹر گھر گھر میں کھلے ہوئے ہیں اور جس طرح سے محلے محلے کے اندر بلیو پرنٹ فلمیں دیکھی جا رہی ہیں یہ سب کچھ ہماری نوجوان نسل کو تباہی کی طرف لے جا رہا ہے۔ ابھی روزنامہ "جنگ" میں لاہور کا سروے شائع ہوا ہے تو جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس اہم معاملے کے لیے اس بل کی اجازت دی جائے تاکہ میں اسے ایوان کے سامنے پیش کر سکوں اور ایوان سے گزارش کر سکوں کہ وہ اس بل کو منظور فرمائیں اور اس اہم معاملے کو ہم مل جل کر حل کر سکیں یہ ہم سب کا معاملہ ہے۔ پوری قوم کا ہے۔ سرکاری بنچوں پر بیٹھنے والوں کا ہے اور اسی طرح سے یہ پوری قوم کے باشعور طبقے کا ایک اجتماعی معاملہ ہے اور اس اجتماعی مسئلے کو حل کے لیے ہمیں مل جل کر کوشش کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر : وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون : جناب والا! میرے محترم فرید پراچہ نے جس بل کو اس ایوان میں پیش کرنے کی خواہش کا اظہار کیا ہے ان تمام معاملات کا تعلق وفاقی حکومت سے ہے اور وفاقی حکومت میں بھی اس قسم کے قوانین موجود ہیں اور جو قوانین موجود ہیں ان کے بارے میں میں مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں تعزیرات پاکستان پاکستان پینل کوڈ Act 1976 میں Indecent Advertisement Prohibition ہے۔ دی لوکل گورنمنٹ آرڈیننس

1979 ہے۔ دی موشن پکچر آرڈیننس 1979 اور دی پریس اینڈ پبلیکیشن آرڈیننس 1963 ہے۔ مذکورہ بالا قوانین میں ایک یا دو کریمنل لاز ہیں کریمنل لاز آئین کی con-current list میں آتے ہیں اور آئین کے آرٹیکل نمبر 143 کے مطابق صوبہ مذکورہ بالا قوانین سے متصادم قوانین سازی نہیں کر سکتا اسی طرح قوانین نمبر 4 اور 5 بھی اسی لسٹ میں مذکورہ معاملات سے متعلق ہیں ان میں بھی ایسی صوبائی قانون سازی جو ان سے متصادم ہو ممکن نہیں اس وجہ سے یہ بل یہاں پر introduce نہیں ہو سکتا ویسے اصل مسئلہ یہ ہے کہ قانون کی موثر انداز میں implementation ہو۔ یہ جو موجودہ قوانین ہیں اگر ان پر موثر انداز میں عمل در آمد ہو تو جن خدشات کا میرے معزز بھائی نے اظہار کیا ہے ان کا ازالہ کیا جا سکتا ہے۔ اس بارے میں اگر میرے معزز بھائی ضروری سمجھتے ہیں تو یہ ترمیم نیشنل اسمبلی میں ہو سکتی ہے اور وہ اپنے کسی معزز رکن قومی اسمبلی کے ذریعے اس سلسلہ میں اقدامات کر سکتے ہیں۔ میں نے جو تفصیلات بیان کی ہیں ان کے پیش نظر میں یہ توقع کروں گا کہ میرے بھائی اس بل کو واپس لے لیں گے۔ کیونکہ اس بارے میں مفصل قانون بھی موجود ہے اور یہ fully covered ہے اس وجہ سے میں اس بل کے introduction کی مخالفت کرتا ہوں۔ شکریہ جناب۔

جناب سپیکر : جی پراچہ صاحب! وزیر قانون اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اب آپ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر : میاں منظور احمد موہل۔ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جس وقت کوئی mover کچھ move کرتا ہے اور اس پر statement دے دیتا ہے اور وزیر قانون اس کی مخالفت کرتے ہیں تو اس کے بعد اس پر کوئی مزید تقریر نہیں ہو سکتی۔ اس سلسلے میں آپ کو میں Rule 74(3) کا حوالہ دوں گا۔

74(3). If a motion for leave to introduce a Bill is opposed the Speaker, after permitting, if he

so thinks fit, a brief explanatory statement by the member seeking leave and by the member or the Minister opposing it,

may without further debate put the question.

اب مرحلہ سوال کو put کرنے کا ہے۔ قطعاً آگے کوئی تقریر اس کے بعد نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر : جناب موہل صاحب آپ نے جا ارشاد فرمایا ہے۔ میں سوال ہی put کرنا چاہتا ہوں لیکن پہلے فرید احمد پراچہ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اب آپ کی کیا رائے ہے ؟ کیونکہ وزیر قانون اس بل کی مخالفت کرتے ہیں اب آپ اس کو واپس لینا چاہتے ہیں یا اس پر سوال کیا جائے۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! میں اسے واپس نہیں لینا چاہتا میں چاہتا ہوں کہ اسے ایوان کے سامنے پیش کیا جائے بے شک یہ ناکام ہو جائے پھر بھی وہ لوگ ناکام ہوں گے جو اس کے مخالفت کریں گے۔ ہم پھر بھی کامیاب ہوں گے۔

جناب سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :۔

"مسودہ قانون (خاتمہ و تدارک) فحاشی و فحش نگاری مصدرہ 1991 پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

اگلا مسودہ قانون سید طاہر احمد شاہ کی طرف سے ہے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! اگر اسے کچھ دیر بعد take up کر لیا جائے تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر : in the meantime ہم اگلے بل کو take up کر لیتے ہیں جو جناب فرید احمد پراچہ کا ہے۔ جی پراچہ صاحب آپ ارشاد فرمایئے۔

مسودہ قانون (تحدید انتخابی تشہیری مہم پنجاب) مصدرہ 1992ء

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ "مسودہ قانون

(تحدید انتخابی تشہیری مہم پنجاب) مصدرہ 1992ء" پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :

"مسودہ قانون (تحدید انتخابی تشہیری مہم پنجاب) مصدرہ 1992ء"

پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : جناب وزیر قانون اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ پراچہ صاحب آپ کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے ؟

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ جو مسودہ قانون میں نے پیش کیا ہے یہ بہت ہی اہم مسئلہ کے بارے میں ہے اور اس سلسلہ میں خود وزیر اعلیٰ پنجاب کی statement بھی آچکی ہے۔ اس سے پہلے میں نے یہ مسودہ قانون اسمبلی میں بھیجا تھا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ جناب والا! کہ جتنا بھی ہمارا انتخابی عمل ہے اس کو قابل برداشت رکھا جائے اور اس میں یہ wall chalking ' بینرز ہورڈنگز اور دوسرے جو تشہیری اخراجات ہیں جن کی وجہ سے ایک غریب آدمی' ایک متوسط طبقہ کا دیانت دار آدمی' وہ آدمی جو لوگوں کے مسائل کے لیے بات کر سکتا ہے اور ان کو حل کرا سکتا ہے اس کو بھی انتخابی عمل میں حصہ لینے کا موقع مل سکے۔ اس پر صرف جاگیرداروں اور سرمایہ داروں کی اجارہ داری نہ ہو بلکہ ایک غریب آدمی بھی اس انتخابی عمل میں حصہ لے سکے۔ تشہیری مہم کی وجہ سے لڑائیاں بھی ہوتی ہیں۔ بینرز لٹکانے کی وجہ سے آپس میں جھگڑے بھی ہوتے ہیں اور پھر اس وجہ سے ملکی صنعت جو export کی صنعت ہے یعنی کپڑے کی صنعت متاثر ہوتی ہے جس سے ملک کو زرمبادلہ ملتا ہے وہ اس تشہیری مہم پر ضائع ہو جاتا ہے۔ اس لیے میں نے یہ مسودہ قانون دیا ہے تاکہ اس پر یہ پابندیاں لگائی جائیں اور ان پابندیوں سے اس تشہیری مہم کو کسی ضابطہ کا پابند کیا جائے۔ تاکہ اس طریقہ سے انتخابی عمل کے اندر حصہ لینے والے لوگ اپنے کردار کی وجہ سے' اپنے عمل کی وجہ سے' اپنے ماضی کی وجہ سے یا اپنے منشور کی وجہ سے انتخاب میں حصہ لیں۔ محض وہ اپنے بینرز wall chalking اور تصویروں کی وجہ سے انتخابی عمل میں حصہ لے کر لوگوں کی رائے کو غلط

طریقہ سے متاثر نہ کر سکیں۔

جناب سپیکر : جناب وزیر قانون اب ارشاد فرمایئے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! معزز رکن نے اس خواہش کی تکمیل کے لیے یہ بل پیش کیا ہے کہ لوگ زیادہ اخراجات کر کے اور دولت کے زور پر اشتہار بازی کر کے اپنے آپ کو منتخب کروا لیتے ہیں۔ جناب والا! یہ سلسلہ صرف لوکل گورنمنٹ کی حد تک محدود نہیں ہے بلکہ جنرل الیکشن کے لیے قانون موجود ہے اور لوکل گورنمنٹ میں بھی یہ قانون موجود ہے۔ کہ جب ہم الیکشن کے لیے اخراجات کرتے ہیں تو اسکی باقاعدہ ایک حد مقرر ہے اور اس حد سے زیادہ اخراجات نہیں کیے جا سکتے اور جو اس حد کو کراس کرتا ہے اس کے لیے باقاعدہ قانون میں یہ گنجائش موجود ہے کہ اس کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے۔ جناب والا! اس قانون کی موجودگی میں کسی نئے قانون کا لانا اور پھر خاص طور پر اگر ہم صرف لوکل گورنمنٹ کے لیے اسے لے آئیں اور مرکز میں اس قسم کا قانون نہ ہو تو اس سے ایک دوسرے سے contradictary سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ ان وجوہات کی بناء پر میں اپنے فاضل رکن سے درخواست کروں گا کہ وہ اس بل کو واپس لے لیں بصورت دیگر میں اس کی مخالفت کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ شکریہ۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر افضل اعزاز۔ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے ابھی یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس ملک میں ہر برائی کے خاتمہ کے لیے قانون موجود ہے۔ یعنی اگر یہاں قتل و غارت ہوتی ہے تو اس کے لیے قانون ہے۔ اگر کرپشن یا اغواء ہوتا ہے تو اس کے لیے بھی قانون موجود ہے اور فحاشی اور عریانی کے سدباب کے لیے بھی یہاں پر قانون موجود ہے۔ میں صرف وزیر موصوف سے آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ قانون کس لیے رکھے گئے ہیں اگر ان پر عمل درآمد نہیں ہوتا اور ان کو effectively آپ en-force نہیں کرتے۔ ان قوانین کا اس لحاظ سے ملک کے لیے کیا فائدہ ہے۔

جناب سپیکر : شکریہ۔ ڈاکٹر صاحب میں آپ کے نوٹس میں یہ لاتا ہوں کہ I am

sorry to say that this is not a point of order. یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :

"مسودہ قانون تحدید انتخابی تشہیری مہم مصدرہ 1992ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

اب سید طاہر احمد شاہ صاحب کی تحریک ہے ان کا مسودہ قانون ہے۔ شاہ صاحب آپ ارشاد فرمائیے۔

مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ 1991ء

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ :

"مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ 1991ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

جناب سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :

"مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ 1991ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے"۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! میں اس تحریک کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : جناب وزیر قانون اس تحریک کی مخالفت کرتے ہیں۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب آپ اس بارے میں کچھ فرمانا چاہیں گے ؟

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! مجھے نہایت ہی افسوس ہے کہ جب اس معزز ایوان کے ارکان نہایت محنت کرنے اور مطالعہ کرنے کے بعد عوام کے مفادات کے کسٹوڈین ہونے کے ناتے وقت کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے پیش نظر پہلے سے بنائے گئے مسودات قوانین میں اگر وہ کوئی ننھی منی سی' بہت ہی مختصر سی ترمیم پیش کرتے ہیں یا مفاد عامہ میں انتہائی محنت کرنے کے بعد کوئی مسودہ قانون اس معزز ایوان میں پیش کرتے ہیں تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ حکومت کی طرف سے جناب وزیر قانون اس کی مخالفت کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس بل کے سلسلہ میں مجھے آج جناب وزیر قانون نے طلب کیا تھا۔ میں ان کی

خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ ان کا یہ اعتراض تھا کہ میں اس بل کو معزز ایوان میں پیش نہ کروں۔ میں نے ان سے استدعا کی کہ ازراہ کرم وہ میری راہ نمائی کریں کہ کس قاعدے اور قانون کے تحت میں اس بل کو موخر کر دوں۔ پھر میں نے ان سے یہ بھی استدعا کی کہ مجھے یہ بل پیش کرنے کی اجازت دے دیں۔ مجھ سے اتفاق کر لیں۔ میں اپنے خیالات کا اظہار کر لوں گا۔ آپ بھی اپنے بصیرت افروز خیالات کا اس معزز ایوان میں اظہار کر دیں گے۔ پھر ہم باہمی صلاح و مشورے آپ کی اور اس معزز ایوان کی اجازت سے اس مسودہ قانون کو مؤخر کر دیں گے اور بعد ازاں اس بل پر دوبارہ غور کرنے کے لیے وزیر قانون' محکمہ قانون کے نمائندے یا جس کو بھی حکومت مناسب سمجھے محرک کے ساتھ جو بھی فیصلہ ہو گا اس کے مطابق کارروائی ہو گی۔ اگر یہ فیصلہ ہو گا کہ اس بل کو واپس لینا ہے تو کسی بھی سٹیج پر محرک اپنے مسودہ قانون کو یا ترمیمی مسودہ قانون کو واپس لے سکتا ہے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ اب چونکہ یہاں میاں محمود احمد کی طرف سے بھی تحریک تھی تو آپ کی طرف سے رولنگ آگئی کہ اگر کوئی محرک اپنے مسودہ قانون کو پیش نہیں کرتا تو وہ بل محرک کی طرف سے واپس لیا گیا متصور ہو گا۔ اس لیے جناب سپیکر! مجھے یا امر مجبوری یہ تحریک پیش کرنا پڑی اور میں نے اس قانون کو پیش کرنے کے لیے بل کے اغراض و مقاصد پوری وضاحت کے ساتھ درج کیے۔ جناب سپیکر! اگر وزیر قانون میری اس گزارش سے آپ کے توسط سے اتفاق کر لیں کہ یہ بل پیش ہو جائے اور اس کے بعد جو بھی فیصلہ ہو گا اس کو میں تسلیم کر لوں گا اگر یہ بات نہیں ہوتی تو مجھے قطعاً اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہے کہ میرا وہ مسودہ قانون جو میں نے عوام کے مفاد میں نا صرف تیار کیا۔ اسے اسمبلی کے پاس جمع کروایا۔ سیکرٹری اسمبلی کو نوٹس دیا اور آج وہ کارروائی کی فہرست میں اجازت طلب کرنے کے لیے درج ہے۔ وہ اس معزز ایوان میں بغیر سوچے سمجھے رد کر دیا جاتا ہے اور اس تحریک کو پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی تو مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنے مافی الضمیر کے مطابق اور عوام کے مقرر کردہ نمائندہ اور وکیل کی حیثیت سے ان کے مسائل کے حل کے سلسلہ میں ان کے مقدمہ کی پیروی کرنا ہے۔ آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ بڑے سے بڑے نامور وکلاء' بڑے سینئر وکلاء' جب اپنی پارٹی کے مقدمات عدالتوں میں لے جاتے ہیں تو

جناب سپیکر! وہ ہار بھی جایا کرتے ہیں مگر اس سے ان کی پوزیشن پر' ان کی ذہانت پر اور ان کی محنت پر یا ان کی قابلیت پر کوئی داغ یا دھبہ نہیں لگتا۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب! ابھی تک آپ نے اپنے بل کی خوبیوں یا خامیوں کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں کہا۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! آپ کا شکریہ! یہاں خوبیوں یا خامیوں کی تو بات ہی نہیں ہو رہی۔ بات تو یہ ہے کہ ہمارے فاضل وزیر قانون کا حکم ہے ایک ادنیٰ سے رکن اسمبلی کو کہ۔۔۔

چودھری محمد فاروق : جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر! بے شک اسمبلی کے اس ایوان کو چلانے کے لیے اور اس میں باقاعدگی پیدا کرنے کے لیے آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر یا وزیر قانون کے چیمبر میں بیٹھ کر مختلف معاہدے ہوتے ہیں۔ وہ یقیناً اس ایوان کے وقار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہوتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان کا اور وزیر قانون کا جو بھی معاہدہ ہوا اگر ان کے درمیان وہ معاہدہ مکمل نہیں ہوا تو پھر بھی انہیں چیمبر میں جا کر بات کرنی چاہیے۔ اگر ان کا کوئی معاہدہ ہو گیا ہے تو پھر اس پر بات ختم ہو جانی چاہیے۔ اس معاہدے کو بار بار دھرایا جا رہا ہے اور اجازت طلب کی جا رہی ہے انہوں نے مجھے حکم دیا اب میں اس کی پیروی کروں یا نہ کروں۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس سے ایوان کے وقار پر بہر حال حرف آتا ہے۔ ان کا جو بھی معاہدہ ہوا ہے اس پر انہیں عمل کرنا چاہیے۔ ورنہ وزیر قانون کا حوالہ نہیں آنا چاہیے اور تحریک پیش ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر : اس میں اصل بات یہ ہے کہ شاہ صاحب نے اجازت طلب کی ہے۔ اگر کوئی بات وزیر قانون اور شاہ صاحب کے درمیان ہوئی ہے تو انہیں یہ بل واپس لے لینا چاہیے۔ اگر یہ واپس نہیں لیتے تو انہوں نے یہ پیش کر دیا ہے یہ اس کے اوصاف پر بات کریں اور پھر وزیر قانون اس پر بات کریں اور میں ایوان کے سامنے سوال پیش کروں۔ اس کے علاوہ اور کوئی تیسرا راستہ نہیں ہے۔ شاہ صاحب اگر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو اس مسودہ قانون کے اوصاف پہ بات کیجئے۔ اگر آپ نہیں کرنا چاہتے تو پھر آپ اس بل کو واپس لے لیں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! پہلے تو میں نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہوں گا کہ جو میرے فاضل دوست چودھری فاروق احمد نے کہا ہے کیونکہ اس کا تعلق براہ راست میری ذات سے ہے۔ اگر اصولوں کی بنیاد پر اس بل کے بارے میں محرک اور وزیر قانون کے درمیان آج سے قبل میٹنگ ہو جاتی تو اس میں جو بھی فیصلہ ہو جاتا میں اس کو تسلیم کر لیتا۔ بدقسمتی سے اس قسم کی تو نوبت آئی نہیں ہے۔ لیکن آخری دن جب کوئی تحریک پیش کرنی ہوتی ہے۔ ادھر ایوان کی کارروائی ہو رہی ہوتی ہے ادھر یہ سلسلہ چل رہا ہوتا ہے اگر یہ بات بروقت ہو جاتی تو شاید مجھے آج یہ باتیں ایوان کے ریکارڈ پر نہ لانی پڑتیں۔ جناب سپیکر! میں نے تو پھر بھی اپنے فاضل وزیر قانون جو میرے بہت قابل احترام دوست ہیں ان کے احترام کی وجہ سے یہ بات شروع کی تھی کہ اگر وہ میری استدعا کو قبول فرمالیں تو میں پھر بھی اس پر بات نہ کروں اور اسے اس ایوان میں آئندہ غور کے لیے ملتوی کر دیا جائے۔

جناب سپیکر : کیا اب آپ اس کے میرٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ : جی جناب والا!

جناب سپیکر : ارشاد فرمایئے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! Development of Cities Act سال 1976ء میں منظور کیا گیا تھا اور اس قانون کے تحت بڑے شہروں کے مسائل کو حل کرنے کے لیے فیصل آباد شہر میں فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے نام سے ملتان شہر میں ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے نام سے ادارے قائم کیے گئے اور ان اتھارٹیز کے ارکان وزیر برائے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ چیئرمین' سرکاری ارکان کے علاوہ جتنے بھی ان متعلقہ شہروں سے وقتاً فوقتاً صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہو کر آتے ہیں انہیں قانونی طور پر اتھارٹی کا ممبر قرار دیا جاتا ہے اور جب تک وہ اسمبلی موجود رہے صوبائی اسمبلی کے ارکان ان اتھارٹیز میں بطور ممبر اتھارٹی عوام کے مسائل حل کرنے کے سلسلے میں اپنے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ تیسری مرتبہ ہے۔ جس اسمبلی نے یہ قانون بنایا تھا اس وقت اس اسمبلی کا میں بھی اتفاق سے باحسن اتفاق ممبر تھا۔ تیسری مرتبہ عوام نے مجھے اپنا

نمائندہ منتخب کر کے یہاں بھیجا ہے اور تیسری مرتبہ میں بالحاظ عہدہ فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا رکن ہوں اور یہ میرے مشاہدات ہیں جو حقیقت پر مبنی ہیں۔ اگر آپ 85 کی اسمبلی کے دورانیہ میں فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا ریکارڈ اٹھا کر ملاحظہ کریں۔

The then Minister for Housing, Physical Planning & Environment Control.

جو کہ اپنے عہدہ کے لحاظ سے اتھارٹی کے چیئرمین ہوتے ہیں انہوں نے اتنی تکلیف ہی گوارہ نہیں کی کہ وہ اتھارٹی کے کسی بھی اجلاس کی صدارت کر سکے ہوں۔ اور جناب والا' کئی کئی ماہ تک بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ سال سال تک اتھارٹی کی میٹنگز ہی نہیں ہوتیں۔ معزز اراکین اسمبلی کی اطلاع کے لیے میں عرض کرتا ہوں کہ جون گزر جاتا ہے اور بجٹ اجلاس 30 دن کے بعد بلایا جاتا ہے اور اس میں بجٹ پاس کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! اس ترمیمی مسودہ قانون کے ذریعے میں نے صرف ایک مطالبہ کیا ہے کہ اتھارٹی کے ممبران کی constitution میں ایک وائس چیئرمین کا اضافہ کرنا چاہیے۔ تاکہ چیئرمین کی عدم موجودگی میں وائس چیئرمین' چیئرمین کے فرائض سرانجام دے اور وہ باہر سے نہیں میں نے تجویز کیا حکومت کی صوابدید پر چھوڑا ہے کہ اتھارٹی کے ارکان میں سے کسی ایک کو عوام کے مفاد میں اتھارٹی کے مفاد میں وائس چیئرمین نامزد کردے۔ میں نے وائس چیئرمین کے عہدیدار کے لیے مالی مراعات یا خرچے والی بات نہیں کی۔ اتھارٹی کا ممبر تو وہ پہلے ہی ہے مگر اتھارٹی کے روز مرہ کے معمول کے کاموں کو نپٹانے کے لیے اور عوام کو ان سے قریب ترین مسائل حل کرنے کے لیے لاہور کے چکر نہ لگانے کے لیے اور اتھارٹی کے اجلاسوں کی کارروائی کی توثیق کرنے کے سلسلے میں Minutes of the Meetings مرتب اور ان کو منظور کرنے کے لیے بروقت اس پر کارروائی ہو سکے۔ جناب سپیکر! یہ اکثر مشاہدے میں آیا ہے اور یہ حقیقت ہے جو ریکارڈ پر موجود ہے کہ جب اتھارٹی کا اجلاس ہوتا ہے ممبران اپنی آراء دیتے ہیں اور جب وہ منظور ہو کر لاہور سے واپس ریکارڈ کا حصہ بنتی ہیں۔ تو وہ باتیں' تجاویز اس میں نہیں ہوتیں جو ارکان اتھارٹی اس میٹنگ کے اجلاس میں عوام کے مفاد میں اتھارٹی کے مفاد میں مسائل کو حل کرنے کے لیے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! ایک اور بات جس کا میں نے تقاضا کیا ہے لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ایکٹ 1975 میں پہلے اس میں بھی وائس چیئرمین کے عہدہ کی گنجائش نہیں تھی۔ جناب والا یہ میرے پاس آرڈیننس ہے اس آرڈیننس میں یہ بات شامل ہے کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں حالانکہ اس کے چیئرمین وزیر ہاؤسنگ نہیں ہوتے آپ اور سب معزز اراکین جانتے ہیں کہ اس کے چیئرمین وزیر اعلیٰ ہوتے ہیں اور روزمرہ کے کام نپٹانے کے لیے وہ لاہور ہی میں رہتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود میاں نواز شریف یہاں کے وزیر اعلیٰ تھے انہوں نے ایک ہنگامی قانون کے ذریعے لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں وائس چیئرمین کی گنجائش پیدا کرنے کے لیے آرڈیننس جاری کیا اور لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں آج بھی چیئرمین اور دیگر ممبران کے علاوہ اتھارٹی کے کاموں کو احسن طریقے سے چلانے کے لیے جناب وزیر اعلیٰ اور چیئرمین لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی دیگر بے پناہ مصروفیات کے پیش نظر آج بھی وہ وائس چیئرمین قانونی طور پر فرائض سر انجام دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ جو ڈویلپمنٹ اتھارٹیز بنائی گئی تھیں ان کا مقصد بڑے شہروں کے مسائل حل کرنا شہروں کو خوبصورت بنانا اور شہروں کے ترقیاتی کام کرنا تھا۔ جناب والا! یہ بات آج میں معزز ایوان کے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ جب سے فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی معرض موجود میں آئی ہے فیصل آباد میں عظیم تر فراہمی آب و نکاسی آب کا شروع دن سے ہی فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی ایجنسی واسا نے ایشیائی ترقیاتی بنک سے مالی وسائل کے توسط سے ایک منصوبہ تیار کیا تھا۔ بدقسمتی سے اربوں روپے اس پر خرچ ہو گئے مگر آج تک اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچایا جا سکا۔

جناب سپیکر! اگر آپ ان ترقیاتی اداروں کے افسران کو عہدیداران کو' ان کے ملازمین کو دیکھیں اور ان پر ہونے والے اخراجات کو دیکھیں اور ان کا جائزہ لیں یا یہ معزز ایوان یا حکومت اس پر ایک تحقیقاتی کمیٹی بٹھایے اور دیکھے کہ ان کی کتنی تعداد ہے اور کتنے اخراجات ہیں اور کمیٹی یہ بھی دیکھے کہ پورے سول ڈویژن کو کنٹرول کرنے کے لیے افسران کی تعداد کتنی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ تعداد ان ترقیاتی اداروں میں ہے۔ جو ایک شہر کو beautify کرنے کے لیے ڈویلپ کرنے کے لیے مقرر کیے گئے ہیں اور بغیر کسی قاعدے اور قانون کے اپنے صوابدیدی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے

اسسٹنٹ ڈائرکٹر کو۔۔۔۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری (چودھری شاہد اکرم بھڈر) : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے شاہ صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شاہ صاحب صرف اسی قانون سازی تک محدود رہیں جو کہ وہ propose کرتے ہیں وہ ہمیں اس کے aims and objects بتائیں اور وہ بھی بڑا مختصر ہونا چاہیے۔ یہ نہیں کہ وہ اس ہاؤس میں ایک لمبی تقریر کریں اور اس طرح ایوان کا وقت ضائع کریں۔ اس کے علاوہ میں مزید یہ بھی گزارش کروں گا کہ شاہ صاحب اپنی تقریر میں متعلقہ بات بھی نہیں کر رہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : میں شاہد اکرم بھڈر کی بات سے اتفاق کرتا ہوں ان کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے۔ شاہ صاحب آپ نے اس مسودہ قانون کی حمایت میں اس کے facts پر بات کرتے ہوئے brief statement دینی ہے۔

and you are not giving a brief statement. Please be relevant.

SYED TAHIR AHMED SHAH: I have never been irrelevant. I am quite relevant.

MR. SPEAKER: Mr. Farid Ahmed Piracha is on a point of order.

جناب فرید احمد پراچہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! میں شاہ صاحب کے احترام میں اور پرائیویٹ ممبر کے احترام میں اور اس بات کے احترام میں کہ یہ شہری مسائل پر بات کر رہے ہیں۔ میں اسی دوران پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا نہیں ہوا۔ لیکن میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ جب ہم ضوابط سے کچھ باہر نکلتے ہیں تو آپ بھی ہمیں روکتے ہیں اور ماہر امور ضوابط کار جناب میاں منظور احمد موہل اپنا یہ فریضہ سمجھتے ہیں کہ وہ فوری طور پر پوائنٹ آف آرڈر اٹھائیں۔ لیکن اب شاہ صاحب کی پون گھنٹے کی تقریر کو نہ آپ نے روکا ہے اور نہ ہی محترم منظور احمد موہل نے روکا ہے۔

جناب سپیکر : آپ کا خیال ہے کہ ماہر قواعد و ضوابط نے بھی اس کا نوٹس نہیں لیا میرا خیال تھا کہ ماہرین قواعد و ضوابط اس کا نوٹس لیں تو میں بھی اس کا نوٹس لوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب شاہ صاحب آپ اس پر brief statement دے سکتے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! میں کوئی اپنی ذات کی بات نہیں کر رہا تھا۔ میں اپنے شہر کے پچیس لاکھ باسیوں کی نمائندگی یہاں پر کر رہا ہوں اور مجھے شرم آتی ہے جب لوگ ہم سے یہ پوچھتے ہیں کہ آپ کا تعلق کس شہر سے ہے۔ جناب سپیکر عرف عام میں ہمارے شہر کو پاکستان کا سب سے بڑا گاؤں کہا جاتا ہے مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ میری اس تحریک کا جواب کیا آئے گا؟ مگر مجھے اپنے دل کی بھڑاس تو نکالتے دیں۔ مجھے اپنا مافی الضمیر تو بیان کر لینے دیں۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب! ہم نے رولز کے مطابق ہی کرنا ہے ہمارے پاس بہت سا بزنس ہے۔ آپ کے دوسرے بھائیوں کے بھی بہت سے دوسرے بل ہیں اور آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ بہت سی قرار دادیں ہیں۔ اس طرح ان سب کا حق مارا جائے گا۔ ویسے بھی اس سلسلے میں brief statement کی اجازت ہے۔ اس سے زیادہ اجازت نہیں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! اگر میں پوری وضاحت نہیں کروں گا۔۔۔۔۔۔

مہر محمد سلیم : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! جناب طاہر احمد شاہ نے کہا ہے کہ فیصل آباد کو پاکستان کا بڑا گاؤں کہا جاتا ہے میں ان کی معلومات درست کرنے کے لیے یہ کہوں گا کہ فیصل آباد کو پاکستان کا مانچسٹر کہا جاتا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! میں نے مانچسٹر جو برطانیہ کا ایک شہر ہے اسے بھی دیکھا ہے بدقسمتی یہ ہے کہ اس شہر کا حال بھی کچھ میرے ہی شہر کی طرح ہے۔ کیونکہ وہ بھی ٹیکسٹائل سٹی ہے۔ اور میرا شہر بھی ٹیکسٹائل سٹی ہے۔ اس نسبت سے فیصل آباد کو مانچسٹر آف پاکستان کہا جاتا ہے۔ اگر آپ میرے شہر کو پیرس کہنا چاہیں تو مجھے بہت خوشی ہو گی۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی برطانیہ کا اسی طرح کا شہر ہے۔ جتنے مسائل ہمارے شہر کے

ہیں۔ جناب والا جب لاہور ترقیاتی ادارہ میں۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر : شکریہ شاہ صاحب بس کافی ہو گیا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! چند منٹ کی اور اجازت دے دیں جہاں اتنا آپ نے صبر کیا ہے چند منٹ اور صبر کر لیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : شاہ صاحب ممبران اب غیر سنجیدہ ہو رہے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب کوئی بات نہیں میں خود بھی غیر سنجیدہ ہو جاؤں گا۔ جو ممبران چاہیں گے وہی کروں گا۔ جناب سپیکر! میں ایک مثال دینا چاہتا ہوں معزز اراکین کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک صاحب نے ایف۔ڈی۔اے میں فون کیا انہوں نے کہا کون بول رہے ہیں اس وقت اسسٹنٹ ڈائرکٹر صاحب آفس میں ہیں۔ جواب آیا وہ تو نہیں ہیں۔ پھر اس نے پوچھا کہ ڈپٹی ڈائرکٹر صاحب ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ بھی نہیں ہیں اور وہ فلاں کام گئے ہیں۔ پھر پوچھا کہ ڈائرکٹر صاحب ہیں جواب آیا کہ وہ بھی سرکاری کام سے گئے ہیں۔ پھر پوچھا کہ منیجنگ ڈائرکٹر صاحب ہیں۔ جواب آیا کہ وہ بھی میٹنگ میں گئے ہوئے ہیں۔ پھر پوچھا کہ آپ کے ڈائرکٹر جنرل صاحب ہیں انہوں نے کہا کہ وہ تو لاہور تشریف لے گئے ہیں۔ آخر کار اس نے تنگ آکر پوچھا کہ تم کون بول رہے ہو۔ جواب یہ آیا کہ میں تو ڈی۔ڈی بول رہا ہوں۔ پوچھنے والے نے پوچھا ڈپٹی ڈائرکٹر ہو۔ کہنے لگا نہیں صاحب میں تو ڈور ڈائرکٹر ہوں۔ جناب والا! وہاں پر ہمارے جو نائب قاصد ہیں انہیں بھی یہ یقین ہے کہ پتہ نہیں کب سفارش کے ذریعے ڈور ڈائرکٹر کو ڈپٹی ڈائرکٹر بنا دیا جائے گا۔ جناب والا! جب ہمارے ترقیاتی ادارے کا یہ حال ہو اور اس کے انتظام و انصرام کو بہتر کرنے کے لیے' بہتر طور پر چلانے کے لیے' بدعنوانیوں کو روکنے کے لیے۔۔۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر : جناب سپیکر! اس مختصر بیان کو ایک گھنٹے سے زیادہ ہو گیا ہے اور آج کے ایجنڈے پر مفاد عامہ کے حوالے سے پانچ قرار دادیں بھی ہیں۔ اس طوالت کو دیکھتے ہوئے میں یہ محسوس کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ شاید وزیر قانون صاحب کی انہیں

ہدایت ہے کہ اس معاملے کو لمبا کرتے چلے جائیں تاکہ مفاد عامہ کی قرار دادیں اسمبلی میں پیش ہی نہ ہو سکیں۔ لہذا میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس مختصر بیان کو اب فی الفور رکوا دیا جائے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! میں معزز اراکین کے جذبات کا احترام کرتا ہوں۔ مگر آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میری معصوم اور قابل احترام وزیر قانون کے چہرے کے تاثرات بھی دیکھ لیں کہ میری تقریر سے ان کے چہرے کے تاثرات کیا ہیں۔ اس لیے میں ڈاکٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ تھوڑا سا خیال کر لیں۔

جناب سپیکر : شاہ صاحب ایک منٹ میں آپ اپنی بات کو ختم کر لیں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر! آپ اگر حکم دیں تو ابھی ختم کر دیتا ہوں۔

جناب سپیکر : آپ کی مہربانی۔ شکریہ۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! آپ نے اتنا برداشت کر لیا۔ صبر سے کام لیا۔ میں آپ کا حکم مان لیتا ہوں۔

جناب سپیکر : شکریہ۔ جناب وزیر قانون اس بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب سپیکر! اس بل کے ذریعے میرے فاضل بھائی سید طاہر احمد شاہ وائس چیئرمین کا عہدہ "دی پنجاب ڈویلپمنٹ آف سٹیز امینڈمنٹ بل 1991 " کے ذریعے لانا چاہتے ہیں۔ جناب والا جب اس موضوع پر میری ان کے ساتھ بات ہو رہی تھی تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ اس کی کیوں مخالفت کرتے ہیں۔ میں نے چند ایک چیزیں ان کو بتائیں تھیں۔ جو میں ایوان کی خدمت میں بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا عہدے بڑھانے سے کسی اتھارٹی کی کارکردگی نہیں بڑھ سکتی۔ اس وقت بھی مصیبت یہ ہے کہ عہدے پر عہدہ۔ چوکیدار کے اوپر چوکیدار اور اس کے اوپر ایک اور چوکیدار لگا دیتے ہیں۔ لیکن اس سے سوائے اس کے کہ غیر ترقیاتی اخراجات بڑھتے جا رہے ہیں اور ترقیاتی اخراجات کے لیے ہمارے پاس کچھ بھی نہیں بچتا۔ آپ کے سامنے ہے کہ مرکزی حکومت نے بہت سارے محکموں کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ غیر ترقیاتی اخراجات کو کم کیا جا سکے۔ جناب والا! میرے معزز دوست نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ وزیر

ہاؤسنگ نے اس اتھارٹی کے اجلاس میں آکر شریک ہونے کی زحمت گوارہ نہیں کی تو اس کا طریقہ کار یہ نہیں ہے کہ وائس چیئرمین کا عہدہ بڑھا دینے سے' وائس چیئرمین صاحب زحمت گوارہ کریں گے۔ ہمارے پاس کونسی گارنٹی ہے۔ کہ وائس چیئرمین صاحب زحمت گوارہ کریں گے۔ بات تو یہ ہے کہ ہمارے ادارے میں جو قابل اصلاح معاملات ہیں ان کی اصلاح کرنی چاہیے۔ اس وقت جو معزز اراکین اسمبلی فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے متعلقہ ہیں وہ سارے کے سارے اس کے ex-officio ممبر ہیں۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ اپنے محکموں کے جو معزز وزراء صاحبان' سیکرٹری صاحبان اور جو متعلقین ہیں ان کے ذریعے یہ معاملات حل کر سکتے ہیں۔ وائس چیئرمین کا عہدہ پیدا کرنے سے یہ معاملات حل نہیں ہوں گے بلکہ ہم ان اتھارٹیز پر اضافی بوجھ ڈال دیں گے۔ شاہ صاحب نے تو یہی تجویز کیا ہے کہ وہ اس کے ممبر ہیں اور اس کا کوئی وائس چیئرمین بنا دیا جائے۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا! میں وزیر قانون صاحب کی اطلاع کے لیے اپنے بل میں موجود ممبران اتھارٹی میں سے جو کہ بلحاظ عہدہ ہیں ارکان اسمبلی ہونے کے ناتے سے ایک وائس چیئرمین بنا دیا جائے اور اس میں جناب والا! یہ بھی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے کوئی مالی خرچہ طلب نہیں کیا۔ تیسری بات یہ کہ انہوں نے کہا کہ وائس چیئرمین کیا کرے گا۔ وائس چیئرمین کے پاس منسٹر کی نسبت زیادہ وقت ہوتا ہے کیونکہ وہ مقامی ہوتا ہے۔

وزیر قانون : میرے فاضل بھائی اگر میری بات مکمل سن لیتے تو شائد انہیں یہ وضاحت دینے کی زحمت نہ ہوتی۔ میں جناب والا یہی گزارش کر رہا تھا کہ انہوں نے یہ تجویز فرمایا ہے کہ جو موجودہ ممبر بلحاظ عہدہ ہیں ان میں سے کسی کو وائس چیئرمین بنا دیا جائے اور اس کو کسی قسم کی مزید مراعات نہ دی جائیں۔ یہ تو ان کی خواہش اور تجویز ہے۔ اس پر ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ جس معزز رکن کو ہم وائس چیئرمین بنائیں گے وہ ہم سے مراعات طلب نہیں کرے گا۔ جب کوئی آدمی اضافی ڈیوٹی دے گا تو ہمیں اس کو مراعات کیوں نہیں دینی چاہیے۔ اگر ہم وائس چیئرمین بنائیں تو ہمیں چاہیے۔ کہ ہم اس کو عہدے کے مطابق مراعات بھی دیں۔ جو وائس چیئرمین ہے اس کے پاس گاڑی بھی ہو' سٹاف بھی

ہو اور ہم توقع کریں کہ وہ effective کام بھی کرے اور ہم اسے دیں بھی کچھ نہیں۔ پھر تو وہ ضرور efficiently کام بھی کرے گا اور اپنا سارا وقت بھی اتھارٹی کو دے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیز ناقابل عمل ہے۔ ان چند گزارشات کے ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل غیر ضروری ہے۔ میرے فاضل بھائی کی جو تجاویز ہیں ان کی ضرورت نہیں ہے۔ لہذا اس بل کو نامنظور فرمایا جائے۔ شکریہ۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے سے اس دہرے معیار کی بات کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور میں وائس چیئرمین مقرر کرتے ہوئے دلائل بالکل دوسرے تھے اور یہاں اس تجویز کی مخالفت میں بالکل دوسرے طرح دلائل دیے جا رہے ہیں۔ یعنی جب ایک طرف لاہور میں ایل ڈی اے میں وائس چیئرمین مقرر کیا جاتا ہے تو وہاں پر یہی وزیر قانون صاحب اس کے حق میں پورے دلائل دیتے ہیں کہ وائس چیئرمین ہونا چاہیے اور دوسری طرف ایک پرائیویٹ ممبر کی طرف سے ایک تجویز آتی ہے تو وہاں یہ مخالفت کرتے ہیں۔ یعنی ان کی کونسی بات ٹھیک ہے وہ بات ٹھیک ہے یا یہ بات ٹھیک ہے۔ ہمیں کوئی سمجھ نہیں آتی کہ ان کی کونسی بات ٹھیک ہوتی ہے۔ حالانکہ یہاں پر جو وائس چیئرمین مقرر کیے گئے ہیں اور وہ ممبر اسمبلی بھی نہیں ہیں۔

وزیر قانون : لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے volume of work کا مقابلہ آپ فیصل آباد ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ساتھ کریں تو یہ کسی لحاظ سے بھی قرین انصاف نہیں ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے :۔

"مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ 1991ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جو اس تحریک کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں (ہاں کی آوازیں)

جو اس تحریک کے خلاف ہیں وہ "نا" کہیں (نا کی آوازیں)

وزیر قانون : جناب والا! فیصلہ "نا" والوں کے حق میں ہے۔

سید طاہر احمد شاہ : فیصلہ "ہاں" والوں کے حق میں ہے۔

جناب سپیکر : اب اس میں سید طاہر احمد شاہ کہتے ہیں کہ فیصلہ "ہاں" والوں کے حق میں ہے اور لاء منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ فیصلہ "نا" والوں کے حق میں ہے۔ تو اس سلسلے میں جو صاحبان اس مسودہ قانون کو پیش کرنے کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں میں کھڑے ہو جائیں۔

(رائے شماری کی گئی)

اب جو اس کے خلاف ہیں وہ اپنی نشستوں میں کھڑے ہو جائیں۔

تو فیصلہ "نا" والوں کے حق میں ہے۔

(تحریک نامنظور ہوتی ہے)

سید طاہر احمد شاہ : غالباً ہمارے لاء منسٹر صاحب فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں سے بدعنوانیوں کو ختم نہیں کرنا چاہتے۔

جناب سپیکر : جناب رانا اکرام ربانی' آپ کا مسودہ قانون ہے۔

رانا اکرام ربانی : جناب والا میں نے یہ "مسودہ قانون امتناع نوشت دیواری پنجاب مصدرہ 1992 " اسمبلی سیکرٹریٹ میں دیا تھا میں اسے پیش کرنے میں غیر سنجیدہ بھی نہیں۔ وزیر قانون نے مجھے اس سلسلے میں یقین دہانی کرائی ہے کیونکہ ان کے پاس اسی طرح کے ایک قانون سازی کی تجویز زیر غور ہے۔ انہوں نے کہا تھا کہ میں ذرا اس تجویز کو بھی دیکھ لوں جو ان کی کمیٹی نے بنائی ہے۔ اگر آپ رول relax کر کے مجھے اجازت دیں کہ میں اسے مؤخر کروا سکوں اور میں بھی دیکھ لوں کہ انہوں نے جو تجویز بنائی ہے آیا وہ ان مقاصد کو پورا کرتی ہے تو پھر وہ اسے اپنے بل کے طور پر لے آئیں گے۔

جناب سپیکر : اگر آپ اس کو move نہیں کرنا چاہتے تو نہ سہی۔ اسے آپ پھر لانا چاہیں تو لا سکتے ہیں۔

رانا اکرام ربانی : یہ اگلے پرائیویٹ ممبر ڈے پر آ سکے گی یا نہیں؟

جناب سپیکر : آپ سردست اس پر فیصلہ کیجئے کہ اسے move کرتے ہیں یا نہیں۔ اس سلسلے میں اگر آپ کی افہام و تفہیم ہو جاتی ہے اور یہ بل گورنمنٹ اپنی طرف سے لے آتی ہے اور آپ اس پر اتفاق کرتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ آپ اس کو دوبارہ move کر سکتے

ہیں۔

رانا اکرام ربانی : لاء منسٹر صاحب سے بھی رائے لے لیں۔

جناب سپیکر : لاء منسٹر صاحب سے تو آپ کی بات ہو چکی ہے یہ تو آپ کا پرائیویٹ معاملہ ہے۔

رانا اکرام ربانی : میں چاہتا ہوں کہ ہاؤس میں بات ہو جائے۔

جناب سپیکر : وہ تو جب یہاں پیش ہو گا تو on the floor of the House میں بات ہو گی' جب یہ پیش ہو گا تو پھر اس پر فیصلہ بھی ہو گا۔

رانا اکرام ربانی : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :۔

"مسودہ قانون امتناع نوشت دیواری پنجاب مصدرہ 1992 پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر : یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ :

"مسودہ قانون امتناع نوشت دیواری پنجاب مصدرہ 1992 پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور : Opposed.

جناب سپیکر : لاء منسٹر صاحب اس کو آپوز کرتے ہیں۔ اب رانا اکرام ربانی صاحب یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر آپ اس مسودہ قانون کو حکومت کی طرف سے لانا چاہتے ہیں تو پھر وہ اس مسودہ قانون کو پریس نہیں کرنا چاہتے ہیں اور نہ ہی وہ اس کو take up کرنا چاہتے ہیں اور نہ وہ اس کو with draw کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون : جناب والا! ہمارے ایک معزز بھائی جناب ایس اے حمید کی طرف سے اسی ایوان میں اس سلسلے میں بل پیش کرنے کی کوشش کی گئی تھی جس پر میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ یہ بل ہم حکومت کی طرف سے پیش کریں گے۔ اس کے نتیجے میں ہماری ان کے ساتھ کافی میٹنگز ہوئی ہیں اور اس وقت صورت حال یہ ہے کہ محکمہ قانون نے یہ کہا ہے کہ نیا بل لانے کی ضرورت نہیں اور اس میں تھوڑی سی ترمیم وغیرہ کر کے مطلوبہ نتائج حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ ہمارے معزز بھائی کا اصرار ہے کہ اس کے

لیے ایک نیا بل لائیں۔ اس سلسلے میں قانونی تقاضے پورے کرنے کے لیے ہم نے وہ بل ایڈووکیٹ جنرل کو بھیجا ہوا ہے۔ اس کے بعد میں نے اور چودھری پرویز الٰہی نے مل کر اس سلسلے میں میٹنگ کر لی ہے۔ میں نے آج قائد حزب اختلاف کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ اسی سلسلے میں مسئلہ پہلے ہی زیر غور ہے آپ اگر بل واپس لے لیں تو اس کمیٹی میں آپ بھی شامل ہو جائیں۔ اس میں جناب ایس اے حمید نے ہمیں اپنی تجاویز سے آگاہ فرمایا ہے۔ آپ بھی ہمیں اپنی تجاویز سے مستفید فرمائیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔ اس سے انھوں نے اتفاق فرمایا تھا۔ میں آپ کی وساطت سے انھیں یقین دلاتا ہوں کہ اس کمیٹی میں ان کا نام میں آج سے ہی شامل کر لوں گا اور آئندہ میٹنگ میں ہم ان کی تجاویز سے مستفیض ہوں گے۔ میں توقع کرتا ہوں کہ میری اس گزارش کے پیش نظر وہ اپنے بل کو پریس نہیں کریں گے۔ شکریہ۔

رانا اکرام ربانی : جناب سپیکر! میں وزیر قانون کے اس بیان کے بعد اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر : جناب ایس اے حمید۔

جناب ایس اے حمید : جناب سپیکر! آج سے سترہ ماہ قبل میں نے امتناع نوشت دیواری کا یہ بل ایوان میں پیش کیا تھا اور اس پر جناب وزیر قانون اور جناب وزیر بلدیات چودھری پرویز الٰہی نے فرمایا تھا کہ ہم سرکاری بل لائیں گے۔ مجھے اس بات کا شدت سے احساس ہے کہ پچھلے سترہ ماہ میں بہت سا وقت ضائع کیا گیا ہے۔ ایک طرف تو ارکان اسمبلی کے بارے میں تاثر دیا جاتا ہے کہ وہ کام کرنا نہیں چاہتے۔ ارکان اسمبلی کے بارے میں اخبارات میں جس طرح کی خبریں شائع ہوتی ہیں اور جس قسم کے سکینڈل منظر عام پر آتے ہیں اس کے پیش نظر میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب مثبت قسم کی قانون سازی کا مسئلہ ہو تو اس میں غیر ضروری تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وزارت قانون پنجاب نے اس بل کو avoid کرنے کے لیے بہت سا وقت ضائع کیا ہے۔ تقریباً ڈیڑھ سال ہو چکا ہے۔ جناب سپیکر! میں نے دو تین مرتبہ آپ کے سامنے عرض داشت پیش کی تھی اور دو روز پہلے میں آپ کے سامنے حاضر ہوا تھا کہ اس بل کو کسی نہ کسی شکل میں ایوان کے سامنے لایا جائے۔ آج جب کہ یہ مسئلہ دوبارہ اسمبلی میں آیا ہے تو میں

درخواست کروں گا کہ بغیر مزید وقت ضائع کیے اس پر کام ختم ہونا چاہیے۔ بات صرف ایک نکتے کی ہے کہ آیا اس کے لیے علیحدہ قانون بن سکتا ہے یا نہیں۔ اس بات پر وزارت قانون اڑی ہوئی ہے۔ کیونکہ لوکل کونسل ایکٹ میں نوشت دیواری کے جرم کے لیے پچاس روپے جرمانہ عاید کیا گیا ہے۔ لہذا نئے قانون کی ضرورت نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آج اس ملک میں دفعہ 302 کے تحت آپ کے پاس پہلے شق موجود ہے تو پھر حدود قوانین کیوں بنائے گئے؟ پھر Speedy Trial Courts کیوں بنائی گئی ہیں؟ آپ نے Special Anti Terrorist Courts کیوں بنائیں؟ اس لیے کہ آج وقت کی ضرورت ہے کہ مجرموں کے ساتھ صحیح معنوں میں نمٹا جا سکے۔ اسی طرح یہ قانون اب فرسودہ ہو چکا ہے۔ پچھلے پینتالیس سال کی تاریخ میں کسی آدمی کو آج تک جرمانہ نہیں کیا گیا نہ کسی کو بلایا گیا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے پاس powers suo moto ہونی چاہیے اور individual کو بھی یہ حق ہونا چاہیے کہ اگر اس کی دیواروں یا اس کی بلڈنگ کے اوپر کوئی آدمی لکھ جاتا ہے تو اسے حق ہونا چاہیے کہ وہ persue کر سکے اور وہ اس بارے میں damages claim کر سکے۔ اتنے فرسودہ قانون کا سہارا لے کر یہ کہا جا رہا ہے کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ ایک نوٹیفکیشن یا ترمیم کے ذریعے ہم اس کو موثر بنائیں گے۔ جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ محض ایک نوٹیفکیشن کافی نہیں۔ اس کے لیے پوری قوم کو educate کرنا ہو گا۔ ہمیں اس بات کو پروجیکٹ کرنا پڑے گا کہ یہ قانون آ رہا ہے۔ جو اس کی خلاف ورزی کرے گا اس کے لیے یہ سزا تجویز ہو گی۔ جناب سپیکر! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ جس طرح آپ نے مہربانی فرمائی ہے اور جناب وزیر قانون اور جناب وزیر مقامی حکومت کو ہدایت فرمائی ہے کہ فوری طور پر اس کا قانون وضع کیا جائے' براہ کرم اس میں غیر ضروری تاخیر کو بھی ختم کیا جائے۔ وزارت قانون نے اٹھارہ ماہ ضائع کر دیئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ منتخب نمائندگان کے ساتھ اس سے بڑا ظلم کوئی نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی مثبت قانون سازی کرنا چاہتا ہے تو اس کی راہ میں قدم قدم پر روڑے اٹکائے جاتے ہیں۔ مجھے یہ بات quote کرنے میں کوئی باک نہیں کہ جب میں نے ڈپٹی سیکرٹری وزارت قانون سے کہا کہ آپ کے سامنے کون سی رکاوٹ ہے کہ آپ اس قانون کو نہیں لانا چاہتے تو انھوں نے مجھے کہا کہ اس کے لیے بہت سا کاغذ صرف ہو گا۔ جناب

سپیکر! یہ کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ اس اہم قانون سازی کے نہ ہونے کی وجہ سے پوری قوم اور پورا ملک متاثر ہو رہا ہے۔ اس کی بنیاد پر دیواروں پر جنسی اشتہارات نجومیوں کے اشتہارات ' طبقاتی نفرت کو بڑھانے والے اشتہارات اور الیکشن میں دیواروں پر اشتہار بازی کی وجہ سے بے پناہ اخراجات ہوتے ہیں۔ ان تمام چیزوں کو دور کرنے کے لیے ایک سادہ اور واضح قانون دیا گیا۔ ملک بھر کے اخبارات نے اس بارے میں اداریے لکھے' اس کے باوجود آج تک وزارت قانون یہ فیصلہ نہیں کر سکی کہ اس کے لیے علیحدہ قانون بنایا جائے یا نہیں۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ مہربانی فرما کر اس کی میٹنگ کا فوری طور پر اہتمام کیا جائے تاکہ اس قانون کو جلد از جلد لاگو کیا جا سکے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر : چودھری محمد حنیف پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد حنیف : جناب سپیکر! میں آج وزیر قانون کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف رانا اکرام ربانی نے اپنے بل کو واپس لے لیا۔ اس میں ہماری کوشش بھی شامل ہے۔ آج اگر ہم اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھے ہیں تو ان کی افہام و تفہیم ہو گئی ہے۔ ورنہ یہ بات شاید ممکن نہ ہوتی۔

رانا اکرام ربانی : جناب سپیکر! میں وضاحت کے لیے صرف یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ ایک تاریخ کی شکل میں عوام کے ذہنوں میں اور لوگوں کے پاس محفوظ ہوتا ہے اور اسی تاریخ میں رہتے ہوئے لوگ آنے والے وقت کا فیصلہ کرتے ہیں۔ یہ بل جو میں نے پیش کیا ہے یہ اس سے پیشتر بھی ایوان میں آیا تھا۔ جناب ایس اے حمید نے پیش کیا تھا۔ میں نے اسی تاخیر کی وجہ سے ضرورت محسوس کی تھی اور اسی وجہ سے میں نے یہ یقین دہانی وزیر قانون سے چاہی تھی۔ میرے پاس متعلقہ رولز بھی ہیں جو میں ڈاکٹر صاحب کی وساطت سے ان کے دوستوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسی اجلاس میں میں نے پہلے آپ سے اس کی وضاحت چاہی تھی کہ اگر اس کمیٹی کی سفارشات سے ہم مطمئن نہ ہو سکے تو اس بل کو کسی ایجنڈے کی شکل میں نہیں' جو لوکل گورنمنٹ کے relevant laws ہیں اس کی شکل میں یہ سیکشن کیا جا سکتا ہے۔ واپس لینے کا سوال' آپ نے اس کی وضاحت فرمائی تھی۔ یہ جو return of آگے جو اے.بی

سی ڈی باتیں ہوتی رہیں' یہ ایسی بات نہیں ہے۔ میں نے کئی دفعہ معزز ایوان کے اندر بھی اور باہر بھی کہا ہے کہ اس کا نام ہی یہ رکھا جائے۔ مجلس قانون ساز۔ تاکہ یہاں آنے سے پہلے ذہنوں میں یہ ہونا چاہیے کہ ہم یہاں قانون سازی کے لیے آتے ہیں اور اگر حکومت عوامی مفاد میں اپنے طور پر قانون سازی لانا چاہتی ہے تو میں صرف اس ضد کی وجہ سے کہ یہ میرے نام سے آئے' میں اس کے لیے تیار نہیں ہوں۔ جو یقین دہانی انھوں نے دی ہے۔ اگر اس کمیٹی میں اس بل کا مقصد پورا نہ ہوا تو انشاء اللہ اسی اجلاس میں پرائیویٹ ممبرز ڈے پر یہ بل دوبارہ پیش ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر : تو اس مسئلے میں رانا اکرام ربانی خاں اپنا بل واپس لے چکے ہیں اور وزیر قانون نے یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ ہم نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو اس بل کے مختلف نکات پر غور کر رہی ہے اور وہ سنجیدگی سے اس بل کو لانا چاہتے ہیں۔ لیکن میں یہاں اپنی observation دینا چاہتا ہوں کہ جس طریقے سے اس وقت گورنمنٹ قانون سازی کے معاملے میں سنجیدہ ہے اس سنجیدگی کا یہ تقاضا ہے کہ پرائیویٹ ممبرز بل کے سلسلے میں ان کو encourage کیا جائے اور گورنمنٹ کوارٹرز کی طرف سے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ تاکہ نہ صرف یہ کہ گورنمنٹ کے آفیشلز صرف legislation propose پورا کریں یا initiate کریں بلکہ معزز اراکین اسمبلی اپنے طور پر مناسب قانون سازی حالات کے مطابق عوامی امنگوں کے مطابق۔ آج کی ضرورتوں کے مطابق ہے۔اس قانون سازی کو وہ initiate کر سکیں۔ وہ propose کر سکیں اور اس قانون سازی کو ہاؤس میں لا سکیں۔ بلاشبہ اس ہاؤس کا بنیادی کام قانون سازی ہے اور قانون سازی کے کام کو accelerate کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ پرائیویٹ ممبرز کے بلوں کو اہمیت دی جائے اور گورنمنٹ اس کو اپنی انا کا مسئلہ نہ بنائے اور اس سلسلے میں جو ممبر محنت کرنا چاہتے ہیں جو اس سلسلے میں ریاضت کرتے ہیں ان کے بلوں کو گورنمنٹ اپنے طور پر اہمیت دے اور جیسے وزیر قانون صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ ایس اے حمید کے اس بل کو اہمیت دینا چاہتے ہیں۔ تو اس سلسلے میں میں ان کو یہ بھی تجویز کروں گا کہ اگر وہ گورنمنٹ بل کے طور پر اس کو لانا چاہیں تو بھی یہ بل اس معزز رکن کے نام پر آنا چاہیے جس نے اس کو initiate کیا ہے تاکہ معزز اراکین اسمبلی اس بارے میں محنت کریں۔ کوشش

کریں اور وہ جائز مناسب اور مفاد عامہ کی قانون سازی کو initiate کر سکیں۔

جناب فرید احمد پراچہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جناب فرید احمد پراچہ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے بہت ہی اہم معاملے کی طرف توجہ دلائی ہے حقیقت یہ ہے کہ پرائیویٹ ممبر بڑی محنت کے بعد بل تیار کرتے ہیں اور اس پر حکومت کا جو رویہ ہے وہ انتہائی حوصلہ شکن ہوتا ہے۔ آج پانچ بل اس وقت تک وزیر قانون کی مخالفت کی نذر ہو چکے ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ جس طرح آپ نے بل کے بارے میں کہا ہے اس سے پہلے جو بل پیش کیے گئے ان کے بارے میں بھی آپ ہدایت فرمائیں کہ ان کے سلسلے میں بھی حکومت ایسی قانون سازی کی کوشش کرے بہت اہم معاملات کی طرف توجہ دلائی گئی تھی اور بہت ہی اہم معاملات ان بلوں کی صورت میں پیش کیے گئے تھے۔

جناب سپیکر : میں نے یہ جنرل بات کی ہے۔ کسی ایک بل کے بارے میں بات نہیں کی۔ تمام ایسے بل جو پرائیویٹ ممبرز لانا چاہتے ہیں اور جو مفاد عامہ میں ہیں میں نے ان سب کی بات کی ہے۔

اگلا مسودہ قانون میجر (ریٹائرڈ) حبیب اللہ وڑائچ ' مخدوم زادہ سید محمد احسن شاہ' ملک محمد صادق' راجہ محمد بشارت' چودھری واجد علی خان' میاں محمود احمد اور جناب بادشاہ میر خان آفریدی کی طرف سے ہے تو اس کو کون صاحب پیش کرنا چاہیں گے۔

راجہ محمد بشارت : جناب والا! اسی سلسلے میں میں گزارش کرنا چاہوں گا۔ اس کے identical پہلے بل تھے یعنی مسودہ قانون (ترمیم)منڈی ہائے زرعی پیداوار پنجاب مصدرہ 1992ء سے متعلقہ تھے اور ان کے محرک بھی میاں محمود احمد تھے اور ان کی جناب وزیر قانون سے بات ہوئی تھی اور انہوں نے جناب کو استدعا بھی کی تھی کہ اس کو pending فرمایا جائے لیکن جناب نے اسے pending نہیں کیا تھا تو پھر انہوں نے withdraw کر لیا تھا۔ تو اس کو بھی withdraw کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ آپس میں باہمی افہام تفہیم کے بعد اس کو بہتر انداز سے حکومت کی

طرف سے پیش کیا جائے گا۔

جناب سپیکر : تو اس کو آپ move نہیں کرنا چاہتے۔

راجہ محمد بشارت : جی ہاں۔

جناب سپیکر : تو اس کو withdraw تصور کرتے ہیں۔

قرار دایں (مفاد عامہ سے متعلق)

جناب سپیکر : یہ ہمارے پاس مفاد عامہ کی قرار دادیں ہیں۔ اس میں سے پہلی قرار داد ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی طرف سے ہے۔ ڈاکٹر صاحب ارشاد فرمائیں۔

وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی روشنی میں سرکاری و غیر سرکاری امور 30 جون 1992 تک بلا سود انجام پانے چاہئیں

ڈاکٹر سید وسیم اختر : جناب والا! میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی روشنی میں وفاقی حکومت اور حکومت پنجاب ایسے موثر اقدامات کرے کہ تمام تر سرکاری اور غیر سرکاری مالیاتی امور 30 جون 1992 تک بلا سود انجام پائیں۔

جناب سپیکر : یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ۔

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی روشنی میں وفاقی حکومت اور حکومت پنجاب ایسے موثر اقدامات کرے کہ تمام تر سرکاری اور غیر سرکاری مالیاتی امور 30 جون 1992 تک بلا سود انجام پائیں"

وزیر قانون : جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : وزیر قانون صاحب اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اور ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب اس قرار داد کے حق میں کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر امداد باہمی : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : رانا پھول محمد خان پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

وزیر امداد باہمی : جناب والا! میں آپ سے رولنگ کے ذریعے یہ وضاحت چاہوں گا کہ آیا ایک قرار داد صوبائی حکومت اور مرکزی حکومت کو یکجا کیا جا سکتا ہے یا پنجاب حکومت کے لیے الگ قرار داد ہونی چاہیے اور میرے خیال میں مرکزی حکومت کو بھیجنے کے لیے الگ ہونی چاہیے۔ یہ صوبائی اسمبلی مطالبہ کر سکتی ہے کہ حکومت پنجاب ایسا کرے۔ مرکزی حکومت سے بھی مطالبہ کیا جا سکتا ہے کہ ایسا کرے۔لیکن گائے اور بھینس کے دودھ کو یکجا نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ ایک برتن میں اکٹھا کرنے سے ان لوگوں کی صحت خراب ہو جائے گی اور یہ قانون ' قاعدے اور روایات کے خلاف ہو گی۔ جناب اسے دیکھ لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر! اس قرار داد کے حوالے سے چند باتیں اس ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں ۔ سب سے پہلے میں اس کتاب مقدس سے چند آیات اس ایوان کے اندر تلاوت کرنا چاہتا ہوں کہ جس کتاب کے بارے میں اس کے بھیجنے والے نے فرمایا ہے "ذالک الکتاب لاریب فیہ" یہ وہ کتاب ہے جس کے بارے میں کوئی شک نہیں اور میں اس ہاؤس میں بیٹھنے والے تمام معزز ممبران سے' وزٹرز گیلری میں تشریف فرما تمام مہمانوں سے اور سب حضرات سے یہ گزارش کروں گا کہ اسی قرآن کے بارے میں اس قرآن کریم کے اندر موجود ہے کہ جب اس کی تلاوت کی جائے تو تمام اہل ایمان خاموشی سے اس کو سنیں۔ جناب سپیکر۔ یہ سورۃ البقرہ میں ارشاد ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ۔

مگر جو لوگ حاجت مندوں کی مدد کرنے کی جائے الٹا ان سے سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن کھڑے نہ ہو سکیں گے۔ مگر جب کھڑا ہوتا ہے وہ جسے شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہو۔ ان کا یہ حال اس وجہ سے ہو گا کہ انہوں نے سود کے ناجایز ہونے سے انکار کیا) اور کہا کہ تجارت بھی تو سود ہی کی طرح ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔ سو جس کسی کو یہ نصیحت پہنچ گئی اور وہ آئندہ کے لیے سود لینے سے باز آگیا۔ تو جو کچھ پہلے ہو چکا ہے وہ اس کا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جو

کوئی اس حکم کے بعد پھر اس حرکت کا اعادہ کرے تو ایسے ہی لوگ دوزخی ہیں اور وہ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

وزیر امداد باہمی : جناب والا! میں نکتہ وضاحت پر عرض کرتا ہوں کہ اس معاملے پر شرعی عدالت نے فیصلہ دیا اور شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف مرکزی حکومت نے یا کسی نے سپریم کورٹ میں ایک اپیل دائر کی ہوئی ہے کیا ایسا معاملہ جو سپریم کورٹ میں زیر غور ہو وہ اس ہاؤس میں زیر بحث آ سکتا ہے؟

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی پوائنٹ آف آرڈر لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! اس سلسلہ میں میں جیسا کہ رانا صاحب نے فرمایا ہے شرعی عدالت کا فیصلہ جو کہ میرے فاضل بھائی نے پیش کیا ہے کہ اس فیصلے پر عمل درآمد کیا جائے۔ اس کی پوزیشن یہ ہے کہ عدالت عظمیٰ میں اس حکم کے خلاف اپیل admit ہو چکی ہے اور جونہی سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی جائے تو قانونی طور پر شرعی عدالت کا فیصلہ خود بخود معطل ہو جاتا ہے۔ جناب والا! اس کی پوزیشن اب یہ ہے کہ آئین کے تحت اور ہمارے رولز آف بزنس (5) 93 کے تحت اس قسم کے معاملے کو ہم اس ایوان میں زیر بحث نہیں لا سکتے جو عدالت عظمیٰ میں زیر غور ہو۔ اس وجہ سے میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ مفاد عامہ کے دیگر resolution بھی ہیں اس پر آپ فیصلہ فرما دیں تاکہ ہم ان کو بھی لے سکیں کیونکہ قواعد و ضوابط کے تحت ہم اس مسئلے کو نہیں لے سکتے۔ شکریہ۔

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ لاء منسٹر صاحب نے یہ پوائنٹ آف آرڈر raise کیا ہے کہ رول (5) 93 کے تحت جو معاملات عدالت عالیہ میں پاکستان کے کسی بھی حصے میں pending ہیں ان کو resolution کا sub-ject-matter نہیں مانا جا سکتا۔ تو ڈاکٹر صاحب رول (5) 93 کو آپ دیکھیں۔ اس میں یہ ہے کہ ---

Rule 93(5). It shall not relate to any matter which is under adjudication by a Court of law having jurisdiction in any part of Pakistan.

تو اس میں یہ بات clear ہے کہ یہ معاملہ اگر سپریم کورٹ میں ہے اور آپ کے علم میں ہو گا کہ پھر اب اس پر resolution نہیں آ سکتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر : جناب سپیکر! میں عرض کروں گا۔۔۔۔۔

رانا پھول محمد خان : اب اس پر رولنگ آ گئی ہے۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر صاحب اس پر تو یہ فیصلہ ہو گیا ہے کہ جو معاملہ subjudice ہے۔ جو سپریم کورٹ میں pending ہے اس پر resolution نہیں آ سکتا۔ اس کو ہم take up نہیں کر سکتے۔ لہذا اس resolution کو پیش کرنے کی میں اجازت نہیں دیتا۔

چودھری محمد حنیف : جناب سپیکر اجازت ہے؟

جناب سپیکر : جی چودھری محمد حنیف صاحب۔

چودھری محمد حنیف : جناب سپیکر! میں یہ معلوم کرنا چاہوں گا کہ کس تاریخ کورٹ ہوئی ہے اور کیا اس کا نمبر ہے؟ ہمارے خیال میں ایسی صورت حال ابھی تک کوئی نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر : آپ کا خیال یہ ہے کہ یہ سپریم کورٹ میں pending نہیں ہے؟

چودھری محمد حنیف : جی نہیں ہے۔

جناب سپیکر : جی لاء منسٹر صاحب اس بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون : جناب والا! میری اطلاع کے مطابق یہ معاملہ سپریم کورٹ میں pending ہے اور اگر معزز رکن اس سلسلہ میں تفصیلات چاہتے ہیں تو میں ان کو پتہ کر کے بتا دوں گا۔

جناب سپیکر : آپ کو یہ یقین ہے کہ یہ معاملہ سپریم کورٹ میں pending ہے۔

وزیر قانون : جناب والا! میری اطلاع کے مطابق یہ pending ہے۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : جناب سپیکر! جہاں تک ہماری معلومات ہیں وہ یہ ہیں کہ فیڈرل گورنمنٹ اس بات پر غور کر رہی ہے کہ ہم اسے سپریم کورٹ میں پیش کریں لیکن ابھی تک یہ سپریم کورٹ میں پیش نہیں ہوئی کیونکہ اس سلسلہ میں سیاسی دباؤ اس قدر زیادہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ اس کے پیش نظر ابھی تک سوچ رہی ہے کہ ہم کیا کریں۔ میرا خیال ہے کہ وزیر قانون کی یہ statement درست نہیں ہے کہ ہم نے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی ہے۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ اگر اپیل دائر کر دی ہے تو ہمیں معلومات فراہم کی جائیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب والا! یہ جو قرر داد پیش کی گئی ہے میرے خیال میں وزیر قانون نے اس کا صحیح جواب نہیں دیا اور نہ ہی اس وقت ان کے پاس کوئی ایسے ثبوت ہیں کہ یہ سپریم کورٹ میں pending ہے۔ تو میری یہ تجویز ہو گی کہ اس کو pending کر لیا جائے اور جب وزیر قانون اس بارے میں ثبوت پیش کر دیں تو پھر یہ واقعی withdraw کر لیں گے۔

جناب سپیکر : اس میں صورت یہ ہے۔ میں نے اس پر اپنی رولنگ اس لیے دی ہے کہ رولز اور روایات یہ ہیں کہ جب ایک وزیر on the floor of the House ایک statement دیتے ہیں تو اس statement کو اس وقت تک صحیح تصور کیا جائے گا جب تک کہ وہ غلط ثابت نہ ہو جائے تو چونکہ وزیر قانون نے یہ statement دی ہے کہ یہ مسئلہ سپریم کورٹ میں pending ہے تو اس لیے وزیر قانون کی اس state-ment کو میں صحیح تسلیم کرتا ہوں جس وقت تک یہ statement غلط ثابت نہ ہو جائے۔ اس بنیاد پر میں نے یہ اپنی رولنگ دی ہے کہ میں اس قرار داد کو disallow کرتا ہوں۔ اب اس پر فیصلہ ہو چکا ہے اس لیے اس پر مزید بحث کی گنجائش نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے جو بات کہی ہے کہ ایک

وزیر نے on the floor of the House ایک statement دی ہے اور رولز کے مطابق اسے صحیح تسلیم کیا جاتا ہے۔اس میں یہ آپ کے سامنے ہے کہ دو معزز ارکان اسمبلی نے یہاں سے اٹھ کر یہ بات کہی ہے کہ جناب لاء منسٹر صاحب کی معلومات درست نہیں ہیں اور اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو جس طرح یہ قرار داد پیش ہوئی تھی انہیں چاہیے تھا کہ براہ راست یہ بات کہہ دیتے کہ یہ معاملہ subjudice ہے۔ پہلے انہوں نے اسے oppose کیا اور بعد میں جب ان کے پاس کوئی پرچی پہنچی ہے تو انہوں نے یہ بات کہی ہے۔اس حوالے سے میں یہ استدعا کروں گا کہ میری یہ قرار داد pending کی جائے اور وزیر قانون سے کہا جائے کیونکہ یہ statement انہوں نے دی ہے کہ یہ subjudice ہے لہذا اس حوالے سے وہ ساری معلومات اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر اس معزز ایوان کے سامنے پیش فرمائیں۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر صاحب اس پر فیصلہ ہو چکا ہے اس پر میری رولنگ آچکی ہے۔اس کو مزید pending کرنے کی اب گنجائش نہیں ہے۔ اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ معاملہ subjudice نہیں ہے تو دوبارہ آپ یہ قرار داد لا سکتے ہیں۔ اس میں ایسی کونسی بات ہے۔اب اگلی قرار داد رانا ثناء اللہ خان صاحب کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان تشریف نہیں رکھتے ہیں۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال : جناب سپیکر! اسے pending کر لیا جائے۔

جناب سپیکر : pending نہیں ہو سکتی۔ فرید احمد پراچہ کی قرار داد ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : پوائنٹ آف آرڈر چودھری اعظم چیمہ صاحب۔

چودھری محمد اعظم چیمہ : جناب والا! یہ جو قرار داد پیش ہوئی اور وزیر قانون نے اس بارے میں کچھ کہا اس سلسلہ میں عرض کرتا ہوں کہ اس میں وزیر قانون نے کہا کہ سود کے بارے میں سپریم کورٹ میں ایک اپیل دائر ہے۔ اصل میں معاملہ یہ ہے کہ ملک نے سود کے بارے میں سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی ہوئی ہے اور حکومت سے انہوں نے رائے بھی لی ہے۔ اصل میں ملک کا لفظ یہاں آجانا چاہیے۔

جناب سپیکر : جی اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ معاملہ کورٹ میں ہے۔ جس حیثیت میں ہے اور جس کی طرف سے بھی ہے۔

چودھری محمد اعظم چیمہ : جی ہاں۔

جناب سپیکر : فرید احمد پراچہ قرار داد پیش کریں۔

''روزگار سکیم'' کے تحت قرضوں پر سود کا خاتمہ کیا جائے' بنک چارجز کی وصولی اور ضمانت کی فراہمی کے طریق کار کو آسان بنایا جائے

جناب فرید احمد پراچہ : اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت' مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ روزگار سکیم کے تحت جاری ہونے والے قرضوں پر سود ختم کیا جائے اور بنک صرف سروس چارجز وصول کریں۔ علاوہ ازیں بے روزگار نوجوانوں کے لیے ضمانت کی فراہمی کا طریق کار بھی آسان بنایا جائے۔

جناب سپیکر : یہ قرار داد پیش کی گئی ہے۔ کہ صوبائی حکومت' مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ''روزگار سکیم'' کے تحت جاری ہونے والے قرضوں پر سود ختم کیا جائے اور بنک صرف سروس چارجز وصول کریں علاوہ ازیں بے روزگار نوجوانوں کے لیے ضمانت کی فراہمی کا طریق کار بھی آسان بنایا جائے۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : جی پراچہ صاحب' آپ کچھ فرمائیں گے؟

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ پاکستان میں اور بالخصوص صوبہ پنجاب میں اس وقت جو روزگار کی صورت حال ہے وہ کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں ہے پڑھے لکھے اور ان پڑھ بے روزگاروں کی ایک بہت بڑی تعداد انتہائی پریشان ہے بے روزگاری کی صورت حال اس حد تک جا پہنچی ہے کہ اگر نائب قاصد کے لیے درخواستیں طلب کی جاتی ہیں تو اس کے لیے بھی بی۔اے' ایم۔اے پاس افراد درخواستیں دیتے ہیں اور یہ اخبارات میں آچکا ہے جہاں بے روزگاری اتنی ہو کہ جونیئر کلرک کی اسامی کے لیے

اگر کوئی اشتہار آئے تو اس کے جواب میں 2700 درخواستیں آئیں جن میں 140 درخواستیں ایم۔اے پاس کی ہوں اور اس سے بہت زیادہ تعداد گریجویٹس کی ہو۔ تو اس سے اس بات کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے کہ پاکستان میں بے روزگاری کی کیا صورت حال ہے گزشتہ دو سالوں سے ملازمتوں پر پابندی ہے جس کی وجہ سے نوجوانوں میں بے اطمینانی پھیل رہی ہے بے اطمینانی کی یہ صورت حال ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے طلبہ نے پنجاب یونیورسٹی کے سامنے رھڑیاں لگا کر اور وہاں پر مختلف قسم کی سرگرمیاں دکھا کر ایک عملی احتجاج کیا ہے کہ اب ہماری ادبی صورت حال یہ ہے کہ ہم ایم۔اے کی ڈگری رکھنے کے باوجود' ہم پی۔ایچ۔ڈی کی ڈگری رکھنے کے باوجود اس قابل نہیں ہیں کہ کوئی ملازمت حاصل کر سکیں اور اب ہم روزگار رھڑیاں لگا کر کما رہے ہیں جناب سپیکر! یہ صورت حال اس حد تک ہے کہ جتنے بھی جرائم بڑھ رہے ہیں وہ بھی اسی بے روزگاری کے ہاتھوں بڑھ رہے ہیں۔ بہت سارے لوگ جنہیں کوئی روزگار نہیں ملتا وہ بالآخر جرائم کرنے شروع کر دیتے ہیں۔ اس بے روزگاری کی جناب سپیکر! یہ صورت حال ہے اور یہ بے روزگاری نوجوانوں میں اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ وہ بقول شاعر :

ایم۔اے چلائے تانگہ اور بی۔اے اٹھائے بوری
اور تم بھی وکیل بن کر بیچو گے بھنڈی توری

جناب سپیکر! بے روزگاری کی آج صورت حال یہ ہے کہ ایم۔اے پاس نوجوان اس قدر مجبور ہیں کہ یا تو رھڑیاں لگائیں یا پھر اپنے کاروبار کو کسی اور طریقے سے چلائیں۔ اس بے روزگاری کی صورت حال سے نبرد آزما ہونے کے لیے حکومت کی طرف سے ایک سکیم دی گئی اور اس کو روزگار سکیم کا نام دیا گیا۔ یہ سکیم دراصل محض ایک اشک شوئی تھی یا ٹیلیویژن پر لوگوں کو مطمئن کرنے کی ایک ناکام کوشش تھی کہ لوگوں کے سامنے یہ بات اس انداز سے لائی جائے کہ جیسے حکومت نے بے روزگاری کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے بڑے ہی انقلابی قسم کے اقدامات کر دیئے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ صورت حال ہے کہ ملک کے نوجوان بے روزگار طبقہ کو کچھ دن پہلے ٹیلیویژن' ریڈیو اور اخبارات کے پروپیگنڈے اور بڑے بڑے اشتہارات سے یہ بات سمجھائی گئی کہ جیسے اب ان کے لیے روزگار کے دروازے کھل رہے ہیں۔ جیسے ملازمتوں کو

ایک طرف رکھتے ہوئے حکومت کی طرف سے روزگار کے بڑے مواقع فراہم کیے جا رہے ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! جب یہ سکیم سامنے آئی تو اس کی صورت حال یہ تھی کہ جب بڑے بڑے صنعت کار اور بڑے بڑے جاگیردار قرضے لیتے ہیں تو 3 فیصد یا 6 فیصد کے حساب سے ان کو قرضے دیئے جاتے ہیں لیکن بے روزگار نوجوانوں کے لیے 18 فیصد شرح سود پر ان قرضوں کا اعلان کیا گیا۔

ملک امان اللہ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہاں پر زمیندار اور جاگیردار کا لفظ بار بار دھرایا جا رہا ہے تو جناب والا! میں فاضل رکن کی اطلاع کے لیے یہ عرض کروں گا کہ صدر ایوب نے جب زرعی اصلاحات نافذ کی تھیں تو اس وقت 36000 یونٹ رکھے گئے تھے اس کے بعد بھٹو مرحوم کے دور میں دو دفعہ زرعی اصلاحات ہو چکی ہیں اور اب 18000 کی جائے 8000 یونٹ رکھے گئے ہیں تو جناب سپیکر! اس لحاظ سے زمین کے پانچ یا چھ مربع بنتے ہیں۔ تو جناب والا اب پنجاب میں زمیندار کہاں رہا ہے؟

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! میں ایک طبقے کی بات کر رہا ہوں میں کسی فرد کی بات نہیں کر رہا اور اس موقع پر جناب سپیکر میری گزارش ہے کہ یہ جو اٹھارہ فیصد شرح سود رکھی گئی جبکہ صنعتوں کے لیے یہ بہت ہی کم شرح ہے اور شرح سود ان لوگوں سے مانگی جا رہی ہے جو بے روزگار ہیں کیونکہ یہ سکیم بے روزگاروں کے لیے بنائی گئی ہے اور یہ اٹھارہ فیصد شرح سود والی سکیم عملی طور پر اس روزگار سکیم کو ناکام کرنے اور بے روزگار افراد کی بے روزگاری میں اضافہ کرنے کا سبب ہے۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کرتا ہوں کہ فلپائن میں، بنگلہ دیش میں اور ہندوستان میں، جو ہمارے ہی جیسے حالات رکھنے والے ملک ہیں ان میں بھی بے روزگاری کو ختم کرنے کا اعلان کیا گیا لیکن ان کی صورت حال یکسر مختلف ہے پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے اور سود جو بالکل حرام ہے جناب سپیکر! سود کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ہدایات ہیں کہ ''احلل اللہ البیع و حرم الربا'' اللہ تعالیٰ نے بیع کو اور کاروبار کو تو حلال کیا ہے لیکن سود کو مکمل طور پر حرام قرار دیا ہے، ہماری موجودہ حکومت نے بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے جو سکیم دی اس میں بھی اس نے بے روزگاروں پر رحم نہیں کھایا کہ وہ بھی کوئی رزق حلال کما سکیں اور ان کے لیے بھی کوئی ایسی سکیم نہیں دی کہ وہ اپنا کاروبار کر سکیں۔ ان کے لیے بھی ایک ایسی سکیم دے

دی کہ جس میں نہ صرف سود کی لعنت ہے بلکہ اس پر 18 فیصد شرح سود کی لعنت ہے۔

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ ہمنوں نے عدالت عظمیٰ میں سود کے بارے میں اپیل کی ہوئی ہے میں تو سمجھا تھا کہ میرے فاضل رکن صرف اس طریقہ کار کو simplify کرنے کے لیے اپنی قرار داد کے ایک حصے تک اپنے آپ کو محدود کریں گے اور اس سلسلے میں کوئی بات کرنا پسند کریں گے اس پر تو آپ نے پہلے رولنگ دی ہوئی ہے اور یہ اس سے interlinked ہے اور معاملہ subjudice ہے یہ پھر بار بار اس بارے میں بات کر کے قواعد و ضوابط اور جناب والا کی رولنگ کے خلاف ورزی کر رہے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب والا! مجھے افسوس ہے کہ وزیر قانون یہ بیان دے رہے ہیں انہیں تو قانون کے مطلب کا پتہ ہونا چاہیے یہ تو عدالت میں وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ گیا ہے اگر یہ گیا بھی ہے اور وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے بارے میں جو قرار داد تھی اس بارے میں تو ان کا یہ پوائنٹ valid ہو سکتا تھا لیکن وفاقی شرعی عدالت میں یہ روزگار سکیم نہیں گئی اور نہ کسی عدالت نے منع کیا ہے کہ آپ سود کو حرام قرار نہ دیں کسی عدالت نے منع نہیں کیا کہ سود کے بارے میں آپ کوئی بات نہ کریں کسی عدالت میں یہ بات نہیں ہے کہ سود کے موضوع پر کوئی بات نہیں کی جا سکتی وفاقی شرعی عدالت کے فیصلوں کے بارے میں انہوں نے یہ بات کی ہم نے آپ کی رولنگ کو بھی تسلیم کیا اس حد تک یہ بات صحیح تھی کہ یہ فیصلہ گیا ہے لیکن سود کے بارے میں بات کرنے پر تو کوئی ممانعت نہیں ہے۔ اس لیے جناب سپیکر میں اپنی گفتگو کا اختتام کرتے ہوئے آپ سے یہ عرض کروں گا کہ فلپائن میں بھی ایک سکیم دی گئی اور ایک بنگلہ دیش میں بھی جناب سپیکر! میں بنگلہ دیش کی مثال خاص طور پر دوں گا کیونکہ یہ ہمارے جیسے ہی حالات رکھنے والا ایک ملک ہے یہ ہم سے بھی زیادہ غریب ہے وہاں پر ایک بنک کے ذریعے سے گزشتہ ایک مدت سے۔۔۔۔۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر : پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پراچہ صاحب نے یہ جو دوبارہ بات شروع کی ہے اس سلسلے میں وزیر قانون پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ ہمنوں نے کی ہے اور یہ قرضے بھی ہمنوں نے

ہیں اس لیے جب تک اس کا کوئی فیصلہ نہیں ہو گا اس وقت تک اس پر اس ایوان
ئی حث نہیں کی جا سکتی اور یہ معاملہ subjudice ہے۔ یہ اس سے in-
ter-lin ہے اور ویسے بھی یہ معاملہ اپیل میں گیا ہے اس پر حث نہیں ہونی چاہیے۔

ب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! اس بارے میں کسی عدالت کی طرف سے کوئی
stay or نہیں ہے کہ اس موضوع پر بات نہیں ہو سکتی۔

اقبال احمد خان لنگڑیال : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ سے اس بات
رولنگ چاہوں گا کہ وزیر قانون کی موجودگی میں پارلیمانی سیکرٹری کوئی بات کر سکتے ہیں
میں۔

اب سپیکر : وہ بات کر سکتے ہیں۔ میرے خیال میں مرکزی حکومت کی طرف سے
زگار سکیم کے تحت جاری ہونے والے قرضوں پر سود ختم کرنے کے بارے میں یہ قرار
د ہے اگر پراچہ صاحب اپنی قرار داد کو original قرار داد کے دائرہ کار میں رکھتے تو
ہیں اس معاملے پر اعتراض یا گنجائش نہ ملتی آپ چاہتے ہیں کہ اس روزگار سکیم کے قرضہ
بات پر سود نہ لیا جائے بلکہ اس پر سروسز چارجز وصول کیے جائیں تو اس کو آپ وائنڈ اپ
یجئے۔

جناب فرید احمد پراچہ : بہتر جناب سپیکر! میں اس کے دوسرے حصہ پر عرض کرتا
ہوں جس میں یہ کہا گیا ہے کہ اس کے طریقہ کار کو بھی آسان بنایا جائے۔ اس بارے
میں' میں بنگلہ دیش کی مثال دیتا ہوں کہ وہاں ایک بنک کے ذریعہ 15 سال سے 4 لاکھ
افراد کو بغیر کسی ضمانت کے 10 کروڑ روپیہ کی رقم بطور قرض دی گئی اور اس میں 99
فیصد رقم واپس آگئی ہے۔

رانا پھول محمد خان : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! دیگر ممالک کی مثالیں یا دلائل
اس وقت دیئے جا سکتے ہیں جب اس قرار داد کو آپ پیش کرنے کی اجازت دے دیں۔
جناب والا! جب آپ کے علم میں وزیر قانون یہ بات لا چکے ہیں کہ سود کے معاملہ میں
سپریم کورٹ میں اپیل دائر ہے تو پھر اس کو زیر حث لانا اور اس پر دلائل دینا قواعد و
ضوابط کی خلاف ورزی ہے۔

جناب سپیکر : اس بارے میں میری رائے یہ ہے کہ جو پہلے قرار داد تھی وہ اور نوعیت کی تھی اور یہ اور نوعیت کی ہے۔ بلاشبہ وہ قرار داد اس ملک سے سود کو ختم کرنے سے متعلق تھی۔ جس بارے میں بنک کی طرف سے یا گورنمنٹ کی طرف سے سپریم کورٹ میں ایک اپیل دائر ہے اور معاملہ subjudice ہے۔ لہذا سود کا معاملہ in general terms اس ایوان میں زیر بحث لانا مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ معاملہ subjudice ہے۔ جہاں تک اس قرار داد کا تعلق ہے یہ روزگار سکیم کے قرضہ جات پر سود معاف کرنے کے بارے میں یعنی روزگار سکیم پر سود نہ لینے کے بارے میں ہے۔ میرے خیال میں یہ اس سے inter linked نہیں ہے۔ یہ ایک particular معاملہ پر سود نہ لینے کے بارے میں قرار داد ہے۔ اس پر کم سود لینے یا سود نہ لینے کے بارے میں بھی بات ہو سکتی ہے۔ یہ اس قرار داد سے inter linked نہیں ہے اس لیے میں اس کی اجازت دیتا ہوں۔

جناب فرید احمد پراچہ : شکریہ جناب سپیکر۔ میں جو مثال دے رہا تھا اس میں یہ عرض کر رہا تھا انھوں نے اس میں یہ بات بھی رکھی ہے کہ جن افراد کو قرضہ دیا جائے ان کے پاس نصف ایکڑ سے بھی کم اراضی موجود ہو۔ یعنی جو غریب لوگ ہوں ان کو قرضہ دیا جائے اور اس سکیم سے امیر لوگ فائدہ نہ اٹھا سکیں۔

وزیر صنعت : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس قرار داد کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ سود سے متعلق ہے اور دوسرا یہ کہ اس کے طریقہ کار کو آسان کیا جائے۔ جناب والا! میں پراچہ صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ جس روزگار سکیم کا یہ ذکر کر رہے ہیں وہ وفاقی حکومت کی سکیم ہے اور اس میں ملکیتی اراضی کی ضمانت نہیں ہے اس میں صرف شخصی ضمانت ہے۔ کوئی نوجوان جو کسی قسم کا کاروبار کرنا چاہتا ہے تو وہ صرف ایک شخصی ضمانت پر جو اس گاؤں کا نمبردار یا سکول ٹیچر دے قرضہ لے سکتا ہے۔ اس میں نہ تو زمین ہونا' نہ ہی مکان ہونا ضروری ہے اور نہ ہی کوئی اور شرط ہے۔ صرف شخصی ضمانت پر کہ یہ آدمی اس جگہ کا رہنے والا ہے اور یہ قرضہ واپس کرے گا۔

جناب سپیکر : شکریہ بھروانہ صاحب۔

جناب فرید احمد پراچہ : بھروانہ صاحب کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ اس لیے کہ انھوں نے جو جواب دینا ہے وہ میری تقریر کے بعد دیں۔

میاں شہباز احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! ہمارے دوست جناب فرید احمد پراچہ نے بڑی لمبی تمہید اور تقریر یہاں پر کی ہے اور ماشاء اللہ پڑھے لکھے آدمی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ حساب میں کمزور ہیں۔ بلکہ انتہائی کمزور ہیں کیونکہ انھوں نے یہاں پر جو بیان دیا ہے کہ بنگلہ دیش میں 4 لاکھ آدمیوں کو 10 کروڑ روپیہ دیا گیا۔ یہاں پراچہ صاحب یہ بتائیں کہ 4 لاکھ کے حساب سے فی کس کتنا بنتا ہے۔ یہ صرف ڈھائی سو روپیہ فی کس کے حساب سے بنتا ہے۔ ڈھائی سو روپے میں کوئی کیا کاروبار کرے گا اور اس پر ضمانت کی کیا ضرورت ہے؟

جناب سپیکر : شکریہ میاں صاحب۔ آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں۔ پراچہ صاحب آپ بھی اس کو wind up کریں۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! بہتر ہے میں اس کو مختصر کرتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ میں نے جو یہ مثال دی ہے وہ دس کروڑ روپے rotate کرنے کے بارے میں دی ہے کہ 10 کروڑ روپیہ 4 لاکھ افراد میں گردش کرتا رہا اور وہ کاروبار کرتے رہے۔ آپ تشریف رکھیں اور میرے دلائل سنیں۔ جناب سپیکر! یہ معاملہ اس انداز کا ہے کہ جس میں ہماری موجودہ حکومت کو فی الواقع سنجیدگی سے سوچنا چاہیے۔

شیخ محمد طاہر رشید : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر : شیخ طاہر رشید صاحب ' پراچہ صاحب کو اپنی بات wind up کرنے دیں۔ آگے بھی چلیں۔ آپ اسی پر ہی پوائنٹ آف آرڈر اٹھایے جا رہے ہیں۔

شیخ محمد طاہر رشید : جناب سپیکر! کیا کوئی معزز رکن اس ایوان میں کسی دوسرے معزز رکن کو اٹھا سکتا ہے۔

جناب سپیکر : نہیں اٹھا سکتا کوئی معزز رکن کسی دوسرے معزز رکن کو بیٹھنے کے لیے کوئی حکم نہیں دے سکتا۔

میاں شہباز احمد : جناب سپیکر! پراچہ صاحب نے مجھے کہا ہے کہ "بیٹھ جائیں" انھوں نے مجھے کس رول کے تحت کہا ہے کہ بیٹھ جاؤ؟

جناب سپیکر : میاں صاحب میں نے اس پر اپنا فیصلہ دے دیا ہے کہ "نہیں بٹھا سکتے"۔

میاں شہباز احمد : جناب سپیکر! یہ نہیں بٹھا سکتے تھے تو پھر یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ اگر یہ اپنے الفاظ واپس نہیں لیتے تو پھر میں واک آؤٹ کر جاؤں گا۔ کیونکہ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر : میاں شہباز احمد صاحب یہ کونسی اتنی بڑی بات ہے جس کو آپ اہمیت دے رہے ہیں۔ براہ کرم تشریف رکھیں۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! آپ کی اس پر رولنگ آچکی ہے۔ وزیر قانون کو بھی ہدایت کریں کہ یہ جو لوگوں کو اشارے کر کے اور کندھے دبا کر بٹھاتے ہیں اس طرح نہ بٹھایا کریں۔

سید طاہر احمد شاہ : بیٹھنے کے لیے حکم نہیں دے سکتا۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ درخواست کر سکتا ہے بیٹھنے کے لیے۔

جناب سپیکر : کیا پراچہ صاحب آپ نے اس کو wind up کر لیا ہے؟

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس معاملہ کو سنجیدگی سے لینا چاہیے اور بے روزگاروں کی بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے شرح سود کو بالکل ختم کیا جائے۔ سروس چارجز جتنے بھی ہوں۔ دو' تین' چار فیصد سے زیادہ نہیں ہو سکتے اور اس پر صرف سروس چارجز وصول کیے جائیں۔ اگر بے روزگاری کو فی الواقع ختم کرنا چاہتے ہیں تو اس کا صحیح طریقہ یہی ہے۔ اسی طرح کسی بے روزگار آدمی سے ضمانت طلب کرنے کا معاملہ ہے۔ کسی بے روزگار کو تو اس کا والد بھی اپنی جائداد پر ضمانت نہیں دے گا۔ یہ شخصی ضمانت نہیں ہے بلکہ اس نوعیت کی ضمانت ہے کہ اگر یہ شخص قرضہ واپس نہ دے گا تو اس کے قرضہ کا میں ذمہ دار ہوں گا۔ اس انداز میں کسی بے روزگار کے لیے کوئی بھی ضمانت دینے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا۔ اس لیے جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ اس قرار داد کو منظور کیا جائے اور روزگار سکیم پر سود ختم کیا جائے اور اسکے طریقہ

کار کو اس انداز سے آسان کیا جائے کہ ایک بے روزگار آدمی فی الواقع بنک سے قرضہ لینے کے بعد اپنے اس کاروبار کو شروع کر سکے اور اس کے بعد وہ اس میں مضاربہ کی شکل میں بنک کے ساتھ شریک ہو۔ بنک اور بے روزگار آدمی مضاربہ میں داخل ہوں اور اس کے نتیجے میں وہ اپنا کاروبار شروع کر سکے اور اپنی بے روزگاری کو ختم کر سکے۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر : قبل اس کے کہ وزیر قانون اس پر کچھ ارشاد فرمائیں رانا اکرام ربانی خان کی طرف سے ترمیم ہے میں انہیں ترمیم پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

رانا اکرام ربانی : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مذکورہ قرار داد کے آخر میں مندرجہ ذیل عبارت ایزاد کی جائے۔

"بلکہ اس ڈرامے کو ہی ختم کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے تاکہ حکومت کی طرف سے سنہرے خواب دکھانے کا سلسلہ بند ہو"

جناب سپیکر : یہ ترمیم پیش کی گئی ہے کہ مذکورہ قرار داد کے آخر میں مندرجہ ذیل عبارت ایزاد کی جائے۔

"بلکہ اس ڈرامے کو ہی ختم کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے تاکہ حکومت کی طرف سے سنہرے خواب دکھانے کا سلسلہ بند ہو"

وزیر قانون و پارلیمانی امور : میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر : رانا اکرام ربانی اس بارے میں کچھ کہنا چاہیں گے ؟

رانا اکرام ربانی : جناب سپیکر! مختلف سیاسی جماعتوں اور حزب اختلاف کی طرف سے اس سکیم کے بارے میں مختلف آراء عوام کے سامنے آئی ہیں۔اور اس ایوان کے معزز اراکین بھی اس سے آگاہ ہوں گے۔ جناب والا! اپنی طرف سے کچھ اضافہ کیے بغیر پاکستان کے قومی اخبارات نے اس سکیم کا سروے کرنے کے بعد اور ورلڈ بنک نے اس سکیم کا تجزیہ کرنے کے بعد جو رائے دی ہے میں صرف وہ پڑھوں گا اور معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ ان آراء اور عالمی بنک کے تجزیہ کی روشنی میں میری ترمیم پر ضرور غور فرمائیں۔ جناب والا! پچھلے دنوں جب یہ بحث ہو رہا تھا ورلڈ بنک کی ٹیم یہاں پر

آئی۔ اس سے جو گفتگو ہوئی اخبارات نے لکھا ہے کہ ورلڈ بنک نے وزیر اعظم محمد نواز شریف کی طرف سے حال ہی میں بیروزگار نوجوانوں کے لیے شروع کی جانے والی ''سیلف ایمپلائمنٹ سکیم'' کو ناقابل عمل قرار دیا ہے۔ پاکستان کے دورے پر آئے ہوئے عالمی بنک کے اس وفد نے گزشتہ روز ''جنگ'' سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ ہم نے سیلف ایمپلائمنٹ سکیم'' کا خاص طور پر جائزہ لیا ہے اور جن مالیاتی اداروں کے ذریعے سے ان سکیموں کو شروع کرنے کا اعلان کیا گیا ہے ان اداروں کے اعلیٰ حکام سے بھی بات چیت کی ہے۔ عالمی بنک کے سینئر عہدیدار نے کہا ہے کہ ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ سکیمیں کامیاب نہیں ہو سکتیں کیونکہ ان کی منصوبہ بندی ناقص ہے۔ جناب سپیکر! یہ تو اس کی پلاننگ کے بارے میں ورلڈ بنک کی رپورٹ تھی۔ اب جو کچھ فیلڈ میں ہو رہا ہے اس بارے میں روزنامہ ''نوائے وقت'' کا تجزیہ ہے کہ ''قرضہ نہیں ملے گا آپ مفت کے پھیرے لگا رہے ہیں'' وزیر اعظم کی طرف سے ''سیلف ایمپلائمنٹ سکیم'' کے تحت قرضوں کے حصول کے لیے درخواست دینے والے اکثر نوجوانوں کو متعلقہ مالیاتی اداروں کی طرف سے تحریری طور پر آگاہ کر دیا گیا ہے کہ ان کی درخواست مسترد کر دی گئی ہے۔ جناب والا! میں یہ روزنامہ ''جنگ'' کا سروے آپ کو بتا رہا ہوں۔ سینکڑوں نوجوانوں کے دیئے گئے جواب نے ہمیں ورطہ حیرت میں ڈال دیا ہے جو کئی کئی ماہ سے ان اداروں کا چکر لگا رہے تھے۔ اور کافی خرچ کر چکے تھے متعدد نوجوانوں نے اپنی ماؤں بہنوں کا زیور بیچ کر قرضہ حاصل کرنے کے لیے کوشش کی۔ ان نوجوانوں نے یہ بھی بتایا کہ بعض ایجنسیوں کے ذریعے ان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ پندرہ سے بیس ہزار روپیہ دے دو تو چیک جاری کر دیں گے۔ اور یہ سلسلہ عرصہ سے جاری ہے۔ جناب والا! میں نے بڑے اختصار کے ساتھ اراکین اسمبلی کے سامنے صورت حال رکھنے کی کوشش کی ہے۔ ''نوائے وقت'' میں ایک خبر چھپی ہے کہ گجرات میں ایک 35 سالہ نوجوان نے جو محلہ غریب پورہ کا رہنے والا تھا خودکشی کر لی ہے۔ متوفی کے والد غلام احمد بٹ نے بتایا کہ میرا بیٹا غریب ضرور تھا مگر خود دار تھا۔ اس نے وزیر اعظم کی اس سکیم کے فارم بھی حاصل کیے مگر قرضہ حاصل کرنے کی شرائط اتنی سخت تھیں کہ اس نے دلبرداشتہ ہو کر خودکشی کر لی۔ جناب والا! میں نے ان حقائق کے پیش نظر اپنی ترامیم اس قرارداد میں دی ہے۔ اور جس کے

بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ سکیم قابل عمل نہیں ہے اور اس کے بعد فیلڈ میں جو کچھ ہو رہا ہے اور اس کے نتیجہ میں ہمارے نوجوان انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور ہیں۔ لہذا میں ایوان سے استدعا کروں گا کہ میری اس ترمیم کو منظور کیا جائے اور مرکزی حکومت سے سفارش کی جائے کہ اس سلسلہ کو ختم کیا جائے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی : جناب سپیکر! اس بارے میں میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : بھروانہ صاحب' آپ اس کا جواب دینا چاہتے ہیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی : جناب سپیکر! "سیلف ایمپلائمنٹ سکیم" جو پنجاب میں رائج کی گئی رورل انڈسٹریل پروگرام اور روزگار سکیم جو وزیر اعظم نے جاری کی ہے میرے فاضل دوست فرید پراچہ نے مکمل طور پر دونوں کو اکٹھا سمجھ لیا ہے۔ میری ان سے درخواست ہو گی کہ وہ ان سکیموں کا مطالعہ کریں۔ یہ دونوں مختلف سکیمیں ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب ہم نے یہ سکیم پنجاب میں رائج کی تھی اس وقت ایک قرار داد آئی تھی کہ یہ سکیم بالکل ناکام ہو گئی ہے۔ لوگوں کو قرضہ نہیں مل رہا۔ لیکن آج میں اس ایوان کے فلور پر اطلاعاً عرض کر رہا ہوں اس وقت سے لے کر آج تک۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جناب سپیکر : جناب فرید احمد پراچہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب والا! میری قرار داد واضح ہے اس میں کہا گیا ہے کہ پنجاب اسمبلی مرکزی حکومت سے سفارش کرے۔ یہ مرکزی روزگار سکیم کے بارے میں ہے۔ اس میں پنجاب کی روزگار سکیم کا ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے مرکزی حکومت کی روزگار سکیم کے بارے میں بات کی ہے۔ یہ اس بارے میں جواب دیں۔

جناب سپیکر : جناب منسٹر انڈسٹری' یہ قرار داد مرکزی روزگار سکیم کے بارے میں ہے۔ اس لیے آپ اپنی بات کو اسی کے اندر محدود رکھیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی : جناب والا! میں عرض کروں گا کہ وزیر اعظم پاکستان نے پہلی بار ایک انقلابی قدم اٹھایا ہے اس میں وہ نوجوان جو کہ پڑھ لکھ کر نوکری کے حصول کے لیے دفتروں کے چکر لگاتے ہیں ان کے لیے یہ موقع فراہم کیا گیا ہے کہ وہ ایک شخصی

ضمانت دیں۔ یہ بڑی معمولی سی بات ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے طریقہ کار کو آسان کیا جائے۔ میرے پاس فارم ہے۔ آپ اسے ملاحظہ فرمائیں۔ اگر اس میں کسی قسم کی دقت ہے تو ہمیں بتائیں ہم اس کی سفارش کرنے کو تیار ہیں۔ اس درخواست فارم کے اوپر ایک چک کے نمبردار ایک سکول ٹیچر نے شخصی ضمانت دینی ہے تو اس پڑھے لکھے نوجوان یا ان پڑھ نوجوان کو قرضہ مل جانا ہے۔ جناب والا! یہ اتنا سادہ قرضہ ہے کہ اس سے سادہ قرضہ اور ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لیے میری یہ درخواست ہے کہ اس قرار داد کو نامنظور کیا جائے۔

جناب سپیکر : اب یہ ترمیم پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ مذکورہ قرار داد کے آخر میں مندرجہ ذیل الفاظ ازداد کیے جائیں۔

"بلکہ اس ڈرامے کو ہی ختم کر دیا جائے تو زیادہ بہتر ہے تاکہ حکومت کی طرف سے سنہرے خواب دکھانے کا سلسلہ بند ہو"

(تحریک نامنظور ہوئی)

اور اب یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ

"صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ روزگار سکیم کے تحت جاری ہونے والے قرضوں پر سود ختم کیا جائے اور بنک صرف سروس چارجز وصول کریں علاوہ ازیں بے روزگار نوجوانوں کے لیے ضمانت کی فراہمی کا طریق کار بھی آسان بنایا جائے"۔ جو اس کے حق میں ہیں وہ "ہاں" کہیں اور جو اس کے خلاف ہیں وہ "ناں" کہیں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! "ہاں" والوں نے تو کہا ہی کچھ نہیں۔

جناب سپیکر : تو میرے خیال میں فیصلہ "ہاں" والوں کے حق میں ہے اور جناب وزیر قانون صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ فیصلہ "ناں" والوں کے حق میں ہے۔

جناب فرید احمد پراچہ : جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ کہ اس معاملے کو اس انداز سے نہیں آنا چاہیے تھا اس میں ہمارے سرکاری بنچوں پر بیٹھنے والے حضرات کو بھی اس میں "ہاں" کرنی چاہیے تھی۔ اس لیے کہ یہ معاملہ پورے ملک اور صوبے کے تمام بے

روزگاروں سے متعلق تھا۔ لیکن صرف اکثریت کے زور پر ایک ایسی قرار داد کو جس کا تعلق مفاد عامہ سے ہے اور جس کا تعلق ایک شرعی مسئلے سے ہے اس پر یہ انداز ٹھیک نہیں ہے ہم اس پر علامتی طور پر واک آؤٹ کرتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب سپیکر : پراچہ صاحب ابھی اس بارے میں فیصلہ نہیں ہوا آپ خواہ مخواہ واک آؤٹ کرتے ہیں۔ ابھی ہاؤس میں اس کا فیصلہ بھی نہیں ہوا ابھی تو یہ disputed ہے کہ فیصلہ ''ہاں'' والوں کے حق میں ہے یا ''ناں'' والوں کے حق میں ہے آپ خواہ مخواہ واک آؤٹ کیوں کرتے ہیں۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! کیونکہ میرے بھائی نے observations لی ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں اس سلسلے میں اپنی کچھ گزارش پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : جی میں وزیر قانون سے کہوں گا کہ وہ اس سلسلے میں جو فرید احمد پراچہ نے observations کی ہیں۔

حاجی محمد افضل چن : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : جی حاجی صاحب ارشاد فرمایئے۔

حاجی محمد افضل چن : جناب والا! اس ضمن میں میری یہ گزارش ہے کہ میرے بھائی پراچہ صاحب واک آؤٹ کر رہے ہیں ہم جو ان سرکاری بنچوں پر بیٹھے ہیں میں نے تو ان کے حق میں ہاں کہا ہے کیونکہ جو بات ملکی مفاد میں ہو گی ہم اس میں ان کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر : جی تشریف رکھیے۔ وزیر قانون اس سلسلہ میں کچھ ارشاد فرمانا چاہتے ہیں۔

شیخ محمد طاہر رشید : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر : شیخ طاہر رشید۔ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

شیخ محمد طاہر رشید : جناب سپیکر! ابھی جب ''ہاں'' اور ''ناں'' کا فیصلہ ہونا باقی ہے تو اس میں جناب فرید احمد پراچہ کا یہ دھمکی آمیز رویہ کہ ہم اجلاس سے علامتی واک آؤٹ کرتے ہیں یہ کسی طور پر مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر : جی وزیر قانون۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! مجھے بہت دکھ سے یہ گزارش کرنی پڑی ہے کہ اپوزیشن کے بھائیوں نے بلاوجہ ایک اچھی سکیم جس کا ابھی آغاز ہوا ہے اس بارے میں ہمارے فاضل وزیر صنعت نے بات کرنی چاہی تو اس قسم کی ایک قرار داد اس ہاوس میں آئی تھی کہ سیلف ایمپلائمنٹ سکیم پنجاب میں ناکام ہو گئی ہے وہ اپنا پوائنٹ raise کرنا چاہتے تھے تو ان کو raise کرنے دیا۔ جناب والا! ہر اچھے کام میں کیڑے نکالنا مخالفت برائے مخالفت کرنا مناسب نہیں ابھی تو یہ سکیم پوری طرح take off نہیں کر سکی۔ اصلاح کی گنجائش ہر کام میں موجود ہوتی ہے اور already وفاقی حکومت نے اس چیز کا بڑا serious نوٹس لیا ہے اور اس سکیم کو بہتر بنانے کے لیے عملی اقدامات کے بارے میں غور و خوض کر رہی ہے۔

جناب والا! یہ قرضے بچوں نے دینے ہیں حکومت کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں آپ یہ دیکھیں کہ اس کے پیچھے کیا عوامل کار فرما ہیں۔ ہماری نیت کیا ہے ہم کیا چاہتے ہیں ہم یہ ایک اچھا کام کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا تو وہی حال ہے۔

درمیاں قعر دریا تختہ بندم کردہ ای
باز مے گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

جناب والا! ہم کوشش کرتے ہیں تو اس میں کیڑے نکالتے ہیں اگر ہم کوئی اچھی بات کرنا چاہتے ہیں تو مخالفت برائے مخالفت کرتے ہیں ان کو تو کسی بات میں اچھائی نظر ہی نہیں آتی۔ تو میں نے اس وجہ سے technical objection کیا تھا۔ کیونکہ 235 کے تحت یہ بھی بچوں سے متعلق ہے۔ ہم نے بچوں سے لے کر سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کو دینا ہے اس وجہ سے آپ اس کو rule out کریں۔ لیکن اس پر میرے بھائی چونکہ بہت strongly feel کرتے تھے تو ہم نے بار بار interrupt نہیں کیا اور ہاؤس کے ماحول کو خراب نہیں کیا صرف ان کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے تاکہ وہ اپنا مافی الضمیر کھل کر بیان کر سکیں۔ جناب والا! ہر بات کی کوئی حد ہوتی ہے میں آپ کی خدمت میں یہ التماس کرنا چاہتا ہوں کہ جس انداز میں میرے بھائی بات کر رہے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے اور جہاں تک سود کو کم کرنے کا تعلق ہے۔ جب سپریم کورٹ کا فیصلہ ہو جائے گا اس

سے یہ connected ہے۔ خود خود حکومت اس پوزیشن میں ہو گی کہ اس کی روشنی میں ہم نے کیا کرنا ہے۔

235 کے تحت اس مسئلہ کو subjudice ہونے کی وجہ سے زیر بحث لایا ہی نہیں جا سکتا اور جہاں تک ان کے دوسرے حصہ کا تعلق ہے تو اس بارے میں بھی میں نے اپنی گزارش پیش کر دی ہے۔ میں نے ابھی آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا تھا اور کل بھی میں نے یہ بات کی تھی کہ ہم تو خود چاہتے ہیں کہ ہاؤس کا ماحول باہمی افہام و تفہیم سے چلایا جائے۔ صرف اخباروں میں خبر چھپوانے کے لیے اور حکومت جو اچھا کام کر رہی ہے اس کو غلط رنگ دے کر عوام میں پیش کرنا میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح کسی بھی لحاظ سے جمہوریت کی خدمت نہیں کی جا رہی اور نہ ہی یہ بات ہمارے معزز اراکین کو زیب دیتی ہے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر : اب سوال یہ ہے کہ اس قرار داد پر میں نے question put کیا ہے اور question put کر کے میں نے آپ سے رائے طلب کی ہے کہ جو اس قرار داد کے حق میں ہیں وہ ''ہاں'' کہیں تو کچھ صاحبان نے ''ہاں'' کہی پھر میں نے کہا ہے کہ جو اس قرار داد کے حق میں نہیں ہیں وہ ''ناں'' کہیں تو کچھ صاحبان نے ''ناں'' کہی' ناں بھی دھیمے انداز میں کہی گئی ہے اور ''ہاں'' بھی دھیمے انداز میں کہی گئی۔ کوئی بات واضح نہیں ہو سکی کہ کتنے لوگ ''ہاں'' کے حق میں ہیں اور کتنے ''ناں'' کے حق میں ہیں۔ اس لیے میرے پاس سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں ہے کہ میں آپ سے یہ کہوں کہ جو اس کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں اب جو اس قرار داد کے مخالف ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔ میرے خیال میں فیصلہ ''ناں'' والوں کے حق میں ہے۔

(رائے شماری کے بعد قرار داد نا منظور کی گئی)

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : جناب سپیکر! میں صرف ایک چھوٹی سی بات کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اسلامی جمہوری اتحاد کے منشور کی طرف اس منشور میں مسلم لیگ، جماعت اسلامی اور اتحاد کی تمام جماعتوں نے مل کر خدا کو حاضر ناظر جان کر پوری قوم کے سامنے یہ وعدہ کیا کہ جب ہم برسر اقتدار آئیں گے تو اس ملک میں تمام شعبہ ہائے زندگی میں اسلام اور قرآن و سنت کی بالادستی قائم کریں گے جس کی بنیادیں عادلانہ سماجی

نظام پر استوار کی جائیں گی اور کسی کے ساتھ ظلم اور زیادتی نہیں ہو گی اور میں پڑھنا چاہتا ہوں اس میں ایک شق یہ بھی ہے۔۔۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر صاحب' یہ کوئی relevant بات نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب! آپ اپنی جماعت کے ممبران کی قیادت کر رہے ہیں۔ آپ جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والے ممبران کے قائد ہیں۔ آپ سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ آپ رولز کے تحت معاملات کو چلنے دیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : جناب سپیکر! میں رولز کے مطابق بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر : ڈاکٹر صاحب! یہ رولز کے مطابق نہیں ہیں۔

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : ہم احتجاجاً علامتی واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جماعت اسلامی کے تمام ممبران ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

وزیر جنگلات : جناب سپیکر! میں ان کو واپس لے کر آتا ہوں۔

جناب سپیکر : جی آپ ان کو لے آئیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈاکٹر محمد افضل اعزاز اور جماعت اسلامی کے دوسرے معزز اراکین واک آؤٹ ختم کر کے واپس ایوان میں تشریف لے آئے)

شیخ محمد طاہر رشید : جناب والا! انہیں واپس نہیں آنا چاہیے تھا۔ (قطع کلامیاں)

جناب فرید احمد پراچہ : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ ہاؤس کے custodian ہیں۔ اس نقطۂ نظر سے میری یہ گزارش ہے کہ آپ بار بار کسی ممبر کو اس بات کی اجازت نہ دیں کہ وہ اس مسئلے کو موضوع بحث بناتے رہیں کہ وہ اسمبلی کے ممبر ہیں یا نہیں ہیں۔ اس کا جواب موجود ہے۔ اگر ہم اس اسمبلی کے ممبر نہیں رہیں گے تو پھر یہ بھی ممبر نہیں رہیں گے۔ اسلامی جمہوری اتحاد کے منشور کی بنیاد پر تمام اراکین منتخب ہوئے ہیں۔ اس لیے ان باتوں کے بار بار تذکرے کی کیا ضرورت ہے؟ اور بار بار یہ کہنا کہ یہ استعفیٰ دے دیں۔ پھر استعفیٰ ان کو بھی دینا چاہیے جنہوں نے عوام کا اعتماد حاصل کیا ہے اور ان کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ اس مسئلے کو موضوع بحث نہ بنایا جائے۔

شیخ محمد طاہر رشید : ایوان کے اندر عوام کے منتخب نمائندے بیٹھے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : شیخ محمد طاہر رشید اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز چودھری صاحب آپ فرمائیں۔

چودھری صداقت علی : جناب والا! اگر دیکھا جائے تو ہمارے ووٹ 98 فیصد ہیں اور ان کے دو فیصد ہیں اور ہماری وجہ سے یہ اسمبلی میں بیٹھے ہیں یہ ہمیں کیا کہیں گے ؟ میں آپ کو مثال پیش کرنا چاہتا ہوں کہ میرا ایم این اے جو چار پانچ دفعہ ہار چکا ہے۔ اس دفعہ تیس ہزار ووٹوں سے جیتا ہے۔ وہ ہماری وجہ سے ہی جیتا ہے جماعت نے اسے اپنے کھاتے میں ڈالا ہوا ہے۔

جناب سپیکر : چودھری صاحب آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں۔ خواہ مخواہ ہاؤس کے ماحول کو غیر سنجیدہ نہ کیا جائے۔ بلکہ ہاؤس کے ماحول کو سنجیدہ رکھا جائے تاکہ اجلاس کی کارروائی بہتر طریقے سے چلتی رہے۔ میں معزز اراکین اسمبلی سے گزارش کروں گا کہ وہ اس میں غیر سنجیدگی پیدا نہ کریں۔ ڈاکٹر افضل اعزاز صاحب کی قرار داد ہے میں انہیں قرار داد پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب کو بھی ایم این ایز اور سینیٹرز کی طرح گرینس پاسپورٹ کی سہولتیں فراہم کی جائیں

ڈاکٹر محمد افضل اعزاز : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت ' مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ممبران قومی اسمبلی و سینیٹر کو گرینس پاسپورٹ کی جو سہولتیں حاصل ہیں اسی طرح ممبران صوبائی اسمبلی پنجاب کو بھی ایسی ہی سہولتیں مہیا کی جائیں۔

جناب سپیکر : یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ

> "صوبائی حکومت' مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ممبران قومی اسمبلی و سینیٹرز کو گرینس پاسپورٹ کی جو سہولتیں حاصل ہیں اسی طرح ممبران صوبائی اسمبلی پنجاب کو بھی ایسی ہی سہولتیں مہیا کی جائیں۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! میں اس قرار داد کی مخالفت نہیں کر رہا۔ اس سلسلے میں' میں آپ کی اجازت سے چند الفاظ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ آج کل ہمارے معزز اراکین کے استحقاقات کے بارے میں غلط رنگ دے دیا جاتا ہے۔ یہ گرینس پاسپورٹ کا مسئلہ صرف اتنا ہے کہ آفیشل فری پاسپورٹ دیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ اس میں کچھ بھی نہیں ہے۔ میں صرف ریکارڈ کو درست کرنے کے لیے یہ بتا دینا ضروری سمجھتا تھا۔ میں اپنے بھائی کے ریزولیوشن کی مکمل حمایت کرتا ہوں۔ ہماری حکومت اور ہمارے بھائی جو حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہیں۔ مخالفت برائے مخالفت کے قائل نہیں ہیں۔ ہم ہر بات میں کیڑے نکالنا نہیں چاہتے ہیں۔ ہم افہام و تفہیم سے معاملات کو طے کرنا چاہتے ہیں اور اس کا واضح عملی ثبوت یہ ہے کہ ابھی میں آپ کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں اور انہوں نے جس قرار داد پر واک آؤٹ کیا ہے اگر اسے stringtly اور فنی لحاظ سے دیکھا جاتا تو وہ قرار داد پیش ہی نہیں ہو سکتی تھی۔ لیکن ہم نے افہام و تفہیم کی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے اور ایوان کا ماحول اچھا رکھنے کے لیے اس تحریک کی فنی بنیادوں پر مخالفت نہیں کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس قرار داد کو متفقہ طور پر منظور کر لیا جائے تو اس میں کوئی معاشی مفاد نہیں ہے۔ میں اس وجہ سے اس کی وضاحت کرنا چاہتا تھا بعض اوقات یہ زیب داستان بن جاتی ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ گرینس پاسپورٹ حاصل کرنے سے معلوم نہیں کیا مفاد حاصل کر لیا گیا ہے۔

جناب سپیکر : شکریہ یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> ''صوبائی حکومت' مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ ممبران قومی اسمبلی و سینیٹرز کو گرینس پاسپورٹ کی جو سہولتیں حاصل ہیں اسی طرح ممبران صوبائی اسمبلی پنجاب کو بھی ایسی ہی سہولتیں مہیا کی جائیں۔''

(قرار داد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

میاں شہباز احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا! اسی قرار داد کو آپ نے منظور کروایا اس کے لیے میں سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ لیکن اس قرار داد کے منظور کرنے سے پہلے میں بات کرنا چاہتا تھا۔ مجھے

اس بات سے بھی اختلاف نہیں ہے۔ کہ آپ گرینٹس پاسپورٹ کیوں دے رہے ہیں۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ جیسے پاکستان کا ہر آدمی پاسپورٹ کی فیس ادا کرتا ہے۔ صوبائی اسمبلی کے ممبران بھی اس کی فیس ادا کریں۔ کیونکہ ابھی وزیر قانون صاحب فرما رہے تھے کہ اس کا یہی فائدہ ہے کہ اس کی فیس نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور : جناب والا! میں نے تو صاف کہا ہے کہ اس میں کوئی معاشی فائدہ نہیں ہے۔ ان کے status کے مطابق ان کو پاسپورٹ ملے گا۔ جیسے ایم این ایز سینیٹرز کو ملتا ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز وزیر قانون صاحب نے اس بات کی وضاحت کر دی ہے یہ ریزولیوشن پاس ہو چکا ہے۔ یہ پاسپورٹ اسی انداز میں ہو گا جیسے کچھ آفیشلز کو آفیشل پاسپورٹ کی سہولت حاصل ہے۔ اسی انداز میں صوبائی اسمبلی کے ممبران کو ان کی offi-cial capacity میں پاسپورٹ مہیا کیا جائے گا۔ اس سے زیادہ اور کوئی بات نہیں ہے۔ اور اس کی فیس بھی باقاعدہ ادا کی جائے گی جو بھی اس کی فیس ہے۔ اگلی قرار داد الحاج سعید احمد قریشی صاحب کی طرف سے ہے۔

(تشریف نہیں رکھتے)

یہ قرار داد ایسے ہی تصور ہو گی جیسے انہوں نے پیش نہیں کی۔ آج میں' سب صاحبان کو جس میں وزیر قانون بھی شامل ہیں' قائد حزب اختلاف رانا اکرام ربانی' ڈاکٹر محمد افضل اعزاز صاحب اور جملہ معزز اراکین اسمبلی بھی اس میں شامل ہیں ۔ میں آپ کی بہتر کارکردگی پر' چونکہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ آج مفاد عامہ کا کام تھا اور ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سارے ایجنڈے کو مکمل کیا ہے اور تمام قرار دادیں بھی ٹیک اپ کیں ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور تمام مسودہ قانون کو ٹیک اپ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم نے تمام ایجنڈے کو مکمل کیا ہے۔ آپ سب اسی سلسلے میں قابل تحسین ہیں۔

اجلاس کی کارروائی کل صبح 9 بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔